بطرز تحفہ شاہجہانی

المرشد الی علم المنطق

المعروف بہ

قواعد المنطق

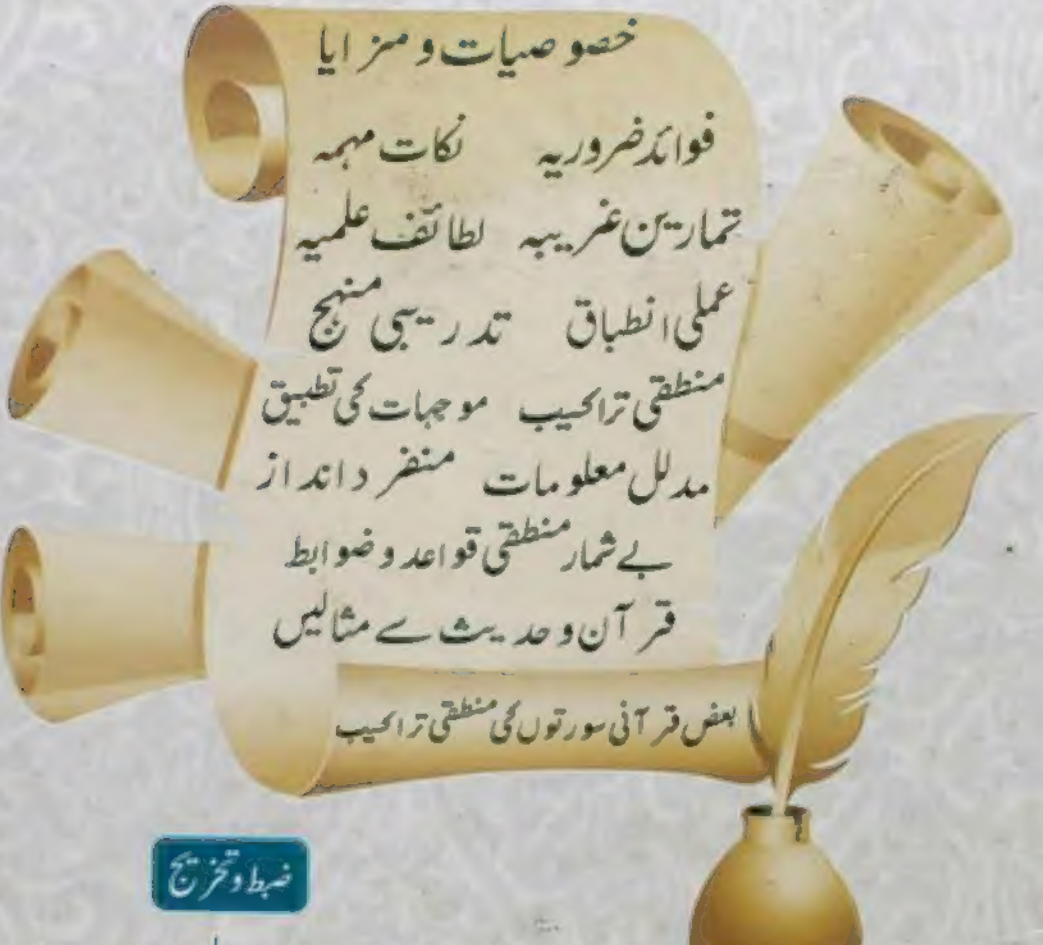

خصوصیات و مزایا

فوائد ضروریہ نکات مہمہ
تمارین غریبہ لطائف علمیہ
عملی انطباق تدریجی منہج
منطقی تراکیب موجہات کی تطبیق
مدلل معلومات منفرد انداز
بے شمار منطقی قواعد و ضوابط
قرآن و حدیث سے مثالیں

بعض قرآنی سورتوں کی منطقی تراکیب

تالیف
مفتی ارشاد الرحمٰن

ضبط و تخریج
احسان اللہ صارم

بطرز تحفہ شاہجہانی

المرشد الی علم المنطق

المعروف بہ

قواعد المنطق

خصوصیات ومزایا

فنی قواعد کا نادر مجموعہ، نکات مہمہ، فوائد غریبہ، عملی انطباق، بے شمار منطقی قواعد وضوابط، منطقی تراکیب، تدریبی منہج، منفرد انداز، لطائف علمیہ، تمارین غریبہ، فوائدِ ضروریہ، موجہات کی تطبیق، مدلل معلومات، قرآن وحدیث سے مثالیں، بعض قرآنی سورتوں کی منطقی تراکیب

تالیف

مفتی ارشاد الرحمٰن المعتصم

استاذ جامعہ اشاعت الاسلام اٹک شہر

ضبط وتخریج

احسان اللہ صارم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب--------------------------قواعد المنطق
مرتب-----------------------------مفتی ارشاد الرحمٰن المعتصم
ضبط و تخریج------------------------احسان اللہ صارم
طبع اول--------------------------رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ
طبع دوم--------------------------شوال ۱۴۴۰ھ
رابطہ نمبر----------0314-4525099/0302-9865895

فَجَدَّدَ مَنطِقًا بَعدَ انهِدَامٍ   وَأَلَّفَ مَخزَنًا لِلعَالِمِيْن
وَأَلَّفَ فِيهِ جَمُعًا بِاهتِمَامٍ   فَذَاكَ الحبرُ خَيْرُ الجَامِعِيْنَ
فَفِيهِ قَوَاعِدتٌ كَافِيَاتٌ   وَفِيْهِ مَقَاصِدٌ لِلقَاصِدِيْنَ
وَفِيهِ فَرَائِدَاتٌ غَالِيَات   وَفِيهِ مَنَاهِجُ المُتَقَدِّمِيْنَ
مُهِمّاتٌ مِنَ المِيْزَانِ فِيهِ   وَفِيهِ هِدَايَةُ المُتَعَلِّمِيْنَ
أَتَى الإِرشَادُ فِيهِ بِغَالِيَات   يُفِيْدُ بِهَا طَرِيْقَ المَاهِرِيْنَ

فہرست

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
تقریظات اکابر	١	مقدمہ (طبع اول)	٦
مقدمہ (طبع دوم)	٨	احوال واقعی	١٨
فصل اول: موجود کا بیان	٢٠	فصل دوم علم کا بیان	٢٣
فصل سوم تصور اور تصدیق کا بیان	٢٧	فصل چہارم تصور اور تصدیق کی تقسیم	٣٠
فصل پنجم تقسیمات تصور وتصدیق	٣٣	فصل ششم دلالت اور وضع کا بیان	٣٧
فصل ہفتم دلالت کی تقسیم	٣٩	فصل ہشتم دلالت لفظیہ وضعیہ کی تقسیم	٤٢
فصل نہم مفرد اور مرکب کا بیان	٤٥	فصل دہم مفرد کی تقسیم	٤٨
فصل یازدہم مفرد کی معنی قلت وکثرت کے اعتبار سے تقسیم	٥١	فصل دوازدہم متکثر المعنی کی تقسیم	٥٤
فصل سیزدہم مرکب کی تقسیم	٥٧	فصل چہاردہم مرکب ناقص کی تقسیم	٦٠
حل شدہ مثالیں	٦٢	باب دوم	٦٥
فصل اول مفہوم کا بیان	٦٦	فصل دوم خارج کے اعتبار سے کلی کی تقسیم	٧٠
ایک حل شدہ مثال	٧٢	فصل سوم حقیقت اور ماہیت کا بیان	٧٤
فصل چہارم کلی کی تقسیم	٧٦	فصل پنجم کلی ذاتی کا بیان	٧٨
فصل ششم جنس، فصل اور نوع کی تقسیم	٨٠	جنس قریب اور بعید کی معرفت کا قاعدہ	٨٠
فصل ہفتم: مافوق اور ماتحت کے اعتبار سے فصل کی تقسیم	٨٤	مراتب الاجناس اور مراتب الانواع کا بیان	٨٥
فصل ہشتم کلی عرضی کا بیان	٨٨	فصل نہم وجود کے اعتبار سے عرض لازم کی تقسیم	٩١
فصل دہم کلی کی تقسیم	٩٤	فصل یازدہم مطالب اور ماہیت کا بیان	٩٦
فصل دوازدہم اصطلاح ”أي شي هو في ذاته“؟ کا بیان	٩٦	فصل سیزدہم نسب اربعہ کا بیان	٩٩
فصل چہاردہم تعریف، معرف اور قول شارح کا بیان	١٠٣	ایک حل شدہ مثال	١٠٨

فصل دہم تعریف صحیح کے شرائط	١١٣	باب سوم	١١٥
تصدیقات کا بیان	١١٥	فصل اول مرکب تام کی تقسیم	١١٦
قضیہ کی تقسیم	١١٦	نسبت کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم	١١٦
فصل دوم ترکیب کے لحاظ سے قضیہ کی تقسیم	١٢٠	فصل سوم رابطہ کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم	١٢٠
فصل چہارم حمل کا بیان	١٢٣	حمل شائع متعارف کی پہلی تقسیم	١٢٤
حمل شائع متعارف کی دوسری تقسیم	١٢٤	فصل پنجم ذات موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم	١٢٧
حل شدہ مثالیں	١٣٠	فصل ششم محصورات اربعہ کا بیان	١٣٢
سور کا بیان	١٣٢	چند حل شدہ مثالیں	١٣٥
فصل ہفتم وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم	١٣٦	موضوع کے محقق اور مقدر ہونے کے اعتبار سے قضیہ تقسیم	١٣٩
محمول کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم	١٤٠	فصل نہم عدول اور تحصیل کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم	١٤٢
ایجاب اور سلب کے اعتبار سے معدولہ کی تقسیم	١٤٢	ایجاب اور سلب کے اعتبار سے محصلہ کی تقسیم	١٤٢
سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولۃ المحمول میں فرق	١٤٣	چند حل شدہ مثالیں	١٤٦
قضیہ حملیہ کے منطقی تراکیب	١٤٧	فصل دہم شرطیات کا بیان	١٤٩
قضیہ شرطیہ کی تقسیم	١٤٩	قضیہ شرطیہ اور جملہ شرطیہ میں فرق	١٥٠
چند حل شدہ مثالیں	١٥٣	فصل یازدہم شرطیہ متصلہ کی تقسیم	١٥٤
فصل دوازدہم جہت انفصال کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم	١٥٧	انفصال کی قوت اور ضعف کے اعتبار سے منفصلہ کی تقسیم	١٦٠
فصل چہاردہم قضیہ شرطیہ کی باعتبار مقدم کی تقسیم	١٦٢	فصل پانزدہم قضیہ شرطیہ کے اسوار کا بیان	١٦٢
قضیہ شرطیہ کے منطقی تراکیب	١٦٥	فصل شانزدہم تناقض کا بیان	١٦٧
فصل ہفدہم قضایا کے درمیان تقابل کا بیان	١٧٢	فصل ہیزدہم عکس کا بیان	١٧٤
فصل نوزدہم عکس نقیض کا بیان	١٨١	باب چہارم	١٨٤
فصل اول حجت (دلیل) کا بیان	١٨٥	حجت (دلیل) کی تقسیم	١٨٥
قیاس کا بیان	١٨٥	فصل دوم قیاس کی تقسیم	١٨٩
قیاس اقترانی کے صحیح ہونے کی شرط	١٩5	فصل سوم قیاس اقترانی شرطی کی تقسیم	١٩٣

فصل چہارم اشکال کا بیان	١٩٥	فصل پنجم شکل اول کا بیان	١٩٨
فصل ششم شکل ثانی کا بیان	٢٠١	فصل ہفتم شکل ثالث کا بیان	٢٠٤
فصل ہشتم شکل رابع کا بیان	٢٠٨	فصل نہم اشکال اربعہ کی مثالیں بنانے کا طریقہ	٢٢٠
فصل دہم اشکال ثلاثہ کو شکل اول کی طرف لوٹانے کا طریقہ	٢٢٠	شکل ثانی سے شکل اول بنانے کا طریقہ	٢٢١
شکل ثالث سے شکل اول بنانے کا طریقہ	٢٢١	شکل رابع سے شکل اول بنانے کا طریقہ	٢٢١
فصل یازدہم قیاس استثنائی کا بیان	٢٢٣	قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ	٢٢٣
قیاس استثنائی سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ	٢٢٣	فصل دوازدہم قیاس استثنائی کی تقسیم	٢٢٦
فصل سیزدہم قیاس استثنائی متصل کی تقسیم	٢٢٦	فصل چہاردہم قیاس استثنائی منفصل کا بیان	٢٢٩
فصل پانزدہم قیاس استثنائی متصل سے اقترانی بنانے کا طریقہ	٢٣٢	قیاس استثنائی منفصل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ	٢٣٢
قیاس استثنائی متصل سے منفصل بنانے کا طریقہ	٢٣٣	قیاس استثنائی منفصل سے متصل بنانے کا طریقہ	٢٣٣
فصل شانزدہم مقدمہ محذوفہ کے استخراج کا طریقہ	٢٣٥	صغری سہلۃ الحصول والا قانون	٢٣٥
کبری سہلۃ الحصول والا قانون	٢٣٦	فصل ہفدہم شکال اربعہ کی سات صورتیں	٢٣٦
فصل ہیزدہم استقراء کا بیان	٢٣٨	فصل نوزدہم تمثیل کا بیان	٢٤١
ارکان تمثیل کا بیان	٢٤١	مقیس علیہ کی علت معلوم کرنے کا ایک طریقہ: سبر و تقسیم	٢٤٢
فصل بستم استقراء سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ	٢٢٤	تمثیل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ	٢٤٤
فصل یک بستم دلیل لمی اور انی کا بیان	٢٤٦	باب پنجم	٢٤٩
فصل اول مادہ قیاس کا بیان	٢٥٠	فصل دوم قیاس برہانی کا بیان	٢٥١
فصل سوم حواس کا بیان	٢٥٣	فصل چہارم متواترات کا بیان	٢٥٤
فصل پنجم قیاس جدلی کا بیان	٢٥٦	فصل ششم قیاس خطابی کا بیان	٢٥٧
فصل ہفتم قیاس شعری کا بیان	٢٥٨	فصل ہشتم قیاس سفسطی کا بیان	٢٥٩
خاتمہ متفرقات	٢٦١	فصل اول کل اور کلی، جزء اور جزئی میں فرق	٢٦٢
فصل دوم عموم السلب اور سلب العموم کا قاعدہ	٢٦٤	ایک اشکال اور اس کا جواب	٢٦٥
فصل سوم موجہات کا بیان	٢٦٧	فصل چہارم بسائط کا بیان	٢٦٩

فصل پنجم مرکبات کا بیان	۲۷۱	موجہات کی منطقی تراکیب	۲۷۵
فصل ششم مقولات عشرہ کا بیان	۲۷٦	مقولات عشرہ کے انطباق کی چند دل نشیں مثالیں	۲۷۹
فصل ہفتم تصور کی تقسیم	۲۸۲	مطلق الشئی اور الشئی المطلق کا قاعدہ	۲۸۲
مراتب ثلاثہ کا بیان	۲۸۳	فصل ہفتم: ''امکان، امتناع اور وجوب'' کا قاعدہ	۲۸۵
فصل ہشتم: امکان کے معانی	۲۸۷	فصل ہشتم معصلہ یا قیاس ذوالجہتین	۲۸۹
معصلہ کی تقسیم	۲۸۹	معصلہ کے مغالطّوں کا بیان	۲۹۱
فصل نہم مغالطّوں کا بیان	۲۹۱	مغالطّوں کے پڑھنے کے فوائد	۲۹۲
مغالطّوں کی تقسیم	۲۹۲	لفظی مغالطّوں کی تقسیم	۲۹۳
فکری مغالطّوں کی تقسیم	۲۹۳	لفظی مغالطّوں کا بیان	۲۹۳
فکری مغالطّوں کا بیان	۲۹۵	تحفہ شاہجہانی سے منطقی تراکیب کا ایک دل نشیں اقتباس	۳۰۱
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی سات منطقی تراکیب	۳۰٤	سورۃ القدر کی منطقی ترکیب	۳۰٦
سورۃ الکوثر کی منطقی ترکیب	۳۰۷	سورۃ الاخلاص کی منطقی ترکیب	۳۰۸
تراکیب مفیدہ	۳۱۱		

انتساب

ہم اپنی اس ادنی کاوش کو
علامہ الٰہی بخش فیض آبادی صاحب تحفہ شاہجہانیؒ (م١٣٠٦ھ)
شیخ محمد امین بن محمد مختار شنقیطیؒ (م١٣٩٣ھ)
شیخ عبدالرحمٰن حنبکہ میدانیؒ (١٤٢٥ھ)
جیسے نابغہ روزگار رجال علم اور جہابذہ فن
کے نام منسوب کرتے ہیں، جنہوں نے اس منہج واسلوب کی داغ بیل ڈالی۔ **فجزاهم الله خير الجزاء.**

إِذَا أفادک إِنسَان بفائدة　　من العلوم فأَدمِن شكره أبدا
وقل فُلان جزاه اللّٰه صالحة　　أفادنيها وألق الكبر والحسدا

قال الشيخ محمد امين بن محمدمختار الشنقيطى رحمه الله:

" لاشک أن المنطق لولم يترجم العلماء الى العربية، ولم يتعلمه المسلمون لكان دينهم وعقيدتهم فى غنى عنه، كما استغنى عنه سلفهم الصالح، ولكنه لما تُرجم وتُعلم، وصارت أقيسته هى الطريقة الوحيدة لنفى بعض صفات الله الثابتة فى الوحيين، كان ينبغى لعلماء المسلمين أن يتعلموه وينظروا فيه؛ ليردوا حجج المبطلين بجنس ما استدلوا به على نفهيم لبعض الصفات؛ لأن افحامهم بنفس أدلتهم أدعى لانقطاعهم الزامهم الحق." (آداب البحث والمناظرة:٦)

وقال رحمه الله أيضاً:

"ومن المعلوم أن فن المنطق منذ ترجم من اللغة اليونانية الى العربية فى أيام المأمون كانت جميع المؤلفات توجد فيها عبارات واصطلاحات منطقية لا يفهمها الا من له المام به، ولايفهم الرد على المنطقين فى ما جاؤوا به من الباطل الا من له الهام بفن المنطق." (آداب البحث والمناظرة:٦)

صورة ما قرظه العالم النبيل الشاعر الأديب الألمعی اليلمعی نقاب العلوم والفنون

شيخنا فضيلة الاستاذ العلامة فضل حق الباجوری حفظه الله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحَمدُ لِلهِ الَّذی وَفَّقَ أَهلَ العِلمِ الفُحُول لِروَاةِ المَنقُول وَدِرَايَةِ المَعقُول، فَاستَعمَلُوا نَظَرَهُم فِی المَعلُومَاتِ لِتَحصِيلِ المَجهُولَاتِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَی رَسُولِه مُحَمَّدٍ المَبعُوثِ لِإرشَادِ العُقُولِ وَدِرَايَةِ الجَهُولِ. وَبَعدُ: فَهَذا عِدَّةُ أَبيَاتٍ نَظَمتُهَا بِتَوفِيقِ الله فِي تَقرِيظِ كِتَاب”قواعد المنطق“ فَتَقَبَّل اللهُ القَرِيضَ وَأَفَادَ بِه التَّقرِيظَ:

[القَصِيدةُ مِن البَحرِ الوَافِر]

حَمِدتُّ اللهَ رَبَّ العَالَمِين   شَكَرتُ لَهُ بِشُكرِ الشَّاكِرِينَ
عَلَى الآلَاءِ وَالنَّعمَاءِ طُرًّا   فَنَحنُ لَهُ أُنَاسٌ عَابِدُونَ
وَصَلَّيْنَا عَلَى خَيرِ البَرِيَّة   وَأَصحَابٍ وَآلٍ أَجْمَعِيْنَ
وَأَمَّا بَعْدَ ذَالِکَ يَا كِرَامِیْ   وَإِخْوَانِیْ الْحَرَاصَ الطَّالِبِيْنَ
رَأَيتُ قَوَاعِدَ المِيزَانِ (١) كَنْزًا   يُفِيْدُ جَوَاهِرًا لِلشَّائِقِيْنَ
وَقَد طَالَعتُ أَكثَرَهُ فَقُلتُ   شِفَاءُ لِلعِبَادِ العَاطِشِيْنَ
أَتَى الإِرشَادُ (٢) فِيهِ بِغَالِيَات   يُفِيْدُ بِهَا طَرِيْقَ المَاهِرِيْنَ
فَجَدَّدَ مَنطِقًا بَعدَ انهِدَامٍ   وَأَلَّفَ مَخزَنًا لِلعَالِمِيْن
وَأَلَّفَ فِيهِ جَمْعًا بِاهتِمَامٍ   فَذَاکَ الحِبرُ خَيْرُ الجَامِعِيْنَ
فَفِيهِ قَوَاعِدٌ كَافِيَاتٌ   وَفِيْهِ مَقَاصِدٌ لِلقَاصِدِيْنَ
وَفِيهِ فَرَائِدَاتٌ غَالِيَات   وَفِيهِ مَنَاهِجُ المُتَقَدِّمِيْنَ
مُهِمَّاتٌ مِنَ المِيْزَانِ فِيهِ   وَفِيهِ هِدَايَةُ المُتَعَلِّمِيْنَ
أَتَى فِيهِ التَّصَوُّرَ لِلمَعَانِیْ   وَتَصْدِيْقًا مِنَ المُتَبَحِّرِينَ
رَأَيْتُ مَعَارِفَ الأَفْکَارِ فِيْه   تُفِيْدُ تَحَائِفًا لِلعَارِفِيْن

وَقَد طَالَعْتُهُ فَوَجَدتُّ فِيْه   نِكَاتٍ لِلرِّجَالِ العَاشِقِيْنَ
قَدِ اشتَمَلت عِبَارَتُهُ بِحُسْنٍ   وَتَحْسِيْنٍ لِعِلمِ السّابِقِيْنَ
تَدُلُّ عَلَی مَهَارَتِهِ بِصِدقٍ   فَتِلْکَ عِبَارَةُ المُتَدَبِّرِيْنَ
بِتَمرِيْنَاتِهِ تُسقَی صُدُورٌ   بِهَا تَصْحُوْ قُلُوبُ الجَاهِلِيْنَ
وَنِعمَ تَزَيّنُ التَّحْقِيْقِ فِيْه   فَيَجْدِیْ يَقْظَةً لِلغَافِلِيْنَ
أَتَی بِمَدَارِکِ التَّدقِيقِ فِيهِ   يُزِيْحُ تَحَيُّرَ المُتَحَيِّرِيْنَ
أَتَی الإِرشَادُ بِالإِرشَادِ فِيْهِ   بِحَقٍ كَانَ إِرشَادًا مُبِيْنًا
فَصِيْحُ اللَفْظِ فِی الْمَعْنی بَلِيْغٌ   عِلَاجُ غَبَاوَةِ المُتَغَفِّلِيْنَ
جَزَی اللّهُ المُؤَلِّفَ خَيْرَ أَجرٍ   وَأَکْرَمَهُ بِدَارِ المُتَّقِيْنَ
أَبُو الإِحسَانِ يَدْعُو لِلْکِرَامِ   تَقَبَّلَ مِنْهُ رَبُّ العَاجِزِيْنَ
فَقِيْرٌ مَادِحٌ بِقَصَائِدَاتٍ   لَتَصْنِيْفِ الْکِرَامِ المَاجِدِيْنَ
جَزَی اللّهُ المُؤَلِّفَ خَيْرَ أَجرٍ   وَأَکْرَمَهُ بِدَارِ المُتَّقِيْنَ
أَبُو الإِحسَانِ يَدْعُو لِلْکِرَامِ   تَقَبَّلَ مِنْهُ رَبُّ العَاجِزِيْنَ
فَقِيْرٌ مَادِحٌ بِقَصَائِدَاتٍ   لَتَصْنِيْفِ الْکِرَامِ المَاجِدِيْنَ

---

(۱) اعنی الکتاب المسمیٰ بـ”قواعدالمنطق“، ولم نقل ”قواعدالمنطق“لرعاية الوزن.

(۲) ای ارشادالرحمن.

رائے گرامی

رئیس الأتقیاء استاذ العلماء شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا غلام حبیب صاحب حفظہ اللہ

مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ جواہر القرآن، ویسہ، ضلع اٹک

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم الأنبياء والمرسلين، وعلى اله وأصحابه أجمعين.

أمابعد:

بندہ ناچیز پُر از تقصیر نے محترم مولانا مفتی ارشاد الرحمٰن زید مجدہ کی کتاب ’’قواعد المنطق‘‘ کے کئی مقامات دیکھے، ماشاء اللہ مصنف نے منطقی قواعد جمع کرنے میں بہت بڑی محنت کی ہے اور ان قواعد کو ایک غریب انداز سے جمع کیا ہے، کتاب کے مطالعہ سے مؤلف کی علمیت اور محنت فی العلم کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انہوں نے فن منطق سے منطقی قواعد کو ایسے جمع کیا ہے، جس طرح انسان لسی سے مکھن نکالتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ علم اس دور میں پس پشت ڈالا گیا ہے، اس کی طرف کوئی اعتناء اور توجہ نہیں دی جاتی ہے، حالانکہ یہ علم بہت ضروری ہے، کیونکہ اس سے رسوخ فی العلم اور استحضار کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کے قواعد یاد کرنے سے اہل علم علماء اور طلباء کا کافی فائدہ ہوگا۔

میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مفید علماء اور طلباء بنادے اور مؤلف کتاب کو دنیوی اور اخروی خیر وبرکت اور فوائد سے مالا مال فرمادے۔ **وماذلك على الله بعزيز.**

وأنا الأحقر

غلام حبیب عفی عنہ

خادم التدریس بجامعہ جواھر القرآن لاشاعة التوحید والسنة

ویسہ ضلع اٹک

کلماتِ دُعائیہ

رازی زماں غزالی دواں جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الشکور صاحب حفظہ اللہ
شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ دار العلوم تعلیم القرآن، خال، دیر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله و كفى، و الصلاة و السلام على عباده الذين اصطفى.

وبعد: فاني سرحت النظربعدة مواضع من كتاب المرشد الى علم المنطق لأخي في الله المفتي ارشادالرحمن صانه الله من شرورالزمان، فوجدته نعم المفيد للمبتدئين خاصة حيث جمع اصطلاحات الفن في اللغة الأردية. وأسأل الله سبحانه وتعالى أن يجعله الله مقبولا ومفيدا للمستفيدين والمحصلين . آمين يارب العالمين!

وأناالأحقرعبدالشكور

١٤٣٧/٧/٣ھ

رائے گرامی

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ

استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم تعلیم الاسلام کامل پور موسی، اٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدالله و کفی و الصلاة و السلام علی من لانبی بعده: امابعد:

یوں تو اس جہاں کا تزین مختلف مخلوق سے ہے، مگر اس میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ حضرت انسان ہی کو ملا ہے ، بلکہ یوں کہا جائے کہ شاہد یہ مجلس اسی لیے سجائی گئی ہے، کیونکہ اس سے توحید اور اپنی معرفت کا اقرار کروانا تھا، ایسے ہی دنیا میں مختلف علوم وفنون ہیں، مگر یہ سارے علوم قرآن مجید کی خدمت کے لیے ہیں، اگر علم قرآن نہیں تو اس میں کسی کی ضرورت نہیں! صرف، نحو، منطق اور فلسفہ یہ خدام القرآن علوم ہیں۔

زیر نظر کتاب انتہائی مہربان دوست اور بھائی مولوی ارشادالرحمٰن کی فن منطق میں تصنیف ہے، جس کی چند عبارات دیکھنے سے یہ اندازہ ہوا کہ یہ طالبین کے لیے مفید ہوسکتی ہے اور اصل مقصد جو فہم قرآن ہے، اس کے لیے انشاءاللہ مؤید ہوگئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ان کی اس سعی کو قبول فرما کر پوری امت کے لیے ذریعہ نجات اور توشہ آخرت بنا دے۔ آمین!

حفیظ الرحمن

کامل پور موسی

رائے گرامی

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا بادشاہ منیر صاحب حفظہ اللہ

استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم تعلیم القرآن، خال، دیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذى خلق الاكوان، وجعل الانسان فيها أشرف الحيوان، وسبحان اللّٰه المنزه عن الجسم والنّوع والفصول والنقصان، والصّلاة والسّلام على النّبىّ المبعوث باليقين والبرهان، منطقه وحى يوحى عن ربّ منّان، وعلى آله وأصحابه الّذين فازوا بالتصديق فى الانس والجان أمّا بعد:

اسلامی علوم وفنون خواہ عالیہ ہوں یا آلیہ مع تفاوت مراتب بڑی اہمیت کے حامل ہیں، کیونکہ دین اسلام کی بقاء اور استحکام ان ہی علوم دینیہ کی وجہ سے ہے، من جملہ ان علوم میں سے علم منطق بھی ہے جو علوم اسلامیہ کے فہم وضبط میں اساسی کردار ادا کرتا ہے، ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ علوم وفنون میں رسوخ اور مہارت تب حاصل ہوتا ہے جب ان کا خارج میں انطباق اور اجراء کی عملی تدریب اور مشق کی جائے، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس فن میں تطبیق اور تدریب کی کوشش کی گئی، تو بہت جلد اس کے خاطر خواہ نتائج معرض وجود میں آئے، چنانچہ ماضی قریب میں جب صرف ونحو کی اجراء پر توجہ دلائی گئی تو تھوڑے عرصہ میں اس کے ثمرات اور عمدہ نتائج سامنے آئے، جس سے بے شمار طلبہ کرام مستفید ہوئے۔

کچھ عرصہ قبل جب بندہ شرح تہذیب اور دیگر کتب منطق پڑھانے میں مشغول تھا، تو اس بات کا بہت شوق وذوق رہتا کہ ان منطقی قواعد کا انطباق قرآنی آیات اور احادیث وغیرہ میں کیا جائے، تاکہ فن منطق کو سمجھنے کا ملکہ اور استعداد حاصل ہو، بندہ کے دل میں ہمیشہ اس سلسلہ پر کام کرنے کا ارادہ رہا، لیکن گوناگوں تدریسی مصروفیات اور دیگر علمی مشاغل مانع رہی، دریں اثناء جب میں نے مفتی ارشاد الرحمٰن صاحب کے اس کتاب کو دیکھا تو بے حد خوشی ہوئی ااور زیادہ خوش اس بات پر ہوا کہ آپ نے اکثر مواضع میں قرآن وحدیث سے امثلہ پیش کیے، جس نے کتاب کی وقعت کو مزید جلا بخشی، اور افہام وتفہیم میں بے حد آسانی پیدا کی۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے علم میں برکت عطاء فرمائے اور کتاب ہذا کو قبولیت عامہ سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

بندہ عاجز: بادشاہ منیر بن اختر منیر عفا عنہ القدیر

استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم تعلیم القرآن خال دیر

رائے گرامی

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی تاج الدین ربانی صاحب حفظہ اللہ

مہتمم ورئیس تخصص فی الحدیث النبوی والفقہ الاسلامی جامعہ اشاعت الاسلام موہڑہ چوک حسن ابدال

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله و كفى و الصلاة و السلام على عباده الذين اصطفى. و بعد:

مولانا مفتی ارشاد الرحمٰن حفظہ اللہ جامعہ اشاعت الاسلام موہڑہ چوک حسن ابدال کے تخصص فی الحدیث النبوی کے استاذ اور نگران ہیں، تعلیمی سال کے دوران مختلف علاقوں سے آئے ہوئے فضلاء کرام کیساتھ مختلف فنون کے قواعد اور پھر اجراء میں لگے رہتے ہیں، عمر میں نوجوان ہیں، مگر تدریس میں اللہ تعالی کے فضل وکرم سے وہ یکسوئی ہے، جو کسی کسی میں ہوتی ہے اور ان کی کامیابی کی وجہ اور راز بھی یہی ہے۔ اللهم زد فزد.

منطق کے قواعد میں نے پڑھے تو مجھے بہت پسند آئے، میری دلی خواہش تھی کہ اس پر مزید کام کر کے افادہ عام کے لیے اس کو پھیلا جائے، بندہ نے ''شرح تہذیب'' حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب حفظہ اللہ سے بنوری ٹاؤن میں پڑھی اور ''قطبی'' حضرت مولانا محمد خالد صاحب حفظہ اللہ سے دار العلوم کراچی میں پڑھی، دونوں حضرات علوم وفنون خصوصا منطق بہت شوق سے پڑھاتے تھے، جس کی وجہ سے طلبہ کرام میں بھی اس فن سے خوب دلچسپی تھی۔

''قواعد المنطق'' مفتی صاحب کی ایک بہترین کاوش ہے، اللہ تعالی مقبولیت عامہ نصیب فرمائے اور دیگر علوم وفنون (قواعد البلاغہ، قواعد اصول الفقہ، قواعد الصرف، قواعد المواریث، قواعد علوم الحدیث وغیرہ) پر بھی جو کام ہوا ہے، اس کی بھی حسن تکمیل فرمائے، آخر میں بندہ دُعا گو ہے کہ اللہ تعالی اس کام کو مفتی صاحب اور ان کے اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنادے۔ آمین! وصلى الله على النبي الكريم!

تاج الدین ربانی

جامعہ اشاعت الاسلام موھڑہ چوک حسن ابدال

۲۵ شعبان ۱۴۳۷ھ

مقدمہ (طبع دوم)

تاریخ شاہد ہے کہ ہمارے اکابر و اسلاف نے علوم و فنون کی تدوین و تاسیس میں عدیم النظیر کردار ادا کیا ہے اور اپنی تمام تر توانائیاں علوم و فنون کو فروغ دینے میں صرف کیں، ہر فن کو منضبط کرنے کے لیے اصول و قواعد وضع کیے، اصطلاحات اور مقدمات کی تشکیل کی، مبادیات اور مقاصد کی نشاندہی فرمائی، تعبیرات و تشریحات کے مناہج اور اسالیب وضع کیے اور تعبیرات اور مصطلحات کی تمرین و تطبیق کے لیے ہر ممکنہ کوشش کی اور ہر فن کے عملی انطباق اور اجراء کو اولین ترجیح قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے محض اصطلاحات کی توضیح و تشریح پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ تدریب و تطبیق کے لیے متنوع مثالیں بھی پیش کیں۔ حتی کہ بعض اصطلاحات کی تفہیم کے لیے بیسوں مثالیں بھی دی گئیں ہیں، الغرض جن علوم و فنون پر ہمارے اسلاف اور اکابر نے نبرد آزمائی کی ان میں من جملہ فنِ منطق بھی ہے، فنِ منطق کی توضیح و تشریح اور اجراء و تطبیق پر خوب توجہ دی ہے، چنانچہ فنِ منطق کو یونانی سے عربی زبان میں منتقل کرنے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اس فن کے مصطلحات اور تعبیرات کو سمجھ کر اہل باطل کو ان کی زبان میں جواب دیا جائے، چنانچہ اہل علم نے اس فن کی افہام و تفہیم پر خوب زور دیا۔ مختلف متون لکھے گئے، شروحات منظر عام پر آئیں۔ پھر شروحات پر حواشی اور کبھی ان شروح پر شروح لکھی گئیں۔ بعض حضرات کے متون کو اللہ تعالی نے شرف قبولیت سے نوازا، بعض حضرات کے شروحات متعارف و متداول ہوئیں اور بعض کا طریقہ اجراء بے حد مقبول ہوا۔ تاہم علامہ الٰہی بخش فیض آبادیؒ (م ۱۳۰۶ھ) کے طریقہ اجراء اور طرزِ تطبیق کو بے حد مقبولیت ملی، اس طرز نے منطقی اصطلاحات کو سمجھنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اور یہ منہج اس وقت سے تاہنوز اہل علم میں معروف و متداول ہے اور اہل علم اس سے مستفید ہوتے چلے آرہے ہیں۔

چند سال قبل بندہ نے ''تحفہ شاہجہانی'' کو سامنے رکھ کر ''قواعد المنطق'' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی اور اس کیساتھ منطقی قواعد و ضوابط کا معتد بہا اضافہ کیا تا کہ اصل مقصد سمجھنے میں کوئی دقت نہ رہے۔ جس کو اللہ تعالی کے فضل و کرم سے علمی حلقوں میں بہت پذیرائی ملی، بعض مدارس میں اسے مستقل طور پر نصاب میں داخل کیا گیا۔ (فجزاهم الله خيراً) ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ ''وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ''. (سورۃ الرعد: ۱۷)

قارئین کرام! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ علامہ فیض آبادیؒ نے صرف منہج اور اسلوب وضع نہیں بلکہ اس طرز کی ارتقاء کے لیے پوری ''شرح تہذیب'' کی منطقی ترکیب فرمائی، مفردات، قضایا حملیات، شرطیات، موجہات، تناقض، عکس مستوی، عکس نقیض، قیاس اور دیگر منطقی اصطلاحات کی تطبیق میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اس کیساتھ ساتھ جابجا قواعد مہمہ کا اضافہ بھی کیا، جو منطقی ذوق رکھنے والوں کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ کا درجہ رکھتی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ اس تدریبی منہج پر علامہ فیض آبادیؒ کے علاوہ کس نے کام کیا ہے؟ اہل علم اور اس فن کے مشتغلین سے یہ حقیقت مخفی نہیں، تاہم طلبہ کرام کی معلومات کے لیے ان کتابوں کی ایک مختصر فہرست پیش کی جاتی ہے جنہوں نے منطقی تطبیق اور اجراء پر کام کیا ہے۔

۱-تحفہ شاہجہانی، تالیف/ علامہ فیض الٰہی بخش فیض آبادیؒ۔ ۲- ضوابط المعرفہ واصول الاستدلال والمناظرۃ، تالیف/ علامہ عبدالرحمٰن حنبکہ دمشقیؒ۔ ۳-آداب البحث والمناظرۃ، علامہ محمد امین بن محمد شنقیطیؒ۔ ۴-المعقول والمنقول، علامہ رضا درویشؒ۔ ۵-معین المنطق، علامہ محمود حسن اجمیریؒ۔ ۶-تشریحاتِ سواتی، تالیف/ مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ۔ ۷-مبادی الحکمۃ، تالیف/ مولانا نذیر احمد۔ ۸-توضیح المنطق، تالیف/ مولانا عبدالرحیم سنبھلیؒ۔ ۹-تفہیم المنطق، تالیف/ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی۔ ۱۰-فن المنطق، تالیف/ علامہ محمد امین بن محمد شنقیطیؒ۔ ۱۱-اساس المنطق، تالیف/ مولانا محمد سیف الرحمٰن قاسم۔ ۱۲-منطقِ استخراجی، تالیف/ مولانا عبدالماجد۔ ۱۳-منطقِ ابتدائی، تالیف/ مولانا احسان احمد۔ ۱۴-مفتاح المنطق، تالیف/ مولانا میرزا احمد ہادی۔ ۱۵-التمہید فی علم المنطق، تالیف/ علی شیروانی۔ ۱۶-المنطق، تالیف/ محمد رضا مظفر۔ ۱۷-دروس فی علم المنطق، تالیف/ ابراہیم سرو۔ ۱۸-علم المنطق، تالیف/ دکتور محمد مہران۔ ۱۹-الموجز فی المنطق، تالیف/ سید صادق شیرازی۔ ۲۰ میران الفکر، تالیف/ فلاح العابدی، سعد الموسوی۔ ۲۱ دروس فی علم المنطق، تالیف/ سید حسین صدر۔ ۲۲-المرشد فی علم المنطق، تالیف/ سید یوسف احمد موسوی۔ ۲۳-منطق استخراجیہ، تالیف/ کرامت حسین۔ ۲۴-الاجابۃ علی تمرینات منطق المظفر، تالیف/ محسن غزویان۔ ۲۵-علم المنطق دروس وابحاث، تالیف/ بسام مرتضیٰ۔ ۲۶-علم المنطق لطلاب الحوزات العلمیۃ والجامعات، تالیف/ رؤف سبہانی۔ ۲۷- اساسیات المنطق، تالیف/ محمد صنقور علی البحرانی۔ ۲۸-علم المنطق بین السائل والمجیب، تالیف/ ابراہیم حسین سرور، محمد رضا۔ ۲۹- المنطق، تالیف/ مرتضیٰ مطہری۔ ۳۰- مدخل الی المنطق، تالیف/ محمد مہران رشو۔ ۳۱- القواعد المنطقیہ، تالیف/ سمیر خیر الدین۔ ۳۲-آسان منطق، تالیف/ علامہ سعید احمد پالن پوری۔ ۳۳-علم المنطق الاصول والمبادی، تالیف/ علی حسین الجابری۔ ۳۴-مقدمۃ فی المنطق، تالیف/ محمد مہران۔ ۳۵-جامع المنطق، تالیف/ علامہ عبدالعظیم سعیدی بڈھا کھیڑوی۔ ۳۶- تقریب التہذیب فی علم المنطق، تالیف/ محمد تقی جلالی ۳۷- تسہیل المنطق، تالیف/ عبدالکریم اثری۔ ۳۸- العلم المنطق، از صادق حیدری۔ ۳۹- اسلامی علوم کا تعارف، از آیت اللہ مشہدی۔ ۴۰- المنطق مع حاشیہ سبحانی، از علامہ رکن الدین لکھنویؒ۔

آخر اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دُعا ہے کہ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم ودائم رکھے اور تادمِ حیات ہم سے دینِ اسلام کی صحیح معنوں میں خدمت لے اور ہمیں اپنے اکابر اور سلفِ صالحین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس حقیر کاوش کو نافع عام بنا دے۔ امام فخر الدین رازیؒ (٦٠٦ھ) نے کیا خوب کہا ہے!

العلمُ للرحمن جلَّ جلاله وسِواه فی جَهَلاتهِ يَتَغمغَمُ
ما للتراب وللعلوم وإنما يَسعَى لِيَعلَمَ أَنَّه لا يعلمُ

ارشاد الرحمن المعتصم

استاذ جامعہ اشاعت الاسلام اٹک شہر

٢ربيع الاول ١٤٤٠ھ

مقدمہ (طبع اول)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن وحدیث کے صحیح فہم، استدلال واستنباط اور نکات وغوامض کے ادراک کے لیے علوم آلیہ بنیادی اور کلیدی کردار کرتے ہیں، ان علوم وفنون کے ممارست اور اشتغال سے دین اسلام کی صحیح تعبیر اور حکیمانہ تشریح کا ملکہ حاصل ہوتا ہے اور فہم وادراک، رسوخ فی العلم اور قوت استخراج کی غیر معمولی صلاحیتوں کو جلاملتی ہیں، اسلامی علوم وفنون فقہ، اصول فقہ، صرف ونحو، علم معانی، علم بیان اور معقولات ومنطق میں سے ہر ایک نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور ان کا مرتبہ ومقام، جامعیت ومانعیت اور ہمہ گیری اظہر من الشمس ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ملت اسلامیہ کے ایک بہت بڑے طبقہ نے اپنی تمام توانائیاں اور زندگیاں ان علوم وفنون کی نذر کی کیں، ، تاریخ، سیر، طبقات اور رجال کی کتابوں کی ورق گردانی سے اس حقیقت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، قرآن وحدیث سے احکام ومسائل کے استنباط، فقہ کی تدوین وترویج کے لیے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م۱۵۰ھ) امام مالک بن انسؒ (م۱۷۹ھ) امام محمد بن ادریس شافعیؒ (م۲۰۴ھ) امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ) امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیمؒ (م۱۸۲ھ) اور امام محمد بن الحسن شیبانیؒ (م۱۸۹ھ) جیسے ائمہ مجتہدین نے جدوجہد کی، اور قرآن وحدیث کے نصوص سے ہزاروں احکام ومسائل کا استنباط کیا، ان نفوس قدسیہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت وہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا، کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

فقہائے مجتہدین کے استنباط کا مدار جن قواعد وضوابط پر مبنی تھا، ان قواعد کی تأسیس وتشکیل کے لیے فقہاء کرام ہی کی فیض یافتہ اور خوشہ چین اصولیین حضرات امام احمد بن علی ابوبکر جصاصؒ (م۳۷۰ھ) علامہ ابوزید عبداللہ بن عمر دبوسیؒ (م۴۳۰ھ) فخر الاسلام ابوالحسن علی بن محمد بزدویؒ (م۴۸۲ھ) امام شمس الدین احمد بن محمد سرخسیؒ (م۴۹۰ھ) علامہ ابواسحاق ابراہیم بن علی شیرازیؒ (م۴۷۶ھ) امام ابو حامد محمد بن محمد غزالیؒ (م۵۰۵ھ) علامہ ابوالحسن علی بن ابی علی آمدیؒ (م۶۳۱ھ) علامہ عبداللہ بن محمد نسفیؒ (م۷۱۰ھ) علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمامؒ (م۸۶۱ھ) اور علامہ محب اللہ بن عبدالشکور بہاریؒ (م۱۱۱۹ھ) وغیرہ حضرات میدان عمل میں اترے، جنہوں نے قواعد واصول کی انطباق اور نشاندہی کی، اور ان پر مسائل واحکام متفرع کیے۔

صرف ونحو کی تدوین وترویج کے لیے امام عمرو بن عثمان سیبویہؒ (م۱۸۰ھ) امام عبدالحمید بن عبدالمجید الاخفشؒ (م۱۷۷ھ) امام خلیل بن احمد بن عمرو ازدیؒ (م۱۷۰ھ) امام ابوالحسن علی بن حمزہ کسائیؒ (م۱۸۹ھ) امام ابوزکریا یحیی بن زیاد بن عبداللہ فراءؒ (۲۰۷ھ) امام ابوالعباس محمد بن یزید بن عبدالاکبر مبردؒ (م۲۸۶ھ) امام ابوعثمان بکر بن محمد مازنیؒ (م۲۴۹ھ) امام ابوالفتح عثمان بن جنی موصلیؒ (م۳۹۲ھ) امام جمال الدین بن مالکؒ (م۶۷۲ھ) علامہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بہاء الدین ابن عقیلؒ (م۷۶۹ھ) علامہ عثمان بن عمرو جمال الدین ابن حاجبؒ (م۶۴۶ھ) وغیرہ جیسے جہابذہ اور جبال علم نے صد آفرین اور غیر معمولی خدمات کا نذرانہ پیش کیا۔

علم معانی اور فن بیان کے ارتقاء کے لیے امام ابوبکر عبدالقاہر بن عبدالرحمٰن جرجانی (م۴۷۱ھ) امام ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمرو زمخشریؒ (م۵۳۸ھ) امام یوسف بن ابی بکر بن محمد خوارزمی سکاکیؒ (م۶۲۶ھ) امام ابوالمعالی محمد بن عبدالرحمٰن قزوینی دمشقیؒ (م۷۳۹ھ) اور امام سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانیؒ (۷۹۳ھ) وغیرہ جیسے یگانہ روزگار شخصیات کمر بستہ ہوئے، جنہوں نے قرآن مجید کا اعجاز، دقت معانی، وسعت مفہوم، ہمہ گیری اور طرز بیان کے ایک ایک پہلو کو اجاگر کیا، اور فصاحت و بلاغت کے مسحور کن انکشافات کیے۔

جب ملت اسلامیہ کے لہلہاتے ہوئے سبز و شاداب گلستان پر مخالفین اور معاندین حملہ آور ہوئے، عوام الناس اور خالی الذہن افراد کو لایعنی مباحث، غیر ضروری تفصیلات اور فلسفی مغالطّوں میں الجھانے کی تحریکوں نے زور پکڑا، ان کی باطل نظریات و عقائد کا قلع قمع کرنے کے لیے متکلمین امام ابومنصور محمد بن محمد ماتریدی (م۳۳۳ھ) امام ابوالحسن علی بن اسماعیل بن اسحاق اشعری (م۳۲۴ھ) علامہ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی (م ۵۴۸ھ) علامہ ابوالفضل عبدالرحمٰن بن احمد عضدالدین ایجی (م۷۵۶ھ) اور امام سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (۷۹۳ھ) نے خامہ فرسائی کی، اور مخالفین و معاندین کے شکوک و شبہات کو خاکستر کر دیا۔

اموی اور عباسی دور خلافت میں یونانی علوم کو ایک خاص مقصد اور ضرورت کے پیش نظر عربی میں منتقل کر دیا گیا، جس کا بنیادی اور اساسی مقصد فرق ہائے باطلہ کی تردید اور تعاقب تھا اور ان کے عقلی، تخیل و توہم پر مبنی ملمع ساز اعتراضات کی تحلیل و تنقید تھی، اہل علم نے اس فن میں بھی کمال اور اجتہاد کا ملکہ حاصل کیا، اور یوں وہ اس فن کے امام اور مرجع بنے، اس میدان کے معروف شہسوار امام ابونصر محمد بن محمد طرخان فارابی (م۳۳۹ھ) امام ابوعلی حسین بن عبداللہ بن سینا (م۴۲۸ھ) امام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسن رازی (م۶۰۶ھ) امام محمد بن محمد غزالی (م۵۰۵ھ) ابوالولید محمد بن احمد بن رشد اندلسی (م۵۹۵ھ) علامہ محبّ اللہ بن عبدالشکور بہاری (م۱۱۱۹ھ) قاضی مبارک بن محمد دائم بن عبدالحی گوپاموی (م۱۱۶۴ھ) علامہ حمداللہ بن شکراللہ بن دانیال سندیلوی (م۱۱۶۰ھ) ملا محمد حسن بن غلام مصطفٰی سہالوی لکھنوی (م۱۱۹۹ھ) علامہ ملامبین بن ملا محبّ اللہ لکھنوی (م۱۲۲۵ھ) اور علامہ فصل امام بن محمد ارشد خیرآبادی (م۱۲۴۰ھ) وغیرہ ہیں، فن منطق و فلسفہ ان علماء و فحول کی جولان گاہ رہا، انہوں نے معقولات میں غیر معمولی خدمات سرانجام دیں اور عرصہ دراز ان علوم و فنون کی ترویج و اشاعت، توضیح و تشریح اور تہذیب و تلخیص میں منہمک رہے، معقولات کو اپنی زندگی کا مشغلہ بنایا، اس کی دھن میں ایسے مگن ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہ رہی۔ ان کی فنون سے جنون کی حد تک محبت و الفت تھی، علامہ محمد بن علی بن محمد شوکانی (م۱۲۵۰ھ) نے امام سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (۷۹۳ھ) کے ترجمہ میں ان کے یہ پرلطف اور باذوق اشعار نقل کیے ہیں۔

طویت بإحراز العُلُوم ونیلها   رِدَاء شَبَابِی وَالجُنُون فنون
وَحین تعاطیت الفُنُون ونیلها   تبین لی أَن الفُنُون جُنُون

معقولات کے اس عالمگیر تحریک نے دیگر علوم و فنون میں بھی اپنی مداخلت کا تسلسل جاری رکھا، اور یوں ہی منطقی اصطلاحات کی دخیل اندازی نے عروج پکڑا، اور بالآخر منطق کے فروغ و ارتقاء سے اسلامی علوم و فنون بے حد متاثر ہوئے، حتٰی کہ ادب عربی کے دامن

پر بھی اپنے نقش ثبت کر دیئے، تاہم دیگر فنون کے علاوہ اصول فقہ نے اس فن کے اثرات قبول کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، مولانا حنیف ندویؒ اس حقیقت کا یوں انکشاف فرماتے ہیں۔

''یوں تو منطق کی اشاعت وفروغ سے کم وبیش سارے ہی علوم ہمارے ہاں متاثر ہوئے ہیں، حتیٰ کہ نحو کے دامن پر بھی اس کے چھینٹوں کے داغ ہیں، مگر خصوصیت سے جس فن نے اس کے اثرات کو قبول کیا ہے وہ اصول فقہ ہے، اس میں دلالتِ الفاظ کی باریک بحثیں، عام وخاص کی تفریق اور اصل وتفریع کے قاعدے تمام تر منطقی رنگ وروغن لیے ہوئے ہیں، اسی کی شوخیوں کی جھلک ہے، مثلاً قیاس، علت، طرد، دوران اور تنقیح المناط وغیرہ، یہ تمام انداز ایسے ہیں، جن پر منطق کی چھاپ نمایاں ہے۔''

(عقلیات ابن تیمیہ:۳۱)

شیخ محمد امین بن محمد مختار شنقیطیؒ (م۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں۔

" لاشک أن المنطق لولم یترجم العلماء الی العربیة، ولم یتعلمه المسلمون لکان دینهم وعقیدتهم فی غنی عنه، کما استغنی عنه سلفهم الصالح، ولکنه لما تُرجم وتُعلم، وصارت أقیسته هی الطریقة الوحیدة لنفی بعض صفات الله الثابتة فی الوحیین، کان ینبغی لعلماء المسلمین أن یتعلموه وینظروا فیه؛ لیردوا حجج المبطلین بجنس ما استدلوا به علی نفهیم لبعض الصفات؛ لأن افحامهم بنفس أدلتهم أدعی لانقطاعهم الزامهم الحق." (آداب البحث والمناظرۃ:٦)

ایک دوسری جگہ رقم طراز ہیں۔

''ومن المعلوم أن فن المنطق منذ ترجم من اللغة الیونانیة الی العربیة فی أیام المأمون کانت جمیع المؤلفات توجد فیها عبارات واصطلاحات منطقیة لا یفهمها الا من له المام به، ولایفهم الرد علی المنطقین فی ما جاؤوا به من الباطل الا من له الهام بفن المنطق. (آداب البحث والمناظرۃ:٦)

اسی اہمیت کے پیش نظر اہل علم نے معقولات کی ترویج وتوزیع کی طرف خوب اعتناء کیا، اس لیے کہ یہ استدلال واستنباط کے وہ اختراعی قواعد واصول ہیں، جن کی وساطت سے صحیح مطالب ونتائج تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے اور صحت وصواب اور لغزش وخطاء کی عملی صورتوں کی تعیین کی جاسکتی ہے، اور اس کیساتھ ساتھ ہمیں فکر کے متعلق مربوط معلومات بھی فراہم کرتے ہیں، ان بے شمار فوائد کے ہوتے ہوئے اس ذہنی نظم اور فکری کاوش کو کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟! اور اس کے عدم افادیت کے دلائل وبراہین کی بھرمار کیوں لگائی جائے؟!

بعض حضرات کا یہ کہنا کہ منطق کے مطالعہ کے بغیر بھی بہت سارے لوگ صحیح فکر واستدلال کے حامل ہوتے ہیں اور اس کی معرفت کے باوجود بھی بہت سے لوگ غلط استدلال کرتے ہیں، لیکن یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ ہم علم طب کے مطالعہ کے بغیر بھی تندرست رہ سکتے ہیں اور علم طب کے مطالعہ کے باوجود بھی بیمار ہوسکتے ہیں، لیکن کیا ہم اس بناء پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ علم طب بے فائدہ ہے؟ اس بات

میں کوئی شک نہیں کہ جب تک ہم تندرست ہوں، ہم علم طب کے محتاج نہیں ہوتے، اسی طرح جب ہم صحیح فکرو استدلال کریں، ہم منطق کے محتاج نہیں ہوتے، لیکن اگر ہم بیمار ہو جائیں، تو ہمیں علم طب کی ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح جب ہمارا فکرو استدلال کسی غلطی میں مبتلا ہو جائے تو یہ بات جاننے کے لیے کہ غلطی کیا ہے؟ کیسے پیدا ہوئی ہے؟ اور کس طرح اُسے درست کرنا چاہیے؟ ہمیں منطق کا سہارا لینا پڑے گا، لہذا اس بات سے کہ منطق کے مطالعہ کے بغیر بھی صحیح فکرو استدلال ممکن ہے، منطق کی ضرورت اور اہمیت کم نہیں ہوتی۔

ایک فلسفی کے بقول قانون کشش ثقل کے معلوم ہونے سے پہلے لوگ درختوں اور مکانوں کی چھتوں سے گر کر اپنے سر نہیں پھوڑا کرتے تھے، اسی طرح انسان نے حفظان صحت کے اصول معلوم ہونے تک اپنا نظام انہضام ملتوی نہیں رکھا تھا! لیکن یہ کون کہہ سکتا ہے کہ قانون کشش ثقل کا علم یا نظام انہضام کا علم اس لیے بے فائدہ ہے کہ لوگ اس کے بغیر بھی زندہ رہتے ہیں اور وہ رہ سکتے ہیں!۔

علم منطق کے بے شمار فوائد ہیں، یہ فن ہماری ذہانت کو جلا بخشتا ہے، فکرو استدلال کی قوت کو بڑھاتا ہے، صحیح طریقے سے سوچنا سکھاتا ہے، ذہن کے تزکیہ اور تہذیب کے لیے نہایت موزوں علم ہے، ہمیں صحیح فکرو استدلال کے اصول فراہم کرتا ہے، اپنی غلطیوں سے آگاہ کرتا ہے، لیکن ہمارا یہ فرض کر لینا کہ منطق کے مطالعہ کے بعد ہمارا فکرو استدلال ہمیشہ صحیح رہے گا، جس طرح علم طب حاصل کرنے کے بعد بھی طبیب بیمار ہو سکتا ہے، اسی طرح منطق کے حصول کے بعد بھی ہم غلطیاں کر سکتے ہیں، اگر علم طب بے فائدہ نہیں سمجھا جاتا، خواہ اطباء حضرات اس کے ماہر بننے کے باوجود بھی بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں، تو علم منطق کو بھی بے فائدہ نہیں سمجھنا چاہیے، خواہ اس کے مطالعہ کے باوجود ہم فکرو استدلال میں غلطیاں کریں۔

اس کیساتھ دیگر علوم ہمیں محض ایک اخبار اور اطلاع دیتے ہیں، لیکن منطق اس کیساتھ ساتھ ہماری ذہن کی تشکیل وتحلیل بھی کرتا ہے، نیز فن منطق کی ضرورت دیگر علوم میں بھی بہت پڑتی ہے، اس لیے کہ ہر علم کو صحیح فکرو استدلال کی ضرورت پڑتی ہے اور فکرو استدلال کی تصویب منطق ہی کا کام ہے، اسی وجہ سے علم منطق کو علم العلوم کہا جاتا ہے۔

حاجی خلیفہ (۱۰۶۷ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب ''کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون'' میں فرماتے ہیں کہ امام ابونصر محمد بن محمد طرخان فارابی (م ۳۳۹ھ) نے علم منطق کو رئیس العلوم کہا ہے، لیکن شیخ ابوعلی حسین بن عبداللہ بن سینا (م ۴۲۸ھ) نے اسے خادم العلوم قرار دیا ہے، امام محمد بن محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں۔

> ''من لم یعرف المنطق فلا ثقة له فی العلوم أصلا۔'' (کشف الظنون ۱۸۶۲/۲)
>
> جو شخص منطق نہیں جانتا، اس کا علوم کے معاملہ میں کوئی اعتبار نہیں۔

فن منطق کی اس افادیت اور عالمگیر شہرت نے عرب وعجم پر اپنی تسلط اور قبضہ عرصہ دراز تک قائم رکھا، اور علم میں اتقان ورسوخ کی ضمان رہی، برصغیر کے مکاتب ومدارس میں اس فن نے عرصہ دراز تک اپنا سکہ جمائے رکھا، مدارس ومعاہد میں اس کا رجحان غالب آگیا، اور بام عروج کی طرف رواں دواں ہوا، معقولات کی کتابوں کا دور دورہ تھا، مدارس اور مکاتب میں عالمگیر شہرت ملی اور داخل نصاب رہا۔

ہندوستان کے مختلف شہروں صوبہ بہار، پنجاب، دہلی، لکھنو، جونپور، گجرات اور سیالکوٹ کے شاہی محلات سے معقولات کا یہ تسلسل صوبہ سرحد کے کوہسار اور گنجان آبادوادیوں تک پھیلنے لگا، پاکستان کے مغربی دیار سوات میں ایک معروف وتبحر عالم علامہ خان بہادر مارتونگی (م۱۹۸۴ء) یونانی علوم کے سفیر وامین تھے اور اپنے زمانہ کے نابغہ روزگار، محقق ومدقق اور ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ تھے، اور انہوں نے علوم عقلیہ کی ترویج میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صرف کیا، اور اس کے فروغ میں انتہائی اہم کردار ادا کیا، ان کی شہرت سن کر دوردور سے طلبہ کرام شدرحال کر کے ان کی خدمت میں آکر کسب فیض کرنے لگے، ان کے تلامذہ نے اپنے استاذ کی مشن کی تکمیل وترویج کے لیے اپنی زندگی کا مشغلہ دیگر علوم ومعارف کیساتھ خاص پر اسی فن کو بنائے رکھا، اور ملک کے طول وعرض میں تادم حیات ان علوم کے فروغ میں منہمک رہے، ان کے حلقہ درس سے ہزاروں اہل علم مستفید ہوئے، پاکستان، افغانستان اور ماوراالنہر کے تشنگان علوم عقلیہ نے ان سے بھرپور استفادہ کیا، جن میں چند معروف حضرات یہ ہیں۔

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد افضل خان شاپورؒ (م۲۰۰۴ء) علامہ رشید احمد مارتونگیؒ (م۱۹۹۶ء) علامہ عنایت اللہ چکیسریؒ (م۱۹۹۷ء) علامہ امان اللہ مارتونگیؒ (م۲۰۱۰ء) استاذِ محترم علامہ عبدالحلیم کوہستانیؒ (م۲۰۱۳ء) قاضی عبدالغفور باجوڑیؒ معروف بہ جارقاضی صاحب (م۲۰۰۴ء) شیخ القرآن علامہ رفیق اللہ خانؒ (م۲۰۰۴ء) شیخ التفسیر علامہ فضل حقؒ، استاذِ محترم شیخ القرآن حضرت مولانا سلطان غنی عارف شہیدؒ (م۲۰۱۱ء) شیخ الحدیث مولانا اسید اللہ ہزارویؒ (م۲۰۱۰ء) علامہ فضل مولی ہزارویؒ (م۲۰۱۲ء) استاذِ محترم شیخ الحدیث علامہ عبداللہ چارباغی حفظہ اللہ، استاذِ محترم شیخ لاجبر کوہستانی حفظہ اللہ، علامہ عبدالحلیم جاگوی حفظہ اللہ، استاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالشکور دیروی حفظہ اللہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل حق باجوڑی معروف بہ ڈبر صاحب حق حفظہ اللہ، استاذ العلماء علامہ مشرف خان چکیسری حفظہ اللہ، علامہ سمیع اللہ باجوڑی حفظہ اللہ وغیرہ ہیں۔

معقولات کی اس تحریک اور کاروان کے گنے چنے افراد بقید حیات ہیں، اللہ تعالی ان کی عمر میں برکت دے۔ اکثر افراد تو دنیائے فانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، معروف شاعر لبید بن ربیعہ عامری (م۴۱ھ) نے کیا خوب کہا ہے۔

ذهب الذين يُعاشُ فی أكنافهم　　　وبقيتُ فی خَلْفٍ كجِلدِ الأجربِ

(دیوان لبید بن ربیعہ۱۲، الأغانی لأبی الفرج الأصفہانی۱۷/۷۰)

اسی طرح أبو العباس عبداللہ بن محمد المعتز باللہ (م۲۹۶ھ) نے بہت خوب کہا ہے۔

قد استَوی النّاسُ وماتَ الكمالُ　　　ونادَتِ الأيامُ أينَ الرّجال

(دیوان ابن المعتز ۷۷۹)

فن منطق کے ان فحول اور مشاہیر علماء نے بے حد خلوص اور ذوق کیساتھ گراں قدر خدمات سرانجام دیئے ہیں اور زندگی بھر تشنگانِ علوم کو سیراب کرتے رہے، اس مخصوص طرز تدریس کو بہت مقبولیت اور عروج ملا، جس کی وجہ سے اس خاص اسلوب نے عرصہ

دراز تک اپنی افادیت کا لوہا منوایا، یہ مخصوص طرز تدریس اور منہج آج بھی صوبہ سرحد کے مکاتب و مدارس میں رائج ہے، جس کے لیے اب بھی سینکڑوں طلبہ کرام اپنی تشنگی بجانے کے لیے شد رحال کرتے ہیں، تاہم دور حاضر میں مادہ پرستی اور علمی انحطاط کی وجہ سے اذہان میں تیقظ اور اتقان نہ رہا، طلبہ کرام میں تساہل، بے اعتنائی، استعداد کا فقدان اور طبائع میں یسر و سہولت کا عنصر غالب آنے لگا، جس کی وجہ سے ضبط واتقان اور فہم میں روز بروز کوتاہی شروع ہوئی، ان علوم وفنون کے عملی انطباق اور تدریب میں بکثرت موانع نے جنم دیا، اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی فن میں عملی انطباق اور اجراء کے بغیر مہارت اور رسوخ کا ادعاء تحکم محل نظر اور ناممکن ہے، اسی وجہ سے اہل علم نے ہر فن کی تطبیق اور تدریب کو اولین ترجیح قرار دی ہے، اور انہوں عملی انطباق کے لیے مختلف اسلوب اور مناہج اختیار کیے۔

صرف ونحو کے عصر حاضر میں دو معروف ومقبول انطباقی اور تدریبی منہج ہیں، جن میں ایک طرز ہمارے شیخ امام الصرف والنحو حضرت مولانا نصر اللہ خانؒ (م۲۰۱۳ء) کا ہے اور دوسرا طرز ہمارے محترم ومشفق استاذ جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن حفظہ اللہ کا ہے، یہ دونوں اسلوب انتہائی مفید اور مقبول ہیں، اس سے ہزاروں علماء کرام اور طلبہ عظام نے استفادہ کیا، اور ان مناہج نے طلبہ کرام کے علم واتقان میں کلیدی کردار ادا کیا، واضح رہے کہ ہمارے ان معروضات کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ اس کے علاوہ تدریسی مناہج واسالیب کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں، بلکہ وہ اپنی اپنی جگہ پر بے شمار فوائد کے حامل ہیں، وہ اس سے طلبہ کرام کو قیمتی معلومات، مختلف فیہ مسائل کی تشریح وتنقیح، بحث ونقد کا ملکہ اور افہام وتفہیم کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

فن منطق کے عملی انطباق کی طرف متداول کتب میں کوئی خاص اعتناء نہیں برتا گیا، بلکہ محض روایتی مثالوں پر اکتفء کیا گیا ہے، جس کی وجہ فن منطق نے اپنے حجم سے بڑھ کر صعوبت اور مشکل پیدا کردی، تاہم اس معمہ کو حل کرنے کے لیے بعض مناطقہ نے اپنی توجہ اس کی طرف مبذول کی، اور اس پہلو کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا، جن میں علامہ الٰہی بخش فیض آبادی (م۱۳۰۶ھ) سرفہرست ہیں، جنہوں نے تحفہ شاہجہانی تصنیف فرمائی، باقاعدہ طور پر عملی تطبیق، منطقی تراکیب اور ایک مخصوص منہج کا داغ بیل ڈالی، اور ایک عجیب وغریب اور انوکھے طرز کی تاسیس کی، جس کی افادیت اور جامعیت کا اندازہ اس کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے ہوتا ہے، چنانچہ وہ اپنی منہج اور کتاب کی مزایا اور خصوصیات کے متعلق رقم طراز ہیں۔

’’تحصیل کتب قدیمہ وحواشی جدیدہ طلبہ علوم باوجود حرف مدتہای دراز وتضیع اوقات دیر باز نفع فراوان برنمی دارندؒ، ومہارت تامہ بمراعات قوانین در موضع لازم الرعایۃ وقوت استخراج امثلہ جدیدہ سوای امثلہ معینہ مذکورہ رسائل فن پیدا نمی آرند، ومعلمان برطریقہ مستمرہ بامثلہ کہ در کتب اندراج یافتہ سخن میرانند، ومتعلمان ہم بتبعیت شان برہمان امثلہ متداولہ واقوال متعارفہ اکتفاء ورزیدہ از ترقی استعداد بازمی مانند، واگر کسی را احیانا سرمایہ کمال استعداد حاصل آید، باوجود ذہن وذکاوت در تحصیلش عمری باید، ومخفی شاید وتاہذا الآن کسی از متقدمین ومتاخرین بجہت رفع ایں خرابیہا ضابطہ ایجاد نہ فرمودہ، وقاعدہ اختراع نمودہ کہ در اندک زمان طلبہ علوم از ان قوت مسائل منطقیہ بانحای شتای جدیدہ حاصل نمایند، وقدرت صرف آنہا در ہر عبارت وہر زبان بہم سانند۔‘‘ (تحفہ شاہجہانی:۵-۶)

نیز اپنی مخصوص طرز تراکیب منطقی کے متعلق فرماتے ہیں۔

”وماخذش بجز اختراع ذہن فقیر کے دید نشیند، از میسر حقیقی مسالت نمودہ، وبعروہ وثقای تاییدش متمسک بودہ، در مضمار دشوار گذار حل ترکیب شرح تہذیب عبداللہ یزدی حسب ضوابط منطقیہ شبدیز قلم ہمت رابعنان فصاحت بیان سپردم۔“ (تحفہ شاہجہانی:۶)

ایک جگہ اساتذہ کرام اور طلبہ کی خدمت میں عرض گذار ہیں۔

”واگر استاذ شفیق تلمیذ باتمیز خود را یک روز درس شرح تہذیب دہد، وروز دیگر این حل ترکیب تعلیم نماید، در چندروز چند ورق مسائل ضروریہ محفوظ خاطرش شود، وبرصرف قوانین منطقیہ در ہر زبان قادر گردد، واستعدادش اضعاف مضاعف بیفزاید۔“ (تحفہ شاہجہانی:۶)

برصغیر کے نابغہ روزگار مؤرخ علامہ عبدالحی حسنی ندویؒ (م۱۳۴۱ھ) ان کے ترجمہ میں رقم طراز ہیں۔

”ومن مخترعاته التراكيب المنطقية على منوال التراكيب النحوية .“

(الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الأعلام: ۸/۱۱۹۱، نثر الجواہر والدرر فی علماء القرن الرابع عشر ۲۵۵)

ماضی قریب میں شیخ محمد بن امین شنقیطیؒ (م۱۳۹۳ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”**آداب البحث والمناظره**“ اور ”**فن المنطق**“ میں منطقی اصطلاحات اور مسائل کی عام فہم توضیح وتشریح اور علمی وعملی تدریب بہت دلچسپ انداز میں کی ہے، اور اس سلسلہ کے فروغ وارتقاء کے لیے دیارِ شام کے معروف معاصر عالم شیخ عبدالرحمٰن حبنکہ المیدانیؒ (م۱۴۲۵ھ) نے بہت خوب پیش رفت کی، اس فن کو عام فہم اسلوب میں سمجھانے کے لیے ایک پیش بہا قیمتی کتاب ”**ضوابط المعرفة وأصول الاستدلال والمناظرة**“ کے نام سے تالیف فرمائی، جس میں انہوں نے منطقی اصطلاحات اور احکام ومسائل کی بے مثال توضیح وتشریح فرمائی اور ایسے قواعد وضوابط کا استخراج کیا، جو ذہن کو جلا بخشتی ہے، ان کی اس جدوجہد نے تو منطق کی صعوبت کو سہولت میں بدل ڈالا، اور وہ اپنے اس انوکھے طرز کی خصوصیات ومزایا اور کاوش کی مقبولیت کے متعلق طبع سوم کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں۔

”ولما اشتمل عليه من أمثلة وافرة متنوعة في مختلف المسائل والقضايا؛ اذ لم تقتصر على الأمثلة القليلة التقليدية التي اعتادت الكتب المتصلة بهذه المسائل والقضايا أن تستشهد بها، فهي لاتساعد طالب علم على تطبيق القواعد والقضايا التي هي أمثلة لها في مختلف العلوم؛ اذ غدت بمثابة رموز قد يجمد فكر الطالب عندها. وقد وفقني الله بمنه وكرمه الى تصيد أمثلة كثيرة مختلفة مقتبسة من نصوص القرآن والسنة، ومن مسائل العقائد والفقه، وغيره ذلك.“ (ضوابط المعرفۃ وأصول الاستدلال والمناظرۃ: ۷-۸)

ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی حفظہ اللہ نے مذکورہ دونوں کتابوں کو سامنے رکھ تفہیم المنطق تالیف فرمائی، جس میں انہوں نے ”آداب البحث والمناظرۃ“ کے بعض منتخبات اور ضوابط المعرفہ کے اکثر وبیشتر حصہ کی اردو میں ترجمہ وتلخیص کی ہے، ڈاکٹر صاحب کا یہ اقدام قابل صد تحسین ہے کہ انہوں نے عربی مواد کو عام فہم اور سلیس اردو میں منتقل کیا ہے۔

اہل علم اور ارباب فن پر یہ بات مخفی نہیں کہ قواعد المنطق کے نام سے یہ کاوش کوئی جدید تحقیق اور بندہ کی خانہ زاد اختراع نہیں، بلکہ یہ درحقیقت علامہ الٰہی بخش فیض آبادی مرحوم (م۱۳۰۶ھ) (صاحب تحفہ شاہجہانی) کا مخصوص طرز و منہج ہے، البتہ یہ اس مخصوص و معروف منہج کی ترویج و فروغ کی ایک ادنی کاوش ضرور ہے، جس سے اصل کتاب کی سمجھنے میں ضرور مدد ملے گی، یہ انشاء اللہ اس طرز کے فہم میں اساسی کردار ادا کرے گی۔ اور فن کے منتہی کتب کے سمجھنے میں معاون و ممد ثابت ہوگی، تاہم فن کی منتہی کتب سے مستغنی نہیں کر سکتی، اس لیے کہ ان کی افادیت ایک واقعی اور نفس الامری حقیقت ہے۔

اس مجموعہ کو منظر عام پر لانے اور طلبہ کرام کے خدمت میں اس لیے پیش کرنے کی جسارت کی ہے کہ بہت ہی ممکن ہے کہ جس طرح ایک باکمال مصور کو ناقص تصویر کی اشاعت دیکھ کر جوش آجاتا ہے اور پھر وہ بہتر تصویر بنا کر داد استاذی حاصل کر لیتا ہے، اسی طرح ارباب معقول اور جہابذہ فن اس نقش ناقص کو ناکارہ پاکر اس منہج پر بہتر سے بہتر تالیف کا ارادہ کریں۔

بندہ ایک بار پھر اس حقیقت کا ببانگ دہل اظہار کرتا ہے کہ اس مجموعہ کا اصل ماخذ ”تحفہ شاہجہانی، ضوابط المعرفہ، آداب البحث والمناظرۃ، فن المنطق للشنقیطی، تفہیم المنطق اور توضیح المنطق“ وغیرہ ہیں، یہ کاوش ان ہی کتب کی مرہون منت ہے، ان کے علاوہ جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، تو اپنی تحقیق و منہج باور کر کے سادہ لوح طلبہ کرام اور بعض اہل علم سے داد اجتہاد حاصل کرنے کے بجائے اصل ماخذ و مرجع کا حوالہ دینے کا التزام کیا گیا ہے اور اسی سلسلہ میں اہل علم کے روایات کو ملحوظ نظر رکھ کر دیانت کا مظاہرہ کیا گیا ہے، اس لیے قول کو اپنے قائل اور مأخذ کی طرف منسوب کرنا قرین انصاف اور علمی برکات کا باعث ہے، امام سفیان بن سعید بن مسروق ثوریؒ (م۱۶۱ھ) فرماتے ہیں۔

”نسبة الفائدة إلى مفيدها مِنَ الصّدق فی العلم وشُكره، وأن السكوت عن ذلک مِنَ الكذب فی العلم وكُفره“. (الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر: ۱/ ۱۸۱، ؛ کشف الخفاء للعجلونی: ۱/ ۲۸۶)

ترجمہ: فائدے کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرنا علمی دیانت اور صداقت کی علامت ہے اور اس نے خاموش رہنا علمی بددیانتی اور ناشکری ہے۔

محدث جلیل قاسم بن سلام خراسانیؒ (م۲۲۴ھ) فرماتے ہیں۔

”من شكر العلم أن تستفيد الشیء، فإذا ذكر قلت: خفی علی كذا وكذا، ولم يكن لی به علم حتى أفادنی فلان فيه كذا وكذا، فهذا شكر العلم.“ (الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع: ۲۲۹)

ترجمہ: علم کی شکر میں من جملہ یہ بھی ہے کہ جب کسی چیز سے استفادہ کریں تو اس کا تذکرہ کرتے وقت یہ کہیں کہ مجھ پر یہ یہ باتیں مخفی تھیں اور مجھے اس کے متعلق علم نہیں تھا! اور فلاں آدمی نے مجھے اس کے متعلق بتایا ہے۔ یہ ہے علم کا شکر!

امام ابن عبد البر اندلسیؒ (م۴۶۳ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب ”جامع بیان العلم وفضلہ“ میں اپنے منہج کے متعلق رقم

طراز ہیں۔

يقال: إن من بركة العلم أن تضيف الشيء إلى قائله.“ (جامع بیان العلم وفضلہ:۹۲۲/۲)

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ علم کی برکت میں سے ہے کہ قول کو اس کے قائل کی طرف منسوب کیا جائے۔

امام ابوزکریا محیی الدین یحیی بن شرف نوویؒ (م۶۷۶ھ) فرماتے ہیں۔

”ومن النصيحة أن تضاف الفائدة التي تستغرب إلى قائلها، فمن فعل ذلک بورک له في علمه وحاله، ومن أوهم ذلک وأوهم فيما يأخذه من كلام غيره أنه له، فهو جدير أن لا ينتفع بعلمه، ولا يبارک له في حال، ولم يزل أهل العلم والفضل على إضافة الفوائد إلى قائلها“. (بستان العارفین ۱۶)

ترجمہ: دین نصیحت کا نام ہے اور نصیحت میں یہ بات شامل ہے کہ نئے فائدے کو اس کے قائل کی طرف منسوب کیا جائے، جس نے ایسا کیا اس کے علم اور حال میں برکت ہوگی اور جس نے اس کو اور دوسرے کلام کو گڈمڈ کر کے پیش کیا تاکہ دوسرے کے کلام میں شبہ پیدا ہو۔ اور دوسرے کا کلام بھی اس کا کلام معلوم ہو تو ایسے شخص کے علم و عمل میں برکت نہیں ہوگی۔ اور علماء کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ فائدہ کو اس کے قائل کی طرف ہی منسوب کرتے رہے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) اپنی مایہ ناز کتاب ”**الفارق بين المصنف والسارق**“ میں رقم طراز ہیں۔

”بركة العلم عزوُه إلى قائله.“ (الفارق بین المصنف والسارق:۳۴)

ترجمہ: علم کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرنا باعث برکت ہے۔

نیز ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

”ومن بركة العلم وشكره عزوُه إلى قائله..... ولهذا لا تراني أذكر في شيء من تصانيفي حرفا إلا معزوا إلى قائله من العلماء مبينا كتابه الذي ذكر فيه.“ (المزہر فی علوم اللغۃ وأنواعہا:۲۷۳/۲)

ترجمہ: علم کی برکت اور شکر میں سے ہے کہ قول کو اس کے قائل کی طرف منسوب کیا جائے، اس لیے تم مجھے دیکھو گے کہ میں اپنی کسی بھی تصنیف میں ایک حرف بھی لکھتا ہوں تو علماء میں سے جو اس کا قائل ہوتا ہے اس کی طرف منسوب کر دیتا ہوں اور اس کیساتھ ساتھ اس کتاب کی وضاحت بھی کر دیتا ہوں جس میں وہ قول مذکور ہوتا ہے۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے محترم دوست فخر الاماثل مفتی توصیف احمد (مرغز) حفظہ اللہ اور اپنے مخلص دوست مولانا عبدالوحید حفظہ اللہ مہتمم دارالعلوم ویسہ کا ذکر نہ کروں، جنہوں نے ہمیں مخلصانہ مشورے اور قیمتی تجاویز دیے۔ نیز اس موقع پر میں اپنے قابل و عزیز طالب علم ساتھی احسان اللہ صارم حفظہ اللہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت شوق و ذوق اور احسن انداز کیساتھ اس مجموعہ کو ترتیب دی، اور اس کے ضبط و تخریج اور تصحیح و تنقیح میں شب و روز جد و جہد کی، اس کیساتھ ساتھ میں اپنے تمام احباب کا بھی شکر گذار

ہوں، جنہوں نے اس سلسلہ میں ہماری مدد اور رہنمائی فرمائی، جن میں استاذ مکرم استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی تاج الدین ربانی حفظہ اللہ، مفتی خلیل الرحمن حفظہ اللہ، مفتی عبد الواحد حفظہ اللہ اور میرے عزیز دوست مفتی محمد طیب حفظہ اللہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور مفید عام و خاص بنائے اور ہمیں دین اسلام کی خدمت کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

رَبِّ أُوزِعنِی أَن أَشکُرَ بِعمَتَكَ الَّتِی أَنعَمتَ عَلَیَّ وَعَلَی وَالِدَیَّ وَأَن أَعمَلَ صَالِحًا تَرضَاهُ وَأُصلِح لِی فِی ذُرِّیَّتِی إِنِّی تُبتُ إِلَیكَ وَإِنِّی مِنَ المُسلِمِینَ.

ارشاد الرحمن عفا عنہ المنان

استاذ جامعہ اشاعت الاسلام موہڑہ چوک حسن ابدال

۱۸ جمادی الأولی ۱٤۳۷ھ

احوال واقعی

آج سے تقریباً چھے سال قبل جب راقم الحروف نے اپنے علمی سفر کا آغاز کیا، اپنے محسن و مربی استاذ مفتی شریف حسین صاحب حفظہ اللہ نے دار العلوم ویسہ جانے کا عندیہ دیا، بندہ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دار العلوم ویسہ میں داخلہ لیا، دار العلوم کی علمی اور عملی فضاء نے دل و دماغ کو جلا بخشی، اساتذہ کرام کیساتھ قریبی تعلق رہا، ان دنوں دار العلوم میں فنون کی کتابیں مفتی ارشاد الرحمٰن صاحب پڑھاتے تھے، آپ طویل تقاریر اور قیل و قال کے بجائے نفس مسئلہ کی وضاحت اور انطباق پر خصوصی توجہ فرماتے، فنی اصطلاحات اور قواعد یاد کرانے کے بعد خوب اجراء کرواتے، مروج اور روایتی مثالوں کے بجائے قرآن و حدیث سے عام فہم مثالیں سمجھاتے، عملی انطباق اور تدریب کے لیے منطقی تراکیب کا مشق کرواتے، تاکہ اصطلاحات کی تطبیق اور قواعد کی تفریع میں آسانی رہے،، اور اکثر تحفہ شاہجہانی کے منطقی طرز تراکیب کا تذکرہ کرتے اور ہمیں اس سے مستفید ہونے کی ترغیب دلاتے، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ منطقی تراکیب کا موجد اور مؤسس علامہ الٰہی بخش فیض آبادی مرحوم ہیں اور عصر حاضر میں معروف عالم علامہ شنقیطیؒ اور شیخ عبد الرحمٰن حنبکہ میدانیؒ نے اس منہج اور اسلوب کو فروغ دینے میں خوب کردار ادا کیا۔

بندہ عاجز اور دیگر رفقاء کی دلی تمنا تھی کہ اس منہج کے ارتقاء کے لیے ایک ایسے سلسلہ کا آغاز کیا جائے، جو اس طرز کے فہم و ضبط میں ممد و معاون ثابت ہو۔ ہم نے اس جذبہ اور فکر کے خاطر مفتی صاحب سے پر زور مطالبہ کیا، آپ نے ہماری درخواست کا خیر مقدم کیا اور اس منہج کے فروغ کے لیے مستقل کام کا آغاز فرمایا، اور تھوڑے عرصہ میں بے شمار فنی قواعد و ضوابط کا ایک وقیع مجموعہ تیار ہوا۔ اس کیساتھ ساتھ مجھے اس کام کی تصحیح و تنقیح اور تخریج رمأمور کیا، یہ بندہ عاجز بے بضاعتی اور کم علمی کے باوجود شریک سفر رہا۔ اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کتاب میں درج ذیل امور کو ملحوظ نظر رکھا گیا ہے۔

۱۔ زبان انتہائی آسان اور سہل ہے، تاکہ مبتدی طلبہ کرام کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

۲۔ مصطلح تعبیرات اور قیودات سے حتی الامکان احتراز کیا گیا ہے۔

۳۔ ہر فصل میں تعریف، تقسیم، وجہ حصر اور آخر میں متعلقہ قواعد ذکر کیے گئے ہیں، تاکہ عملی تطبیق اور ترکیب میں آسانی رہے۔

۴۔ ہر فصل کے آخر میں عملی انطباق کے لیے تمرینات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۵۔ منطقی تطبیق اور ترکیب کے لیے اکثر مثالیں قرآن و حدیث سے دی گئی ہیں۔

۶۔ ہر جگہ امثلہ سے تطبیق مقصود نہیں، بلکہ بعض مقامات میں وضاحت کو ملحوظ نظر رکھا گیا ہے۔

۷۔ منطقی تراکیب سیکھنے کے لیے ہر تمرین اور ہر باب کے آخر میں بطور نمونہ حل شدہ مثالوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۸۔ فنی اختلافات اور بیان مذاہب وغیرہ سے احتراز کیا گیا ہے اور اکثر مقامات میں مذہب مشہور پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

۹۔ جملہ قواعد کو بحوالہ نقل کرنے کا التزام کیا گیا ہے، تاہم قواعد کو منطقی عبارات سے کبھی عبارۃ اور کبھی اشارۃ اخذ کیا گیا ہے۔

۱۰۔ قواعد کے عنوان کے تحت اکثر باتیں قاعدہ اور بعض فائدہ کے مرتبہ میں ہیں، تاہم سب کو طرداً للباب قواعد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

آخر میں بندہ عاجز ان تمام احباب کا مشکور ہے، جنہوں نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی، بالخصوص استاذ محترم اور دیگر اساتذہ کرام کا بے حد ممنون ہوں، جنہوں نے قدم بہ قدم رہنمائی فرمائی اور علم وعرفان کی راہ بتلائی۔ اللہ تعالی کے حضور دست بدعا ہوں کہ رب العالمین ہماری اس ادنی کاوش کو قبولیت عامہ عطاء فرما۔ اور اسے مفید عام وخاص بنا۔ آمین.

احسان اللہ صارم
گندف، صوابی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول: موجود کا بیان

موجود کی تعریف: کل ما وجد (یعنی جو چیز پائی جائے) اس کو موجود کہتے ہیں۔

موجود کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ موجود خارجی ۲۔ موجود ذہنی ۳۔ موجود نفس الامری

موجود خارجی کی تعریف: وہ موجود ہے، جس کا ہمارے ذہن سے باہر وجود ہو، جیسے زید، زمین اور آسمان وغیرہ موجوداتِ خارجیہ ہیں۔

موجود ذہنی کی تعریف: وہ موجود ہے، جس کا صرف ہمارے ذہن میں وجود ہو، جیسے زید، زمین اور آسمان وغیرہ کی جو صورت ہمارے ذہن میں موجود ہے۔

موجود نفس الامری کی تعریف: وہ موجود ہے، جس کا وجود واقعی ہو، یعنی فرضِ فارض پر موقوف نہ ہوں، جیسے طلوع شمس اور وجود نہار کے درمیان ملازمہ ایک امر واقعی ہے، کسی کے فرض کرنے پر موقوف نہیں۔

وجہ حصر: شئی موجود فی الخارج ہوگی، یا موجود فی الذہن ہوگی، یا موجود فی نفس الامر ہوگی، اگر موجود فی الخارج ہو تو موجود خارجی، اگر موجود فی الذہن ہو تو موجود ذہنی اور اگر موجود فی نفس الامر ہو تو موجود نفس الامری۔

پھر موجود ذہنی کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ موجود ذہنی حقیقی ۲۔ موجود ذہنی فرضی

موجود ذہنی حقیقی کی تعریف: وہ موجود ذہنی ہے، جو ذہن میں حقیقۃً موجود ہو، یعنی فرضِ فارض پر موقوف نہ ہوں، جیسے چار کا ذہن میں جفت ہونا۔

موجود ذہنی فرضی کی تعریف: وہ موجود ہے، جس کو ذہن نے خلاف واقع فرض کرلیا ہو یعنی جو فرضِ فارض پر موقوف ہو، جیسے پانچ کا جفت ہونا کہ اگر اِسے سوچ لیا جائے تو ذہن میں موجود ہو جائے گا، لیکن یہ خلاف واقع ہے۔

وجہ حصر: موجود ذہنی واقعی ہوگی یا فرضی ہوگی، اگر واقعی ہو تو موجود ذہنی واقعی اور اگر فرضی ہو تو موجود ذہنی فرضی۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: موجود ذہنی کو علم، تصورِ مطلق اور موجود ظلّی مثالی اور موجود خارجی کو موجود عینی اور موجود اصلی بھی کہتے ہیں (۱)۔

---

(۱) دستور العلماء: ۳/۳۰۹، مرام الکلام ۷۷، توضیح المنطق ۵، ۱۹، معین الفلسفہ ۳۶.

قاعدہ نمبر۲: ہر ماہیت موجودہ فی الخارج کو موجود خارجی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۳: ہر ماہیت موجودہ فی الذہن کو موجود ذہنی کہتے ہیں (۲)۔ ☆

قاعدہ نمبر۴: ہر موجود خارجی موجود نفس الأمری ہے، لیکن ہر موجود نفس الامری موجود خارجی نہیں، کیونکہ طلوع شمس اور وجود نہار کا ملازمہ نفس الامر میں موجود ہے، لیکن خارج میں موجود نہیں، یعنی موجود خارجی اور موجود نفس الأمری کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، موجود خارجی اخص مطلق ہے اور موجود نفس الامری اعم مطلق ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۵: ہر موجود ذہنی کے لیے موجود نفس الامری لازم نہیں، یعنی موجود نفس الامری اور موجود ذہنی کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، چار کا جفت ہونا مادہ اجتماعی ہے، مادہ افتراقی کی پہلی مثال وہ حقائق جن کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا جیسے ذات باری تعالی۔ یہ موجود فی الذہن نہیں، البتہ موجود فی نفس الامر ہیں۔ اور مادہ افتراقی کی دوسری مثال قضایا کاذبہ ہیں جیسے پانچ کا جفت ہونا، اگر اس کا تصور کیا جائے تو یہ صرف ذہن میں موجود ہوگا، لیکن نفس الامر میں موجود نہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۶: اکثر موجود خارجی کو موجود ذہنی لازم ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۷: ہر موجود ذہنی کو موجود خارجی لازم نہیں جیسے جبل یاقوت (۶)۔

قاعدہ نمبر۸: مناطقہ اکثر موجود ذہنی سے بحث کرتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر۹: کسی شئی کے مفہوم کو موجود ذہنی اور اس کے مصداق واقعی کو موجود خارجی کہتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۰: جس وجود پر آثار خارجیہ کا ترتب ہو تو وہ وجود خارجی کہلاتا ہے اور جس پر آثار ذہنیہ کا ترتب ہو تو وہ وجود ذہنی کہلاتا ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر: مذکورہ تینوں اقسام شئی موجود کی باعتبار وجود کے ہیں۔ (۱۰)

---

(۱) ملاحسن: ۱۸۲۔ (۲) ملاحسن: ۱۸۳۔

(۳) میبذی: ۱۹، معین الفلسفہ ۳۷۔ (۴) میبذی: ۱۹، معین الفلسفہ ۳۷۔

(۵) تفہیم المنطق ۵۱۔ (۶) میبذی: ۱۹، تفہیم المنطق ۵۱۔

(۷) معین الفلسفہ ۳۹۔ (۸) تفہیم المنطق ۵۱، توضیح المنطق ۱۹۔

(۹) بدر النجوم ۲۹۴۔ (۱۰) دستور العلماء: ۳/۲۵۵۔

☆ المتكلّمون أنكروا الوجود الذهني لأنّه لو اقتضى تصوّر الشيء حصوله ذهنا لزم كون الذهن حارا وباردا ومستقيما ومعوجا وأيضا حصول الجبل والسماء مع عظمهما في ذهننا مما لا يعقل وأثبته الحكماء وأجابوا عن الوجهين بأنّ الحاصل في الذهن صورة وماهية موجودة بوجود ظلّي لا هوية عينية موجودة بوجود أصيل۔ والحار ما يقوم به هوية الحرارة لا صورتها وماهيتها وكذا الحال في البارد والمستقيم والمعوج۔ وبأنّ الذي يمتنع حصوله في الذهن هو هوية الجبل والسماء وغيرهما وأما مفهوماتها الكلّية وماهيتها فلا۔ (كشاف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۷۷۰)

=

تمرین

امثلہ ذیل میں بتاؤ، کون موجود خارجی اور کون موجود ذہنی ہے؟

كِتَابٌ. قَلَمٌ. مَدْرَسَةٌ. شَمْسٌ. النعقاء. ذئب. قَمَرٌ. الصَّلٰوةُ. الْأَرْضُ. الاسْمُ. السَّمَاءُ. الْقَبْرُ. الْجَنَّةُ. الصِّرَاط. الكلمة. الْمِيْزَانُ. الْقِيَامَةُ. رَبُّ العَالَمِينَ سمع الأصم. النَّاسُ. الْقُرْآنُ. الكلى. المبنى. التَّوْرَاةُ. يَوْمٌ. المجاز. قَوْمُ نُوحٍ . نوع الانسان. أَصحَابُ الرَّسِّ. بصر الأعمى. ثَمُودُ . عَادٌ. فِرعَونُ. إِخوَانُ لُوطٍ. الْفِعْل. أَصحَابُ الأَيكَةِ. قَومُ تُبَّعٍ. سَكْرَةُ المَوتِ. الأزهار. حُورٌ عِينٌ. الجزئى. حرارة النّار. لُؤلُؤٌ مَكنُونٌ. الحَقِيْقَةُ. إِلَهٌ. جَنَّةُ المَأوَى. غير المنصرف. مائدة الطعام. الظبى. دار العلوم ديوبند. الصيّاد. الكرّة.

حل شدہ مثال:

❀ .... "كِتَابٌ" موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے۔

= اعلَم أَن للشّىء فِى الوُجُود أَربع وجودات۔ الأول: وجوده الحَقِيقِيّ وَهُوَ حَقِيقَته المَوجُودَة فِى نَفسهَا وَالثّانِى: وحوده الدهنِى وَهُوَ وجوده الطبى المثالى المَوجُود فِى الذّهن وَالثّالِث: وجوده اللّفظِيّ وَهُوَ وجود لَفظه الدّال على الوُجُود الخَارِجى والمثال الذهنِى وَالرّابع: وجوده الكِتَابِيّ وَهُوَ وجود النقوش الدّالّة عبى اللّفظ الدّال عبى الشّىء والوجودان الأَوّلَانِ لَا يَختَلِفَانِ باحتلَاف الأُمَم والأحيران قد يَختَلِفَانِ باختلافهم كاختلاف اللُّغَة العَرَبِيَّة والفارسية والخط العَرَبِيّ والفارسى والهندى۔ وبهذه الوجودات الأُربَع صرح المُحَقق التّفتَازَانِيّ فى شرح العقائد بقوله إِن للشّىء وجودا فِى الأَعيَان۔ ووجودا فى الأذهان۔ ووجودا فِى العبارَة۔ ووجودا فِى الكِتَابَة۔ فالكتابة تدل على العبارَة وَهِى على مَا فِى الأذهان وَهُوَ على مَا فِى الاعيان انتهى۔ (دستور العلماء: ۳/۳۰۹)

فصل دوم: علم کا بیان

علم کا لغوی معنی: علم لغت میں دانستن (جاننے) کو کہتے ہیں۔

علم کی اصطلاحی تعریف: علم کی اصطلاحی تعریف میں مناطقہ کا اختلاف ہے(۱)، تاہم معروف تعریف یہ ہے۔

”حصول صورة الشئی فی العقل.“ کسی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہو جانا، یعنی جو چیز ہماری ذہنی آئینہ میں اتر آتی ہے بس یہی ذہنی صورت اس چیز کا علم ہے اور وہ چیز معلوم ہے اور اس طرح عمر بھر ہمارے ذہن میں چیزوں کی صحیح یا غلط جتنی صورتیں جمع ہوتی رہتی ہیں وہ ہمارے علوم ہوتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم اپنے آپ کو صحیح یا غلط طور پر ان چیزوں کا عالم سمجھتے ہیں۔

علم کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ حضوری ۲۔ حصولی

علم حضوری کی تعریف: جس میں عالم کے سامنے معلوم کی ذات موجود ہو، جیسے انسان کا علم اپنے ذات پر۔

علم حصولی کی تعریف: جس میں عالم کے سامنے معلوم کی ذات موجود نہ ہو، جیسے انسان کا علم غیر پر۔(۲)

وجہ حصر: شئی معلوم عند المدرک خود موجود ہوگی، یا اس کی صورت موجود ہوگی، اگر خود موجود ہو تو علم حضوری اور اگر صورت موجود ہو تو علم حصولی۔

علم حضوری کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ علم حضوری قدیم ۲۔ علم حضوری حادث

وجہ حصر: عالم قدیم ہوگا یا حادث ہوگا، اگر قدیم ہو تو علم حضوری قدیم، جیسے اللہ تعالیٰ کا علم، اور اگر حادث ہو تو علم حضوری حادث، جیسے انسان کا علم اپنی ذات وصفات پر۔

علم حصولی کی بھی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ علم حصولی قدیم ۲۔ علم حصولی حادث

---

(۱) علم مطلق کی ماہیت میں اہل علم کا اختلاف ہے، امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ علم بدیہی ہے، اسی کو صاحب سلم العلوم نے حق قرار دیا ہے، اور کہا ہے کہ علم بالکل ظاہر باہر شئی ہے، تاہم غایت وضوح کی وجہ سے حیز خفاء میں ہے۔ امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی (م۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ علم نظری متعسر التحدید ہے اور جمہور متکلمین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ علم نظری ممکن التحدید ہے، پھر انہوں نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں، حاجی خلیفہ (م۱۰۶۷ھ) نے کشف الظنون (۱/۴) میں پندرہ تعریفیں نقل کی ہیں اور شارح فنون علامہ محمد حنیف گنگوہی نے قرة العیون فی تذکرة الفنون (ص۱۳-۱۶) میں تقریباً بیس تعریفیں ذکر کی ہیں۔

☆ اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ علم کی حقیقت ”مابہ الانکشاف“ ہے، یعنی جس کے ذریعہ اشیاء کے درمیان امتیاز اور فرق ظاہر ہو۔ پھر اس انکشاف کے لیے منکشف یعنی معلوم اور منکشف علیہ یعنی عالم کا ہونا ضروری ہے تو علم کی تعریف اب یہ ہوئی کہ وہ چیز جو عالم کے پاس موجود ہو۔ وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ موجود بذاتہ ہوگی تو یہ علم حضوری ہے یا تو بذاتہ نہیں ہوگی بلکہ بصفتہ وبمثلہ ہوگی تو یہ علم حصولی ہے۔ پھر اگر وہ غیر مسبوق بالعدم ہے تو قدیم اور اگر مسبوق بالعدم ہے تو حادث ہوگی۔

وجہ حصر: عالم قدیم ہوگا یا حادث ہوگا، اگر قدیم ہو تو علم حصولی قدیم، جیسے عقول عشرہ (دس فرشتے جو مناطقہ کے نزدیک قدیم ہیں، لیکن اہل اسلام کے ہاں یہ قدیم نہیں) کا علم تمام کائنات پر، اگر حادث ہو تو علم حصولی حادث، جیسے انسان کا علم غیر پر۔

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: امام رازیؒ کے نزدیک علم بدیہی غیر محتاج الی التعریف ہے، امام الحرمینؒ اور امام غزالیؒ کے نزدیک علم نظری متعسر التحدید ہے، یعنی اس کی تعریف نہیں ہو سکتی ہے، اور جمہور متکلمین کے نزدیک علم نظری متیسر التحدید ہے، یعنی اس کی تعریف ہو سکتی ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر: علم یا تصورِ مطلق وہ صورتِ ذہنی ہے جو کسی چیز سے ذہن میں آئے، حالتِ ادراکی، منشاء انکشاف، حاضر عند المدرِک سے یہی علم کی تعبیر کرتے ہیں اور تصور ساذج وہ ذہنی صورت یا صورتیں ہیں جن میں حکم (ایجاب وسلب کا جزمی فیصلہ) موجود نہ ہو۔

قاعدہ نمبر ۲: علم مطلق ادراک کا نام ہے، خواہ تصور ہو یا تصدیق ہو، یقین ہو یا غیر یقین ہو (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: اگر عالم اور معلوم کے درمیان علائق ثلاثہ عینیت (علم الشیء علی نفسہ)، نعتیت (علم الشیء علی صفاتہ) معلولیت (باری تعالی کا علم جملہ ممکنات پر) (علم الشیء علی معلولہ) میں سے کوئی علاقہ ہو تو علم حضوری ہوگا، ورنہ علم حصولی کہلائے گا (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: علم حضوری وہ ہوتا ہے، جس میں عالم کا معلوم پر علم بغیر صورت کے ہو، جیسے باری تعالی کا علم اپنی ذات وصفات اور ممکنات پر، اور انسان کا علم اپنی ذات وصفات پر (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: علم حصولی وہ ہوتا ہے، جس میں عالم کا معلوم پر علم صورت کے واسطہ سے ہو، جیسے انسان کا علم غیر پر (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: باری تعالی کا علم حضوری ہے (۶)۔☆

قاعدہ نمبر ۷: نفس ناطقہ (انسان) کا اپنی ذات وصفات پر علم حضوری اور غیر پر حصولی ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۸: علم حضوری میں علم اور معلوم دونوں ذاتاً واعتباراً ایک ہوتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۹: علم حصولی میں دو وجود ہوتے ہیں ایک وجود ذہنی اور دوسرا وجود خارجی ہوتا ہے اور علم حضوری کا فقط وجود ذہنی ہوتا ہے (۹)۔

---

(۱) ضیاء النجوم: ۱۰، دستور العلماء ۲/۲۴۴، کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۲۲۰.

(۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۲۱۹. (۳) قاضی مبارک: ۱۲، سیف المبتدی ۳-۴.

(۴) قاضی مبارک: ۱۱. (۵) قاضی مبارک: ۱۱. (۶) قاضی مبارک: ۱۸، مرزا قطبی: ۱۴، میزان العلوم ۲۱.

(۷) میزان العلوم: ۲۱، لوآء الہدی: ۲۶.

(۸) ملا جلال: ۱۵، مرزا قطبی: ۱۴، کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۲۲۵، میزان العلوم ۲۱. (۹) میر زاہد: ۹۰، المرشد الی علم المنطق: ۳۰.

☆ علم باری تعالی مسئلہ معرکۃ الاراء مسئلہ ہے۔ قد تحیرت فیہ العقول وزلت الاقدام حتی ذهب حکماء الیونان بل جهلاء الیونان الی عدم علمه تعالی علی نفسه وعلی غیره!!

قاعدہ نمبر ۱۰: علم حصولی میں صواب اور خطاء دونوں کا احتمال ہوتا ہے اور علم حضوری میں خطاء کا احتمال نہیں ہوتا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: علم حضوری علم حصولی سے اقوی ہوتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: علم حضوری میں شیء معلوم کا وجود علمی عین وجود عینی ہوتا ہے اور علم حصولی میں وجود علمی وجود عینی کا غیر ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: مناطقہ علم حصولی سے بحث کرتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: جو علم دلیل، برہان اور قیاس کے ذریعے حاصل ہو وہ بھی حصولی کہلاتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: بعض حضرات نے علم حضوری کو مستقل قسم ماننے سے انکار کیا، اور جملہ علوم کو حصولی قرار دیا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: علم حصولی کو علم انطباعی (علم نقشی) بھی کہتے ہیں، کیونکہ یہ علم شئی کے مدرک کے پاس محض پائے جانے سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ اس کی صورت کو ذہن میں لانے کے بعد حاصل ہوتا ہے، جیسے ہمیں اپنی ذات کے علاوہ دیگر خارج میں پائی جانے والی چیزوں کو جاننا چاہتے ہیں تو اس کی صورتیں ہمارے ذہن میں آتی ہیں یہ صورِ علمیہ ہیں، پھر صورِ علمیہ کے ذہن میں آنے کے بعد حالتِ ادراکیہ یعنی جاننے کی صلاحیت اس سے مل جاتی ہے اور وہ صورتیں نقش ہو جاتی ہیں، چیزوں کا علم ہوتا ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: تصور اور تصدیق کا مقسم علم حصولی مطلق ہے، کیونکہ حصولی قدیم بھی تصور اور تصدیق ہو سکتا ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۸: علم حضوری تصور اور تصدیق نہیں ہو سکتا (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۹: علم حضوری کو فعلی اور علم حصولی کو انفعالی بھی کہتے ہیں (۱۰)۔

قاعدہ نمبر ۲۰: علم حضوری موجود قبل المعلوم ہوتی ہے اور علم حصولی موجود بعد المعلوم ہوتی ہے (۱۱)۔

قاعدہ نمبر ۲۱: حادث مسبوق بالعدم اور قدیم غیر مسبوق بالعدم کو کہتے ہیں (۱۲)۔☆

---

(۱) المرشد الی علم المنطق: ۳۱۔ (۲) المرشد فی علم المنطق: ۳۱۔

(۳) المرشد فی علم المنطق: ۳۰، ہامش المنطق للمظفر: ۱۳، دوروس المنطق: ۴۔ (۴) دوروس المنطق للانصاری: ۵۔

(۵) بدر النجوم: ۴۵۔ (۶) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۲۲۰۔

(۷) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۲۲۰۔ (۸) قاضی مبارک: ۳۶۔

(۹) میر زاہد: ۹۸، مرزا قطبی: ۴۔ (۱۰) المرشد الی علم المنطق: ۲۵۔

(۱۱) المرشد الی علم المنطق: ۲۵۔ (۱۲) تہذیب فن الکلام: ۲۷۔

☆ حادث اسم فاعل کا صیغہ ہے، فلاسفہ کے نزدیک حادث کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے: ۱۔ حدوثِ زمانی ۲۔ حدوثِ ذاتی

۱۔ حدوثِ زمانی: چیز کا باعتبارِ زمانہ عدم کے بعد میں وجود میں آنا۔ یعنی نیست کے بعد ہست ہونا۔ اس کا مقابل قدم زمانی ہے۔

۲۔ حدوثِ ذاتی: چیز کا اپنے وجود میں کسی علتِ تامہ یا ناقصہ کا محتاج ہونا۔ یاد رہے کہ متکلمین کے نزدیک العالم حادث میں حدوث سے حدوث زمانی مراد ہے، نہ کہ حدوثِ ذاتی جیسا کہ فلاسفہ مانتے ہیں۔ (دستور العلماء: ۲/۴، دستور الطلباء: ۱۳۰)

قاعدہ نمبر۲۲: جو حادث کسی کا معلول ہو تو وہ حادث بالذات کہلاتا ہے۔ جو حادث متأخر عن الغیر ہو تو وہ حادث بالزمان کہلاتا ہے۔ جو قدیم کسی کا معلول نہ ہو تو وہ قدیم بالذات کہلاتا ہے اور جو قدیم متأخر عن الغیر نہ ہو تو وہ قدیم بالزمان کہلاتا ہے(۱) ☆

قاعدہ نمبر۲۳: اگر علم **الصورة الحاصلة** سے عبارت ہو تو از مقولہ کیف ہوگا، اگر **قبو ل الذهن من مبدء الفياض** سے عبارت ہو تو یہ مقولہ انفعل سے ہوگا، اور اگر **الاضافة المخصوصة بين العالم و المعلوم** سے عبارت ہو تو یہ مقولہ اضافت سے ہوگا، تاہم پہلی بات اصح ہے(۲)۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں علم حضوری اور علم حصولی کی تعیین کیجئے۔ نیز منطق تطبیق کریں۔

رَجُلٌ، أَسَدٌ، أَنَاقَائِم، إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَة، هِيَ عَصَايَ، أَصلُهَا ثَابِتٌ، وَفَرعُهَا فِي السَّمَاء، مَا أَنَا بِمُصرِخِكُم، وَمَا أَنتُم بِمُصرِخِيَّ، يَومٌ لا بَيعٌ فِيهِ وَلا خِلالٌ، إِنَّ الإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ، وَهَبَ لِي عَلَى الكِبَرِ إِسمَاعِيلَ وَإِسحَاقَ، نَحنُ قَومٌ مَسحُورُونَ، هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُستَقِيمٌ، أَنَا الغَفُورُ الرَّحِيمُ، إِنَّكُم قَومٌ مُنكَرُونَ، البادئ بالسلام برىء من الكبر، البِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، البركة فى أكابرنا، أفلَحَ مَن هُدِىَ إِلَى الإسلامِ، أكرَمُ النَّاسِ أتقاهُم، أَنا وارِثُ مَن لَا وارِثَ لَهُ، أنتَ أخُونا ومَولانا، أنتُم أعلَمُ بأمرِ دُنياكُم, زيد قائم, آية المنافق ثلاثة. أنا زَعِيمٌ لِمَن آمَنَ بِي وأسلَمَ، مطل الغنى ظلم. يوشک الأمم أن تداعى عليكم، فانّى امرؤ مقبوض. انّا قد عقلنا عنه. انّى صائم.

حل شدہ مثال:

۞...... ..... ''رَجُلٌ'' موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے ..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئی فی العقل ہے..... علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شئی معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے۔

---

(۱) تہذیب فن الکلام: ۲۷.

(۲) قاضی مبارک: ۳۹، کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/ ۱۲۲۵-۱۲۲۶. مزید تفصیل کے یے دیکھئے صغری شیخ القرآنی۔

☆ حاصل یہ ہے کہ قدیم بالذات وہ ہے جس کا وجود بوجہ واجب الوجود ہونے کے لذاتہ ہو، یعنی غیر کا محتاج نہ ہو۔ یہ قسم قدیم صرف ایک ہی ذات الٰہی میں منحصر ہے اور قدیم بالزمان وہ ہے جس کے زمانہ موجود سے پہلے زمانہ نہ ہو، جیسے افلاک، عشرہ عشرہ وغیرہ علی زعم الفلاسفہ۔ اور حادث بالذات وہ ہے جس کا وجود بوجہ امکان ذاتی نہ ہو، بلکہ غیر کا محتاج ہو، جیسے جملہ ممکنات۔ اور حادث بالزمان وہ ہے جس کے زمانہ موجود سے پہلے بھی زمانہ موجود ہو، جیسے اجسام مرکبہ۔ (معین الحکمۃ: ۲۵)

فصل سوم: تصور اور تصدیق کا بیان

علم حصولی کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ تصور ۲۔ تصدیق

تصور کی تعریف: وہ علم ہے، جس میں حکم نہ ہو، یا جس میں نسبت کا اعتقاد نہ ہو، جیسے ''زید'' یا ''زید قائم'' جب زید کے قیام کا یقین نہ ہو۔

تصدیق کی تعریف: وہ علم ہے، جس میں کسی قسم حکم ہو، یا جس میں نسبتِ خبر یہ کا اعتقاد ہو، جیسے ''زیدقائم'' اور ''زید لیس بقائم'' وغیرہ۔

وجہ حصر: علم بدون الحکم ہوگا یا مع الحکم ہوگا، اگر بدون الحکم ہو تو تصور، اور اگر مع الحکم ہو تو تصدیق۔☆

قواعد

قاعدہ نمبر۱: اکثر مناطقہ کے نزدیک تصور اور تصدیق کے لیے مقسم علم حصولی حادث ہے، بعض کے نزدیک مطلق علم ہے اور بعض کے نزدیک مطلق علم حصولی (خواہ حادث ہو یا قدیم) ہے، تیسرا قول راجح ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: ادراک بلا حکم کو تصور اور ادراک مع الحکم کو تصدیق کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: تصدیق کے لیے جملہ خبر یہ کا ذہن میں ہونا شرط ہے (۳)۔

فائدہ نمبر۱: کسی کو کسی کی طرف ایجاباً یا سلباً منسوب کرنے کو حکم کہتے ہیں، ایجاب ایقاع نسبت کا نام ہے، جیسے ''الله احد'' اور سلب انتزاع نسبت کا نام ہے، جیسے ''لم یلد'' وغیرہ۔ جس قضیہ میں حکم ایجابی ہو اسے قضیہ موجبہ اور جس میں حکم سلبی ہو اسے قضیہ سالبہ کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر۴: تصدیق جملہ خبر یہ کے اعتقاد کا نام ہے خواہ جملہ اسمیہ ہو یا جملہ فعلیہ ہو، واقعہ کے مطابق ہو جیسے'' لا الـــه الا الــلـــه'' یا واقعہ کے مطابق نہ ہوں، جیسے '' هولاء شفعاء نا'' اور ''لست مر سلا'' وغیرہ، راسخ ہو یا نہ ہو، جیسے '' النية ليست بشرط في الوصوء على ما قال ابو حنيفة'' جازم ہو یا نہ ہو جیسے دور سے دیکھ کر کسی چیز پر انسان کا حکم لگانا، اگر چہ وہ انسان ہو، لیکن غیر انسان کا احتمال بھی ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: اگر جملہ میں ایک جزء محذوف یا مستتر ہو تو نحات اس کا اعتبار کر کے اِسے جملہ کہتے ہیں، تو اسی طرح مناطقہ بھی اس کا اعتبار کر کے اسے تصدیق کہتے ہیں، جیسے ''لم یلد ولم یولد'' میں ''ھو'' مستتر مانی جاتی ہے، لہذا یہ تصدیق ہے، اسی طرح'' ما ھذا؟ '' کے جواب میں ''کتاب'' کہا جائے تو تقدیر یوں ہے۔ ''ھذا کتاب'' تصدیق ہے (۵)۔

---

(۱) قاضی مبارک:۳۵، ضیاء النجوم:۱۰، کشف النجوم:۱۳۰. (۲) مرزا قطبی:۶۸، ۷۰، شرح الكوكب المنير:۵۸. (۳) توضیح المنطق:۶.

(۴) ملاحسن:۳۲، اساس المنطق:۱/۲۱. (۵) اساس المنطق:۲/۲۲، الحواشی ۶.

☆ حاصل یہ ہے کہ: تصور اشیاء کی ان ذہنی صورت یا صورتوں کو کہتے ہیں جن میں حکم نہ ہو، جیسے تنہا زید یا تنہا قائم کی صورت ذہنیہ۔ اور تصدیق اشیاء کی ان چند ذہنی صورتوں کو کہتے ہیں جن میں حکم موجود ہو، جیسے زید قائم ہے۔ اور حکم کی تعریف یہ ہے کہ اتحاد یا عدم اتحاد، ارتباط یا عدم ارتباط، انفصال یا عدم انفصال کا وہ جزمی فیصلہ جو دو یا زائد تصورات میں پایا جائے۔ (ملخصا معین المنطق:۸)

قاعدہ نمبر۶: حکماء کے نزدیک تصدیق صرف حکم کا نام ہے، یعنی تصدیق عینِ حکم ہے اور حکم عینِ تصدیق ہے، امام رازیؒ کے نزدیک تصدیق تصوراتِ ثلاثہ (تصور موضوع، تصور محمول، تصور نسبت تامہ) اور حکم کے مجموعے کا نام ہے، اور صاحب مطالع کے نزدیک تصدیق تصوراتِ ثلاثہ کے مجموعہ بشرط الحکم کا نام ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۷: حکماء کے نزدیک تصدیق بسیط (جس کا کوئی جزء نہ ہو) ہے اور امام رازیؒ کے نزدیک مرکب ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۸: تصور اور تصدیق کا مقسم مطلق تصور (یعنی حضور ذہنی مطلق، خواہ اس میں حکم ہو یا نہ ہو) ہے، اور جس تصور میں عدم حکم کا اعتبار کیا جائے تو اسے تصور ساذج اور تصور فقط کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۹: اگر تصور میں بشرط شئی یعنی حکم معتبر ہو تو اسے تصدیق کہتے ہیں، اگر تصور میں بشرط لاشئی کا اعتبار کیا جائے تو تصور ساذج ہوگا اور اگر تصور میں لابشرط شئی کا اعتبار ہو (یعنی اس میں نہ حکم کی شرط ہو اور نہ عدم حکم کی شرط ہو) وہ تصور مطلق کہلاتا ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر۱۰: تصدیق کا مقابل وقسیم مطلق تصور نہیں، بلکہ تصور ساذج ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر۱۱: تصدیق کا تحقق بدون التصور محال ہے(۶)۔☆

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں تصور اور تصدیق کی تعیین کریں۔ نیز منطقی تطبیق کریں۔

أَحْـمَـدُ، زَيْـدٌ قَائِمٌ، أَصْحَابٌ، فَتْيَةٌ، جَاءَ الحَقُّ، سِحرٌ مُبِينٌ، وَهُم فِي الغُرُفَاتِ آمِنُونَ، بَشِيرٌ، نَذِيرٌ، مَحَارِيبَ، تَمَاثِيلَ، جِفَانٍ، المَدِينَةِ، غَافِرِ الذَّنبِ، وَقَابِلِ التَّوبِ، شَدِيدِ العِقَابِ، الحَامِدُونَ، السَّائِحُونَ، الرَّاكِعُونَ، السَّاجِدُونَ، إِنَّ إِبرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ، الغيرة من الإيمان، لا تعلّم اليتيم البكاء،

---

(۱) ضیاء النجوم ۱۳، بدر النجوم: ۱۲۰۔ (۲) قطبی: ۵۱، ضیاء النجوم: ۱۳، ہامش مرقاۃ: ۷۔ (۳) قطبی: ۵۴۔

(۴) قطبی: ۵۶۔ (۵) قطبی: ۵۴۔ (۶) میر قطبی: ۱۸۔

☆ حاصل یہ ہے کہ جب کسی چیز کی صورت ہمارے ذہن میں آتی ہے تو یہی صورت اس چیز کا علم ہے جس کو تصور اور مفہوم بھی کہتے ہیں، ایسی چیزوں کی صورتیں اگر ہمارے ذہن میں اس طور سے جمع ہو جائیں کہ ہم ان کے آپس میں اتحاد یا عدم اتحاد، ارتباط یا عدم ارتباط، انفصال یا عدم انفصال کا جزمی فیصلہ کرلیں تو اس کو تصدیق کہیں گے اور ہمارے اس جزمی اتحاد یا عدم اتحاد، ارتباط یا عدم ارتباط، انفصال یا عدم انفصال کے فیصلہ کو حکم اور اگر ان میں ہم یہ حکم اور فیصلہ نہ کریں یا نہ کرسکیں تو ان کو محض تصور کہیں گے، مثلاً ہمارے ذہن میں زید، عمرو، احمد، کھڑا، آیا، گیا، ہے، نہیں وغیرہ کی صورتیں جب الگ الگ حاصل ہو جائیں گی تو یہ سب تصورات کہلائیں گے۔ اور جب زید اور آیا کو ملا کر ان میں اتحاد یا عدم اتحاد کا جزمی فیصلہ کرکے ہم یوں کہیں کہ زید آیا ہے یا زید نہیں آیا ہے، تو اب یہ تصدیق کہلائے گی۔ اسی طرح (اگر آفتاب نکلا ہو تو دن ہوگا) میں ہم جزمی ارتباط اور (عدد زوج ہوگا یا فرد) میں جزمی انفصال کا فیصلہ کریں تو یہ تصدیق کہلائے گی، ورنہ تصور۔ (معین المنطق حصہ اول: ۷، ۸)

ليس للباطل أساس، الناس عبيد الإحسان، النّاس أتباع من غلب، الحركة بركة، وقع اللّصّ على اللصّ، الأسرار عند الأحرار. المرء مع من أحبّ. الخمر جمّاع الاثم. الغيبة أشد من الزنا. زيد. عمرو. الله قدير .

حل شدہ مثالیں:

❁ ... . أَحْمَدُ:

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے ۔ ..علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے ۔۔ ..علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے۔ ....علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے... ..تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے۔

❁....... ... زَیْدٌ قَائِمٌ:

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے.. ..علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے.. ..علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے۔

باز ''زَیْدٌ ''موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے.. علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے.. ..علم حصولی اانطباعی س لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے......علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے.. ..تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے۔

''قَائِمٌ ''موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے ....علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے .....علم حصولی اانطباعی س لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے .. ..علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے.. ..تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے۔

فصل چہارم

تصور اور تصدیق کی تقسیم

تصور کی اکیس اور تصدیق کی سات قسمیں ہیں۔ یہ کل اٹھائیس قسمیں ہیں۔

وجہ حصر: علم ایک چیز کا ہوگا یا امورِ متعددہ کا ہوگا، اگر ایک چیز کا ہوتو تصور کی پہلی قسم، اگر امور متعددہ کا ہوتو پھر دو حال سے خالی نہیں مع النسبۃ ہوگا یا بدون النسبۃ ہوگا، اگر بدون النسبۃ ہوتو تصور کی دوسری قسم، اگر مع النسبۃ ہوتو پھر دو حال سے خالی نہیں نسبتِ تامہ ہوگی یا نسبتِ ناقصہ ہوگی، اگر نسبت ناقصہ ہوتو مرکب ناقص کی پانچ قسمیں، تو یہ کل سات قسمیں ہوئیں، اگر نسبت تامہ ہوتو پھر دو حال سے خالی نہیں نسبت انشائیہ ہوگی یا نسبت خبریہ ہوگی، اگر نسبت انشائیہ ہوتو جملہ انشائیہ کی دس قسمیں، تو کل سترہ قسمیں ہوئیں، اگر نسبت خبریہ ہوتو پھر دو حال سے خالی نہیں مع الحکایۃ ہوگی یا بدون الحکایۃ ہوگی، اگر بدون الحکایۃ ہوتو تصور کی اٹھارویں قسم تخییل، اگر مع الحکایۃ ہوتو پھر دو حال سے خالی نہیں مع الانکار ہوگی یا بدون الانکار ہوگی، اگر مع الانکار ہوتو تصور کی انیسویں قسم تکذیب، اگر بدون الانکار ہوتو پھر دو حال سے خالی نہیں، جانبِ مخالف کا احتمال ہوگا یا نہیں، اگر ہوتو پھر تین حال سے خالی نہیں، جانبِ مخالف کا احتمال برابر ہوگا یا کم ہوگا یا زیادہ ہوگا، اگر برابر ہوتو تصور کی بیسویں قسم شک، اگر زیادہ ہوتو تصور کی اکیسویں قسم وہم، اور اگر کم ہوتو تصدیق کی پہلی قسم ظن۔

اگر جانب مخالف کا احتمال نہ ہوتو اسے جزم بالحکم کہتے ہیں، پھر یہ جزم بالحکم دو حال سے خالی نہیں ثابت ہوگا (یعنی تشکیکِ مشکک سے زائل نہ ہو) یا غیر ثابت ہوگا (یعنی تشکیکِ مشکک سے زائل ہو) اگر غیر ثابت ہوتو تقلید (پھر تقلید کی دو قسمیں ہیں، اگر واقع کے مطابق ہوتو تقلیدِ مُصِیب اور اگر نہ ہوتو تقلیدِ مُخطی)۔ اگر ثابت ہوتو پھر دو حال سے خالی نہیں، واقع کے مطابق ہوگا یا نہیں، اگر نہ ہوتو جہلِ مرکب اور اگر ہوتو یقین۔ پھر یقین تین حال سے خالی نہیں، حاصل بالدلائل ہوگا یا حاصل بالمشاہدہ ہوگا یا حاصل بالتجربہ ہوگا، اگر حاصل بالدلائل ہوتو علم الیقین، اگر حاصل بالمشاہدہ ہوتو عین الیقین اور اگر حاصل بالتجربہ ہوتو حق الیقین (۱)۔☆

قواعد

قاعدہ نمبر۱: نحات جس کو مفرد یا جملہ ناقصہ کہتے ہیں تو مناطقہ اسے تصور کہتے ہیں (۲)۔

---

(۱) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۴۵۳۔ (۲) تفہیم المنطق: ۴۱۔

☆ کیفیت کے اعتبار سے یقین کے تین درجے (علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین) ہیں: (۱) علم الیقین: کسی چیز کی کیفیت وماہیت سے وہ پوری آگاہی جو غور وفکر سے حاصل ہو۔ (۲) عین الیقین: وہ یقینی علم جو مشاہدے سے حاصل ہو۔ (۳) حق الیقین: علم الیقین اور عین الیقین کے اجتماع سے حاصل ہونے والا پورا پورا یقین۔ (کشاف اصطلاحات الفنون: ۴/۴۱۷)

قاعدہ نمبر۲: مرکب خبری شکی، مرکب خبری وہمی، مرکب خبری انکاری اور مرکب خبری تخییلی تصور کہلاتے ہیں (۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر۳: جملہ اسمیہ اور فعلیہ تصدیق کہلاتی ہے بشرطیکہ موضع یقین اور ظن غالب میں ہو (۲)۔

قاعدہ نمبر۴: اگر جملہ مفیدِ یقین یا مفید ظن غالب نہ ہوں، بلکہ شک اور امید کے لیے ہو تو وہ تصدیق نہیں کہلاتا جیسے عمر آیا گیا ہوگا، عثمان گیا ہوگا، امید ہے محمود کامیاب ہوگا۔ احمد گھر نہیں ہوگا وغیرہ (۳)۔

قاعدہ نمبر۵: اگر امر اور استفہام کو خبر کے اسلوب میں ذکر کیا جائے تو تصدیق کہلائے، جیسے "اعنا" (ہماری مدد فرما) تصور ہے، لیکن "ایاك نستعین" خبر و تصدیق ہے، اسی طرح "اخبرنی" اور "ماھذا"؟ دونوں تصور ہیں، لیکن "استفھمك" خبر اور تصدیق ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۶: اگر تصدیق میں دو چیزوں کے درمیان انکشاف الاتحاد دفعۃ ہو تو تصدیق اجمالی ورنہ تصدیق تفصیلی کہلائے گا، یعنی اگر موضوع محمول دونوں کا یکدم علم ہو تو تصدیق اجمالی ہوگا، اور اگر دونوں کا علیحدہ علیحدہ علم ہو تو تصدیق تفصیلی ہوگا (۵)۔

قاعدہ نمبر۷: تصدیق تفصیلی کو تصدیق منطقی بھی کہتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر۸: مناطقہ تصدیق تفصیلی سے بحث کرتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر۹: مرکب من اسم واَداۃ، مرکب من کلمۃ واُداۃ اور مرکب من اُداتین بھی از قبیلہ مرکب ناقص کہلاتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۰: تصدیق اجمالی ہمیشہ بدیہی کہلاتا ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر۱۱: اعتقاد میں اگر احتمال غیر نہ ہو تو اس کو جزم کہتے ہیں، پھر اعتقادِ جازم واقع کے مطابق ہے یا نہیں، اگر واقع کے مطابق نہ ہو تو اس کو جہل مرکب کہتے ہیں اور اگر واقع کے مطابق ہے تو زوال کو قبول کرے گا یا نہیں، اگر زوال کو قبول کرے تو یہ تقلید ہے ورنہ یقین ہے اور اگر احتمال غیر ہو تو پھر دو صورتیں ہیں، دونوں طرفین مساوی ہیں یا نہیں، اگر مساوی ہوں تو اس کو شک کہتے ہیں اور اگر مساوی نہ ہوں بلکہ ایک طرف راجح اور دوسری مرجوح ہو تو جانب راجح کو ظن اور جانب مرجوح کو وہم کہتے ہیں (۱۰)۔

---

(۱) ملاحسن:۳۲، کبری:۲۸ (۲) توضیح المنطق:۶. (۳) اساس المنطق:۲۲. (۴) اساس المنطق:۱/۱۷۶. (۵) سلم العلوم:۱۱۰، حمداللہ:۳.
(۶) سلم العلوم:۱۱۰، حمداللہ:۳. (۷) کشف الاشتباہ شرح حمداللہ:۲. (۸) قطبی:۸۹. (۹) کشف الاشتباہ شرح حمداللہ:۲. (۱۰) اسعاد الفہوم:۱/۱۱۔

☆ تخییل، شک، وہم اور ظنِ غالب کی مزید وضاحت یہ ہے: تخییل کا مطلب یہ ہے کہ کسی نسبت خبری کا ایسا تصور آنا کہ ذہن اس نسبت کے بارے میں نہ ہی نفی واثبات کے درمیان دائر ہو اور نہ کسی ایک نسبت کے پائے جانے کا فیصلہ کرتا ہو۔ شک نسبت خبری کا وہ علم ہے جس میں ذہن نفی واثبات میں دائر ہو، یعنی دونوں پہلو برابر ہوں کہ ذہن کسی ایک فیصلہ نہ کر پائے۔ وہم نسبتِ خبری میں جانب راجح کے مقابل دل میں آنے والا مرجوح خیال اور احتمال ہے۔ الغرض تردد کے بغیر صرف حصول صورۃ فی الذہن ہو تو تخییل ہے، حصول صورۃ کے بعد اگر تردد واقع ہو اور جانبین مساوی ہو تو وہ شک ہے اور اگر مساوی نہ ہو تو جانب راجح کو ظن غالب اور مرجوح کو وہم کہتے ہیں، جیسے زید کے موحد ہونے کے متعلق محض خیال آیا یہ تخییل ہے، پھر ذہن میں اس کے موحد ہونے اور موحد نہ ہونے کے متعلق متردد ہو گیا تو یہ شک ہے، اس کے بعد کسی قرینے سے اسکے موحد ہونے کی جہت راجح ہو گئی تو وہ ظن غالب ہے اور موحد نہ ہونے کی جہت وہم کہلائے گی۔

قاعدہ نمبر ۱۲: ظن میں جانب مقابل کا احتمال مرجوح ہوتا ہے، وہم میں جانب مقابل کا احتمال راجح ہوتا ہے جب کہ شک میں جانبین برابر ہوتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۱۳: اذعان کا اعلیٰ مرتبہ یقین، ادنی مرتبہ ظن ہے جب کہ تقلید اور جہلِ مرکب بین بین ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: اگر جزم واعتقاد واقع کے مطابق نہ ہو تو اسے جہلِ مرکب کہتے ہیں، اگر جزم واعتقاد واقع کے مطابق ہو اور ممتنع الزوال بتشکیک المشکک ہو تو یقین ہو گا ورنہ تقلید کہلائے گا۔ (۲)

قاعدہ نمبر ۱۵: اگر تشکیکِ مشکک فی الحال زائل ہو تو اسے تقلید مصیب کہتے ہیں اور فی المآل زائل ہو تو اسے تقلیدِ مخطی کہتے ہیں۔ ☆

قاعدہ نمبر ۱۶: ادراکِ نسبت علی وجہ الا نکار کو تکذیب اور ادراکِ نسبت علی وجہ المساوات بین الطرفین کو شک کہتے ہیں اور ادراکِ نسبت بجانب المرجوح کو وہم کہتے ہیں۔

تمرین

درج ذیل امثلہ میں تصور اور تصدیق کے اقسام کی تعیین کیجیے۔ نیز منطق تطبیق کریں۔

زَیْد، الكِتَابَ، مُستَقَرٌّ وَمَتَاعٌ، عمرو، المَنَّ وَالسَّلوَى، ظُلُمَاتٌ وَرَعدٌ وَبَرقٌ، أَصحَابِ الجَحِيمِ، صُمٌّ بُكمٌ عُميٌ، لم يضرب، بَقَرَةٌ صَفرَاءُ، حزن (منتزع من صورة عمر)، اهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ، لزم النّفل بالشروع (قاله أبو حنيفةؒ) كَيفَ تَكفُرُونَ بِاللّٰهِ، لَفِيْ، عداوت (منتزع من صورة زيد)، لَعَلِّي أَبلُغُ الأَسبَابَ، تَاللّٰه، خوف (منتزع من صورة الذئب)، يَالَيتَنِي كُنتُ تُرَابًا، النّية ليست بشرط في الوضوء (قاله أبو حنيفةؒ)، فَمَا أَصبَرَهُم عَلَى النَّار، شجاعت (منتزع من صورة عمر)، هولاء شفعاء ونا عند الله، لَوِ استَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ، النيّة شرط في التيمم (قاله أبوحنيفةؒ)، سِيبَوَيْه، أَحَدَ عَشَرَ، زيد قائم (قاله عمرو الكذّاب)

حل شدہ مثال:

❁ ... ''زَیْد''. موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے، علم الخ ..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے.... تصور کی پہلی قسم۔

---

(۱) کشاف اصلاحات الفنون: ۱/ ۱۴۳۱۔ (۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/ ۴۵۳۔

☆ تصور کی سات قسمیں ہیں جن میں تین مفردات کیساتھ اور چار نسبت تامہ خبریہ کے ساتھ متعلق ہیں۔ مفردات کیساتھ متعلق تین قسمیں یہ ہیں: ۱-احساس ۲-توہم ۳-تعقل۔ اس لیے کہ یہ ادراک المحسوس ہوگا یا امر ماخوذ من المحسوس ہوگا یا ادراک امر معقول ہوگا اگر یہ ادراک المحسوس ہو تو احساس، اگر ادراک امر ماخوذ من المحسوس ہو تو توہم ہوگا اور اگر یہ ادراک امر معقول ہو تو تعقل ہوگا۔ اور نسبت خبریہ کیساتھ متعلق چار قسمیں یہ ہیں: ۱-شک ۲-تخیل ۳-وہم ۴-انکار۔ اس لیے کہ جب ادراک نسبت علی وجہ الاذعان نہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں، ادراک نسبت علی وجہ التساوی ہوگا یا ادراک لجانب المرجوح ہوگا، یا ادراک نسبت علی وجہ الانکار ہوگا، اگر ادراک نسبت علی وجہ الانکار ہو تو یہ انکار ہوگا، اگر ادراک لجانب امرجوح ہو تو وہم، اگر ادراک نسبت علی وجہ التساوی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، اس میں مطابقت وعدم مطابقت کا ملاحظہ ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو شک اور اگر نہ ہو تو تخیل۔

فصل پنجم: تصور وتصدیق کی اقسام

تصور کی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔ بدیہی ۲۔ نظری

تصور بدیہی کی تعریف: وہ تصور ہے، جو تعارف کے بغیر ذہن میں آجائے، اور اس کے لیے سوچنے کی ضرورت نہ پڑے، یا وہ تصور ہے جو ظاہر ہونے کی وجہ سے نظر پر موقوف نہ ہو، جیسے آگ کی گرمی اور برف کی ٹھنڈک وغیرہ۔ اس کے لیے سوچنے کی ضرورت نہیں۔

تصور نظری کی تعریف: وہ تصور ہے، جو تعارف کے بغیر ذہن میں نہ آئے اور جس کے لیے غور وفکر کی ضرورت پڑے، یا جو خفی اور مشکل ہونے کی وجہ سے نظر پر موقوف ہو، جیسے اسم فعل اور فرشتہ اور جن وغیرہ۔ یہ چیزیں تعارف کے بغیر سمجھ میں نہیں آتیں۔

وجہ حصر: تصور محتاج الی التعریف ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو تصور نظری اور اگر محتاج الی التعریف نہ ہو تو تصور بدیہی،۔

تصدیق کی بھی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔ بدیہی ۲۔ نظری

تصدیق بدیہی کی تعریف: وہ تصدیق ہے، جو بلا دلیل حاصل ہو، جیسے "الماء بادر، النهار موجود" وغیرہ۔

تصدیق نظری کی تعریف: وہ تصدیق ہے، جو بلا دلیل حاصل نہ ہو، جیسے "عذاب القبر حق، ان الساعة اتية" وغیرہ۔

وجہ حصر: تصدیق محتاج الی الدلیل ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو تصدیق نظری اور اگر نہ ہو تو تصدیق بدیہی۔

تصدیق بدیہی کی چھ قسمیں ہیں:۔

ا۔اولیات ۲۔فطریات ۳۔متواترات ۴۔تجربیات ۵۔حدسیات ۶۔مشاہدات

اولیات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین کرنے کے لیے تصور طرفین کے علاوہ کسی اور دلیل کی ضرورت نہ ہو، یعنی عقل دیگر حواس حس اور خیال کی مدد کے بغیر تصدیق کر دے۔

فطریات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضامین پر یقین ایسے دلائل سے حاصل ہو جو تصور طرفین کے وقت ہی عام طور پر ذہن میں رہتے ہیں جیسے چار کا جفت ہونا، اس قضیہ کے ذہن میں آنے کیساتھ ساتھ دلیل بھی ذہن میں موجود رہتی ہے، وہ یہ ہے کہ چار دو برابر حصوں پر تقسیم ہوتا ہے، جو عدد دو برابر حصوں پر منقسم ہو وہ جفت کہلاتا ہے۔

---

(۱) بدیہی اور ضروری میں اہل علم کے چند مختلف اصطلاحات ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے: (۱) علم حادث دلیل سے حاصل ہو تو وہ نظری، کسبی اور استدلالی کہلاتا ہے، جیسے حدوثِ عالَم کا علم۔ اور اگر بلا دلیل حاصل ہو تو وہ علم ضروری کہلاتا ہے، اس کی سات قسمیں (اولی، فطری، حسی، وجدانی، حدسی، تجربی، تواتری) ہیں۔ (۲) علم حادث کے حصول میں اگر قدرت کا دخل ہو تو وہ علم اکتسابی ہے اور اس کی پانچ قسمیں (نظری، حسی، حدسی، تجربی، تواتری) ہیں۔ اور اگر علم حادث کے حصول میں قدرت کا دخل نہ تو وہ علم ضروری ہے جس کی تین قسمیں (اولی، فطری، وجدانی) ہیں۔ (۳) علم حادث کا علم بلا اختیار ہو تو وہ علم ضروری ہے، ورنہ بالاختیار حاصل ہونے والا علم بغیر استدلال کے ہو تو وہ کسبی ہے اور استدلال کے ذریعے حاصل ہو تو وہ استدلالی کہلاتا ہے۔ (نبراس: ۶۷)

متواترات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین اتنی بڑی جماعت کے خبر دینے سے حاصل ہو، جنہیں جھٹلانا عادتا محال ہو، جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا وجود۔

حدسیات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون ہر یقین چٹ پٹ دلائل کے ذریعے ہو، نظر وفکر کی ضرورت نہ پڑے جیسے کسی ماہر نحو سے پوچھا جائے کہ "صرب زید" پر کیا حرکت ہے؟ تو اس نے فورا جواب دیا کہ "زید" پر رفع ہے، یہاں رفع کا یقین ایک چٹ پٹ دلیل سے ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ زید فاعل ہے اور ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے لہذا ''زید'' مرفوع ہے۔

تجربیات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین بار بار تجربہ کی بنا پر حاصل ہو جیسے آگ جلانے والی ہے، روٹی سے شکم سیر ہو جاتا ہے، پتھر کا میلان نیچے کی طرف ہوتا ہے، آگ کا میلان اوپر کی طرف ہوتا ہے، شراب اور بھنگ نشہ آور ہے وغیرہ۔

مشاہدات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن پر یقین حواس ظاہرہ یا حواس باطنہ کے ذریعے حاصل ہو، حواس ظاہرہ کی مثال ''آفتاب روشن ہے'' ان کو حسیات کہتے ہیں، دوسرے کی مثال ''بھوک پیاس لگ رہی ہے'' ان کو وجدانیات کہتے ہیں۔ وجدانیات کے لیے عقل یا حواس ظاہرہ کا ہونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ اس کا دراک غیر ذوی العقول کو بھی ہوتا ہے۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: بدیہی کو ضروری اور نظری کو کسبی بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: بدیہی کا حصول حواس خمسہ (لامسہ، شامہ، باصرہ، سامعہ، ذائقہ) تجربہ، حدس اور عقل کی توجہ سے ہوتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: حواس ظاہرہ کے جملہ مدرکات بدیہی کہلاتے ہیں جیسے حرارت، برودت اور حلاوت وغیرہ (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: حواس باطنہ کے جملہ مدرکات بھی بدیہی کہلاتے ہیں جیسے انسان کو اپنی بھوک، پیاس، غمی اور خوشی کا علم وغیرہ (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: بداہت اور نظریت امور اضافیہ ہیں، ایک شخص کے لیے ایک چیز بدیہی اور دوسرے کے لیے نظری ہو سکتی ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۶: حواس ظاہرہ پانچ ہیں:۔ ۱۔قوت باصرہ (دیکھنے کی طاقت) ۲۔قوت سامعہ (سننے کی طاقت) ۳۔قوت ذائقہ (چکھنے کی طاقت) ۴۔قوت شامہ (سونگھنے کی طاقت) ۵۔قوت لامسہ (چھونے کی طاقت)۔ (۶)

قاعدہ نمبر۷: حواس باطنہ بھی پانچ ہیں:۔ ۱۔حس مشترک ۲۔خیال ۳۔وہم ۴۔حافظہ ۵۔متصرفہ۔ (۷)

قاعدہ نمبر۸: بدیہیات کے ادراک کے لیے اسباب التوجہ (انتباہ، سلامۃ الحواس، سلامۃ الذہن، فقدان الشبہۃ، تجربہ) کا ہونا ضروری ہے (۱)۔

---

(۱) مرقاۃ:۸، المنطق للمظفر:۲۱، تفہیم المنطق:۳۶۔ (۲) اساس المنطق: الحواشی:۶۔ (۳) آداب البحث والمناظرۃ:۱۹۵۔

(۴) آداب البحث:۱۹۵۔ (۵) توضیح المنطق:۷، المرشد الی علم المنطق:۴۲۔ (۶) شرح العقائد:۱۱-۱۳۔ (۷) شرح العقائد:۱۱، تہذیب فن الکلام:۷۰-۷۱۔

قاعدہ نمبر ۹: امام رازیؒ کے نزدیک جملہ تصورات بدیہی ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: فنون کے جملہ اصطلاحات نظری ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: جملہ تصورات اور تصدیقات نہ بدیہی ہیں اور نہ نظری ہیں، بلکہ بعض بدیہی اور بعض نظری ہیں، تمام تصورات اور تصدیقات بدیہی نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ پھر کوئی چیز مجہول نہیں رہتی اور تمام نظری بھی نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ ایک نظری کو حاصل کیا جائے گا دوسرے سے، پھر دوسرا یا تو پہلے سے حاصل ہوگا یا تیسرے سے۔ اگر پہلے سے حاصل ہو تو دُور لازم آتا ہے اگر تیسرے سے حاصل ہو تو وہ اس کے بعد جو ہے اس سے حاصل ہوگا مالانہایۃ تک۔ تو تسلسل لازم آتا ہے اور تسلسل باطل ہے۔ (۴)۔☆

قاعدہ نمبر ۱۲: اکثر نظری کو بدیہی کے ذریعے معلوم کیا جاتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: ہر فن کے ماہرین کے نزدیک اس فن کے اصطلاحات اور عمومی مسائل تصور بدیہی یا تصدیق بدیہی کے درجہ میں ہوتے ہیں، نحاۃ کے نزدیک فاعل، مفعول بہ، مفعول مطلق وغیرہ کے اصطلاحات تصور بدیہی ہیں اور ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے وغیرہ تصدیق بدیہی کا درجہ رکھتی ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: علم قدیم (خواہ حضوری ہو یا حصولی ہو) اور علم حضوری دونوں بداہت اور نظریت کیساتھ متصف نہیں ہو سکتے، معروف قول یہی ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: نظریات کے اثبات کے لیے دلائل قائم ہوتے ہیں، البتہ بدیہیات کو ظاہر کرنے کے لیے تنبیہات لائے جاتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: بدیہیات پر تنبیہ تب کی جاتی ہے جب اس میں کوئی خفاء ہو (۹)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: بدیہیات میں خفاء کبھی کبھی شدت وضوح کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے حقیقت شمس شدت وضوح کی وجہ سے مخفی ہے (۱۰)۔

---

(۱) المنطق للمظفر: ۲۲ المرشد الی علم المنطق: ۴۳-۴۴۔ (۲) سلم العلوم: ۱۰۴، ضیاء النجوم: ۱۸، ۱۰۴، ہامش المرقاۃ: ۸۔

(۳) توضیح المنطق: ۶۔ (۴) سم العلوم: ۱۸ قطبی: ۵۷، میر قطبی: ۱۸۔

☆ مناطقہ کے نزدیک دُور یہ ہے کہ دو چیزوں میں سے ہر ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہو، یعنی دونوں میں سے ہر ایک موقوف بھی ہو اور موقوف علیہ بھی ہو، جیسے ''الف'' کا سمجھنا ''ب'' پر موقوف ہو اور ''ب'' کا سمجھنا ''الف'' پر موقوف ہو۔ پھر دُور کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ دورِ مصرح ۲۔ دور مضمر

۱۔ دور مصرح: وہ دور ہے جس میں شئی اپنے موقوف علیہ پر بیک وجہ موقوف ہو، یعنی ایک مرتبہ میں بات پلٹ جائے، جیسے ''الف'' کا سمجھنا ''ب'' کے سمجھنے پر موقوف ہو اور ''ب'' کا سمجھنا ''الف'' پر موقوف ہو۔

۲۔ دور مضمر: وہ دور ہے جس میں توقف چند مرتبوں پر ہو، جیسے ''الف'' کا سمجھنا ''ب'' کے سمجھنے پر موقوف ہو اور ''ب'' کا سمجھنا ''ج'' پر موقوف ہو۔ ''ج'' کا سمجھنا ''الف'' کے سمجھنے پر موقوف ہو۔

اور تسلسل اس کو کہتے ہیں کہ امورِ واقعیہ غیر متناہیہ کا اس طور پر مرتب ہونا کہ وہ تمام وجود میں مجتمع ہوں۔ (دستور العلماء: ۱/۱۹۸)

(۵) ضیاء النجوم: ۲۱۔ (۶) اساس المنطق ۱/۲۴، الحواشی: ۷۔ (۷) قاضی مبارک: ۶۸۔

تمرین

امثلہ ذیل میں بتاؤ، کون تصور وتصدیق کس قسم کا ہے جبکہ بدیہی کی اقسام کا تعین کرنا بھی ضروری ہے؟ نیز منطق تطبیق کریں۔

إسْمٌ، فِعْلٌ، مَبْنِيٌ، الحَرَارَةُ، مُعْرَبٌ، إِنّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ، الكلّ أعظم من الجزء , إِنَّ الأَنسَانَ لَيَطغَى، الإِنْسُ، الجِنُّ، رَسُوْلٌ، غَيْرُ مُنْصَرِفٍ، البُسْتَانُ جَمِيْلٌ، أُولَئِکَ هُم خَيرُ البَرِيَّةِ، الشَّمْسُ طَالِعَةٌ، الشبع , لَيلَةُ القَدرِ خَيرٌ مِن أَلفِ شَهرٍ ، المعرب , يَعِيْشُ السَّمَکُ فِي الْمَاءِ، السَّماءُ، دارالعلوم ديوبند مدرسة عظيمة من المدارس الاسلاميه , النّار محرقة , يَكْثُرُ النَّخِيلُ فِيْ مِصْر، الباكستان مملكة من الممالک الاسلاميّه , الخبز مشبعة , السَّماءُ مُمطرَةٌ، الليل مظلم , حَادِثٌ، قَدِيْمٌ، الحَدِيقَةُ جميلةٌ، المبنى , نَبِيٌّ، حصُوْلِيٌّ، الكلآء والماء يذهبان الحزن , تَطلُعُ الشَّمسُ، حُلْوٌ، الثلج مبرد , , مُرٌّ , العطش , مُفْرَدٌ، كُلِيٌّ، الطَّائِرُ فَوقَ الشَّجرَةِ، حضُوْرِيٌّ، استخلف أبوبكر بعد النّبى ﷺ , يَلعبُ الغِلمانُ بالكُرَّةِ، الكلمة , الجزء أصغر من الكل , لَم يَلِد وَلَم يُولَد، الْمَاءُ بَارِدٌ، الماء مروية , العفّة جيش لا يهزم، النار تأكل نفسها، إنّ للحيطان آذانا، التفّاح مضر للحافظة , الإنسان عدوّ ما جهل، أَنتُمُ الفُقَرَاءُ إِلَى اللّهِ , الرّجال بالأموال، , زيد , عمروٌ , الارض مخضرّة , الله واحد , الكافر مخلّد فى النّار , الاسم , اعبدوا ربّكم , الجوع , المكة موجودة , لون السماء أزرق .

حل شدہ مثالیں:

❁ .... إسْمٌ:

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے۔ علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے۔ علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے۔ علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے… تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے… تصور کی پہلی قسم…… تصور نظری کسبی اس لیے کہ محتاج الی التعریف ہے۔

❁.......... الشَّمْسُ طَالِعَةٌ:

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے… علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے۔ علم حصولی انطباعی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے… علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے۔ تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے… تصدیق کی پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے… تصدیق بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی الدلیل نہیں۔

= (۸) قاضی مبارک: ۱۹. (۹) آداب البحث والمناظرۃ: ۱۹۹. (۱۰) قاضی مبارک: ۳۹.

فصل ششم: دلالت اور وضع کا بیان

دلالت کی لغوی تعریف: دلالت لغت میں ''راہ نمودن'' راستہ دکھانے کو کہتے ہیں۔

دلالت کی اصطلاحی تعریف: **كون الشيء بحيث يلزم من العلم به العلم بشيء آخر.**

یعنی کسی شئ کا اس طرح ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسرے شئ کا علم ہو جائے، اول کو دال اور دوسرے کو مدلول کہتے ہیں، جیسے دھواں دال اور آگ مدلول ہے۔☆

وضع کی تعریف: وضع لغت میں ''نہادن'' رکھنے کو کہتے ہیں۔

وضع کی اصطلاحی تعریف: **تخصيص شيء بشيء بحيث متى أطلق أو احس الشيء الأول فهم منه الشيء الثاني.**

یعنی ایک شئ کو دوسری شئ کیساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ پہلے شئ کے جاننے سے دوسری شئ کا علم ہو، جیسے فون کی گھنٹی کے بجنے سے کسی کا پیغام آنے کا علم ہونا۔

دلالت کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ لفظیہ ۲۔ غیر لفظیہ

دلالت لفظیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ ہو، جیسے لفظ زید کی دلالت ذات زید پر۔

غیر لفظیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ نہ ہو، جیسے دھویں کی دلالت آگ پر۔

وجہ حصر: دال لفظ ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو دلالت لفظیہ اور اگر نہ ہو تو دلالت غیر لفظیہ۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: مناطقہ دال کو لفظ اور موضوع اور مدلول کو معنی اور موضوع لہ بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: منطق میں مدار بحث معرف اور حجت ہیں جو موجودات ذہنیہ میں سے ہیں، لیکن افہام وتفہیم الفاظ کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے دلالت کی بحث کی جاتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: معلوم یا مدرک بالحواس سے غیر مدرک بالحواس کے جاننے کو دلالت کہتے ہیں (۳)۔

☆ دلالت کی بحث کو سمجھنے کے لیے یہ تمہید ذہن نشین رکھیں کہ تمام موجودات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بعض اشیاء کے درمیان ایسا تعلق وارتباط پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان میں ایک چیز کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آتا ہے، مثلا: آگ اور دھویں میں ایسا تعلق وارتباط پایا جاتا ہے کہ ہم جب دھواں دیکھتے ہیں تو فورا آگ کا تصور ذہن میں محسوس کرتے ہیں، اس مثال میں غور کرنے سے تین چیزیں سمجھ میں آتی ہیں، دھواں، آگ اور دونوں میں وہ خاص تعلق وارتباط جس کی سے دھویں کے سمجھنے سے آگ کا سمجھنا لازم آتا ہے تو ان میں دھویں کو دال، آگ کو مدلول اور دونوں میں جو خاص تعلق وارتباط پایا جاتا ہے اسے دلالت کہیں گے۔ (معین المنطق:۵۴)

(۱) الحواشی:۳٦۔ (۲) توضیح المنطق۱۰، قطبی :۱۰۱۔ (۳) تفہیم المنطق۴۴۔

قاعدہ نمبر ۴: اگر وضع میں مفہوم کلی کا ملاحظہ ہو تو وضع نوعی ہوگا، اور اگر نہ ہو تو وضع شخصی کہلائے گا (۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۵: وضع شخصی کو وضع جزئی اور وضع عینی اور وضع نوعی کو وضع کلی بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۶: کبھی دال اور مدلول دونوں لفظ ہوں گے، کبھی دال لفظ اور مدلول غیر لفظ ہوگا، کبھی اس کے برعکس ہوگا اور کبھی دونوں غیر لفظ ہوں گے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۷: لفظ موضوع کی دلالت اپنے معنی موضوع لہ پر بلا قرینہ ہوتی ہے (۴)۔-

قاعدہ نمبر ۸: لفظ موضوع کی دلالت غیر موضوع پر مع القرینہ ہوگی (۵)۔

تمرین

امثلہ ذیل میں غور کر کے اقسام دلالت کی نشاندہی کریں، نیز کون دال اور کون مدلول ہے؟

الـكَـلِـمَةُ (مـن حيـث الـنّـقـوش)، إسْـمٌ، إبْرَاهِيم، كُلِيٌّ، مُرَكَبٌ، دلالة لفظ "سلمان" على مسمّاه، دلالة لفظ السقف على الجدار، دلالة لفظ الشجرة على ثمرتها، دلالة لفظ السيارة على محركها، دلالة لفظ الدار على غُرفها، الفعل، أحمد (من حيث النّقوش) كتاب ' قلب , مدير , الدجاجة , دلالة لفظ الفرس على مسماه .

حل شدہ مثال:

❁...... .... مُرَكَبٌ.

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے.... علم حصولی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے... .علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے.. .تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے... تصور کی پہلی قسم .تصور نظری کسبی اس لیے کہ محتاج الی التعریف ہے... ..دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال ہے۔

---

(۱) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۷۹۵، کشف القناع: ۲، قاضی مبارک: ۱۲۲، سیف المبتدی: ۷۵۔

(۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/۱۷۹۶۔ (۳) کشاف: ۱/۷۸۷۔ (۴) توضیح المنطق ۱۰، سلم العلوم: ۴۳۔ (۵) سلم العلوم: ۴۲۔

☆ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ وضع کی چار قسمیں ہیں:۔

۱۔ وضع خاص موضوع لہ خاص ۲۔ وضع عام موضوع لہ عام ۳۔ وضع عام موضوع لہ خاص ۴۔ وضع خاص موضوع عام

۱۔ وضع خاص موضوع لہ خاص، جیسے: زید کی وضع اس کی ذات کے لیے۔ اس میں دونوں متعین ہیں۔

۲۔ وضع عام موضوع لہ عام، جیسے: اسم فاعل کی وضع اس ذات کے لیے جس کیساتھ فعل قائم ہو، اس میں کسی جانب کسی جانب میں تعین نہیں۔

۳۔ وضع عام موضوع لہ خاص، جیسے: ضمائر، اسمائے اشارہ اور اسمائے موصولہ کہ ان میں وضع کے اعتبار سے تو عموم ہے، لیکن موضوع لہ ان سب کا خاص ہے۔

۴۔ وضع خاص موضوع عام، جیسے: انسان کی وضع امر کلی کے لیے، لیکن یہ مستقل قسم نہیں بلکہ پہلی قسم وضع خاص موضوع لہ خاص میں داخل ہے، اس لیے کہ خصوص سے مراد تعین ہے، خواہ وہ نوعی ہو یا شخصی ہو اور اس قسم میں موضوع لہ میں تعین نوعی موجود ہے۔

فصل ہفتم: دلالت کی تقسیم

دلالت لفظیہ کی تین قسمیں ہیں:۔ ۱۔ وضعیہ ۲۔ طبعیہ ۳۔ عقلیہ

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ ہو، اور دلالت باعتبار وضع ہو، یا جس میں ارتباط کسی واضع کی تعیین وتخصیص سے ہو، جیسے لفظ فعل کی دلالت "ضرب یضرب" وغیرہ پر۔

دلالت لفظیہ طبعیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ ہو اور دلالت باعتبار طبیعت ہو، یا جس میں ارتباط وتعلق کا باعث طبیعت ہو، جیسے آہ کی دلالت تکلیف وصدمہ پر۔

دلالت لفظیہ عقلیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ ہو، اور دلالت باعتبار عقل ہو، یا جس میں ارتباط وتعلق کا باعث عقل ہو، جیسے اس لفظ کی دلالت جو دیوار کے پیچھے سے سنا جائے، بولنے والے کے وجود پر۔

وجہ حصر: دلالت لفظیہ باعتبار وضع واضع ہوگی یا باعتبار طبیعت ہوگی یا باعتبار عقل ہوگی، اگر باعتبار وضع واضع ہو تو دلالت لفظیہ وضعیہ، اگر باعتبار طبیعت ہو تو دلالت لفظیہ طبعیہ اور اگر باعتبار عقل ہو تو دلالت لفظیہ عقلیہ۔

دلالت غیر لفظیہ کی بھی تین قسمیں ہیں:۔ ۱۔ غیر لفظیہ وضعیہ ۲۔ غیر لفظیہ طبعیہ ۳۔ غیر لفظیہ عقلیہ

دلالت غیر لفظیہ وضعیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ نہ ہو، اور دلالت باعتبار وضع ہو، یا جس میں ارتباط کسی واضع کی تعیین وتخصیص سے ہو، جیسے مدرسہ میں گھنٹی بجنے کی دلالت سبق کا وقت ہونے پر۔

دلالت غیر لفظیہ طبعیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ نہ ہو، اور دلالت باعتبار طبیعت ہو، یا جس میں ارتباط وتعلق کا باعث طبیعت ہو، جیسے گرم آنسو بہنے کی دلالت غم پر۔

دلالت غیر لفظیہ عقلیہ کی تعریف: وہ دلالت ہے، جس میں دال لفظ نہ ہو، اور دلالت باعتبار عقل ہو، یا جس میں ارتباط وتعلق کا باعث عقل ہو، جیسے دھوپ کی دلالت سورج کے طلوع ہونے پر۔

وجہ حصر: دلالت غیر لفظیہ باعتبار وضع واضع ہوگی یا باعتبار طبیعت ہوگی یا باعتبار عقل ہوگی، اگر باعتبار وضع واضع ہو تو دلالت غیر لفظیہ وضعیہ، اگر باعتبار طبیعت ہو تو دلالت غیر لفظیہ طبعیہ اور اگر باعتبار عقل ہو تو دلالت غیر لفظیہ عقلیہ۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: مناطقہ دلالت لفظیہ وضعیہ سے بحث کرتے ہیں، کیونکہ افادہ اور استفادہ اسی پر موقوف ہے(۱)۔

---

(۱) سلم العلوم:۳۱، شرح تہذیب:۳۶، مرقاۃ:۱۷۔

قاعدہ نمبر۲: ایک شئی کی دلالت دوسرے شئی پر عقلی یا طبعی یا وضعی ہو سکتی ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۳: دلالت طبعیہ کو دلالت فطریہ اور دلالت عقلیہ کو عقلیہ بحتہ بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۴: ہر وہ ملزوم جو اپنے لازم عقلی بحت (خالص) پر دلالت کرے تو وہ دلالت عقلیہ کہلاتی ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر۵: دلالت عقلیہ میں لازم اور ملزوم میں ارتباط عقلی کا ہونا ضروری ہے اور دلالت طبعیہ میں ارتباط عقلی نہیں پایا جاتا ہے، کیونکہ اس میں فطرت اور حسِ انسانی دلیل کا کام دیتی ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر۶: جملہ اصطلاحات اور محاورات کی دلالت اپنے معنی پر دلالت وضعیہ کہلاتی ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر۷: اشارات المرور (ٹریفک اشارے) مساجد و مدارس کے بورڈ، فوج اور پولیس کی وردی اور مخصوص ٹوپی، موبائل کی گھنٹی اور گھڑی کی اوقات کی تعیین وغیرہ دلالت غیر لفظیہ وضعیہ کہلاتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر۸: دلالت کی اقسام ستہ میں حصر استقرائی ہے نہ کہ عقلی، علامہ سید سند کے نزدیک دلالت کی پانچ قسمیں ہیں، کیونکہ انہوں نے دلالت غیر لفظیہ طبعیہ کو صرف الفاظ میں منحصر مانا ہے، تاہم یہ مذہب مرجوح ہے، اس لیے کہ دلالت غیر لفظیہ طبعیہ کے امثلہ شائع ہیں (۷)۔

فائدہ نمبر: دلالت عقلیہ میں دال اور مدلول کے درمیان علاقہ ذاتیہ (تاثیر) ہوتا ہے، یعنی دال اور مدلول کے درمیان علاقہ علیت ہو، خواہ معلول سے علت کی طرف انتقال ہو، جیسے دھویں کی دلالت آگ پر۔ یا علت سے معلول کی طرف انتقال ہو، جیسے طلوع شمس کی دلالت وجودِ نہار پر۔ یا ایک معلول سے دوسرے معلول کی طرف انتقال ہو، بشرطیکہ دونوں کسی علت واحدہ کے معلول ہو، جیسے دھویں کی دلالت حرارت پر کہ دونوں آگ کے معلول ہیں۔☆

قاعدہ نمبر۹: لفظ موضوع کی اپنے معنی پر دلالت وضعی اور متکلم کے وجود پر دلالت عقلی ہوتی ہے، تو ایک لفظ سے ایک وقت دو دلالتیں مراد ہو سکتی ہیں، اگر لفظ مہمل ہو تو صرف دلالت عقلیہ ہو گی (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۰: علامہ صادق حلوائی نے حاشیہ طیبی میں دلالت کو پہلے طبعیہ، عقلیہ اور وضعیہ کی طرف تقسیم کیا ہے، پھر ہر ایک کو لفظیہ اور غیر لفظیہ کی طرف منقسم کیا ہے(۹)۔

قاعدہ نمبر۱۱: دلالت عقلیہ کا اطلاق دلالت التزامیہ (حسب ما کان العقلی بمعنی الخارج عن المعنی الموضوع لہ) اور تضمنیہ (حسب ما کان بمعنی

---

(۱) ضوابط المعرفہ:۲۶. (۲) ضوابط المعرفہ:۲۶، تفہیم المنطق:۴۴. (۳) ضوابط المعرفہ:۲۶.

(۴) ضوابط المعرفہ:۲۶، تفہیم المنطق:۴۴. (۵) ضوابط المعرفہ:۲۷. (۶) ملخصا ضوابط المعرفۃ:۲۷.

(۷) کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۷۸۸، ہامش المرقاۃ:۱۷. ☆ اسعاد الفہوم:۲۸۔

(۸) ہامش توضیح المنطق:۱۱. (۹) کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۷۸۸.

أن لا یکون تمام المعنی الموضوع لہ) پر بھی ہوتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۱۲: دلالت عقلیہ میں لزوم عام ہے، خواہ استلزام المعلول للعلۃ ہو، جیسے دخان للنار، یا اس کے برعکس ہو، جیسے استلزام النار للحرارۃ، یا دونوں کسی علت آخر کے معلول ہوں، جیسے دھواں اور حرارت، ان دونوں کے لیے علت آگ ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۱۳: کبھی دلالات ثلاثہ اپنے علائق ثلاثہ کے اعتبار سے جمع بھی ہو سکتے ہیں جیسے لفظ اح اح کو کھانسی کے لیے موضوع تسلیم کیا جائے(۳)۔

قاعدہ نمبر۱۴: دلالت وضعیہ میں عقل اور وضع، دلالت طبعیہ میں طبع اور عقل اور دلالت عقلیہ میں صرف عقل ہی کا ملاحظہ پایا جاتا ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر۱۵: ہر علاقہ طبعیہ علاقہ عقلیہ کو مستلزم ہوتا ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر۱۶: مناطقہ کے نزدیک دلالت میں معنی مدلول مراد ہونے کے لیے قصد اور ارادہ شرط نہیں، اور اہل عربیت کے نزدیک قصد اور ارادہ کا ہونا ضروری ہے(۶)۔

قاعدہ نمبر۱۷: مناطقہ اس میں اختلاف ہے کہ الفاظ کی وضع بالذات کس کے لیے ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ الفاظ کی وضع صور خارجیہ کے لیے ہے اس لیے کہ موضوع لہ بالذات وہ ہوتا ہے جو ملتفت الیہ بالذات ہو اور یہ بات صورِ خارجیہ کو حاصل ہے نہ کہ صورِ ذہنیہ کو، اس لیے موضوع لہ بالذات صور خارجیہ ہوں گی۔ بعض کا قول ہے کہ موضوع لہ بالذات صور ذہنیہ ہیں، اس لیے کہ موضوع لہ بالذات وہ ہوتا ہے جو معلوم بالذات ہو اور یہ بات صور ذہنیہ کے اندر ہوتی ہے نہ کہ صور خارجیہ میں۔ اس لیے موضوع لہ بالذات صور ذہنیہ ہوں گی۔ بعض کا خیال ہے کہ مطلقا معانی موضوع لہ ہیں قطع نظر صور خارجیہ اور صور ذہنیہ سے۔ یعنی ان میں سے خصوصیت کیساتھ کسی کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ صاحبِ سلم العلوم کا مذہب یہی ہے۔(۷)

تمرین

امثلہ ذیل میں غور کر کے اقسام دلالت کی تعیین کریں۔

تصور، تصديق، علم، دلالة لفظ"أُحْ أُحْ" على وجع الصدر، دلالة الخطوط على مدلولاتها، دلالة الإشارات على مدلولاتها، دلالة غليان الماء بلوغ الحرارة، دلالة اصفرار الوجهه عندالخوف، دلالة حركه رأس المسؤول الى الأسفل على الرضاء، دلالة كثرة الكلام على قلة الرزانة، دلالة سرعة النبض على الحمى، دلالة صوت المؤذن على دخول وقت الصلوة، دلالة حركة النبض بالسّرعة على الحمّى , الإحمرار عندالخجل، دلالةإشارات المرورو الخطوط في الطريق لتقدير المسافات، دلالة صهيل الفرس على طلب الماء و الكلاء، دلالة لفظ الفعل على نصرينصر , دلالة الشغب على المخاصمة , دلالة سيلان الماء من الأنف على الزّكام , دلالة لفظ أف على الألم .

---

(۱) کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۷۸۸۔ (۲) کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۷۸۸۔ (۳) کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۷۸۹۔

(۴) میر ایساغوجی:۱۱۔ (۵) کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۷۸۹۔ (۶) کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۷۹۲۔ (۷) اسعاد الفہوم:۱/۳۰۔

فصل ہشتم: دلالت لفظیہ وضعیہ کی تقسیم

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں☆:۔ ۱۔مطابقیہ ۲۔ تضمنیہ ۳۔ التزامیہ

دلالت مطابقیہ کی تعریف: وہ دلالت وضعیہ ہے، جس میں لفظ کی دلالت کل معنی موضوع لہ پر ہو، جیسے انسان کی دلالت مجموعہ حیوان ناطق پر۔ یا اسم کی دلالت مستقل بالمفہومیت اور غیر مقترن بالزمان دونوں پر۔

دلالت تضمنیہ کی تعریف: وہ دلالت وضعیہ ہے، جس میں لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کے کسی جزء پر ہو، جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان، یا صرف ناطق پر، یا اسم کی دلالت صرف مستقل بالمفہومیت، یا صرف غیر مقترن بالزمان پر۔

دلالت التزامیہ کی تعریف: وہ دلالت وضعیہ ہے، جس میں لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کے خارج لازم پر ہو، جیسے انسان کی دلالت قابلیت علم اور صنعتِ کتابت پر۔

وجہ حصر: لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہوگا یا جزء پر دال ہوگا یا خارج لازم پر دال ہوگا، اگر کل پر دال ہو تو دلالت مطابقی، اگر جزء پر دال ہو تو دلالت تضمنی اور اگر خارج لازم پر دال ہو تو دلالت التزامی۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: صاحب مختصر الاصول نے دلالت لفظیہ وضعیہ کو دو قسموں (لفظیہ، غیر لفظیہ) میں تقسیم کیا ہے، پھر اگر لفظیہ میں کل معنی موضوع لہ مراد ہو تو مطابقی، اگر جزء مراد ہو تو تضمنی کہلائے گی، اور غیر لفظیہ (عقلیہ) دلالت التزامی کہلاتی ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: جمہور مناطقہ کے نزدیک دلالت التزامی میں لازم بین بالمعنی الاخص پائی جاتی ہے، اکثر متاخرین اور امام رازی کے نزدیک دلالت التزامی میں لزوم بین بالمعنی الاعم متحقق ہوتی ہے تاہم سید شریف کے نزدیک مطلق لزوم (خواہ بین بالمعنی الاعم ہو یا بین بالمعنی الاخص ہو) پایا جاتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۳: جمہور مناطقہ کے نزدیک ہر ماہیت کے لیے لازم کا ہونا ضروری نہیں، لیکن امام رازیؒ کے نزدیک ضروری ہے، امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اور کچھ نہ ہو تو کم از کم "لیس غیرہ" (یعنی وہ شئی اپنا غیر نہیں مثلاً زید زید ہے عمرو نہیں) ضرور ہوگا، تاہم یہ بات صحیح

---

(۱) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/ ۷۹۱۔ (۲) میر ایساغوجی: ۱۵-۱۶۔

☆ حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے دلالت کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں:۔ ۱۔مطابقی ۲۔تضمنی ۳۔ التزامی ۴۔ تفطنی۔

تفطنی کی مثال، جیسے "الکلمۃ" کو "کلم" سے مشتق ہے، کیونکہ "کلم" کا معنی زخمی کرنے کے ہیں اور کلمات بھی بعض اوقات دلوں کو زخمی کرنے کا باعث بنتے ہیں، لیکن یہ لازم نہیں، اس لیے کلمہ کی دلالت کلم کے مدلول پر دلالت تفطنی ہے۔ اسی طرح مسکین "سکن" سے مشتق ہے جس کا معنی ٹھہرنا ہے، لیکن مسکین کو ٹھہرنا لازم نہیں ہے، البتہ مسکین کو آنے جانے میں مشکلات ہوتی ہیں تو مسکین کی دلالت سکن کے مدلول پر دلالت تفطنی ہوگی۔ دلالت التزامی اور تفطنی میں فرق یہ ہے کہ التزامی میں مدلول کی طرف ذہن ضرور جاتا ہے اور تفطنی میں ذہن کا مدلول کی طرف منتقل ہونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ عموماً غور و فکر کے بعد انتقال ہوتا ہے۔ (تکمیل الاذہان: ۴۴)

نہیں، کیونکہ کبھی کسی شئ کا تصور کرتے ہوتے غیر کا تصور بھی نہیں آتا، چہ جائے کہ "لیس غیرہ" اور "لا عیرہ" کا تصور آ جائے (۱)۔

قاعدہ نمبر۴: اعلام اور اسماء کی دلالت اپنے مسمیات پر مطابقی کہلاتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۵: افعل کی دلالت اپنے تمام معنی موضوع لہ (خواہ حقیقی ہو یا مجازی ہو) پر اور جملہ کی دلالت اپنے کل معنی موضوع لہ (خواہ حقیقی ہو یا مجازی ہو) پر مطابقی کہلاتی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۶: دلالت التزامی میں کبھی لزوم عقلی اور کبھی لزوم عرفی ہوتی ہے، تاہم مناطقہ کے نزدیک دلالت التزامی میں صرف لزوم عقلی معتبر ہوتی ہے، البتہ فقہاء کرام اور اصولیین دلالت عرفی سے بحث کرتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۷: اگر کسی چیز کے تصور سے اس کی ضد کا تصور ضروری ہو تو یہ بھی دلالت التزامی کہلاتی ہے، جیسے نابینا کے تصور کرنے سے بینا کا تصور ضرور آ جاتا ہے، غیر مسلم کے تصور سے مسلم کا تصور ضرور ہوتا ہے اور غیر موحد سے موحد کا تصور ضرور ہوتا ہے (۵)۔

فائدہ نمبر: دلالات ثلاثہ کی عام فہم مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص جوارشِ جالینوس کا لفظ بولتا ہے، عام انسان تو اس سے تیار شدہ دوائی سمجھے گا، لیکن ایک طبیب اس سے اجزاء کا تصور بھی کرے گا، پھر اس کا فائدہ بھی ذہن میں آئے گا، اگر فائدہ نہ ہوا تو سمجھے گا کہ دوائی صحیح نہیں ہے، اب جوارش جالینوس کی دلالت تیار شدہ دوائی پر مطابقی، اس کے اجزاء پر تضمنی اور فوائد پر التزامی ہے۔

قاعدہ نمبر۸: دلالت تضمنی اور التزامی مطابقی کے بغیر نہیں پائے جاتے ہیں، اس لیے کہ تضمنی میں جزء پر دلالت ہوتی ہے اور التزامی میں لازم پر۔ اور یہ مسلم ہے کہ جزء پر دلالت بغیر کل کے نہیں ہوتی۔ اسی طرح لازم پر بغیر ملزوم کے دلالت نہیں ہو سکتی۔ البتہ دلالت مطابقی تضمنی اور التزامی کے بغیر پائی جاتی ہے، جیسے ایک لفظ ایسے معنی بسیط کے لیے وضع کیا جائے جس کے لیے لازم نہ ہو۔ چونکہ وہ معنی بسیط ہیں، لہذا اس کے لیے جزء نہ ہوگا اور جب جزء نہیں تو تضمنی نہیں پائی جائے گی اور لازم بھی نہیں اس لیے دلالت التزامی بھی نہیں ہوگی (۶)۔

قاعدہ نمبر۹: دلالت تضمنی التزامی کے بغیر متحقق ہو سکتی ہے، جیسے ایک لفظ ایسے معنی مرکب کے لیے وضع کیا جائے جس کے لیے لازم نہ ہو تو وہاں دلالت تضمنی ہوگی التزامی نہ ہوگی اور التزامی تضمنی کے بغیر متحقق ہو سکتی ہے، جیسے ایک لفظ معنی بسیط کے وضع کیا جائے جس کے لیے لازم ہو تو وہاں دلالت التزامی ہوگی اور تضمنی نہ ہوگی (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۰: قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور کلام عرب میں دلالت التزامی بکثرت پائی جاتی ہے جس سے کلام انتہائی بلیغ بن جاتا ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۱: جمہور مناطقہ کے نزدیک دلالت وضعیہ بمع جملہ اقسام (مطابقی، تضمنی، التزامی) علوم اور محاورات میں معتبر ہے، لیکن امام رازیؒ اور علامہ ابن حاجبؒ کے نزدیک دلالت التزامی علوم میں مہجور ہے، کیونکہ دلالت التزامی میں ملزوم سے لازم کی طرف انتقال ہوتا ہے جو محض عقل سے سمجھا جاتا ہے اور امر عقلی کا علوم میں اعتبار نہیں، اس لیے کہ اس سے تعلیم اور تعلم میں سہولت نہیں ہوتی، لہذا التزام کا علوم میں اعتبار نہ ہوگا، البتہ محاورات میں بلغاء اسے استعمال کرتے ہیں۔ جمہور کا مذہب راجح ہے (۹)۔

---

(۱) سلم العلوم:۳۴، مرقاۃ:۱۹. (۲) ضوابط المعرفۃ:۲۸. (۳) ضوابط المعرفۃ:۲۸. (۴) سلم العلوم:۳۳، ضوابط المعرفۃ:۳۱، تفہیم المنطق:۴۹. (۵) ملخصا اساس المنطق:۱/۴۹.
(۶) سلم العلوم:۲۳، شرح تہذیب:۳۸، مرقاۃ:۱۹. (۷) سلم العلوم۲۳، ہامش مرقاۃ:۱۹. (۸) ضوابط المعرفۃ:۳۰. (۹) سلم العلوم:۳۳، کشاف:۱/۷۹۲، ہامش مرقاۃ:۱۷.

قاعدہ نمبر۱۲: معانی مرکبہ میں دلالت مطابقی کے لیے تضمنی لازم ہے، کیونکہ مرکب میں اجزاء ہوں گے اور جزء پر دلالت تضمنی ہوتی ہے بخلاف بسیط کے کہ اس کے لیے جزء نہیں، اس لیے دلالت تضمنی کا تحقق بھی بسیط میں نہ ہوگا۔

قاعدہ نمبر۱۳: مناطقہ دلالت مطابقی اور تضمنی کو حقیقت اور دلالت التزامی کو مجاز کا درجہ دیتے ہیں اور حقیقت ومجاز میں کوئی علاقہ ضرور ہوتا ہے، اس لیے دلالت التزامی میں علاقہ عقلیہ یا عرفیہ کا ہونا ضروری ہے، یعنی موضوع لہ کا تصور بغیر لازم کے عقلاً یا عرفاً نہ ہوسکتا ہو۔ اول کو لزوم عقلی اور ثانی کو لزوم عرفی کہتے ہیں، جیسے ''عمی'' کے لیے ''بصر'' کا تصور عقلاً لازم ہے اور حاتم کے تصور کے لیے جود کا تصور عرفاً لازم ہے۔(۱۱)

قاعدہ نمبر۱۲: دلالت مطابقی بالاتفاق وضعی ہے، لیکن تضمنی اور التزامی میں اہل علم کے تین مذاہب ہیں، اکثر مناطقہ کے نزدیک یہ دونوں بھی وضعی ہیں، عام بیانیین کے نزدیک یہ دونوں عقلی ہیں اور جمہور اصولیین فرماتے ہیں کہ تضمنی وضعی اور التزامی عقلی ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۱۳: دلالت التزامی رفیق ملازم وملاصق کی مانند ہوتی ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۱۴: دلالت تضمّنی اور التزامی میں یہ شرط ہے کہ لفظ معنی موضوع اور جزء معنی موضوع اسی طرح لازم معنی موضوع لہ پر بالاشتراک دال نہ ہوں بلکہ انتقال عقلی شرط ہے(۳)۔

تمرین

درج ذیل مثالوں میں دلالت مطابقی، تضمنی اور التزامی کی تعیین کیجئے، نیز منطق تطبیق کریں۔

هذا السرير جيد، أنا حافظ القرآن الكريم، حامد طالب مجتهد، القرآن كتاب الله، المعلم فى المدرسة، يَسقِي الفلاّحُ الزّرعَ، قَذفَ اللاّعِبُ الكُرَةَ، حبَسَ الشُّرطيُّ اللّصَّ، الدَّوَاةُ مَملوئَةٌ، المعلِّمُ حاضرٌ، دلالة لفظ المسجد على النظافة , دلالة لفظ الفعل على غير المستقل فى المفهوم , دلالة لفظ الكافية على الكافيه (مبنى) , الشمسُ مُشرقةٌ، الضعيف يرى العمل جبلا، الكتابُ نافعٌ، الحُجرَةُ مُظلمةٌ، وجه حبيبي بدر، دلالة الحاسوب على الشاشة، ينزل المطر من السماء، تبقى الشمس في بيتنا حتى المساء، دلالة لفظ كنز الدقائق على كتاب الطهارة , دلالة الشجرة على ثمرتها , دلالة الشّجرة على الأغصان، دلالة الحاسوب على الشاحن، دلالة لفظ المنطق على الثقة فى العلوم.

حل شدہ مثال:

❁ .... الدار.

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے الخ... ..دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے۔

---

(۱) فن المنطق للشنقیطی:۱۳۔ (۲) روضۃ الناظر لابن قدامہ:۱/۷۱، الاشارات لابن سینا:۱/۱۳۹۔ (۳) شرح الاشارات : ۱۳۹۔

فصل نہم: مفرد اور مرکب کا بیان

لفظ دال کی باعتبار افراد و ترکیب کی دو قسمیں: ۔ ۱۔ مفرد ۲۔ مرکب

مفرد کی تعریف: وہ لفظ موضوع ہے، جس کے اجزاء سے معنی کے اجزاء پر دلالت مقصود نہ ہو، جیسے زید۔

مرکب کی تعریف: وہ لفظ موضوع ہے، جس کے اجزاء سے معنی کے اجزاء پر دلالت مقصود ہو، جیسے "زید قائم"۔

وجہ حصر: جزء لفظ، جزء معنی پر دال ہو گا یا نہیں، اگر نہ ہو تو مفرد اور اگر ہو تو مرکب۔

مفرد کی چار قسمیں ہیں: ۔

وجہ حصر: لفظ کے اجزاء ہوں گے یا نہیں، اگر نہ ہو تو مفرد کی قسم اول، جیسے ب، ت، ج اور ہمزہ استفہام وغیرہ، اگر ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں معنی دار ہوں گے یا نہیں، اگر نہ ہوں تو مفرد کی قسم ثانی، جیسے احمد، اگر معنی دار ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں، دلالت کریں گے یا نہیں، اگر دلالت نہ کریں تو مفرد کی قسم ثالث، جیسے عبد الرحمٰن بوقت علمیت، (علمیت کے وقت اس سے وہ شخص مراد ہو گا جس کا یہ نام ہو نہ یہ کہ اے رحمٰن کے بندے!) اور اگر دلالت کریں، لیکن ہمارا مقصود نہ ہو تو مفرد کی قسم رابع، جیسے حیوان ناطق بوقت علمیت (علمیت کے وقت اس سے وہ شخص مراد ہو گا جس کا یہ نام ہو نہ یہ کہ اے بولنے والے جاندار!)، یا مستقل بالمفہومیت اور غیر مقترن بالزمان بوقت علمیت۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: نحات کے نزدیک افراد اور ترکیب بالذات لفظ اور بالتبع معنی کی صفت ہیں اور مناطقہ کے نزدیک اس کے برعکس ہے، کیونکہ نحات الفاظ اور مناطقہ معانی سے بحث کرتے ہیں (۱) ☆۔

قاعدہ نمبر۲: مرکب میں مذکورہ چیزوں کا بیک وقت ہونا شرط ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: اگر مذکورہ چیزوں میں سے کوئی ایک نہ ہو تو مفرد متصور ہو گا (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: اجزاء معنی دار نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان اجزاء کا اپنا کوئی معنی نہ ہو، یعنی اجزاء ذو معنی نہ ہوں، جیسے زید میں ز، ی، د" کا کوئی

---

(۱) ضیاء العلوم: ۳۷۔ (۲) ضیاء العلوم: ۳۴، ہامش مرقاۃ: ۲۰، توضیح المنطق: ۱۳، المرشد فی علم المنطق: ۸۷۔

(۳) میزان العلوم: ۵۲، ہامش مرقاۃ: ۲۰، توضیح المنطق: ۱۳۔

☆ مناطقہ اور اہل عربیت کا اختلاف ہے کہ افراد اور ترکیب حقیقۃً اور بالذات لفظ کی صفات ہیں یا معنی کی؟ مناطقہ چونکہ معنی سے بحث کرتے ہیں اس لیے کہ وہ معنی کی صفت قرار دیتے ہیں اور اہل عربیت الفاظ سے بحث کرتے ہیں اس لیے وہ لفظ کی صفت کہتے ہیں۔ مناطقہ اس طرح تعریف کرتے ہیں کہ مرکب وہ معنی ہے جس کے جزء پر اس کے لفظ کا جزء دلالت کرے اور اہل عربیت تعریف یوں کرتے ہیں مرکب وہ لفظ ہے جو اپنے معنی جزء کے جزء پر دلالت کرے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ اختلاف صرف لفظی ہے جس نے دال کا لحاظ کیا اس کو لفظ کی صفت قرار دیا ہے اور جس نے مدلول کا اعتبار کیا ہے اس کی معنی کی صفت قرار دی ہے۔ (اسعاد الفہوم: ۱/۳۴)

معنی نہیں (۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر۵: قسم ثالث میں اجزاء سے ذو معنی اجزاء مراد ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۶: تمام حروف ہجاء از قبیل مفرد کہلاتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۷: قول اور مولف لفظ مترادف ہیں، لیکن بعض حضرات فرق کرتے ہیں کہ اگر اجزاء کے درمیان مناسبت ہو تو اس کو مولف کہتے ہیں ورنہ مرکب اور قول کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۸: مفرد کی تیسری اور چوتھی قسم عموماً علم کیساتھ پائی جاتی ہیں۔ (۵)

قاعدہ نمبر۹: اعلام مرکبہ (عبداللہ، عبدالرحمٰن، رشید احمد وغیرہ) بعد از علمیت مفرد بن جاتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر۱۰: وہ اسماء اور افعال جو تعلیل کے بعد محض ایک حرف رہے چکے ہوں وہ مفرد کہلاتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۱: اگر کسی لفظ کے جزء سے معنی کے جزء پر دلالت مقصود نہ ہو تو ترکیب یا تحلیل منطقی میں وہ مفرد شمار ہوگا جیسے محمود الحسن، محمد طاہر، ولی اللہ، عبدالشکور وغیرہ (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۲: مفرد کی قسم ثالث اور قسم رابع میں فرق یہ ہے کہ قسم رابع میں ماہیّت شئ کو علم شئ قرار دیا جاتا ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر۱۳: مفرد اور مرکب ہونے کا انحصار الفاظ اور معانی دونوں کے تعدد پر ہے، اگر کلمات دو یا دو سے زیادہ ہو اور معنی ایک ہو تو یہ مفرد کہلائے گا، جیسے محمد طیب یہ دو کلمات بول ایک ہی معنی مراد لیا گیا ہے (۱۰)۔

قاعدہ نمبر۱۴: منطقی مفرد اور نحوی مفرد میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، نحوی مفرد عام مطلق ہے اور منطقی مفرد خاص مطلق ہے، ہر منطقی مفرد نحوی مفرد کہلاتا ہے، لیکن ہر نحوی مفرد منطقی مفرد نہیں کہلاتا ہے (۱۱)۔

---

(۱) قال اقول:۱۰۔ (۲) قال اقول:۱۰۔ (۳) ہامش قال اقول:۱۰۔ (۴) سلم العلوم۳۵، قال اقول:۹۔

(۵) اساس المنطق:۱/۵۶۔ (۶) اساس المنطق:۱/۵۶، قطبی:۷۶۔ (۷) دورس المنطق للأنصاری:۲۲)۔

(۸) ملخص اساس المنطق:۱/۱۷۸۔ (۹)(ملخصاً قطبی:۷۴۔ (۱۰) ملخص تسہیل المنطق:۵۲۔ (۱۱) مارب الطلبۃ ۵۰۷۔

☆ مفرد اور مرکب کی اقسام جاننے سے پہلے یہ تمہید ذہن نشین رکھیں کہ ہم آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو اس میں مفرد الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں اور مرکب بھی۔ اس لیے افہام و تفہیم کے لیے مفرد و مرکب اور ان کے اقسام کا جاننا ضروری ہے۔ مفرد اور مرکب میں امتیاز کا آسان قاعدہ یہ ہے کہ جس لفظ کے متعلق یہ معلوم کرنا چاہو کہ یہ مفرد یا مرکب۔ تو پہلے یہ غور کرو کہ وہ لفظ زید، کتاب، قلم کی طرح تنہا ایک ہی لفظ ہے یا زید آیا، کتاب لاو، قلم رکھو کی طرح چند الفاظ کا مجموعہ ہے تو پھر اس پر غور کرو کہ اس مجموعہ کے ہر لفظ سے ترکیب وقت وہی معنی مراد لیے گئے ہیں جو ترکیب سے قبل تھے یا نہیں۔ اگر وہ لفظ ایسے چند الفاظ کا مجموعہ ہو کہ جن معانی پر حالت انفرادی میں وہ دلالت کرتے تھے انہیں معانی پر حالت ترکیب میں بھی دلالت کرتے ہوں تو اس کو مرکب کہیں گے۔ اور اگر وہ لفظ تنہا ایک ہی لفظ ہو، جیسے زید یا چند الفاظ سے مرکب ہو مگر اس میں ہر لفظ سے وہ معنی مراد نہ ہوں جو انفرادی حالت میں مراد تھے تو اس کو مفرد کہیں گے، جیسے کسی کا نام عبداللہ یا حیوان ناطق رکھا جائے تو ظاہر ہے کہ جب اس کو عبداللہ یا حیوان ناطق کہہ کر پکارا جائے گا تو پکارنے والے کی غرض محض وہ شخصیت ہوگی جس کے لیے یہ اسماء رکھے گئے ہوں گے نہ یہ کہ اے اللہ بندے یا اے بولنے والے جاندار۔ مفرد و مرکب کی معرفت کے لیے یہ آسان طریقہ ہے۔ (معین المنطق:۵۷)

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں مفرد اور مرکب کی تعیین کریں، نیز یہ بھی بتاؤ کہ مفرد کی کونسی قسم ہے؟ نیز منطق تطبیق کریں۔

يَرْمِي، يَعْلَمُ، سَمِعَ، أَضْرِبُ، لَنْ، فِيْ، مِنْ، الله. عبدالرحمن[حين العلمية]، ضَارِبٌ، ا، ج، مُجَاهِدٌ، زَيْدٌ قَاعِدٌ، الأَكلُ الكَثيرُ يُفسِدُ المِعدَةَ، قِ، لِ، حيوان ناطق [حين العلمية]، رَ، كافرون , زيد مجاهد [حين عدم العلمية] فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشقَى، كل بنى آدم خطّاؤن , حيوان ناهق[حين العلمية لحمار متعيّن] لَفِى , يَستفِيدُ الإِنسَان من قراءة الكتب، ب، حيوان صاهل [حين العلمية لفرس معيّن]حصول صورة الشئى عندالعقل[حين ماكان علما للعلم] , ت، أبوحنيفه[حين العلمية]، لفظ وضع لمعنى مفرد[حين ماكان علما للكلمة]، ث ، زيد ضرب ، قِ ، رحمن، ولى الله [حين عدم العلمية], لِمَ , ضاربون , ارشاد الرحمن [حين العلمية] , محمد طاهر [حين العلمية] , حيوان صاهل [حين العلميّة لزيد] ، شاربون [حين العلمية]، زيد قائم [حين العلمية].

حل شدہ مثالیں

❀ .... يَرْمِي:

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے علم حصولی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عندالمدرک موجود ہے......علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے......تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے.... تصور کی پہلی قسم .....تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں .....دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال ہے... .دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے .....دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے .....مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں......مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزء لفظ معنی دار نہیں۔

❀ .. ... نَعْبُدُ:

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے......علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے......علم حصولی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عندالمدرک موجود ہے.... .علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے.... .تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے......تصدیق کی پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے .. تصدیق بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی الدلیل نہیں .....دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال ہے.. ..دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے.... .دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے.... .مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے۔

فصل دہم: مفرد کی تقسیم

مفرد کی افراد و ترکیب کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں: ۔

۱۔ اسم ۲۔ کلمہ ۳۔ ادات

اسم کی تعریف: وہ مفرد ہے، جو اپنے معنی مستقل پر دلالت کرے اور اپنی ہیئتِ صیغہ کی وجہ سے کسی زمانہ کیساتھ ملا ہوا نہ ہو، جیسے "رجل".

کلمہ کی تعریف: وہ مفرد ہے، جو اپنے معنی مستقل پر دلالت کرے اور اپنی ہیئتِ صیغہ کی وجہ سے کسی زمانہ کیساتھ ملا ہوا ہو، جیسے "ضَرَبَ، یَضْرِبُ" وغیرہ۔

ادات کی تعریف: وہ مفرد ہے، جس کا معنی مستقل نہ ہو، جیسے "مِنْ، الٰی" وغیرہ۔

وجہ حصر: لفظ اپنے معنی پر بالذات خود دال ہوگا یا نہیں، اگر نہ ہو تو ادات، اور اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، مقترن باحد الازمنۃ الثلاثۃ ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو کلمہ اور اگر نہ ہو تو اسم۔

اداۃ کی دو قسمیں ہیں: ۔

۱۔ زمانیہ ۲۔ غیر زمانیہ

اداۃ زمانیہ کی تعریف: وہ ادات ہیں، جن میں زمانہ پایا جائے، جیسے "کَانَ، صَارَ" وغیرہ۔

اداۃ غیر زمانیہ کی تعریف: وہ ادات ہیں، جن میں زمانہ نہ پایا جائے، جیسے "مِنْ، الٰی" وغیرہ۔

وجہ حصر: ادات مقترن بالزمان ہوں گے یا نہیں، اگر ہوں تو اداۃ زمانیہ اور اگر نہ ہوں تو اداۃ غیر زمانیہ۔

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: فعل اور کلمہ میں مفہوم اور مصداق کے اعتبار سے فرق یہ ہے کہ فعل عام اور کلمہ خاص ہے جیسے "ضربت" م یں "ض، ر، ب" فعل اور "ت" ضمیر فاعل پر دال ہے، یعنی جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے، اس لیے یہ کلمہ مفرد کی قسم نہیں، بلکہ مرکب ہے، اور کلمہ مفرد کی قسم ہے اور نحات کے نزدیک "ضربت" فعل ہی ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: فعل اور کلمہ میں تساوی نہیں بلکہ عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، کلمہ اخص اور فعل اعم مطلق ہے، مادہ اجتماعی کی مثال "یضرب" اور مادہ افتراقی کی مثال "اضرب" ہے(۲)۔

---

(۱) ہامش توضیح المنطق: ۱۴۔

(۲) سلم العلوم: ۳۶، ہامش مرقاۃ: ۲۱۔

قاعدہ نمبر۳: مناطقہ کے نزدیک فعل کے غائب اور غائبہ کے صیغے جن میں ضمیر مستتر ہوتو وہ کلمہ اور جن میں ضمیر بارز ہوتو وہ مرکب کہلاتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۴: مناطقہ کے نزدیک فعل کے مخاطب، مخاطبہ اور متکلم کے صیغے مرکب کہلاتے ہیں، کیونکہ یہ معنی حدثی اور فاعل سے مرکب ہیں، لہذا ان کے جو کلمہ بھی آئے گا، وہ ان کا فاعل نہیں بن سکتا، البتہ تاکید بن سکتا ہے، اور اس کے برخلاف "یمشی" مفرد ہے، کیونکہ اس میں صرف معنی حدثی ہے اس کی ذات میں کوئی فاعل موجود نہیں، لہذا اس کے بعد "خالد" اور "عمرو" وغیرہ آئے تو وہ اس کا فاعل بنے گا (۲)۔

قاعدہ نمبر۵: مناطقہ کے نزدیک "تضرب" واحدہ مونث غائبہ مفرد اور "تضرب" واحد مذکر مخاطب مرکب ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۶: اسم میں واحد اور جمع مکسر مفرد ہیں، لیکن تثنیہ اور جمع سالم مرکب کہلاتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۷: علامہ ابن خالویہؒ نے "لیس فی کلام العرب" میں امر اور نہی کو مناطقہ کے ہاں اسم قرار دیا ہے (۵)۔☆

قاعدہ نمبر۸: منطقی اسم اور نحوی اسم میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، منطقی اسم خاص مطلق اور نحوی اسم عام مطلق ہے، یعنی ہر اسم منطقی اسم نحوی کہلاتا ہے، لیکن ہر اسم نحوی اسم منطقی نہیں کہلاتا، جیسے اسمائے افعال نحات کے نزدیک اسم ہیں، لیکن مناطقہ کے نزدیک کلمہ ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر۹: منطقی ادات اور نحوی حروف میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، منطقی ادات عام مطلق اور نحوی حروف خاص مطلق ہیں، یعنی ہر نحوی حرف مناطقہ کے نزدیک ادات ہے، لیکن ہر منطقی ادات کو نحاۃ حروف نہیں کہتے ہیں، جیسے افعال ناقصہ مناطقہ کے نزدیک ادات ہیں، لیکن نحات کے نزدیک یہ افعال ہیں (۷)۔

---

(۱) اساس المنطق: ۱/ ۳۶.

(۲) کشف العلوم: ۵۵، دروس المنطق: ۲۳.

(۳) اساس المنطق: ۱/ ۵۷، دورس المنطق: ۲۳.

(۴) اساس المنطق: ۱/ ۵۷.

(۵) تفہیم المنطق: ۴۱

☆ یہ بات ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے تفہیم المنطق میں "لیس فی کلام العرب" کے حوالہ سے نقل کی ہے، تاہم یہ بات ہمیں تلاش بسیار کے باوجود "لیس فی کلام العرب" میں نہ مل سکی، لیکن یہ بات کئی وجوہ سے محل نظر ہے، پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ مناطقہ کے نزدیک فعل کے مخاطب، مخاطبہ اور متکلم کے صیغے مرکب کہلاتے ہیں، نیز امر اور نہی مناطقہ کے نزدیک از قبیل انشاء معلوم تصوری ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اسم کی تعریف ان پر منطبق نہیں ہوتی، بلکہ منطقی قواعد کی رُو سے یہ مرکب کہلاتے ہیں، نیز آخر وہ کونسا معیار ہے، جس کی بنیاد پر انہیں اسماء قرار دیا گیا ہے؟! تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ قول خلف عن السلف ہے، متقدمین اور متاخرین مناطقہ میں سے کسی سے منقول نہیں۔ واللہ أعلم.

(۶) اسعاد الفہوم: ۱/ ۳۶، مآرب الطلبہ: ۵۰۳.

(۷) اسعاد الفہوم: ۱/ ۳۶، مآرب الطلبہ: ۵۰۵-۵۰۶.

قاعدہ نمبر ۱۰: اکثر مناطقہ کے نزدیک "لیس" کے علاوہ جملہ افعال ناقصہ (بشرطیکہ اسمائے مشتقات نہ ہوں) ادات زمانیہ ہیں (۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر ۱۱: مناطقہ افعال ناقصہ کو افعال وجودیہ بھی کہتے ہیں (۲)۔

تمرین

امثلہ ذیل میں اسم، کلمہ اور اداۃ کی نشاندہی کریں، نیز منطق تطبیق کریں۔

رَبٌّ. مَشْرِقٌ. يَسْقِي. يُخْلَقُوْنَ. مِنْ. كَانَ. أَنْعَمْتَ. قَدْ. سَرِيْعٌ. حتّٰى. فِي. سَمِعْنَا. ضَرَبُوا. طَوِيلٌ. سَمِعَتْ. اعْبُدُوْا. كَنْزٌ. جَنَّةٌ. يَقُوْلُ. مُستَدِيرةٌ. جَميلٌ. مفترسٌ. يَمْشُوْنَ. صار الأَوَّلُ آخِراً. مُشرقَةٌ. مُظلمةٌ. كان. إِنَّ. لَعَلَّ. الحرف. كادتِ الشَّمسُ تغيب. أَصبَحَ الحِصَانُ جَائِعا. باتَ زَيْدٌ نَائِما. لَيسَ المَيدَانُ فَسِيحاً. يُوشِكُ المريضُ أن يَبرَأَ. أَمسَى الغَنىُّ فَقيراً. أَضحَى السَّجينُ طَلِيقاً. ظَلَّ العِنَبُ كَثِيراً. كَرَبَ المَاءُ يجمُد. أَوشَكَ المالُ أن ينفَد. عَسَى الضَّيقُ أن يَنفَرِج. تَكَادُ الْحَرْبُ تَضَعُ أَوْزَارَهَا. الاسم.

حل شدہ مثال:

❁ ... . يَقُوْلُ:

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے۔ ...علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے... ...علم حصولی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے...... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے.... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے۔ ...تصور کی پہلی قسم... ...تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال ہے ...دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے...... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے ..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں...... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزء لفظ معنی دار نہیں۔ ...کلمہ اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت مقترن بالزمان ہے۔

---

(۱) المرشد فی علم المنطق:۹۳، دروس المنطق:۲۵.

☆ افعال ناقصہ کے متعلق مناطقہ کا اختلاف ہے کہ آیا یہ ادات ہیں یا فعل (کلمہ) ہیں، بعض مناطقہ کے نزدیک یہ افعال ہیں، کیونکہ جس طرح فعل میں تصرف صرفی ہوتی ہے تو اسی طرح ان کے بھی صیغے (ماضی، مضارع، امر وغیرہ) بنتے ہیں، نیز ان میں دلالت علی الزمان بھی پایا جاتا ہے، لہذا یہ کلمہ میں داخل ہیں۔ تاہم بعض حضرات کے نزدیک یہ ادات میں داخل ہیں، کیونکہ جس طرح ادات نسبت کے لیے آتے ہیں اسی طرح یہ بھی نسبت اور ربط کے لیے مستعمل ہوتے ہیں، چونکہ افعال ناقصہ میں دو چیزیں ہوتی ہیں، ایک ان کا من حیث المادہ نسبت پر دال ہونا اور دوسرا ان کا من حیث الهیئۃ زمانہ پر دال ہونا بعض حضرات نے ہیئت کو دیکھ کر انہیں کلمہ کے زمرے میں داخل کیا ہے اور بعض نے مادہ کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں ادات میں شمار کیا ہے، صاحب سلم العلوم نے "والحق ان الكلمات الوجودية منها" کہہ کر ادات ہونے کو راجح قرار دیا۔ (سلم العلوم:۳۵، ضیاء النجوم:۳۵، انوار العلوم:۳۹)

(۸) دورس المنطق:۲۵.

فصل یازدہم: مفرد کی معنی قلت وکثرت کے اعتبار سے تقسیم

مفرد (اسم) کی معنی قلت اور کثرت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ متحد المعنی ۲۔ متکثر المعنی

متحد المعنی کی تعریف: وہ اسم ہے، جس کا ایک معنی ہو، جیسے انسان، احمد وغیرہ۔

متکثر المعنی کی تعریف: وہ اسم ہے، جس کے ایک سے زائد معانی ہوں، جیسے لفظ ''صلوۃ'' جو نماز اور دعا وغیرہ معانی پر آتے ہیں۔

وجہ حصر: لفظ ایک معنی پر دال ہوگا، یا متعدد معانی پر دال ہوگا، ایک معنی پر دال ہو تو متحد المعنی اور اگر متعدد معانی پر دال ہو تو متکثر المعنی۔

متحد المعنی کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ علم (جزئی حقیقی) ۲۔ کلی متواطی ۲۔ کلی مشکک

علم (جزئی حقیقی) کی تعریف: وہ اسم ہے، جس کا معنی متعین مشخص ہو، جیسے احمد، مدینہ، مکہ، دیوبند وغیرہ۔

کلی متواطی کی تعریف: وہ اسم ہے، جس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء (برابر) ہو، جیسے انسان اپنے افراد زید، عمرو، بکر وغیرہ پر برابر صادق آتا ہے، یعنی انسان ہونے کے اعتبار سے افراد میں کوئی فرق نہیں، اسی طرح کلمہ اپنے افراد اسم، فعل، حرف پر برابر صادق آتا ہے، کلمہ ہونے میں سب برابر ہیں۔

کلی مشکک کی تعریف: وہ اسم ہے، جس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء (برابر) نہ ہو، جیسے سیاہی، سفیدی، روشنی وغیرہ۔ ان میں ہر ایک اپنے افراد پر کمی بیشی کیساتھ صادق آتا ہے۔

وجہ حصر: اسم متحد المعنی دو حال سے خالی نہیں، متعین مشخص ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو علم، اگر نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو متواطی، اگر نہ تو مشکک۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: علم کو جزئی حقیقی بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: علمی اصطلاحات کلی متواطی کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: تمام مصادر کلی متواطی ہیں اور جملہ مشتقات کلی مشکک ہیں، بشرطیکہ کلی ذاتی نہ ہوں (۳)۔

قاعدہ نمبر۵: تمام کلیات ذاتیہ کلی متواطی ہیں، کیونکہ ماہیات میں تشکیک نہیں ہوتی (۳)۔

---

(۱) مرقاۃ:۲۳۔ (۲) توضیح المنطق:۱۵۔ (۳) قاضی مبارک:۱۲۴۔ (۳) قاضی مبارک:۱۲۴۔

قاعدہ نمبر۶: اکثر مناطقہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ صرف اسم متواطی، اور مشکک ہوسکتا ہے، کلمہ اور اداۃ متواطی اور مشکک نہیں ہو سکتے، کیونکہ متواطی اور مشکک وہی ہوسکتا ہے، جو کلی یا جزئی ہو سکے، جب کہ کلمہ اور اداۃ کلی اور جزئی نہیں ہو سکتے، اس لیے جو شئی کلیت و جزئیت کیساتھ متصف ہوتی ہے وہ محکوم علیہ بھی ہوتی ہے، جب کہ کلمہ اور اداۃ محکوم علیہ نہیں بن سکتے (۱)۔☆

قاعدہ نمبر۷: وجوہ التشکیک عام مناطقہ کے نزدیک اولیّت، اولویّت، اشدیت، ازدیت اور اسکے اضداد ہیں اور علامہ تفتازانیؒ کے نزدیک صرف اولیّت اور اولویّت اور اسکے اضداد ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۸: تشکیک بالأولیۃ کا معنی یہ ہے کہ کلی کا اپنے بعض افراد پر صادق آنا علت ہو، دوسرے بعض افراد پر صادق آنے کے لیے، جیسے وجود ایک کلی ہے اس کے دو فرد ہیں، ایک واجب اور دوسرا ممکن، وجود کا باری تعالی پر صادق آنا علت ہے ممکنات کے وجود پر صادق آنے کے لیے، یعنی ذات باری تعالی کا وجود ممکنات کے وجود کے لیے علت ہے اور ممکنات کا وجود معلول ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۹: تشکیک بالأولویۃ کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کلی کا اپنے بعض افراد پر صادق آنا بلاواسطہ ہو اور دوسرے بعض افراد پر صادق آنا بالواسطہ ہو، جیسے وجود صدق باری تعالی پر بلاواسطہ اور ممکن پر بالواسطہ ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۰: تفاوت بالشدۃ والضعف کا مطلب یہ ہے کہ عقل کا وہم کے ذریعے کسی کلی کے فرد اشد سے فرد اضعف کے کئی امثال کا انتزاع کرے، جیسے برف ایک کلی ہے اس کے افراد میں سے برف کی سفیدی اشد ہے کاغذ کی سفیدی اضعف ہے تو برف کی سفیدی سے کاغذ جیسی کئی سفیدیاں نکل سکتی ہیں (۵)۔☆☆

قاعدہ نمبر: علم شخصی اور علم جنسی جزئی کہلاتے ہیں۔(۶)

قاعدہ نمبر۱۱: تفاوت بالزیادۃ والنقصان کا معنی یہ ہے کہ وہم کے ذریعے کسی کلی کے فرد ازید سے فرد انقص کے کئی امثال کا انتزاع کیا

---

(۱) میزان العلوم: ۵۶، شرح تہذیب: ۴۳. (۲) شرح تہذیب: ۴۶. (۳) تحفہ شاہجہانی: ۴۶، بدر النجوم: ۲۵۷.

(۴) تحفہ شاہجہانی: ۴۶، بدر النجوم: ۲۵۷. (۵) تحفہ شاہجہانی: ۴۶، بدر النجوم: ۲۵۷.

(۶) فن المنطق: ۲۰.

☆ متواطی اسم فاعل کا صیغہ ہے اور ''تواطو'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی توافق کے ہیں اس کلی کے افراد بھی متوافق ہوتے ہیں ان میں کسی قسم کا تفاوت اور اختلاف نہیں ہوتا، اس لیے اس کا نام متواطی ہے اور مشکک اسم فاعل کا صیغہ ہے اور تشکیک سے ماخوذ ہے جس کے معنی شک میں ڈالنا۔ دراصل اس کلی میں دو جہتیں ہیں: ایک وحدۃ المعنی دوسرے اختلاف فی الصدق۔ تو اگر اول جہت کا لحاظ کیا جائے کہ اصل معنی میں سب افراد متحد ہیں تو خیال ہوتا ہے کہ یہ متواطی ہے اور دوسری حیثیت دیکھی جائے کہ اس کلی کا صدق تمام افراد میں برابر نہیں ہے تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ ان افراد کے معانی علیحدہ علیحدہ ہیں اور یہ کلی ان کے درمیان مشترک ہیں تو گویا کہ اس نے دیکھنے والے کو شک میں ڈال دیا۔ وہ بے چارہ کبھی اس کو متواطی سمجھتا ہے اور کبھی مشترک۔ اس لیے اس کلی کا نام مشکک ہوا۔

☆☆ جو امثال اشد سے منتزع ہوتے ہیں وہ منتزع عنہ سے نہ تو وجود میں متباین ہوتے ہیں اور نہ وضع میں، یعنی اشارہ حسیہ میں بخلاف ان امثال میں جو ازید سے منتزع ہوتے ہیں کہ وہ منتزع عنہ سے یا تو وجود اور وضع دونوں میں متباین ہوتے ہیں یا صرف وجود میں یا صرف وضع میں۔ (اسعاد الفہوم: ۱/۴۰)

جاسکے، جیسے خطوط ایک کلی ہے، اس کے افراد میں خط طویل فردِ ازید ہے اور خط قصیر فردِ انقص ہے، تو اس خط ازید سے کئی خط انقص منتزع ہوسکتے ہیں(۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: اشدیت اور ازدیت میں فرق یہ ہے کہ اشدیت مقولہ کیف میں سے ہے اور ازدیت مقولہ کم میں سے ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: مضمرات، موصولات اور اسمائے اشارات جزئی حقیقی ہیں، کیونکہ ان میں وضع اگرچہ عام ہے، لیکن موضوع لہ خاص ہے، لیکن علامہ تفتازانیؒ کے نزدیک کلی ہیں(۳)۔

تمرین

مندرجہ ذیل میں اقسام مفرد علم، متواطی اور مشکک کی تعیین کریں، نیز منطقی تطبیق کریں۔

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرضِ خَلِيفَةً. انسان.. شريف. كثير. إِنَّ اللَّهَ اصطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبرَاهِيمَ وَآلَ عِمرَانَ. هو. وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ. أجمل. حجر. رافع. مظلم. بكرٌ. لا تعملَنَّ عملاً ليس لك فيه منفعة. قليل. فرس. الجلوس مع الإخوان مَسلَاة للأحزان. أنت. أجمل. أحمر. بقر. يُستدل على عقل الرجل بقلة مَقَالِهِ وعلى فضله بكثرة احتماله. أشرف. أنا. المُزَاحُ يُذهب المَهَابَةَ ويورث المهانة. أرفع. شجر. بياض. إن يكن الشغل مَجهَدة فإن الفراغ مَفسَدة. منير. الصلاة عماد الدين. كافر. الأَمانَةُ تَجلبُ الرِّزق. الخِيَانَةُ تَجلِبُ الفَقرَ. إنّما أَنَا بَشَرٌ أنسى كَمَا تَنسَونَ. الأطول. سواد. أقصر. ضارب. مضيء. مشرق. طول.

حل شدہ مثال:

❁……… إِبرَاهِيم.

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے……علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے الخ……مفرد اس لیے کہ جزءِ لفظ جزءِ معنی پر دال نہیں……مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزءِ لفظ معنی دار نہیں……اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے…… علم جزئی حقیقی اس لیے کہ معین متشخص ہے۔

---

(۱) تحفہ شاہجہانی:۴۶، بدر النجوم:۲۵۷. (۲) تحفہ شاہجہانی:۳۶، بدر النجوم:۲۵۷.

(۳) سلم العلوم:۳۸، ضیاء النجوم:۳۸، شرح تہذیب:۴۴، آداب البحث والمناظرہ:۲۹.

☆علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں کہ اسماء اشارہ اور ضمائر میں جس طرح وضع عام ہے اسی طرح ان کا موضوع لہ بھی عام ہے، یعنی امر کلی ہے، البتہ ان کا استعمال جزئیات میں ہوتا ہے، لہذا یہ مجاز متروک الحقیقۃ کے قبیل سے ہیں، صاحب سلم العلوم کہتے ہیں کہ علامہ صاحب کی یہ بات خلاف تحقیق ہے اس لیے کہ لفظ کو معنی مجازی میں استعمال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے معنی حقیقی کا لحاظ کیا جائے اور علامہ کے نزدیک حقیقت کے اعتبار سے ان کا موضوع لہ امر کلی ہے تو جزئیات میں استعمال کرتے وقت امر کلی کا لحاظ کرنا چاہیے، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ علامہ صاحب کی بات صحیح نہیں۔ (اسعاد الفہوم:۱/۳۸)

فصل دوازدہم

متکثر المعنی کی تقسیم

متکثر المعنی کی چار قسمیں ہیں:۔

۱۔ مشترک ۲۔ منقول ۳۔ حقیقت ۴۔ مجاز

۱۔ **مشترک کی تعریف:** وہ اسم ہے، جو چند معانی میں سے ہر ایک کے لیے جدا جدا وضع کیا گیا ہو، جیسے لفظ عین جو آنکھ، آفتاب، چشمہ، گھٹنا، سونا وغیرہ میں سے ہر ایک کے لیے جدا جدا وضع کیا گیا ہے۔

۲۔ **منقول کی تعریف:** وہ اسم ہے، جو پہلے ایک معنی کے لیے موضوع ہو، پھر کسی مناسبت کی بناء پر دوسرے معنی میں مستعمل ہو، اور پہلا معنی بالکل متروک ہو، جیسے لفظ "دابہ" پہلے ہر زمین پر چلنے والے کے لیے موضوع تھا، پھر اس کا استعمال صرف چوپائے کے لیے ہونے لگا، اور پہلا معنی متروک ہوا۔ یا جیسے حج کا معنی قصد کرنے کے ہیں، پھر یہ ایک مخصوص عبادت میں استعمال ہونے لگا، پہلا معنی متروک ہوا۔

۳۔ **حقیقت کی تعریف:** وہ اسم ہے، جو اپنے معنی موضوع لہ میں مستعمل ہو، جیسے "اسد" کا استعمال شیر کے معنی میں۔

۴۔ **مجاز کی تعریف:** وہ اسم ہے، جو کسی مناسبت کی وجہ سے غیر معنی موضوع لہ میں مستعمل ہو، جیسے "اسد" کا استعمال بہادر آدمی میں۔

وجہ حصر: اسم متکثر المعنی دو حال سے خالی نہیں، اس کی وضع اپنے افراد کے لیے علی سبیل الاستواء ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو مشترک، اور اگر نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں ایک معنی کے لیے موضوع اور دوسرے میں مستعمل ہو تو پہلا معنی متروک ہوگا یا نہیں، اگر متروک ہو تو منقول اور اگر متروک نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، معنی موضوع لہ میں مستعمل ہوگا یا غیر معنی موضوع لہ، اگر معنی موضوع لہ میں مستعمل ہو تو حقیقت، اور اگر غیر معنی موضوع لہ میں مستعمل ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، کسی علاقہ (مناسبت) کی وجہ سے مستعمل ہوگا یا نہیں، اگر نہ تو مرتجل اور اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، علاقہ تشبیہ کا ہوگا یا غیر تشبہ کا ہوگا، اگر غیر تشبیہ کا ہو تو مجاز مرسل اور اگر تشبیہ کا ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، ادات تشبیہ مذکور ہوں گے یا نہیں، اگر ہوں تو تشبیہ اور اگر نہ ہوں تو استعارہ۔ (۱)

پھر ناقل کے اعتبار سے منقول کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ شرعی ۲۔ عرفی ۳۔ اصطلاحی

وجہ حصر: ناقل اہل شرع ہوں گے یا نہیں، اگر اہل شرع ہوں تو منقول شرعی جیسے لفظ "صلوۃ" وغیرہ، اور اگر نہ ہوں تو پھر دو حال سے خالی

---

(۱) تشبیہ، مجاز مرسل اور استعارہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے ہماری کتاب قواعد البلاغۃ۔

نہیں، عرف خاص ہوگا یا عرف عام ہوگا، اگر عرف خاص ہو تو منقول اصطلاحی جیسے اسم، فعل وغیرہ، اور اگر عرف عام ہو تو منقول عرفی جیسے لفظ "دابۃ" وغیرہ۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: جمہور مناطقہ کے نزدیک اعلام بعض منقول ہیں اور بعض مرتجل ہیں، لیکن امام سیبویہؒ کے نزدیک تمام منقولات ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: امام سیبویہ کے نزدیک منقول منہ اور منقول الیہ میں مناسبت کوئی شرط نہیں، اس لیے ان کے نزدیک مرتجل منقول کی ایک قسم ہے، لیکن جمہور کے نزدیک منقول منہ اور منقول الیہ میں مناسبت شرط ہے، اس لیے ان کے نزدیک منقول اور مرتجل آپس میں قسیم ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: تمام اصطلاحات شرعیہ منقول شرعی ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: فنون کے جملہ اصطلاحات از قبیل منقول اصطلاحی ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: منقول میں معنی ثانی منقول الیہ اور معنی اول منقول منہ کہلاتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۶: بسا اوقات منقول میں معنی اولی (منقول منہ) اصلا مہجور ہوتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر۷: اگر منقول میں وضع خاص کا ملاحظہ ہو تو منقول تعیینی ہوگا جیسے کسی نومولود بچے کا نام زید یا عمرو وغیرہ رکھنا، اور اگر وضع کا ملاحظہ نہ ہو تو منقول تعینی کہلاتا ہے جیسے لفظ "صلوۃ" اور "حج" وغیرہ (۷)۔

قاعدہ نمبر۸: اگر ناقل معین ہو تو منقول تعیینی کہلائے گا اور اگر ناقل غیر معین ہو تو منقول تعینی ہوگا (۸)۔

قاعدہ نمبر۹: اکثر منقولات اصطلاحیہ اور شرعیہ از قبیل منقول تعیینی کہلاتے ہیں (۹)۔

قاعدہ نمبر۱۰: اکثر اعلام شخصیہ از قبیل اسمائے مرتجلہ ہیں (۱۰)۔

قاعدہ نمبر: مشترک اس کو کہتے ہیں کہ جو ہر معنی کے لیے علیحدہ علیحدہ وضع کیا گیا ہو۔☆

---

(۱) ضیاء النجوم:۴۲، سلم العلوم۴۲۔ (۲) اسعاد الفہوم:۱/۴۷. (۳) دورس المنطق:۱۹.

(۴) دورس المنطق:۱۹. (۴) دورس المنطق:۱۹. (۵) دورس المنطق:۱۹. (۶) دورس المنطق:۱۹.

(۷) دورس فی علم المنطق:۴۳-۴۴. (۸) المرشد فی علم المنطق:۲۷، المنطق للمظفر:۴۲.

(۹) المرشد فی علم المنطق:۲۷، المنطق للمظفر:۴۲. (۱۰) دورس فی علم المنطق:۴۳، المرشد فی علم المنطق:۳۷، المنطق للمظفر:۴۲.

☆ مشترک کے بارے میں پانچ طرح سے اختلاف ہے:۔ ۱۔ مشترک ممکن ہے یا نہیں؟ ۲۔ اگر ممکن ہے تو واقع ہے یا نہیں؟ ۳۔ اگر واقع ہے تو ضدین کے درمیان واقع ہوتا ہے یا نہیں؟ ۴۔ اگر ضدین کے درمیان واقع ہے تو اس میں عموم ہے یا نہیں؟ ۵۔ اگر عموم ہے تو حقیقۃً ہے یا مجازاً؟ صاحب سلم العلوم نے ان سب کا ایک جملے میں دیا ہے کہ مشترک ممکن ہے اور واقع ہے حتی کہ ضدین کے درمیان بھی واقع ہے، البتہ اس میں عموم حقیقۃً نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: اسعاد الفہوم:۱/۴۳۔

قاعدہ نمبر۱۱: اسمائے مرتجلہ میں وضع اولی کا ملاحظہ نہیں ہوتا(۱)۔☆

قاعدہ نمبر۱۲: مجاز منقول اور مشترک سے اولی ہوتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۱۳: مجاز اور مشترک کا حدود اور براہین میں استعمال جائز نہیں، بشرطیکہ کوئی قرینہ نہ ہو(۳)۔

قاعدہ نمبر۱۴: جمہور کے نزدیک مفرد اور مرکب میں ترادف متحقق نہیں ہوسکتا، البتہ عند البعض متحقق ہوسکتا ہے(۴)۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں منقول، مشترک، حقیقت اور مجاز کی تعیین کریں، نیز منطق تطبیق کریں۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ البَيتِ. إِنَّکَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَيِّتُونَ. إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَت عَلَى المُؤمِنِينَ كِتَابًا مَوقُوتًا. إِنِّي أَرَانِي أَعصِرُ خَمرًا. إِنَّ الصَّلَاةَ تَنهَى عَنِ الفَحشَاءِ وَالمُنكَر. وَيُنَزِّلُ لَكُم مِنَ السَّمَاءِ رِزقًا. الاسم ما دل على معنى فى نفسه. زيد . زيد حمار. فِي قُلُوبِهِم مَرَض. بَل نَقذِفُ بِالحَقِّ عَلَى البَاطِلِ فَيَدمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِق. وَالمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ. بايعت العين بالعين. وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الأَرضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزقُهَا. طلعت العين. تجرى الجارية فى البحر. وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاء. وَإِذ قَالَ إِبرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ. وقرّى عينا. إن الله كتب عليكم الحج. جهاد كن الحج. الصّوم جنة. الزكاة قنطرة الإسلام. الحج والعمرة فريضتان. زيد أسد. يجعلون أصابهم فى آذانهم. الدّابة: هى ذات القوائم الأربع. عمرو. نزلت السّماء على الأرض. إنّک بأعيننا.

حل شدہ مثال:

❁.......... **الصَّلَاةَ.**

موجود موجود ذہنی الخ...... .مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں......مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزء لفظ معنی دار نہیں......اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے .... منقول منقول شرعی اس لیے ناقل اہل شرع ہیں۔

---

(۱) دورس فی علم المنطق:۴۳، المنطق للمظفر:۴۲. (۲) سم العلوم:۴۳.

(۳) سلم العلوم:۴۴. دورس المنطق:۱۹. (۴) ضیاء النجوم:۴۵.

☆ اس میں اختلاف ہے کہ مرتجل کو مشترک میں داخل کیا جائے یا منقول میں۔ بعض لوگ اول کے قائل ہیں اور بعض ثانی کے۔ جو حضرات مشترک میں داخل کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح مشترک میں معانی کثیرہ کے لیے وضع ہوتی ہے بغیر مناسبت کے۔ اسی طرح بغیر مناسبت کے اس میں بھی معانی کثیرہ کے لیے وضع ہے جو منقول میں داخل مانتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ مرتجل میں معنی اول سے معنی ثانی کی طرف نقل پائی جاتی ہے اور مشترک میں معنی اول سے معنی ثانی کی طرف نقل نہیں پائی جاتی، بلکہ ہر ہر معنی کے لیے علیحدہ علیحدہ وضع ہوتی ہے، لہذا اس کو منقول سے مناسبت ہوئی نہ کہ مشترک سے۔ اس لیے منقول میں داخل ہونا چاہیے، لیکن یہ نزاع لفظی ہے۔ اس لیے کہ جن کے نزدیک مشترک میں یہ شرط ہے کہ اس کے معانی کے درمیان نقل کا تخلل نہ ہو ان کے نزدیک مرتجل مشترک سے خارج ہے اور منقول میں داخل ہے، کیونکہ اس میں نقل کا تخلل ہے اور جن کے نزدیک عدم تخلل نقل مشترک میں شرط نہیں ان کے نزدیک مرتجل مشترک میں داخل ہے۔ (اسعاد الفہوم:۱/۴۶)

فصل سیزدہم: مرکب کی تقسیم

مرکب کی دو قسمیں ہیں☆:۔ ۱۔ مرکب تام ۲۔ مرکب ناقص

۱۔ **مرکب تام کی تعریف:** وہ مرکب ہے، جس سے سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو، جیسے "زید قائم" وغیرہ۔

۲۔ **مرکب ناقص کی تعریف:** وہ مرکب ہے، جس سے سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو، جیسے "غلام زید" وغیرہ۔

وجہ حصر: سکوت متکلم مفید للسامع ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو مرکب تام اور اگر نہ ہو تو مرکب ناقص۔

مرکب تام کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ خبر (قضیہ) ۲۔ انشاء

۱۔ **خبر (قضیہ) کی تعریف:** وہ مرکب تام ہے، جس میں صدق و کذب کا احتمال ہو، جیسے "قام زید" وغیرہ۔

۲۔ **انشاء کی تعریف:** وہ مرکب تام ہے، جس میں صدق و کذب کا احتمال نہ ہو، جیسے "اضرب، لاتضرب" وغیرہ۔

وجہ حصر: کلام متکلم محتمل صدق و کذب ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو خبر (قضیہ) اور اگر نہ تو انشاء۔

وجہ حصر بالفاظ دیگر: مرکب تام کے ذریعے کسی واقعہ کی حکایت مقصود ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو خبر (قضیہ) اور اگر نہ تو انشاء۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: مرکب تام کو قضیہ بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: مناطقہ جملہ خبریہ کو عقد حمل اور انشاء کو معلوم تصوری بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: مناطقہ عقد وضع کو ترکیب تقییدی اور عقد حمل کو ترکیب خبری بھی کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: سکوت متکلم مفید للسامع کا مطلب یہ ہے کہ متکلم اپنی کلام میں مسند (محمول) اور مسند الیہ (موضوع) ذکر کریں (۴)۔

---

(۱) سلم العلوم:۴۵. (۲) تحفہ شاہجہانی:۷، کشاف اصطلاحات الفنون:۲/۱۱۹۳.

(۳) کشاف اصطلاحات الفنون:۲/۱۱۹۳. (۴) ضیاء النجوم:۴۵، بدر النجوم:۲۸۰.

☆ مرکب کی اقسام سمجھنے سے پہلے یہ تمہید ذہن نشین رکھیں کہ جس طرح کہ تمام معاشرتی اور تمدنی امور کے کچھ شروط و قیود ہوتے ہیں جن کی پابندی موجب تحسین اور خلاف ورزی باعث تذلیل و ملامت سمجھی جاتی ہے اسی طرح تکلم اور گفتگو کے بھی کچھ شروط و قیود ہیں، مثلاً متکلم کا فرض منصبی یہ ہے کہ مخاطب کو سمجھائے اور مخاطب کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ سمجھے، اگر متکلم زیر بحث مضمون کو اتنے الفاظ کے ذریعہ بیان کرے جن سے ایک متوسط فہم کا مخاطب اس مضمون کو سمجھ سکے تو اس قدر کہنے سے متکلم اور مخاطب اپنا اپنا فرض منصبی (سمجھنے اور سمجھانے کا) ادا کر چکیں گے اور اب اگر وہ دونوں سلسلہ گفتگو منقطع کر لیں تو ان پر اپنے اپنے فرض منصبی کے متعلق کوئی ملامت عائد نہ ہوگی۔ لیکن اگر متکلم نے ایسے الفاظ نہیں کہے جن سے متوسط فہم کا مخاطب زیر بحث مضمون سمجھ سکے تو ایسی حالت میں کلام کو نا تمام چھوڑ کر سلسلہ گفتگو منقطع کرنا دونوں کے فرضِ منصبی کے خلاف ہوگا کہ متکلم سمجھانے سے پہلے خاموش کیوں ہوا اور مخاطب نہ سمجھنے پر بھی سوال سے خاموش کیوں رہا۔ اس واسطے ایسی حالت میں دونوں کا سکوت عرفاً نا جائز اور غیر صحیح تصور کیا جائے گا۔ اس تمہید کے بعد سمجھو کہ مرکب کی دو قسمیں ہیں مرکب تام اور مرکب ناقص۔

قاعدہ نمبر۵: مفرد (جب محدود اور معرف واقع ہو) اور مرکب (جب حد اور معرف واقع ہو) میں بعض مناطقہ کے نزدیک ترادف ہے اور بعض حضرات ترادف کے قائل نہیں جیسے انسان اور حیوان ناطق (۱)۔

قاعدہ نمبر۶: ہر وہ مرکب تام جس کے ذریعے کسی واقعہ اور نفس الامر سے حکایت اور نقل مقصود ہو تو وہ خبر اور قضیہ کہلاتا ہے (۲)۔ ☆

قاعدہ نمبر۷: خبر اور قضیہ میں محکی عنہ کا واقع اور نفس الامر میں ہونا ضروری ہے اور انشاء میں نہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۸: مناطقہ انشاء اور خبر کی توضیح کے لئے ایک عجیب و غریب مثال دیتے ہیں کہ اگر کسی مصور اور نقاش نے پہلی مرتبہ نقشہ بنایا ہو تو اس میں نہ غلط ہونے کا احتمال ہے اور نہ صحیح ہونے کا احتمال ہے یہ انشاء کی مثال ہے اور اگر مصور اور نقاش نے کسی صورت کو دیکھ کر نقشہ بنایا ہے تو اس میں صحیح اور غلط ہونے کا احتمال ہے، یہ خبر کی مثال ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۹: منطقی مرکب اور نحوی مرکب میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، منطقی مرکب عام مطلق ہے اور نحوی مرکب خاص مطلق ہے، ہر نحوی مرکب منطقی مرکب کہلاتا ہے اور ہر منطقی مرکب نحوی مرکب نہیں کہلاتا ہے، کیونکہ اُضرب عندالمناطقہ مرکب ہے، لیکن عندالنحاۃ مفرد ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۱۰: مرکب تام کو محتمل صدق و کذب ہونے کی حیثیت سے خبر، حکم پر مشتمل ہونے کی حیثیت سے قضیہ، اور مفید حکم ہونے کی حیثیت سے اخبار کہتے ہیں، اس حیثیت سے کہ وہ دلیل کیساتھ طلب کیا جاتا ہے مطلوب کہا جاتا ہے، اور اس حیثیت سے کہ وہ دلیل کا جزء ہوتا ہے مقدمہ کہتے ہیں، اور اس حیثیت سے کہ وہ دلیل سے حاصل ہوتا ہے نتیجہ کہتے ہیں اور اس حیثیت سے کہ اس سے سوال کیا جاتا ہے مسئلہ کہتے ہیں اور اس حیثیت سے کہ کلی ہو تو قاعدہ اور قانون کہتے ہیں۔

---

(۱) ضیاء النجوم ۴۵۔ (۲) سم العلوم: ۴۶، بدر النجوم: ۲۸۰، (۳) سلم العلوم ۴۶، بدر النجوم: ۲۸۰۔

(٤) سلم العلوم: ۱۰۵، بدر النجوم: ۲۸۱۔ (٥) مآرب الطلبۃ ۵۰۲۔ (٦) التلویح علی التوضیح: ۶۱، الرشیدیہ فی المناظرہ: ۱۱، ۱۲۔

☆ خبر یا قضیہ اس قول کو کہتے ہیں جو صدق و کذب دونوں کا احتمال رکھے یا جس سے کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ انشاء اس کو کہتے ہیں کہ نہ احتمال صدق و کذب رکھے اور نہ اس کے کہنے والے کو سچا جھوٹا کہہ سکیں۔ اب یہ امر بحث طلب ہے کہ خبر صدق و کذب کا احتمال کیوں رکھتا ہے اور انشاء کیوں نہیں رکھتا؟ تو اس کے لیے خود صدق و کذب کی ماہیت کے متعلق تحقیق کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس عالم ہستی کے موجودات میں سے خواہ کسی موجود کو معین کر لو اور باقی تمام موجودات کو اس کی طرف منسوب کر لو تو تم کو صاف نظر آئے گا وہ تمام موجودات کیساتھ ہے نہیں ہے، اتحاد، عدم اتحاد، رشتہ، عدم رشتہ وغیرہ خاص تعلقات اور نسبتوں میں جکڑا ہوا ہے جیسے زید کی طرف موجودات میں سے علم، جہل، باپ، بیٹا، لائق نالائق وغیرہ کی نسبت کریں اور ہم اپنے کلام میں زید کیساتھ ان اشیاء کا وہی تعلق اور نسبت ظاہر کریں جن کیساتھ وہ واقع میں موصوف ہے تو ہمارا کلام سچا سمجھا جائے گا جس کی وجہ سے ہم بھی سچے کہے جائیں گے اور اگر اپنے کلام میں ایسی نسبت ظاہر کریں جو زید کیساتھ اس شئی کی واقعی نسبت کے خلاف ہو تو ہمارا کلام جھوٹا متصور ہوگا جس کی وجہ سے ہم بھی جھوٹے کہے جائیں گے اس معلوم ہوا کہ صدق و کذب کا اصلی باعث واقعی نفس الامر نسبت کی موجودگی ہے جو تمام خبری جملوں میں موجود ہے اور کلامی نسبت کی واقعی نسبت کیساتھ مطابقت کو صدق کہتے ہیں اور مخالفت کو کذب اور تمام خبر جملوں میں چونکہ واقعی نسبت موجود ہوتی ہے اس لیے کہ وہ صدق و کذب کا احتمال بھی رکھتے ہیں اور انشاء میں چونکہ واقعی نفس الامری نسبت نہیں ہوتی بلکہ اس میں نئی نسبت کے ایجاد کا مطالبہ ہوتا ہے اس لیے وہ صدق و کذب کا احتمال بھی نہیں رکھتا۔ (معین المنطق: ۶۲-۶۳)

تمرین

امثلہ ذیل میں مرکب تام اور مرکب ناقص کی تعیین کریں، نیز منطق تطبیق کریں۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، مَثَلُهُم فِی التَّورَاةِ، الحَيَاةُ الدُّنيَا ، أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ، وَلَا تُبطِلُوا أَعمَالَكُم، إِنَّمَا الحَيَاةُ الدُّنيَا لَعِبٌ وَلَهوٌ، عَالِمُ الغَيبِ، أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ القُرآنَ، وَاللّٰهِ، انظُر كَيفَ كَذَبُوا عَلَى أَنفُسِهِم، كُلَّ شَيءٍ ، لَعَلِّی آتِيكُم مِنهَا بِقَبَسٍ، لَعَلِّی أَعمَلُ صَالِحًا، رَبَّنَا، إِنَّ الإِنسَانَ لَكَفُورٌ، أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِن ذَلِكُم، يَالَيتَنِی اتَّخَذتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا، يَالَيتَ قَومِی يَعلَمُونَ، لِقَاءَ يَومِكُم، يَاحَسرَةً عَلَى العِبَادِ، إِنِّی لَكُم نَذِيرٌ مُبِينٌ، إِنَّا سَمِعنَا قُرآنًا عَجَبًا، عِيَادَةُ المَرِيضِ أَوَّلَ يَومٍ سُنَّةٌ، مَوتُ البَنَاتِ مِنَ المَكرُمَاتِ، الصَّبرُ عِندَ الصَّدمَةِ الأُولَى، إِنَّ لِلمُهَاجِرِينَ مَنَابِرَ مِن ذَهَبٍ يَجلِسُونَ عَلَيهَا يَومَ القِيَامَةِ.

حل شدہ مثالیں

❁......... إِنَّ الإِنسَانَ لَكَفُورٌ.

موجودموجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے۔ ...علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے... ...علم حصولی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے.....علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے... .تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے .....تصدیق کی پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے.....تصدیق نظری کسبی اس لیے کہ محتاج الی الدلیل ہے.. .دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال ہے......دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے......دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے... .مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے... .مرکب تام اس لیے سکوت متکلم مفید للسامع ہے.....خبر قضیہ اس لیے کہ کلام محتمل صدق وکذب ہے۔

❁ .... أَطِيعُوا اللّٰه.

موجودموجود ذہنی الخ .. .مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے . .مرکب تام اس لیے سکوت متکلم مفید للسامع ہے.. ..انشاء معلوم تصوری اس لیے کہ کلام محتمل صدق وکذب نہیں۔

فصل چہاردہم

مرکب ناقص کی تقسیم

مرکب ناقص کی دو قسمیں ہیں:۔

ا۔ مرکب تقییدی ۲۔ مرکب غیر تقییدی

ا۔ **مرکب تقییدی کی تعریف:** وہ مرکب ہے، جس کا دوسرا جزء پہلے جزء کے لیے قید بن رہا ہو، جیسے "غلام زید" میں دوسرا جزء "زید" پہلے جزء "غلام" کے لیے قید ہے۔

مرکب تقییدی کی تین قسمیں ہیں:۔

ا۔ مرکب اضافی، جیسے "غلام زید" ۲۔ مرکب توصیفی، جیسے "رجل عالم" ۳۔ مرکب حالی (حال ذوالحال کا مجموعہ)، جیسے "جاء زید راکبا."

۲۔ **مرکب غیر تقییدی کی تعریف:** وہ مرکب ہے، جس کا دوسرا جزء پہلے جزء کے لیے قید نہ ہو، جیسے "بعلبك" اور "خمسة عشر" وغیرہ۔

مرکب غیر تقییدی کی چھ قسمیں ہیں:۔

ا۔ مرکب بنائی (عددی) جیسے "خمسة عشر" ۲۔ مرکب منع صرف، جیسے "بعلبك" ۳۔ مرکب صوتی جیسے "سیبویہ" اور "زنجویہ" وغیرہ ۴۔ مرکب من أداة واسم جیسے "في الدار" ۵۔ مرکب من أداة وکلمة جیسے "لن یضرب" ۶۔ مرکب من أداتین جیسے "لفی".

وجہ حصر: جزء ثانی جزء اول کے لیے قید ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، باعتبار اضافت ہوگا یا باعتبار صفت ہوگا، یا باعتبار حالیّت ہوگا، اگر باعتبار اضافت ہو تو مرکب اضافی اور اگر باعتبار صفت ہو تو مرکب توصیفی اور اگر باعتبار حالیت ہو تو مرکب حالی، اگر جزء ثانی جزء اول کے لیے قید نہ تو پھر دو حال سے خالی نہیں، جزء ثانی صوت ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو مرکب صوتی، اور اگر نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، جزء ثانی متضمن بحرف ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو مرکب بنائی اور اگر نہ تو مرکب منع صرف۔

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قید وہ مفہوم ہے، جو دوسرے کے اندر ملحوظ ہو، اور مقید وہ چیز ہے، جس میں اپنے معنی کے علاوہ کوئی دوسرا مفہوم بھی ملحوظ ہو، جیسے "غلام زید" یعنی ایسا غلام جس میں زید کی مملوکیت کا مفہوم ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: تصورات میں مرکب تقییدی عمدہ کہلاتی ہے (۲)۔

---

(۱) توضیح المنطق: ۱۸۔

(۲) کبری: ۲۸۔

قاعدہ نمبر۳: مرکب تقییدی کے درمیان جوڑ کو نسبت تقیید یہ کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۴: ہر وہ مرکب ناقص جس میں دو جزوں کے ملانے سے جملہ (قضیہ) نہ بن سکے، لیکن ایک دوسرے کے لئے قید ہوں تو وہ مرکب تقییدی کہلاتا ہے جیسے مرکب اضافی، مرکب توصیفی، مرکب حالی، مرکب تمیزی (ممیّز اور تمیز کا مجموعہ)، مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ، فعل اور مفعول، فعل اور مفعول مطلق، موصول اور صلہ، ظرف اور مظروف وغیرہ (۲)۔

قاعدہ نمبر۵: جار مجرور مرکب غیر تقییدی ہوتا ہے، لیکن اپنے متعلق سے مل کر مرکب تقییدی بن جاتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۶: اعلام مرکّبہ (خواہ مرکب اضافی ہو یا مرکب منع صرف ہو یا مرکب صوتی ہوں) بعد از علمیت مفرد کی قسم ثالث کہلاتے ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۷: مرکب من اداۃ واسم جیسے "في الدار" (یہاں "في" ظرفیّت کلی کے لئے مستعمل نہیں، بلکہ ظرفیّت جزئی کے لئے مستعمل ہے، ورنہ پھر یہ مرکب تقییدی کی مثال ہوگی) اور مرکب من اداۃ وکلمۃ جیسے "لم یضرب" مرکب غیر تقییدی کہلاتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر۸: مرکب بنائی کو مرکب عددی اور مرکب منع صرف کو مرکب امتزاجی بھی کہتے ہیں (۶)۔

تمرین

درج ذیل مثالوں میں مرکب ناقص کی جملہ اقسام کی نشاندہی کریں، نیز منطق تطبیق کریں۔

زَلزَلَةَ السَّاعَة. شَيءٌ عَظِيمٌ. مِن تُرَابٍ. خَمْسَةَ عَشَر. جاء زيد وهو يبكي. كِتَابٍ مُنِير. لَن يَنصُر. مِن عَلَقَة. فِي الأَسبُوعِ سَبعَةُ أيامٍ. لفي. لَن يَنَال. لَا يُحِب. في المَسجِدِ عَشرَةُ أعمدةٍ. مِن عِلم. فيض آباد. ذَاتَ اليَمِين. ذَاتَ الشِّمَال. مِن نُطفَةٍ. لِمَ. سِيبَويْه. أَحَدَ عَشَرَ. اسلام آباد. زَنجَوَيْه. مَسْكَوَيْه. فِي الشَّجَرَةِ تِسعَةَ عشر غصنًا. مِنهُم. رَجَعَ القائدُ مَنصُوراً. عمّا. أُحِبُّ التلميذ مجتهداً. بعلبک. بيت لحم. حضرموت. برزَوَيهِ؛. نِفطَويه. خالَوَيه. عَمرَوَيه. حمدويه. ثلثة عشر. لَئِن. أن جاء.

---

(۱) توضیح المنطق:۱۸۔ (۲) اساس المنطق:۱/۱۷۸۔ (۳) اساس المنطق:۱/۱۷۸۔

(۴) ہامش ضیاء السالک إلی أوضح المسالک:۱/۱۳۲، ہامش النحو الوافی:۱/۳۰۲۔ (۵) قطبی:۴۷، تحفہ شاہ جہانی:۴۱ بدیع المیزان:۲۲۔

(۶) سلم العلوم:۴۸، النحو الوافی:۱/۳۰۰، شرح الأشمونی علی ألفیۃ ابن مالک:۱/۱۱۶۔

☆ واضح رہے کہ جس طرح نحو میں جملہ موصول کے لیے صلہ، مبتداء کے لیے خبر، موصوف کی صفت، ذوالحال کا حال بن جاتا ہے اسی طرح منطق میں بسا اوقات قضیہ ذوالحال موصوف کے بعد آجانے سے مرکب تقییدی کا جزء بن جاتا ہے، بلکہ کبھی جملہ کبری کے تحت آنے کے بعد انشاء بن کر قضیہ کی تعریف سے خارج ہوجاتا ہے، جیسے ﴿قل لوشاء الله ماتلوته عليكم﴾ میں ﴿لوشاء الله ماتلوته عليكم﴾ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ ہے، لیکن اس سے پہلے "قل" ہے اس کو موضوع "انت" ہے اور محمول "قل" ہے جس کے لیے قضیہ شرطیہ قید ہے، لہذا "قل" مقید اس قید سے مل کر مرکب تقییدی ہو کر محمول بن رہا ہے، چونکہ امر ہے اس لیے قضیہ نہیں بلکہ انشاء بنے گا۔

حل شدہ مثالیں

❁ ... . عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ.

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے .... علم حصولی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے... .علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے... .تصدیق کی پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے.. .تصدیق نظری کسبی اس لیے کہ محتاج الی الدلیل ہے... .دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے... .دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے.. .مرکب تام اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع ہے..... خبر قضیہ اس لیے کہ کلام متکلم محتمل صدق و کذب ہے۔

باز "عَـذَابُ الْـقَبْـرِ" .... موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے . .علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے .... علم حصولی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے.. . علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے . ...تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی تیسری قسم نسبت ناقصہ..... تصور نظری کسبی اس لیے کہ محتاج الی التعریف ہے..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے..... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے .... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے..... مرکب ناقص اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع نہیں . ...مرکب ناقص تقییدی اس لیے کہ جزء ثانی جزء اول کے لیے قید ہے۔

باز "عَذَابُ "موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے...... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے... علم حصولی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے.. تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے..... تصور کی پہلی قسم. ....تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے ..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے...... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مفرد اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال نہیں...... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں...... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے... .کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے۔

"اَلْـقَبْـرِ" موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے.. .علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے.. .علم حصولی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے.. .علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے.. تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے.... تصور کی پہلی قسم.... تصور نظری کسبی اس لیے کہ محتاج الی التعریف ہے ... .دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے .... دلالت لفظیہ

وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے... مرکب اس لیے کہ جزءِ لفظ جزءِ معنی پر دال ہے... مرکب ناقص اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع نہیں.. مرکب غیر تقییدی اس لیے کہ جزءِ ثانی جزء اول کے لیے قید نہیں .... مرکب ناقص کی چھٹی قسم مرکب من اداۃ واسم۔

”اَنْ“ موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے.... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے.. تصور کی پہلی قسم.. تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے ..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے . دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مفرد اس لیے کہ جزءِ لفظ جزءِ معنی پر دال نہیں..... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاءِ لفظ معنی دار نہیں... ادات ادات غیر زمانیہ اس لیے کہ غیر مقترن بالزمان ہے۔

”قَبْـــرِ“ موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے ..... علم حصولی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے.. تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے... تصور کی پہلی قسم.. تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے ... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے .... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے.... مفرد اس لیے کہ جزءِ لفظ جزءِ معنی پر دال نہیں .. مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاءِ لفظ معنی دار نہیں ... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے.. کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے۔

”حَقٌّ“ موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے ..... علم حصولی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے... تصور کی پہلی قسم. تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے ... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے..... مفرد اس لیے کہ جزءِ لفظ جزءِ معنی پر دال نہیں.. مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاءِ لفظ معنی دار نہیں... اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے..... کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے۔

❁.......... إِيَّاکَ نَعبُدُ.

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشیٔ فی العقل ہے علم حصولی اس لیے کہ شیٔ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے . ... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے ..... تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے... تصدیق کی

پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے .. .تصدیق نظری کسبی اس لیے کہ محتاج الی الدلیل ہے.... .دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے... .دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے .... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے... .مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے.. .مرکب تام اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع ہے .....خبر قضیہ اس لیے کہ کلام متکلم محتمل صدق وکذب ہے۔

" إِيَّاكَ" موجود موجود ذہنی الخ۔۔۔۔مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں ......اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے..... جزئی حقیقی اس لیے کہ متعین متشخص ہے۔

"نَعبُد" موجود موجود ذہنی الخ۔۔۔۔مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں. کلمہ اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت مقترن بالزمان ہے.. ..اس میں "نحن" ضمیر موجود موجود ذہنی الخ۔۔۔۔مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں ......اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے .. . جزئی حقیقی اس لیے کہ متعین متشخص ہے۔

باب دوم

یہ باب درج ذیل سولہ فصلوں پر مشتمل ہے:

❁...... فصل اول مفہوم کا بیان۔ ❁...... فصل دوم خارج کے اعتبار سے کلی کی تقسیم۔ ❁...... فصل سوم حقیقت اور ماہیت کا بیان۔ ❁...... فصل چہارم کلی کی تقسیم۔ ❁...... فصل پنجم کلی ذاتی کا بیان۔ ❁...... فصل ششم جنس، فصل اور نوع کی تقسیم۔ ❁...... فصل ہفتم جنس قریب اور بعید کی معرفت کا قاعدہ۔ ❁...... فصل ہشتم مافوق اور ماتحت کے اعتبار سے فصل کی تقسیم۔ ❁...... فصل نہم مراتب الاجناس اور مراتب الانواع کا بیان۔ ❁...... فصل دہم کلی عرضی کا بیان۔ ❁...... فصل یازدہم وجود کے اعتبار سے عرض لازم کی تقسیم۔ ❁...... فصل دوازدہم کلی کی تقسیم۔ ❁...... فصل سیزدہم مطالب اور ماہیت کا بیان۔ ❁...... فصل چہاردہم نسب اربعہ کا بیان۔ ❁...... فصل پانزدہم تعریف، معرف اور قول شارح کا بیان۔ ❁...... فصل شانزدہم تعریف صحیح کے شرائط۔

فصل اول: مفہوم کا بیان

مفہوم کی تعریف: **ماحصل فی الذهن.** جو معنی ذہن میں حاصل ہو۔ یعنی ذہن میں جب کسی چیز کی صورت آتی ہے تو اس صورتِ ذہنی کو اس چیز کا علم، معنی اور مفہوم کہتے ہیں۔

مفہوم کی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔ کلی ۲۔ جزئی

ا۔ **جزئی کی تعریف:** وہ مفہوم ہے، جس کا مصداق شخص معین ہو، جیسے زید کا مفہوم، یعنی زید کی جو صورت ہمارے ذہن میں موجود ہے وہ اسی شخص پر صادق آتا ہے، جس کا نام زید ہے۔

۲۔ **کلی کی تعریف:** وہ مفہوم ہے، جس کا مصداق متعدد افراد ہو، خواہ وہ افراد موجود ہوں یا نہ ہوں، جیسے انسان کا مفہوم زید، عمرو، بکر وغیرہ بہت افراد اور صادق آتا ہے، یا جیسے شمس وقمر کا مفہوم بہت سے افراد پر صادق آسکتا ہے، اگر چہ خارج میں ایک ہی فرد موجود ہے۔

وجہ حصر: نفس تصور کسی شی کے مفہوم کا شرکت علی کثیرین سے مانع ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو جزئی، اور اگر نہ ہو تو کلی۔

مذکورہ تعریف کے مطابق کلی کو کلی حقیقی اور جزئی کو جزئی حقیقی کہتے ہیں۔

کلی اور جزئی کی دوسری تعریف: ا۔ کلی اضافی ۲۔ جزئی اضافی

ا۔ **کلی اضافی کی تعریف:** ہر وہ مفہوم ہے، جس کے افراد دوسرے مفہوم کے اعتبار سے زیادہ ہوں جیسے کلمہ کے افراد اسم، فعل اور حرف کے افراد سے زیادہ ہیں، لہذا یہ کلی اضافی ہیں۔

۲۔ **جزئی اضافی کی تعریف:** ہر وہ مفہوم ہے، جس کے افراد دوسرے مفہوم کے اعتبار سے کم ہوں جیسے اسم کے افراد کلمہ کے افراد سے کم ہیں، لہذا یہ جزئی اضافی ہے۔

وجہ حصر: کلی کا مفہوم اعم تحتہ الاخص ہوگا یا اخص تحت الاعم ہوگا، اگر اعم تحتہ الاخص ہو تو کلی اضافی اور اگر اخص تحت الاعم ہو تو جزئی اضافی۔

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: مفہوم کو علم، صورت، معنی، مدلول اور موجود ذہنی بھی کہتے ہیں (۱)۔

---

(۱) توضیح المنطق: ۱۹، شرح تہذیب: ۴۹.

☆ کلی اور جزئی کو سمجھنے سے پہلے تمہید کے طور پر یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ ذہن میں جب کسی چیز کی صورت آتی ہے تو اس صورتِ ذہنی کو اس چیز کا علم، معنی اور مفہوم کہتے ہیں، اس مفہوم کی دو قسمیں ہیں: کلی اور جزئی۔ جزئی چونکہ زید، عمرو، بکر وغیرہ کی طرح خاص معین چیز کی صورت اور فوٹو ہوتا ہے، اس لیے وہ ساری موجودات میں سے اس معین چیز کے سوا کسی پر صادق نہیں آسکتی اور کلی کے معنی میں چونکہ تعین اور تشخص نہیں ہوتا، اس لیے وہ اپنے معنی کی عمومیت کی وجہ سے افراد کثیرہ پر صادق آنے کی صلاحیت رکھتی ہے جو اس کلی کے افراد اور جزئیات کہلاتی ہے۔

قاعدہ نمبر۲: معرفہ بمنزلہ جزئی اور نکرہ بمنزلہ کلی ہوتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۳: اکثر اسماء اور اعلام جزئی کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۴: تمام نکرے کلی ہیں اور وہ معارف (جیسے الف لام عہد ذہنی کا مدخول) جو نکرہ کی قوت میں ہوتے ہیں وہ بھی کلی کہلاتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۵: الف لام جنسی، استغراقی اور عہد ذہنی کا مدخول کلی ہوتا ہے، البتہ عہد خارجی کا مدخول جزئی کہلاتا ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر۶: کلی اضافی اخص مطلق اور کلی حقیقی اعم مطلق ہے، یعنی ہر کلی اضافی کلی حقیقی ہوتی ہے، لیکن ہر کلی حقیقی کلی اضافی نہیں ہوسکتی ہے جیسے کلیات فرضیہ (لاشئی، لاموجود) وغیرہ (۵)۔

قاعدہ۷نمبر۷: ہر اعم تحتہ الاخص کلی اضافی ہوتا ہے اور ہر اخص تحت الاعم جزئی اضافی کہلاتا ہے(۶)۔

قاعدہ نمبر۸: جزئی اضافی ہر وہ مفہوم ہے جو دوسری کلی کے تحت داخل ہو، خواہ اس میں تکثر جائز ہو یا نہ ہو(۷)۔

قاعدہ نمبر۹: کلی حقیقی اور جزئی حقیقی باہم قسیمین ہیں، لہذا کوئی کلی حقیقی جزئی حقیقی نہیں ہوسکتی اور نہ کوئی جزئی حقیقی کلی حقیقی ہوسکتی ہے(۸)۔

قاعدہ نمبر۱۰: جملہ کلیات فرضیہ کلی حقیقی ہیں (۹)۔

قاعدہ نمبر۱۱: جزئی حقیقی اخص مطلق اور جزئی اضافی اعم مطلق ہے، یعنی ہر جزئی حقیقی جزئی اضافی ہوسکتی ہے، لیکن ہر جزئی اضافی جزئی حقیقی نہیں ہوسکتی ہے(۱۰)۔

قاعدہ نمبر: منطق کی غرض مناسب معلومات کے ذریعہ سے مجہولات حاصل کرنا ہے اور جزئیات یہ کام نہیں دے سکتا، کیونکہ اول تو جزئیات میں تباین کی وجہ سے وہ مناسبت ہی نہیں پائی جاتی جو ایک دوسرے کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے، دوم وہ اپنی کثرت کی وجہ سے اس قدر بے شمار ہیں کہ انسان اپنی مختصر عمر میں اس کے لاکھوں حصوں میں سے کسی ایک حصہ کے حصول پر بھی قدرت نہیں پاسکتا، برخلاف اس کے صرف ایک ہی کلی کی معرفت بے شمار جزئیات کے حصول کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اسی وجہ سے منطقی اپنی بحث صرف کلیات ہی میں محدود رکھتے ہیں اور جزئیات سے بحث ہی نہیں کرتے۔ (۱۱)

قاعدہ نمبر۱۲: جزئی اضافی کو جزئی اضافی اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا جزئی ہونا اپنی ذات کی وجہ سے نہیں، بلکہ غیر کی وجہ سے ہے، اور وہ غیر کلی ہے جس کے تحت یہ مندرج ہے(۱۲)۔

---

(۱) تسہیل المنطق نذیر:۵۵. (۲) ضوابط المعرفۃ:۳۴. (۳) ضوابط المعرفۃ:۳۵.

(۴) ملخص تحفہ شاجہانی:۱۰. (۵) شرح مطالع:۴۵، تحفۃ شاجہانی:۵۸.

(۶) شرح مطالع:۴۵، فن المنطق:۱۷، تحفۃ شاجہانی:۵۸، میزان المنطق:۶۴. (۷) شرح مطالع:۴۳، بدرالنجوم:۳۰۷.

(۸) تحفۃ شاجہانی:۵۸. (۹) کشف العلوم:۳۴۱، تحفۃ شاجہانی:۵۸.

(۱۰) شرح تہذیب:۵۸. (۱۱) معین المنطق:۶۷۔ (۱۲) تحفہ شاہ جہانی:۵۸.

قاعدہ نمبر۱۳: جزئی حقیقی کا حقیقی ہونا اپنی ذات کی وجہ سے ہوتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۱۴: جب تک کوئی شئی حاصل فی الذہن نہ ہوتو وہ کلیت اور جزئیت کیساتھ متصف نہیں ہوسکتا، کیونکہ کلیت اور جزئیت از قبیل معقولات ثانویہ ہیں(۲)۔

قاعدہ نمبر۱۶: کلی میں تکثر مفہوم افراد اور اشخاص کے اعتبار سے ہوتا ہے، اجزاء کے اعتبار سے نہیں ہوتا، کیونکہ اجزاء کی کثرت جزئی میں بھی متحقق ہوسکتی ہے، جس طرح ایک بکری کو ذبح کر کے متعدد ٹکڑے کی جائیں تو یہ جزئی ہے کلی نہیں، کیونکہ اس میں تکثر بحسب الاجزاء ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر۱۷: ہر جزئی ضرور کسی نہ کسی کلی کے تحت مندرج ہوتی ہے اگر کوئی دوسری شی نہ تو کم از کم مفہوم اور ممکن کے ماتحت ضرور ہوگی (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۸: جزئی کاسب (یعنی اس سے کسی شئی کو حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے) اور مکتسب (یعنی اس کو کسی شئی سے حاصل نہیں کیا جاسکتا) نہیں ہوسکتی ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر۱۹: جزئی میں اجزاء کے اعتبار سے کثرت متحقق ہوسکتی ہے(۶)۔

قاعدہ نمبر: کلی اور جزئی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہر کلی اپنے ماتحت جزئی کا جزء ہے اور جزئی اس کے لیے کل ہے، مثلاً حیوان کلی ہے اور انسان اس کی جزئی ہے اور حیوان انسان کے لیے جزء ہے۔ اسی طرح انسان کلی ہے اور زید، عمرو، بکر وغیرہ اس کی جزئی ہیں اور انسان ان کے لیے جزء ہے، پس جب کلی جزء ہے جزئی کا اور جزئی کل ہے کلی کے لیے، تو کلی میں نسبت الی الکل پائی جاتی گئی، اس لیے اس نام کیساتھ ان دونوں کو موسوم کیا گیا ہے۔☆

قاعدہ نمبر۲۰: متقدمین مناطقہ کے نزدیک مضمرات، موصولات اور اسمائے اشارات کلی ہیں، اور متاخرین کے نزدیک جزئی ہیں اور بعض حضرات کے یہاں وضعاً کلی اور استعمالاً جزئی ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر۲۱: کلی اور جزئی ہونا علم اور معلوم دونوں کی صفت ہیں، تاہم جمہور کے نزدیک اولاً بالذات معلوم کی صفت ہیں، اور ثانیاً بالعرض اور بالتبع علم کی صفت ہیں اور علامہ سید سندؒ کے نزدیک اولاً بالذات علم کی صفت ہیں اور ثانیاً بالعرض اور بالتبع معلوم کی صفت ہیں، اور بعض حضرات کے نزدیک اولاً بالذات ہر دونوں (علم، معلوم) کی صفت ہیں(۸)۔

قاعدہ نمبر: مفہوم کی تفسیر میں اختلاف ہے، بعض لوگوں نے اس کی تفسیر الصورۃ الحاصلۃ من الشئی فی العقل کی ہے، ان کے نزدیک کلی اور جزئی صرف علم حصولی کی قسمیں ہوں گی، کیونکہ یہ تفسیر علم حضوری کو شامل نہیں اور بعض حضرات نے مفہوم کی تفسیر ما حصل فی الذہن سے کی ہے

---

(۱) ضیاء النجوم:۵۴، بدر النجوم:۳۰۸. (۲) ضیاء النجوم:۴۸. (۳) ملاحسن:۹۶، بدر النجوم:۲۸۹. کشف العلوم:۳۱۷۔

(۴) شرح تہذیب:۵۸. (۵) سلم العلوم:۵۴. ☆ کل اور کلی، جزء اور جزئی میں فروق کے لیے خاتمہ ملاحظہ ہو۔

(۶) ضیاء النجوم:۴۸. (۷) فن المنطق:۱۶، ہامش مختصر التحریر شرح الکوکب المنیر :۱/۱۳۵، آداب البحث والمناظرہ:۲۹.

(۸) بدر النجوم:۳۰۳، ضیاء النجوم:۵۳.

اور حصول کو عام رکھا ہے، خواہ بالواسطہ ہو، جیسے علم حصولی میں ہوتا ہے یا بغیر واسطہ ہو، جیسے علم حضوری میں۔ اس صورت میں کلی اور جزئی علم حصولی اور حضوری دونوں کی قسمیں ہوں گی۔ (۱)

قاعدہ نمبر ۲۲: کلیت و جزئیت کا مناط تعیین ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۲۳: کلیت و جزئیت کسی شخص دون شخص کے اعتبار سے نہیں ہوتی (۳)۔

قاعدہ نمبر ۲۴: تکثر سے مراد علی سبیل الاجتماع ہے نہ کہ علی سبیل البدلیت (۴)۔

قاعدہ نمبر ۲۵: جمہور کے نزدیک جزئی حقیقی محمول واقع ہوسکتا ہے، البتہ علامہ سید سند کے نزدیک محمول واقع نہیں ہوسکتا (۵)۔

تمرین

امثلہ ذیل میں بتاؤ کون کلی اور کون جزئی ہے؟ نیز منطق تطبیق کریں۔

إبراهيم. رَسُولٌ. شهِيدٌ. مُوسٰى. أُمُّ الْمُؤْمِنِين. عُلومِ اليُونانِ. شَجَرَةٌ. نَجمٌ. اَلَّذِى. اَلَّذِينَ. أَنَا. نَحنُ. هَذا. ذٰلِک. جَنَّات. أَعنَابٍ. زَرعٌ. نَخِيلٌ. موجود. صِنوَانٌ. العَرش. الشَّمس. القَمَر. أنتَ كرِيمٌ. النُّور. أَودِيَة. قَارِعَة. خالدٌ شُجاعٌ. هذهِ وَرْدَةٌ. إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ المُتَوَكِّلِين. هُم دَرَجَاتٌ عِندَ اللّٰهِ. جَاءَ ت سَيَّارَةٌ. وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلَى أَمرِهِ. هَذَا غُلَام. وَمَا أَنتَ بِمُؤمِنٍ لَّنَا. قَالَ نِسوَةٌ فِي المَدِينَةِ. شجرة التّين. مَا هَذَا بَشَرًا. قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ. مُعَقِّبَات. الظُّلُمَات. بياض. إِنّي أَرَى سَبعَ بَقَرَاتٍ سِمَان. عَاقِبَةُ الصَّبرِ مَحمُودَةٌ. سَرقَ اللصوصُ أثاث بيتٍ. ذَبَحَ القصَّاب شاةً. سِيرَةُ مُعاوِيَةَ حَمِيدةٌ. سواد.

حل شدہ مثال

❁ .... رَسُولٌ.

موجود موجود ذہنی الخ۔۔۔ اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے۔۔ کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے...... مفہوم اس لیے کہ ما حصل فی الذہن ہے...... کلی اس لیے کہ نفس تصور شرکت علی کثیرین سے مانع نہیں ...... کلی اضافی اس لیے کہ اعم تحتہ الاخص ہے ...... جزئی اضافی اس لیے کہ اخص تحت الاعم ہے۔

---

(۱) قاضی مبارک: ۱۶۰۔ اسعاد الفہوم: ۱/ ۵۹۔ (۲) قاضی مبارک: ۱۵۹۔

(۳) قاضی مبارک: ۱۶۱۔ (۳) سلم العلوم: ۵۰۔ (۴) ضیاء النجوم: ۵۲۔

فصل دوم: خارج کے اعتبار سے کلی کی تقسیم

افراد خارجیہ کے اعتبار سے کلی کی چھ قسمیں ہیں:۔

۱۔ ممتنع الوجود جیسے شریک باری تعالی، لاشئی اور لاممکن وغیرہ۔ ۲۔ ممکن الوجود خارج میں غیر موجود، جیسے عنقاء، جبل یاقوت اور عادوثمود وغیرہ۔ ۳۔ ممکن الوجود خارج میں موجود فردِ واحد میں منحصر مع امتناعِ غیر، جیسے واجب الوجود، الہ، رب وغیرہ (عند المناطقہ) ۴۔ ممکن الوجود خارج میں موجود فردِ واحد میں منحصر مع امکانِ غیر، جیسے شمس، قمر وغیرہ۔ ۵۔ ممکن الوجود خارج میں موجود فردِ واحد میں غیر منحصر متناہیۃ الافراد، جیسے کواکب سبعہ سیارہ اور مخلوقات وغیرہ۔ ۶۔ ممکن الوجود خارج میں موجود فردِ واحد میں غیر منحصر غیر متناہیۃ الافراد، جیسے معلومات باری تعالی۔

وجہ حصر: کلی خارج میں ممتنع الوجود ہوگی یا ممکن الوجود ہوگی، اگر ممتنع الوجود ہو تو کلی کی پہلی قسم، اگر ممکن الوجود ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں خارج میں موجود ہوگی یا نہیں، اگر نہ ہو تو کلی کی دوسری قسم اگر موجود ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں فرد واحد میں منحصر ہوگی یا نہیں، اگر فرد واحد میں منحصر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں مع امتناع غیر کے ہوگی یا مع امکان غیر کے ہوگی، اگر مع امتناع غیر کے ہو تو کلی کی تیسری قسم، اور اگر مع امکان غیر کے ہو تو کلی کی چوتھی قسم اگر فرد واحد میں منحصر نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں متناہیۃ الافراد ہوگی یا غیر متناہیۃ الافراد ہوگی، اگر متناہیۃ الافراد ہو تو کلی کی پانچویں قسم، اور اگر غیر متناہیۃ الافراد ہو تو کلی کی چھٹی قسم۔

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: جس چیز کا وجود و عدم دونوں مساوی ہوں تو وہ ممکن کہلاتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: ممکن کو جائز بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا وجود و عدم نہ تو واجب ہوتا ہے اور نہ ہی محال کہلاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: جو چیز عقلاً معدوم ہو تو وہ ممتنع (مستحیل) الوجود کہلاتی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: اجتماع نقیضین اور ارتفاع نقیضین از قبیل ممتنع الوجود ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: کلیات فرضیہ (لاشئی، لاموجود، لاممکن) ممتنع الوجود کہلاتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: جن متساویین میں تساوی تام ہو اور کوئی مرجح بھی موجود نہ ہو تو یہ بھی من جملہ از قبیل مستحیل عقلی کہلاتا ہے (۶)۔

---

(۱) ضوابط المعرفۃ: ۳۱۷. (۲) ضوابط المعرفہ: ۳۱۷.

(۳) ضوابط المعرفہ: ۳۱۹. (۴) بدر النجوم: ۲۹۱، کشف النجوم: ۳۳۱.

(۵) قطبی: ۹۲. (۶) ضوابط المعرفہ: ۳۲۰.

قاعدہ نمبر۷: توقف وجود الشئ علی وجودہ اور توقف انعدام الشئ علی انعدامہ بھی از قبیل مستحیل عقلی کہلاتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۸: دور اور تسلسل بھی من جملہ مستحیلات عقلیہ کہلاتے ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۹: جس چیز کے وجود کو عقل واجب قرار دے تو وہ واجب الوجود کہلاتا ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر۱۰: نفوس ناطقہ بھی حکماء کے نزدیک غیر متناہیۃ الافراد ہیں، لیکن یہ بات صحیح نہیں(۴)۔

قاعدہ نمبر۱۱: کلیت اور جزئیت کا مناط (مدار) وجود عقلی پر ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر۱۲: کلی کا کثیرین پر صادق آنا عام ہے خواہ بالفعل ہو، جیسے انسان وغیرہ یا بالفعل نہ ہو، جیسے شمس وقمر وغیرہ(۶)☆۔

قاعدہ نمبر۱۳: جزئی کا صدق علی کثیرین فرض کرنا ممتنع کہلاتا ہے(۷)۔

قاعدہ نمبر۱۴: کلی (کلیات فرضیہ) کا صدق علی کثیرین فرض کرنا ممتنع نہیں بلکہ ممکن ہے(۸)۔☆☆

تمرین

درج ذیل امثلہ میں کلی کے اقسام کی نشاندہی کریں، نیز منطق تطبیق کریں۔

نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ. اللّٰهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرضِ. المِصبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ. رِجَالٌ لَا تُلهِيهِم تِجَارَةٌ.

---

(۱) ضوابط المعرفۃ:۳۲۰. (۲) ضوابط المعرفۃ:۳۲۵. (۳) ضوابط المعرفۃ:۳۲۰. (۴) قطبی:۲۰۱.

(۵) قطبی:۱۹۹ (۶) میر ایساغوجی:۱۹. (۷) میر ایساغوجی:۲۰. (۸) میر ایساغوجی:۲۰.

☆قال العلامة الشنقيطي رحمه الله: الثالث كلي وجد منه فرد واحد مع استحالة وجود غيره من الأفراد عقلاً كإله فإنه كلي ولذا لم يمنع العرب تعقل مدلوله من قول الشركة كما ذكر الله عنهم في قوله. ﴿أجعل الآلهة إلهاً واحداً إن هذا لشيء عجاب﴾. و من فوائد كون الإله كلياً بحسب الوضع أنه تدخل عليه لا النافية للجنس في كلمة: لا إله إلا الله وهي لا تدخل إلا على كلي من أسماء الأجناس إلا إن هذا الكلي الذي هو الإله دل العقل الصحيح والكتاب والسنة والإجماع على أنه لم يوجد منه إلا فرد واحد وهو خالق السموات والأرض جل وعلا إذ لا معبود بالحق موجوداً يستحق العبادة إلا هو وحده جل وعلا . فكل معبود سواه عبادته كفر ووبال على صاحبها يخلد بسببها في النار فهو ليس بمعبود بحق ولا بشريك حقاً ، كما قال تعالى. ﴿وما يتبع الذين يدعون من دون الله شركاء إن يتبعون إلا الظن وإن هم إلا يخرصون﴾. فإن قيل : المعبودات من دون الله من أنواع الطواغيت قد وجدت بكثرة؟ فالجواب: أن المعلوم شرعاً كالمعلوم حساً فهي ليست بمعبودات ولكن الكفار افتروا ذلك على الله واختلقوه كذباً من تلقاء أنفسهم بغير علم ولا هدى ولا كتاب منير أنهم شركاء له سبحانه وتعالى عن ذلك علواً كبيراً. (فن المنطق:۲۳۔۲۴)

☆ فإن الشمس التي هي الكوكب النهاري لا يمنع تعقل مدلولها من وقوع الشركة إلا أن هذا الكلي لم يوجد منه إلا فرد واحد وهو هذه الشمس المعروفة مع مكان أن يكثر الله من أفراد الشموس كما أكثر من أفراد النجوم حتى تتشعشع الدنيا نوراً ويحترق العالم من شدة حر تلك الشموس الكثيرة . (فن المنطق:۲۴)

☆☆ مُحال اور ممتنع میں فرق یہ ہے کہ مُحال وہ ہے جو نہ خارج میں پایا جائے اور نہ ہی اس کا تصور کیا جاسکتا ہے، جیسے ایک جسم کا ایک ہی وقت میں سیاہ و سفید ہونا محال ہے اور ممتنع وہ ہے جو خارج میں نہ پایا جائے، البتہ اس کا تصور کیا جاسکے، جیسے کسی دعا دیتے ہوئے کہنا: ''عش ابداً'' کسی کا ہمیشہ زندہ رہنا ممتنع ہے اگرچہ اس کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ (الفروق اللغویہ:۵۵، دستور الطلباء:۳۲۴)

وَتِلکَ عَادٌ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِم. هَذَا سِحرٌ مُبِينٌ. قَالَت نَملَةٌ. قَالَ عِفرِيتٌ مِنَ الجِنِّ. إِنَّهُ صَرحٌ مُمَرَّدٌ مِن قَوَارِيرَ. لَقَد أَرسَلنَا إِلَى ثَمُودَ. وَكَانَ فِي المَدِينَةِ تِسعَةُ رَهط. إِنَّ فِرعَونَ عَلَا فِي الأَرضِ. هَذَا مِن عَمَلِ الشَّيطَانِ. وَجَاءَ رَجُلٌ مِن أَقصَى المَدِينَةِ. النّجم. وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ. وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَينَ ذَلِکَ كَثِيرًا. كَذَّبَت قَبلَهُم قَومُ نُوحٍ وَأَصحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ وَعَادٌ وَفِرعَونُ وَإِخوَانُ لُوطٍ وَأَصحَابُ الأَيكَةِ وَقَومُ تُبَّعٍ. اذا الشّمس كوّرت. اذا السماء انفطرت. الكوكب.

ایک حل شدہ مثال:

❀ ..... إِنَّ المُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ.

موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے.... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے.... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصدیق اس لیے کہ علم مع الحکم ہے.... تصدیق کی پہلی قسم یقین اس لیے کہ موضع یقین میں ہے تصدیق نظری کسبی اس لیے کہ محتاج الی الدلیل ہے دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے.... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے.... مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے.... مرکب تام اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع ہے .... خبر قضیہ اس لیے کہ کلام متکلم محتمل صدق کذب ہے۔

"إِنّ" موجود موجود ذہنی الخ ـــــ مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاء لفظ معنی دار نہیں .. ادات ادات غیر زمانیہ اس لیے کہ غیر مقترن بالزمان ہے۔ "المُتَّقِينَ" موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے .. علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے .... علم حصولی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے .... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے.... تصور کی پہلی قسم.... تصور نظری کسبی اس لیے کہ محتاج الی التعریف ہے ..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے.... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے..... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے. مرکب اس لیے کہ جزء لفظ جزء معنی پر دال ہے . مرکب ناقص اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع نہیں . مرکب غیر تقییدی اس لیے کہ جزء ثانی جزء اول کے لیے قید نہیں... مرکب ناقص کی چھٹی قسم مرکب من اداۃ واسم۔

"اَل" موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے..... علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے..... علم حصولی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے..... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے..... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے.... تصور کی پہلی قسم ... تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے ..... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے... دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے .... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال

ہے...... مفرداس لیے کہ جزءلفظ جزءمعنی پر دال نہیں ...... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاءلفظ معنی دار نہیں ...... ادات ادات غیر زمانیہ اس لیے کہ غیر مقترن بالزمان ہے۔

"مُتَّقِينَ" موجود موجود ذہنی اس لیے کہ موجود فی الذہن ہے۔ علم اس لیے کہ حصول صورۃ الشئ فی العقل ہے۔ علم حصولی اس لیے کہ شئ معلوم کی صورت عند المدرک موجود ہے ...... علم حصولی حادث اس لیے کہ مسبوق بالعدم ہے...... تصور اس لیے کہ علم بدون الحکم ہے...... تصور کی پہلی قسم... تصور بدیہی ضروری اس لیے کہ محتاج الی التعریف نہیں ہے ...... دلالت لفظیہ اس لیے کہ دال لفظ ہے۔ دلالت لفظیہ وضعیہ اس لیے کہ دلالت باعتبار وضع واضع ہے...... دلالت مطابقیہ اس لیے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دال ہے۔ مفرد اس لیے کہ جزءلفظ جزءمعنی پر دال نہیں۔ مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاءلفظ معنی دار نہیں۔ اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے ...... کلی مشکک اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء نہیں...... مفہوم اس لیے کہ ما حصل فی الذہن ہے...... کلی حقیقی اس لیے کہ نفس شرکت علی کثیرین سے مانع نہیں۔ کلی اضافی اس لیے کہ اعم تحتہ الاخص ہے۔ جزئی اضافی اس لیے کہ اخص تحت الاعم ہے...... کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد۔

"فِـــــــیْ" موجود موجود ذہنی الخ۔۔۔ مفرد اس لیے کہ جزءلفظ جزءمعنی پر دال نہیں ...... مفرد کی دوسری قسم اس لیے کہ اجزاءلفظ معنی دار نہیں ...... ادات ادات غیر زمانیہ اس لیے کہ غیر مقترن بالزمان ہے۔

"جَنّـــاتٍ" موجود موجود ذہنی الخ۔۔۔ اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے۔ کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے ...... مفہوم اس لیے کہ ما حصل فی الذہن ہے۔ کلی حقیقی اس لیے کہ نفس شرکت علی کثیرین سے مانع نہیں ...... کلی اضافی اس لیے کہ اعم تحتہ الاخص ہے۔ جزئی اضافی اس لیے کہ اخص تحت الاعم ہے۔ کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد۔

"وَ" موجود موجود ذہنی الخ۔۔۔ مفرد اس لیے کہ جزءلفظ جزءمعنی پر دال نہیں ...... مفرد کی پہلی قسم اس لیے کہ لفظ ذو اجزاء نہیں ...... ادات ادات غیر زمانیہ اس لیے کہ غیر مقترن بالزمان ہے۔

"عُيُـــونٍ" موجود موجود ذہنی الخ۔۔۔ اسم اس لیے کہ مستقل بالمفہومیت غیر مقترن بالزمان ہے... کلی متواطی اس لیے کہ اس کا صدق اپنے افراد پر علی سبیل الاستواء ہے...... مفہوم اس لیے کہ ما حصل فی الذہن ہے... کلی حقیقی اس لیے کہ نفس شرکت علی کثیرین سے مانع نہیں ...... کلی اضافی اس لیے کہ اعم تحتہ الاخص ہے...... جزئی اضافی اس لیے کہ اخص تحت الاعم ہے ...... کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد۔

❁ .... **ادعُوا شُهَدَاءَ كُم.**

موجود موجود ذہنی الخ...... مرکب اس لیے کہ جزءلفظ جزءمعنی پر دال ہے۔ مرکب تام انشاء معلوم۔

فصل سوم

حقیقت اور ماہیت کا بیان

کسی شئی کے ایسے اجزاء جس سے وہ شئی مل کر بنے اگر ان میں سے کوئی ایک جزء نہ ہو تو وہ شی موجود نہ ہو جیسے روٹی کے ٹکڑے اور شوربے سے مل کر ثرید تیار ہوتا ہے اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک جزء بھی نہ ہو تو ثرید نہیں بن سکتا ہے، لہذا یہ ثرید کی حقیقت ہے۔ اسی طرح انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے، اگر ان میں کوئی ایک جزء نہ ہو تو انسان متصور نہیں ہو سکتا، بخلاف ضاحک اور کاتب کے کہ اس کے بغیر انسان کا تصور ممکن ہے، کیونکہ یہ عوارض ہیں۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: حقیقت کے علاوہ جو چیزیں افراد کو لاحق ہوتی ہیں وہ عوارض کہلاتی ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: تشخص ان عوارض کو کہتے ہیں جن کے ذریعے ایک حقیقت کے افراد ایک دوسرے سے ممتاز ہوں جیسے کالا، گورا، موٹا، پتلا وغیرہ کے ذریعے افراد انسان زید، عمرو، بکر وغیرہ میں امتیاز ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے ہمیں ایک دوسرے میں اشتباہ نہیں ہوتا (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: حقیقت اور تشخص کے مجموعہ کو شخص کہتے ہیں جیسے ذات زید (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: ماہیت ان ارکان اساسیہ کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے شئی کو وجود ملتا ہے (۴)۔ ☆

قاعدہ نمبر۵: ماہیت ان اوصاف کو کہتے ہیں جو تمام افراد میں مشترک ہو (۵)۔

قاعدہ نمبر۶: مطلقا ما بہ الشئی ہو ہو (ای ما کان بہ الشئی شیئاً) یعنی وہ عقلی مفہوم جس سے شئی کا قوام ہو کو ماہیت کہتے ہیں اور ما بہ الشئی موجود و محقق ہونے کے اعتبار سے حقیقت ہے، یعنی ماہیت کو خارج میں متحقق ہونے کے اعتبار حقیقت کہتے ہیں، جیسے حقیقتِ انسان حیوان ناطق جو خارج میں موجود ہے اور اسی ماہیت کو متعین و مشخص (ما بہ الامتیاز) ہونے کے اعتبار سے ہویت کہتے ہیں، جیسے زید، بکر، خالد وغیرہ میں حیوان ناطق ہے اور مخصوص تشخصات نے ان کو گھیر رکھا ہے (۶)۔

---

(۱) توضیح المنطق:۱۹۔ (۲) توضیح المنطق:۱۹۔ (۳) توضیح المنطق:۱۹۔ (۴) شرح عقائد:۸۔ (۵) توضیح المنطق:۱۹۔

(۶) شرح عقائد:۸۔ جواہر الفرائد:۶۲۔

☆ ماہیت اصل میں "ماھُوِیَۃ" تھا۔ یاء نسبتی اور تاء مصدریت کے لیے ہے، واو کو یاء سے بدلا گیا اور یاء کا یاء میں ادغام کیا اور یاء کی مناسبت سے ہاء کو کسرہ دیا گیا تو "ماھِیۃ" ہوگیا۔ ماہیت وہ حقیقتِ کلیہ ہے جو "ماھو" کے سوال کے جواب میں واقع ہو۔ بعض اوقات ماہیت کا اطلاق "ما بہ الشئی ھو ھو" (وہ عقلی مفہوم جس سے چیز کا قوام ہو) پر بھی ہوتا ہے، جیسے ڈسک کی ماہیت لکڑی اور کیل ہے۔ پہلی تعریف کے مطابق ماہیت کا اطلاق حقیقتِ کلیہ پر ہوگا اور دوسری تعریف کے مطابق ماہیت کا اطلاق حقیقتِ کلیہ و جزئیہ دونوں پر ہوگا۔ (دستور العلماء:۳/۲۲۰)

قاعدہ نمبر ۷: گاہ بگاہ حقیقت اور ماہیت ایک معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ ☆

قاعدہ نمبر ۸: بسا اوقات ہویت کو وجود خارجی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۹: ہر وہ شئی جو "ماھو" کے جواب میں آئے تو وہ ماہیت کہلاتی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: ہر ماہیت کے لئے ذوالماہیۃ ضروری ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: ھُویت حقیقتِ جزئیہ (غیر سے ممتاز کرنے والے تشخص) کو کہتے ہیں، یعنی جب ماہیت کا لحاظ تشخص (مابہ الامتیاز) کیساتھ کیا جائے تو اسے ہویت کہتے ہیں، جیسے ماہیت انسانیہ کیساتھ زید کے رنگ روپ اس کی پیشانی کا چوڑا ہونا وغیرہ کا لحاظ کیا جائے گا تو حقیقت جزئیہ (یعنی ذاتِ زید) ہی متصور ہوگی۔ بعض کہتے ہیں کہ ھویت "ھوھو" سے ماخوذ ہے اور غیریت کا مقابل ہے۔ (ھوھو: دو چیزوں میں اتحاد بتانے کا محاورہ ہے)۔ (۳)

تمرین

مندرجہ ذیل اشیاء کی حقائق بتاؤ۔

جوہر، کلمہ، جسم، جسم نامی، اسم، جسم مطلق، فعل، حیوان، لفظ، فرس، غنم، حمار، معرفہ، بقر، حرف، معرب، مبنی، نکرہ، اجوف، مثال، صحیح، ناقص، لفیف، معتل، جنس، فصل، علم، قدیم، حادث، تصور، تصدیق، حضوری، حصولی، دلالت، وضع، کلی، جزئی، مفرد، مرکب، انسان.

---

(۱) متن تہذیب المنطق والکلام: ۲۰. (۲) تحسین الفرآئد: ۸۴. (۳) دستور العلماء: ۳/۵۵۶.

☆ الحَقِيقَة: لَهَا معَان بِحَسب الاستعمالات فَإِنَّهَا قد تستَعمل فِي مُقَابلَة الِاعتِبَار فيراد بهَا الذَّات وَالمرَاد بالاعتبارات الحيثيات اللاحقة للذات . وَقد تطلق فِي مُقَابلَة الفَرض وَالوهم وَيُرَاد بهَا حِينَئِذٍ نفس الأَمر. وَقد تستَعمل فِي مُقَابلَة المَفهُوم كَمَا يُقَال إِن البَصَر دَاخل فِي مَفهُوم العَمى لَا فِي حَقِيقَته وَنسبَة تَدبِير البدن دَاخِلَة فِي مَفهُوم النَّفس لَا فِي حَقِيقَتهَا. وَقد تستَعمل فِي مُقَابلَة الحكم أما سَمِعت أَن النَّفظ مَا يتَلَفَّظ بِهِ الإِنسَان حَقِيقَة أَو حكما. وَقد تطلق فِي مُقَابلَة المجاز كَما يُقَال إِن كلمة الأسد حَقِيقَة فِي الحيَوَان المفترس مجَاز فِي الرجل الشجاع. (دستور العلماء: ۲/۸۲)

فصل چہارم: کلی کی تقسیم

کلی کی دو قسمیں ہیں: ۔

۱۔ ذاتی ۲۔ عرضی

۱۔ **کلی ذاتی کی تعریف:** وہ کلی ہے، جو اپنے افراد کی پوری حقیقت ہو، یا حقیقت کا جزء ہو، جیسے انسان اپنے افراد زید، عمرو، بکر وغیرہ کی پوری حقیقت ہے اور حیوان اپنے افراد انسان، فرس اور غنم وغیرہ کی حقیقت کا جزء ہے۔ بالفاظ دیگر کلی ذاتی وہ ہے جس کے وجود و عدم پر ماہیت کے وجود و عدم کا دار و مدار ہو۔

۲۔ **کلی عرضی کی تعریف:** وہ کلی ہے، جو اپنے افراد کی نہ پوری حقیقت ہو، اور نہ حقیقت کا جزء ہو، بلکہ خارج ہو جیسے ضاحک انسان کے لیے، یا مرفوع، منصوب اور مجرور ہونا کلمہ کے لیے۔ بالفاظِ دیگر کلی عرضی وہ ہے جس کے وجود و عدم سے ماہیت کے وجود یا عدم پر کچھ اثر نہ پڑتا ہو۔

وجہ حصر: کلی اپنے افراد کی عین حقیقت یا جزء حقیقت ہوگی یا خارج ہوگی، اگر عین حقیقت یا جزء حقیقت ہو تو کلی ذاتی اور اگر خارج ہو تو کلی عرضی۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: ہر وہ کلی جو اپنے افراد کی تمام حقیقت ہو یا جزء حقیقت ہو تو وہ کلی ذاتی کہلائے گی (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: ہر خارج لاحق کو عرضی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: اسم اور فعل وغیرہ کے علامات (الف لام، دخول جر، سین، سوف وغیرہ) ان کے حقیقت سے خارج ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر: کلی ذاتی وہ ہے جس کے وجود و عدم پر ماہیت کے وجود و عدم کا دار و مدار ہوتا ہے اور کلی عرضی وہ ہے جس کے وجود یا عدم سے ماہیت کے وجود یا عدم پر کچھ اثر نہیں پڑتا ہے۔ (۴)

قاعدہ نمبر۴: کلی ذاتی کو اپنے موضوع کے لیے ثابت کرتے وقت دلیل اور برہان کی ضرورت نہیں پڑتی، یہ کہنا درست نہیں کہ "لِمَ صار زیدٌ إنساناً؟ ولِمَ صار الإنسان حیواناً أو ناطقاً؟" البتہ کلی عرضی میں دلیل و برہان پیش کی جاتی ہے، یہ کہنا درست ہے۔ "لِمَ صار الإنسان ضاحکاً أو متعجّباً؟" (۵).

---

(۱) سلم العلوم:۶۱۔ (۲) توضیح المنطق:۲۲۔ (۳) اساس المنطق:۱/۷۰۔ (۴) معین المنطق:۲۷۔

(۵) دورس المنطق للأنصاری:۴۰، دورس فی المنطق:۹۱۔

قاعدہ نمبر۵: کلی ذاتی سبب سے مستغنی ہوتی ہے، لیکن عرضی میں سبب کے متعلق استفسار کیا جاتا ہے جیسے "ماهو السبب الموجود للضحك فی الإنسان؟"(۱)

قاعدہ نمبر۶: کلی ذاتی نوع (نفس الماہیۃ)، جنس (جزء اعم للماہیۃ) اور فصل (جزء مساوی للماہیۃ) پر مشتمل ہوتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر: جنس اور فصل بالاتفاق کلی ذاتی ہیں اور نوع میں اختلاف ہے کہ اس لیے منسوب اور منسوب الیہ میں تغائر ضروری ہوتا ہے اور یہ تغائر جنس اور فصل میں تو ہے، لیکن نوع میں نہیں، اس لیے کہ نوع عین ذات ہے نہ کہ منسوب الی الذات ہے۔ بعض مناطقہ کہتے ہیں کہ یہ بھی ذاتی ہے اس لیے کہ جو چیز خارج عن الذات نہ ہو تو وہ ذاتی کہلاتی ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ نوع کلی عرضی ہے اس لیے کہ جو چیز داخل فی الذات نہ ہو تو وہ عرضی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نوع نہ کلی ذاتی ہے اور نہ عرضی ہے، کیونکہ یہ تمام ماہیت ہوتی ہے نہ جزء ہوتی ہے کہ ماہیت میں داخل ہو۔ (۳)

قاعدہ نمبر۷: اگر کلی عرضی کا حمل اپنی ذات پر بالواسطہ ہو تو اسے محمول بالضمیمہ کہتے ہیں، جیسے ''الانسان ضاحک'' ضحک انسان کو تعجب کے واسطہ سے لاحق ہوتی ہے اور اگر بلاواسطہ ہو تو اسے محمول بالصمیمہ کہتے ہیں، جیسے ''الانسان کاتب'' (۴)۔

تمرین

امثلہ ذیل میں بتاؤ کون کس کے لیے کلی ذاتی اور کلی عرضی ہے؟

انسان/حامد. محمود. حیوان/فرس، حمار. ضاحک/انسان. کلمه/اسم، فعل. ناطق/انسان. أکل/خالد. اسم/معرب، مبنی. ماشی/غنم. مرفوع/اسم. فعل/منصوب. مجتهد/طالب علم. تقوی/عالم. الکامیرا/الحاسوب. مضاف/اسم. مسندالیه/اسم. مسند/فعل. البطاقة/الجوال. نصب/مفعول مطلق. جزم/مضارع. خارج/کلی عرضی. الشاحن/الجوال. حماقت/حمار. عدالت/عمربن عبدالعزیز. جود/حاتم طائی. وضع/ کلمة. لفظ/کلمه. شجاعت/أسد.

چند حل شدہ مثالیں:

- ... . ''انسان'' حامد اور خالد کے لیے کلی ذاتی ہے، اس یے کہ ان کی ماہیت میں داخل ہے۔
- .... ''اکل'' خالد کے لیے کلی عرضی ہے اس لیے کہ اس کی ماہیت سے خارج ہے۔
- ... . ''تقوی'' عالم کے لیے کلی عرضی ہے اس لیے کہ اس کے ماہیت سے خارج ہے۔

---

(۱) دورس المنطق للأنصاری:۴۰، دورس فی المنطق:۹۱. آداب البحث والمناظرة:۵۱.

(۲) دورس المنطق للأنصاری:۴۰. (۳) آداب البحث والمناظرہ:۵۰. (۴) دورس المنطق للأنصاری:۴۱.

فصل پنجم: کلی ذاتی کا بیان

کلی ذاتی کی قسمیں تین ہیں:۔

۱۔ جنس ۲۔ نوع ۳۔ فصل

۱۔ **جنس کی تعریف:** وہ کلی ذاتی ہے، جس کے افراد کی حقیقت الگ الگ ہوں، جیسے حیوان انسان، فرس اور غنم کے لیے یا کلمہ اسم، فعل وغیرہ کے لیے۔ بالفاظِ دیگر جنس وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیت کا جزء عام ہو۔ یا وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا تمام جزء مشترک ہو۔ یا وہ کلی ذاتی ہے جو مختلف الحقائق افراد پر ماھو کے جواب میں بولی جائے، جیسے ''حیوان'' کہ ''**الانسان والفرس والبقر ما هم؟**'' سے سوال کیا جائے تو جواب میں یہی حیوان آئے گا اور یہی ''حیوان'' انسان، فرس، بقر کی ماہیات کا جزء عام اور تمام جزء مشترک ہے۔

۲۔ **نوع کی تعریف:** وہ کلی ذاتی ہے، جس کے افراد کی حقیقت ایک ہوں، جیسے انسان اس کے افراد مثلاً زید، عمرو، بکر کی حقیقت ایک ہے، یا جیسے اسم، اس کے افراد زید، عمرو، بکر وغیرہ کی حقیقت ایک ہے۔ بالفاظِ دیگر نوع وہ کلی ذاتی ہے جس کی ماہیت اپنے افراد کی ماہیت سے متحد ہو۔ یا وہ کلی ہے جو ایک یا کئی متفق الحقائق جزئیات پر ''**ماھو**'' کے جواب میں بولی جائے، جیسے ''**زید، عمرو بکر ما هم؟**'' سے سوال کیا جائے تو یہی ''انسان'' جواب میں واقع ہوتا ہے۔

۳۔ **فصل کی تعریف:** وہ کلی ذاتی ہے، جو کسی حقیقت کا جزء ہو، اور اس کو دیگر افرادِ جنس سے جدا بھی کر رہی ہو، جیسے ناطق انسان کی حقیقت (حیوان ناطق) کا ایک جزء ہے اور انسان کو دیگر افرادِ حیوان (فرس، غنم، حمار وغیرہ) سے جدا بھی کر رہا ہے۔ بالفاظِ دیگر وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا جزء ہو۔ یا وہ کلی ہے جو کسی ماہیت کا اس غرض کے لیے جزء بن گئی ہو کہ اس کو مشارکات جنس سے ممتاز کر دے۔ یا وہ کلی ہے جو ''**ای شئی هو فی ذاته؟**'' کے جواب میں واقع ہو، جیسے ناطق کہ انسان کی ماہیت کا جزء خاص ہے اور انسان کو مشارکاتِ حیوانی سے ممتاز کر دیتا ہے اور اگر ''**ای شئی هو فی ذاته؟**'' سے سوال کیا جائے تو جواب میں یہی ناطق واقع ہوگا۔

وجہ حصر: کلی اپنے جزئیات کی عین حقیقت ہوگی یا داخل ہوگی، اگر عین حقیقت ہو تو نوع، اگر داخل ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں تمام مشترک ہوگی یا نہیں، اگر تمام مشترک ہو تو جنس اور اگر نہ ہو تو فصل۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: تمام مشترک سے مراد وہ شئی ہے جو چند حقائق کے تمام مشترکہ اجزاء کا احاطہ کرے، جیسے حیوان انسان، فرس اور غنم وغیرہ کے تمام مشترکہ اجزاء (جسم نامی، جسم حساس، متحرک بارادہ) کو گھیرے ہوئے ہے، اسی طرح کلمہ اسم، فعل، حرف کے لیے تمام مشترکہ ہے، کیونکہ کلمہ اسم، فعل اور حرف کے تمام مشترکہ اجزاء (لفظ، معنی دار) کو گھیرے ہوئے ہے(۱)۔

---

(۱) توضیح المنطق:۳۳۔ معین المنطق:۱۷۔

قاعدہ نمبر۲: ہر جنس اپنے افراد کے درمیان تمام جزء مشترک ہوتی ہے(۱)۔☆

قاعدہ نمبر۳: فصل کو ممیز ذاتی اور خاصہ کو ممیز عرضی اور عرض خاص بھی کہتے ہیں(۲)۔

قاعدہ نمبر۴: ہر وہ مفہوم کلی جس کے افراد ماہیت میں مشترک اور ذاتی حقیقت کے اعتبار سے مختلف ہوں جنس کہلاتا ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر۵: تمام مشترک کا مطلب یہ ہے کہ اس کے علاوہ دیگر جزء مشترک نہ ہو، اگر ہو تو وہ اس میں داخل ہو(۴)۔

قاعدہ نمبر۶: انواع کا امتیاز بالفصول ہوتا ہے جبکہ اشخاص اور افراد کا امتیاز بالتشخصات ہوتا ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر۷: بعض حضرات کے نزدیک تشخص شخص کا جزء ہوتا ہے، البتہ عندالجمہور تشخص شخص کو عارض ہوتا ہے(۶)۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں جنس، نوع اور فصل متعین کیجئے، نیز یہ بھی بتائیے کہ کون کس کے لیے جنس و فصل ہے؟

كلمة/للإسم. حيوان/للإنسان. ناطق/للإنسان. الكلي/للفصل. مستقل بالمفهومة/للإسم. غيرمقترن بالزمان/للإسم. كتاب/للقرآن. الخاصة/للكلي. جسم نامي/للإنسان. وضع لمعنى مفرد/للكلمة. الكلي/للجنس. غير مستقل/للحرف. لفظ/للإسم. انسان/رسول. مفيدللسامع/مركب مفيد. جسم نوراني/للملائكة. مفهوم/كلي. قائم بنفسه/جوهر. مفترس/للأسد.

حل شدہ مثالیں:

- ❀ …… ''کلمہ'' اسم کے لیے جنس ہے، اس لیے کہ اپنے افراد کی ماہیات کا تمام جزء مشترک ہو۔
- ❀ ………… ''انسان'' خالد، عمرو اور بکر کے لیے نوع ہے اس لیے کہ اس کی ماہیت اپنے افراد کی ماہیت سے متحد ہو۔

---

(۱) توضیح المنطق:۲۳۔ (۲) توضیح المنطق:۲۶۔ (۳) تفہیم المنطق:۵۹۔ (۴) قطبی:۸۳۔ (۵) صیانۃ النجوم غیر مطبوع۔ (۶) سلم العلوم:۷۳۔

☆ ذاتی کے اقسام میں جنس کو اس لیے پہلے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جزء عام اور اجلی واشہر ہے اس کے بعد نوع کو بیان کریں گے، کیونکہ وہ ماھو کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے جنس کے مشابہ ہے۔ فصل کو اخیر میں بیان کیا جاتا ہے اس لیے کہ اس میں خاصہ کیساتھ مشابہت ہے، اس لیے کہ دونوں ''ای شئی ؟'' کے جواب میں واقع ہوتے ہیں۔ عرضی کے اقسام میں خاصہ کو پہلے اور عرض عام کو اخیر میں اس لیے بیان کیا جاتا ہے کہ خاصہ میں اختصاص ہے اور عرض عام میں نہیں۔ نیز یہ بات بھی ذہن نشیں رکھیں کہ ایک شئی کے لیے ایک ہی مرتبہ میں دو جنسیں نہیں ہوسکتیں خواہ دونوں جنس قریب ہوں یا بعید۔ اس لیے کہ ماھو طالب ہوتا ہے تمام حقیقتِ مشترکہ کا۔ پس اگر اسی کے جواب میں دو جنسوں میں سے ایک واقع ہوئی تو وہی حقیقت تمام مشترکہ ہوئی اور در حقیقت وہی جنس ہے دوسری کو جنس کہنا صحیح نہیں اور اگر دونوں جواب میں واقع ہوئیں تو دونوں مل کر جنس واحد ہوں گی، ان کو دو کہنا صحیح نہیں۔ نیز اگر شئی واحد کے لیے مرتبہ واحدہ کی دو جنس مانی جائے تو اس صورت میں استغناء ذات کا ذاتیات سے لازم آتا ہے، اس لیے کہ ایک جنس جب اپنی فصل قریب کیساتھ مل کر ماہیت نوعیہ کے لیے محصل بن گئی تو دوسری کی ضرورت نہ رہی۔ اب اس کا لانا بے کار ہوگا، حالانکہ جنس شئی اس شئی کے لیے ذاتی ہوتی ہے، اس لانا لغو نہ ہونا چاہیے، کیونکہ اس میں اپنی ذاتی سے استغناء لازم آتا ہے وہو باطل۔ معلوم ہوا کہ دوسری جنس کا ماننا ہی غلط ہے۔ اور اگر شئی کے لیے دو جنس دو مرتبہ کی ہوں تو اس میں کچھ حرج نہیں، جیسے انسان کے لیے جسم نامی اور جسم مطلق کہ یہ دونوں اس کے لیے جنس بعید ہیں، لیکن اول کو بعید بیک مرتبہ اور ثانی بعید بہ دو مرتبہ ہے۔ اور اگر دو ماہیت ہوں اور ایک ہی مرتبہ کی دو جنسیں ان دونوں کے لیے ثابت ہوں تو کوئی خرابی نہیں، جیسے حیوان انسان کے لیے اور جسم نامی حیوان کے لیے۔ پس حیوان اور جسم نامی یہ دونوں جنس قریب ہیں، لیکن ایک ماہیت کے لیے دونوں ثابت نہیں ہیں، اس لیے کوئی مفسدہ لازم نہیں آتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ماہیت واحدہ کے لیے دو جنس دو مرتبہ کی ہوں یا دو جنس مرتبہ واحدہ کی دو ماہیتوں کے لیے ہوں۔ ان دونوں صورتوں میں کوئی خرابی نہیں، البتہ ماہیت واحدہ کے لیے مرتبہ واحدہ کی دو جنس نہیں ہوسکتیں۔ (اسعاد الفہوم: ۷۹)

فصل ششم: جنس، فصل اور نوع کی تقسیم

جنس کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ جنس قریب ۲۔ جنس بعید

۱۔ **جنس قریب کی تعریف:** وہ جنس ہے، جو بلا واسطہ ہو، یعنی اس کے اور ماہیت کے درمیان کوئی اور جنس نہ ہو، جیسے حیوان انسان کے لئے، یا کلمہ اسم کے لئے۔ بالفاظِ دیگر وہ جنس ہے جو ماہیت کیساتھ اس کی جنس میں شریک ہونے والی تمام چیزوں کے جواب میں واقع ہو، ایسا نہ ہو کہ بعض کے جواب میں آئے اور بعض کے جواب میں نہ آئے، جیسے حیوان کہ انسان کے جواب میں واقع ہے اور انسانوں کیساتھ حیوانیت میں جتنی چیزیں شریک ہیں، مثلاً غنم، حمار، فرس وغیرہ، ان میں سے ایک ایک کو انسان کیساتھ جمع کر کے سوال کریں یا سب کو ملا کر سوال کریں ان دونوں صورتوں میں جواب میں حیوان واقع ہوگا۔

۲۔ **جنس بعید کی تعریف:** وہ جنس ہے، جو بالواسطہ ہو، یعنی اس کے اور ماہیت کے درمیان کوئی واسطہ ہو، جیسے جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے، کیونکہ درمیان میں حیوان کا واسطہ ہے، یا لفظ اسم کے لیے جنس بعید ہے۔ کیونکہ درمیان میں کلمہ کا واسطہ ہے۔ بالفاظِ دیگر وہ جنس ہے جو ماہیت کیساتھ اس کی جنس میں شریک ہونے والی تمام چیزوں کے جواب میں واقع نہ ہو، بلکہ بعض کے جواب میں آئے اور بعض کے جواب میں نہ آئے، جیسے نامی کہ انسان کیساتھ نامی ہونے میں جتنی چیزیں شریک ہیں ان میں سے بعض کا جواب نامی کیساتھ صحیح ہے اور بعض کا نہیں، مثلاً انسان کیساتھ نامی ہونے میں تمام حیوان اور نباتات شریک ہیں، اگر انسان کیساتھ حیوان اور بناتات میں کسی کو لے کر سوال کریں گے تب تو جواب میں نامی آئے گا اور اگر صرف حیوان کے کسی فرد کو شریک کر کے سوال کریں تو نامی نہ آئے گا۔

وجہ حصر: واسطہ بین الماہیۃ والجنس ہوگا یا نہیں، اگر نہ ہو تو جنس قریب اور اگر ہو تو جنس بعید۔

جنس قریب اور بعید کی معرفت کا قاعدہ

جنس قریب اور بعید کی معرفت کا قاعدہ یہ ہے کہ جس ماہیت کی نسبت کسی جنس کا قرب یا بعد معلوم کرنا ہو تو یہ پہلے یہ غور کرو کہ اس ماہیت کیساتھ اس جنس میں کون کونسی ماہیات شریک ہیں اب ان مشارکات جنسی میں سے ایک ایک ماہیت اس مطلوب ماہیت کیساتھ ملا کر ”ما ھو“ سوال کرتے جاؤ اور دیکھو کہ اگر ہر ایک سوال میں وہی جنس جواب میں واقع ہوتی ہے تو سمجھ لیں کہ وہ جنس اس ماہیت کی جنس قریب ہے اور اگر اس ماہیت کیساتھ بعض مشارکات کے ملانے سے تو وہ جنس جواب میں آتی ہو مگر بعض ایسے مشارکات ہوں جن کے ملانے سے یہ جنس جواب میں نہ آتی ہو، بلکہ دوسری جنس آتی ہو تو سمجھ لیں کہ وہ جنس بعید ہے، مثلاً انسان کی نسبت حیوان کی قرب و بعد معلوم کرنا ہو تو پہلے انسان کیساتھ حیوانی مشارکات کا تصور کیا کہ فرس، بقر، غنم وغیرہ انسان کیساتھ حیوانیت میں شریک ہیں۔ اب ہر ایک کے متعلق جدا جدا اس طرح سوال کرنے لگے کہ ”**الانسان و الفرس ماھما؟ الانسان و الغنم ماھما؟**“ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک کے جواب میں حیوان ہی

آئے گا، کیونکہ ان میں حیوان ہی تمام جزء مشترک ہے، لہذا حیوان انسان کے لیے جنس قریب ہوا۔ اسی انسان کی نسبت اگر جسم مطلق یا جوہر کا قرب یا بعد معلوم کرنا ہو تو پہلے انسان کیساتھ جسم مطلق کے مشارکات پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ انسان کیساتھ مطلق جسم میں جس طرح فرس، بقر شریک ہیں ویسے ہی شجر و حجر بھی شریک ہیں۔ اب ان میں سے ایک ایک کو انسان کیساتھ ملا کر اس طرح سوال شروع کیا کہ "**الانسان والفرس ماھما؟ الانسان والشجر ماھما؟ الانسان والحجر ماھما**"۔ تو ظاہر ہے کہ پہلے سوال کی ماہیت میں تمام جزء مشترکہ حیوان ہے، لہذا اس کے جواب میں حیوان ہی آئے گا اور دوسرے میں جسم نامی ہے، لہذا اس کے جواب میں جسم نامی آئے گا اور تیسرے میں جسم مطلق ہے لہذا اس کے جواب میں جسم مطلق آئے اور اگر انسان کیساتھ عقول یا فرشتے ملا کر یوں سوال کیا جائے کہ "**الانسان العقول والملائکة ماھم؟** تو جواب میں "جوہر" آئے گا، کیونکہ ان ماہیات میں جوہر ہی تمام جزء مشترک ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے لیے حیوان جنس قریب ہے اور جسم مطلق بیک مرتبہ، جسم مطلق بدو مرتبہ اور جوہر بسہ مرتبہ جنس بعید ہے۔

فصل کی بھی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ فصل قریب ۲۔ فصل بعید

۱۔ **فصل قریب کی تعریف:** وہ فصل ہے، جو کسی حقیقت کو جنس قریب کے افراد سے جدا کرے، جیسے "معناھا ناقص" حرف کو اسم اور فعل سے جدا کر رہا ہے۔ بالفاظِ دیگر جنس قریب میں جو چیزیں شریک ہیں ان سے تمیز دینے والی فصل کو فصل قریب کہتے ہیں، جیسے ناطق انسان کے لیے کہ انسان کیساتھ حیوانیت میں جو چیزیں شریک ہیں ناطق نے ان سب سے انسان کو جدا کر دیا۔

۲۔ **فصل بعید کی تعریف:** وہ فصل ہے، جو کسی حقیقت کو جنس بعید کے افراد سے جدا کرے، لیکن جنس قریب کے افراد سے جدا نہ کرے، جیسے متحرک بالارادہ انسان کو جسم نامی کے ایک فرد مثلاً شجر سے جدا کر رہا ہے، حیوان کے افراد سے جدا نہیں کر رہا۔ اسی طرح معنی دار ہونا اسم کو لفظ کے ایک فرد مثلاً مہمل سے جدا کر رہا ہے، لیکن کلمہ کے افراد سے جدا نہیں کر رہا ہے۔ بالفاظِ دیگر جنس بعید میں شریک ہونے والی چیزوں سے تمیز دینے والی فصل کو فصل بعید کہتے ہیں، جیسے حساس انسان کے لیے کہ جسم نامی میں جو چیزیں انسان کیساتھ شریک ہیں حساس نے انسان کو ان سب سے ممتاز کر دیا۔

وجہ حصر: فصل جنس قریب کے مشارکات سے جدا کرے یا جنس بعید کے مشارکات سے جدا کرے گا، اگر جنس قریب کے مشارکات سے جدا کرے تو فصل قریب اور اگر جنس بعید کے مشارکات سے جدا کرے تو فصل بعید۔

نوع کی بھی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ نوع حقیقی ۲۔ نوع اضافی

۱۔ **نوع حقیقی کی تعریف:** وہ کلی ذاتی ہے، جس کے افراد کی حقیقت ایک ہو جیسے انسان اس کے افراد مثلاً زید، عمرو، بکر کی حقیقت ایک ہے۔ بالفاظِ دیگر نوع وہ کلی ذاتی ہے جس کی ماہیت اپنے افراد کی ماہیت سے متحد ہو۔ یا وہ کلی ہے جو ایک یا کئی متفق الحقائق جزئیات پر

ماھو کے جواب میں بولی جائے، جیسے "زید، عمرو بکر ما ھم؟" سے سوال کیا جائے تو یہی "انسان" جواب میں واقع ہوتا ہے۔

۲۔ **نوع اضافی کی تعریف:** وہ کلی ہے، جو بلا واسطہ کسی جنس کے ماتحت ہو، جیسے اسم نوع اضافی ہے، کیونکہ یہ بلا واسطہ کلمہ کے ماتحت ہے، اسی طرح کلمہ بھی نوع اضافی ہے، کیونکہ یہ لفظ کے ماتحت ہے، لفظ بھی نوع اضافی ہے کیونکہ یہ صوت کے ماتحت ہے۔ بالفاظِ دیگر وہ کلی ہے کہ اگر اس کیساتھ دوسری ماہیت ملا کر "مـــــاھـــو" کے ذریعہ سوال کیا جائے تو جواب میں جنس واقع ہو۔ جیسے انسان نوع اضافی ہے کہ جب "الانسان و الفرس ماھما" سوال کیا جائے تو جواب میں جنس "حیوان" واقع ہوتا ہے۔☆

قواعد

قاعدہ نمبر۱: جنس اور نوع امور اضافیہ میں سے ہیں، ایک چیز ایک اعتبار سے نوع اور دوسرے اعتبار سے جنس ہوتی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: جنس کا قریب یا بعید ہونا ایک امر اضافی ہے کیونکہ ایک ہی جنس ایک ماہیت کے لیے قریب اور دوسرے کے لیے بعید ہو سکتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: ہر فصل اپنے اوپر والی نوع کے اعتبار سے فصل قریب ہے اور ایک سے زائد درجہ کے اعتبار سے فصل بعید ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: فصل کا قریب یا بعید ہونا امر اضافی کہلاتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: فصول کے لیے اجناس بمنزلہ عرض عام کہلاتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر۶: اجناس ماتحت حقائق مرکبہ کے لیے اجناس کہلاتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر۷: ہر وہ ماہیت جس کیساتھ دوسری ماہیت ملا کر "ماھما" کے ذریعے سوال کیا جائے اور جواب میں جنس واقع ہو تو اسے نوع اضافی کہتے ہیں جیسے انسان اور فرس کو لے کر "ماھما" کے ذریعے سوال کیا جائے تو جواب میں حیوان آئے گا۔ تو انسان نوع اضافی ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر۸: جنس الاجناس کے علاوہ تمام اجناس نوع اضافی ہیں (۸)۔

---

(۱) تفہیم المنطق:۶۶۔ (۲) توضیح المنطق:۴۳، شرح کتاب المنطق:۱/۳۴۳۔ (۳) شرح کتاب المنطق:۱/۳۴۸۔

(۴) شرح کتاب المنطق:۱/۳۴۳۔ (۵) قاضی مبارک:۴۵۔ (۶) قاضی مبارک:۴۵۔ (۷) شرح تہذیب:۶۰، میزان العلوم:۶۴۔ (۸) ضوابط المعرفہ:۱۳۷۔

☆ نوع حقیقی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ اپنے افراد کو پوری حقیقت ہوتی ہے اس لیے درحقیقت نوع کہلانے کی وہی مستحق ہوئی۔ یا اس وجہ سے کہ مناطقہ اپنے عرف میں جب نوع کا اطلاق کرتے ہیں تو معنی اول متبادر ہوتے ہیں اور تبادر حقیقت کی علامت ہے۔ اور نوع اضافی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اضافت کے معنی ہیں دوسرے کی طرف نسبت کرنا اور اس کا نوع ہونا بھی اپنے اوپر والی جنس کی نسبت سے ہے، مثلاً حیوان پر نوع کا اطلاق اس وجہ سے کیا جائے گا کہ اس کے اوپر جسم نامی جنس ہے۔ (اسعاد الفہوم:۱/۸۷)

نوع حقیقی اور نوع اضافی کے درمیان کونسی نسبت ہے اس میں متقدمین اور متاخرین مناطقہ کا اختلاف ہے۔ متقدمین مناطقہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ان میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، نوع اضافی عام مطلق ہے اور نوع حقیقی خاص مطلق ہے اس لیے کہ ایسی کوئی صورت نہیں کہ نوع اضافی نہ ہو، کیونکہ ایسی کوئی بھی شئی نہیں کہ موجود ہو اور پھر مقولات عشرہ میں سے کسی مقولہ کے تحت نہ ہو۔ لہذا نوع اضافی بھی کسی نہ کسی مقولہ کے ماتحت ہوگی اور وہی مقولہ اس کے لیے جنس ہوگا، پس ایسا مادہ کہ نوع حقیقی ہو اور نوع اضافی نہ ہو نہیں پایا جاتا ہے اس لیے ان میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت نہیں پائی جاتی ہے۔ اور متاخرین کہتے ہیں کہ نوع حقیقی اور نوع اضافی میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، مادہ اجتماعی انسان ہے کہ نوع حقیقی اور نوع اضافی دونوں اس پر صادق ہیں اور حیوان نوع اضافی ہے کیونکہ اس پر جنس محمول ہے نوع حقیقی نہیں اس لیے کہ امور متفقۃ الحقیقۃ کے جواب میں واقع نہیں اور صورتِ جسمیہ نوع حقیقی ہے اپنے افراد کے لیے اور نوع اضافی نہیں اس لیے کہ اس کے اوپر جنس نہیں جو اس پر محمول ہو۔ (سلم العلوم:۴۰، اسعاد الفہوم:۱/۸۸)

قاعدہ نمبر۹: اجناس کے ماتحت انواع، انواع کے ماتحت اصناف اور اصناف کے ماتحت اشخاص ہوتے ہیں مثلاً حیوان کے ماتحت انسان، انسان کے ماتحت پاکستانی اور پاکستانی کے ماتحت حامد، محمود اور احمد وغیرہ ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۱۰: نوع حقیقی کو نوع الانواع بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۱۱: نوع حقیقی (نوع الانواع) کے اقسام کو انواع نہیں بلکہ اصناف کہا جاتا ہے مثلاً پاکستانی، افغانی، کالے اور گورے وغیرہ (۳)۔

قاعدہ نمبر۱۲: تمام انواع حقیقیہ انواع اضافیہ کہلاتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۳: جملہ انواع متوسطہ انواع اضافیہ ہیں، انواع حقیقیہ نہیں کیونکہ وہ اجناس کہلاتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر۱۴: نوع حقیقی اور نوع اضافی میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے مادہ اجتماعی کی مثال انسان، مادہ افتراقی کی مثال (صدق الحقیقی بدون الاضافی) نقطہ ہے اور دوسری مثال (صدق الاضافی بدون الحقیقی) حیوان ہے، یہی مذہب راجح ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر۱۵: فصل قریب تمام مشارکات سے جدا کرتی ہے اور فصل بعید بعض مشارکات سے جدا کرتی ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۶: ہر وہ ماہیت جس کے تحت جنس نہ ہو تو جنس قریب کہلائے گا اور جس کے ماتحت جنس ہو تو وہ جنس بعید کہلاتی ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۷: ایک ہی ماہیت کے لئے دو جنس ایک ہی مرتبہ میں نہیں آسکتے (۹)۔

قاعدہ نمبر: جس شئی کے لیے جنس نہیں ہوتی اس کے لیے فصل بھی نہیں ہوتی، اس لیے کہ فصل کا کام ہے مشارکات جنسیہ سے تمیز دینا اور جب کوئی چیز ایسی ہو کہ اس کے لیے جنس نہ ہو تو اس کیساتھ شریک ہونے والی چیزیں نہ ہوں گی کہ فصل لاکر اس کو ان مشارکات سے ممتاز کردیا جائے۔ (۱۰)

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں جنس قریب، جنس بعید، فصل قریب اور فصل بعید متعین کیجئے، نیز یہ بھی بتائیے کہ کون کس کے لیے جنس و فصل ہے؟

لفظ/للأسم. وضع/للفعل. جسم/للانسان. لفظ/للكلمة. نامي/للانسان. لفظ/للأسم المبنى. مفهوم/للجنس. اشتَمَل على علم الفاعلية/للمرفوعات. لَا يحتَاج فِي تَحصِيله إِلَي فكر وَنظر/للبديهي. ماحصل في العقل/ للفصل. يتَوَقَّف حُصُوله على الفِكر/ الكَسبِي. المُضمر/للمنفصل. كتاب المنطق/للتهذيب. متكثر المعنى/للحقيقة. لم يستَقلّ بِنَفسِهِ/للمتّصل. ناطق/للانسان. حساس/للانسان. قضية/ثنائيه. يقال لقائله انه صادق فيه أو كاذب/ثلاثيّه. منقول/للمنقول الشّرعي. مفرد/للكلي. كتاب/لكنز الدقائق.

---

(۱) سراج التہذیب:۱۶۸۔ (۲) شرح تہذیب۔۶۷۔ (۳) سراج التہذیب:۱۶۸۔

(۴) شرح تہذیب:۶۴۔ (۵) شرح تہذیب:۶۴۔ (۶) شرح تہذیب:۶۴۔

(۷) میرایساغوجی:۳۱۔ (۸) انوار العلوم:۶۸۔ (۹) سلم العلوم:۶۶۔ (۱۰) سلم العلوم:۴۱۔

فصل ہفتم: مافوق اور ماتحت کے اعتبار سے فصل کی تقسیم

مافوق اور ماتحت کے نسبت اعتبار سے فصل کی دو قسمیں ہیں (۱):۔

۱۔ مقوم ۲۔ مقسم

۱۔ **مقوم کی تعریف:** وہ فصل ہے، جو نوع کی ماہیت میں داخل ہو، جیسے ناطق، یہ انسان کا مقوم ہے، کیونکہ انسان کی ماہیت (حیوان ناطق) میں داخل ہے۔

۲۔ **مقسم کی تعریف:** وہ فصل ہے، جو جنس کو دو حصوں میں تقسیم کرے، جیسے ناطق، یہ حیوان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے ایک قسم حیوان ناطق اور دوسری قسم حیوان غیر ناطق۔ یعنی یہ فصل جنس کیساتھ مل کر ایک قسم وجودی حاصل کرتی ہے اور ایک قسم عدمی، جیسے ناطق نے حیوان کیساتھ مل کر ایک قسم وجودی حیوان ناطق اور دوسری قسم عدمی حیوان غیر ناطق کو حاصل کیا۔

وجہ حصر: فصل مافوق کی طرف منسوب ہوگا یا ماتحت کی طرف منسوب ہوگا، اگر مافوق کی طرف منسوب ہو تو مقسم اور اگر ماتحت کی طرف منسوب ہو تو مقوم۔

---

(۱) اس کو سمجھنے سے پہلے یہ تمہیدی مقدمہ ذہن نشین رکھیں کہ کسی شخص سے تعارف کرانے میں جس طرح پہلے اس کے بڑے عام قبیلے یا قومیت اور وطن کو ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ایک قوم اور جماعت میں داخل ہونے سے اس کا عام انسانی ابہام ختم ہو جائے، پھر ولدیت، پیشہ وغیرہ ایسے مخصوص امور بیان کیے جاتے ہیں جن سے مخاطب کو اس کی معرفت اور وجود کے متعلق ایک گونہ تسلی ہو جاتی ہے اس کے بعد اگر اس کے اخلاق و کردار کے متعلق تفصیل کی جائے تو اگرچہ اس سے اس کی ہستی اور وجود کی معرفت میں مزید روشنی پڑے گی، مگر وہ ایسے خارجی عوارضات ہوتے ہیں جن کے وجود و عدم سے اس کی ذات پر اثر نہیں پڑتا۔ بعینہ اسی طرح ہر چیز کی تعریف میں ایک عام جزء (جنس) استعمال کیا جاتا ہے جس سے اس چیز کے ابہام میں کمی ہو جاتی ہے مگر قلبی تردد و خلجان کے لیے اب بھی کافی ابہام موجود رہتا ہے جس کے ازالہ کے لیے ایک مخصوص جزء (فصل) لایا جاتا ہے اور اس طرح اس مابہ الاشتراک (جنس) اور مابہ الامتیاز (فصل) کے مجموعہ سے اس چیز کی ایک مخصوص ماہیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ چیز ایک ممتاز ہستی بن جاتی ہے اور وہی جنس اور فصل اسکی ذاتیات کہلاتی ہیں۔ ان کے سوا اس چیز کے جتنے صفات و عوارضات مزید روشنی ڈالنے کے لیے یا دیگر اغراض کے لیے بیان کیے جائیں گے وہ عرضیات کہلائیں گے۔ اس تمہیدی مقدمہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ کسی شئی کی ماہیت میں جب فصل کو جنس کے ملاتے ہیں تو اس سے اس جنس کے دو حصے بن جاتے ہیں ایک حصہ تو بدستور مبہم رہ جاتا ہے اور ایک حصہ ایک معین صورت میں نمودار ہو جاتا ہے، مثلاً انسانی ماہیت جب حیوان (جنس) اور ناطق (فصل) سے مرکب ہوئی تو ناطق کے ملنے سے حیوان (جنس) کے دو حصے ہو گئے، ایک تو حیوان ناطق ہوا جو موجودات میں ایک معین ہستی (انسان) بن گئی۔ اور دوسرا حیوان غیر ناطق ہوا جو حسب سابق اب بھی کافی مبہم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ فصل جب جنس سے ملتی ہے تو جنس کے دو حصے کر دیتی ہے اور نوع کو قوام اور وجود دیتی ہے اسی واسطے فصل کو جنس کا مقسم اور نوع کا مقوم کہتے ہیں۔ اور چونکہ سلسلہ کلیات میں ہر مافوق کلی ماتحت کا جزء ہوتی ہے اور ہر فصل نوع کا جزء ہوتی ہے، اس لیے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ جو فصل مقوم نوع عالی ہو تو وہ مقوم نوع سافل بھی ہوگی، مگر جو فصل کہ مقوم نوع سافل ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ مقوم نوع عالی بھی ہو اور جو فصل مقسم جنس سافل ہو تو وہ مقسم جنس عالی بھی ہوگی، مگر یہ ضروری نہیں کہ جو فصل مقسم جنس عالی ہو تو وہ مقسم جنس سافل بھی ہو۔ دیکھئے ''ذی نماء'' مقوم جسم نامی ہے تو مقوم حیوان اور انسان بھی ہے مگر مقوم جسم مطلق نہیں اور یہی ''ذی نماء'' جس طرح مقسم جسم مطلق ہے ویسے ہی مقسم جوہر بھی ہے مگر مقسم جسم نامی اور حیوان نہیں بلکہ ان کا مقوم ہے۔ (معین المنطق: ۷۴-۷۵)

مراتب الاجناس کا بیان

مرتبہ کے اعتبار سے جنس کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ جنس عالی ۲۔ جنس سافل ۳۔ جنس متوسط

۱۔ **جنس عالی:** وہ جنس ہے، جس کے اوپر کوئی جنس نہ ہو، جیسے جوہر۔

۳۔ **جنس متوسط:** وہ جنس ہے، جس کے اوپر بھی جنس ہو اور نیچے بھی جنس ہو، جیسے جسم مطلق، جسم نامی۔ کہ اس کے اوپر بھی جنس (جوہر) ہے اور نیچے بھی جنس (حیوان) ہے۔

۲۔ **جنس سافل:** وہ جنس ہے، جس کے نیچے کوئی جنس نہ ہو، جیسے حیوان، اس کے نیچے جنس نہیں، بلکہ انواع (انسان، بقر، غنم وغیرہ) ہیں۔

وجہ حصر: جنس کے ماتحت جنس ہوگا یا نہیں، اگر نہ ہو جنس سافل، اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، اس کے مافوق جنس ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو جنس متوسط، اور اگر نہ تو جنس عالی۔

مراتب الانواع کا بیان

مرتبہ کے اعتبار سے نوع (اضافی) کی بھی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ نوع عالی ۲۔ نوع متوسط ۳۔ نوع سافل

۱۔ **نوع عالی:** وہ نوع ہے، جس کے اوپر کوئی نوع نہ ہو، جیسے جسم مطلق، اس کے اوپر کوئی نوع نہیں، بلکہ جنس ہے۔

۲۔ **نوع متوسط:** وہ نوع ہے، جس کے اوپر بھی نوع ہو اور نیچے بھی نوع ہو، جیسے جسم نامی۔ اس کے اوپر جسم مطلق اور نیچے حیوان ہے۔

۳۔ **نوع سافل:** وہ نوع ہے، جس کے نیچے کوئی نوع نہ ہو، جیسے انسان اور فرس وغیرہ۔ کہ اس کے نیچے انواع نہیں اصناف ہیں۔

---

(۱) منطق کی بعض کتابوں میں ان تین کے علاوہ ایک اور درجہ جنس مفرد اور نوع مفرد کا بھی بیان کیا گیا ہے۔ جنس مفرد اس کو کہتے ہیں کہ نہ اس کے اوپر کوئی جنس ہو اور نہ نیچے کوئی جنس ہو۔ اور نوع مفرد اس کو کہتے ہیں کہ نہ اس کے اوپر کوئی نوع ہو اور نہ اس کے نیچے کوئی نوع ہو۔ مناطقہ نے ان دونوں کی فرضی مثالیں بھی دی ہیں۔ جنس مفرد کی مثال: جیسے جوہر کو جنس نہ مانا جائے بلکہ اس کو عقول عشرہ کے لیے عرض مان لیا جائے اور عقل کو جنس ثابت کیا جائے اور اس کے نیچے عقول عشرہ کو اس جنس کے افراد نوعیہ بنایا جائے جیسا کہ جنس کے نیچے انواع ہوتے ہیں اور ان عقول عشرہ کی حقیقتیں مختلف فرض کر دی جائیں تاکہ یہ عقل کے لیے انواع بن سکیں۔ تو اس وقت عقل ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے اوپر بھی کوئی جنس نہیں کیونکہ اوپر جوہر ہے جو کہ عرض مان لیا گیا ہے اور نیچے بھی کوئی جنس نہیں کیونکہ عقول عشرہ کو اس کے لیے انواع بنایا گیا ہے اس لیے اسوقت عقل کو جنس مفرد کہیں گے۔ اور نوع مفرد کی مثال بھی یہی عقل ہے جب کہ جوہر کو عقل کے لیے جنس فرض کر لیں اور عقل کو نوع نوع مان لیں اور ان عقول عشرہ کو اس کے لیے افراد متفقۃ الحقائق بنا دیں تو اس وقت یہ عقل نوع مفرد ہوگی کیونکہ اس کے اوپر کوئی نوع نہیں بلکہ اوپر جنس (جوہر) ہے اور نیچے بھی کوئی نوع نہیں بلکہ نیچے تو عقول عشرہ افراد ہیں۔ اس وقت عقل نوع مفرد ہوگی۔ واضح رہے کہ یہ مثالیں مناطقہ نے تقریب فہم کے لیے دی ہیں ورنہ حقیقت میں ایک ہی عقل نوع مفرد اور جنس مفرد کی مثال کیسے بن سکتی ہے؟!! مذکورہ بالا سطور میں ہم نے اسے بیان اس لیے نہیں کیا کہ ہماری اجناس وانواع سے وہ اجناس وانواع مراد ہیں جن میں سلسلہ ترتیب قائم ہو سکے اور ترتیب کے لیے کم از کم دو افراد کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور یہاں جنس ونوع مفرد ہیں اس لیے ان میں ترتیب نہیں ہو سکتی ہے۔ نیز ان کا جنس مفرد اور نوع مفرد کا وجود یقینی نہیں کہ ایک ہی عقل جنس مفرد اور نوع مفرد کیسے ہو سکتی ہے؟؟؟

وجہ حصر: نوع کے ماتحت نوع ہوگی یا نہیں، اگر نہ ہوتو نوع سافل، اگر ہوتو پھر دو حال سے خالی نہیں اس کے مافوق نوع ہوگی یا نہیں، اگر ہوتو نوع متوسط، اور اگر نہ تو نوع عالی۔

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: فصل کا تعلق نوع کیساتھ مقوم اور جنس کیساتھ مقسم کا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: مقوم وہ ہوتا ہے جو نوع کی ماہیت میں داخل ہو جیسے ناطق انسان کی ماہیت میں داخل ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: مقسم وہ ہوتا ہے جو جنس کو دو حصوں میں تقسیم کرے جیسے ناطق نے حیوان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: جو فصل نوع عالی کے لیے مقوم ہے وہ نوع سافل کے لیے بھی مقوم ہے، اس لیے کہ جو فصل نوع عالی کے لیے مقدم ہے وہ عالی کا جزء ہے اور عالی سافل کا جزء ہے اور جزء کا جزء اس شئی کا جزء ہوتا ہے اس لیے فصل مقوم للعالی سافل کا جزء ہوگئی اور یہ جزء نوع عالی کو جن چیزوں سے تمیز دے گا ان ہی چیزوں سے نوع سافل کو بھی تمیز دے گا اس لیے کہ یہ جزء ممیّز ہوگا اور جزء ممیّز کو مقوم کہتے ہیں، جیسے حساس کہ وہ حیوان کے لیے مقوم ہے اور انسان کے لیے بھی مقوم ہے، اس لیے کہ حساس حیوان کا جزء ہے اور حیوان انسان کا جزء ہے اس لیے حساس بھی انسان کا جزء ہوگا (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: جو فصل نوع سافل کے لیے مقوم ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ نوع عالی کے لیے بھی مقوم ہو۔ اس لیے کہ سافل عالی کا جزء نہیں، اس لیے کہ سافل عالی کا جزء نہیں تاکہ جزء الجزء کے قاعدے سے سافل کو مقوم عالی کے لیے مقوم ہو جائے، جیسے ناطق کہ سافل انسان کے لیے مقوم ہے اور عالی حیوان کے لیے مقوم نہیں بلکہ اس کے لیے مقسم ہے۔ (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: جو فصل جنس سافل کے لیے مقسم ہے وہ جنس عالی کے لیے بھی مقسم ہوگی، اس لیے کہ جو فصل جنس سافل کے لیے مقسم ہے وہ سافل کی ایک قسم ہے اور سافل عالی کی قسم ہے، لہذا قسم القسم قسم کے قاعدے سے فصل مقسم للسافل مقسم للعالی ہوگی، جیسے ناطق کہ وہ جنس سافل حیوان کے لیے مقسم ہے تو اسی طرح جنس عالی جسم نامی اور جسم مطلق وغیرہ کے لیے بھی مقسم ہے۔ یعنی اسی طرح جسم مطلق کو بھی دو حصوں (جسم مطلق ناطق، جسم مطلق غیر ناطق) میں تقسیم کرتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: جو فصل جنس عالی کے لیے مقسم ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ جنس سافل کے لیے بھی مقسم ہو۔ اس لیے کہ عالی سافل کی قسم نہیں تاکہ قسم القسم قسم کے قاعدہ سے عالی کا مقسم سافل کے لیے مقسم ہو، جیسے حساس کہ وہ جنس عالی یعنی جسم نامی کے لیے مقسم ہے اور جنس سافل حیوان کے لیے مقسم نہیں بلکہ اس کے لیے مقوم ہے۔ یعنی حساس جسم نامی کو دو حصوں جسم نامی حساس اور جسم نامی غیر حساس میں تقسیم

---

(۱) شرح تہذیب:۷۲، انوار العلوم:۷۸۔ (۲) قطبی:۱۲۶۔ (۳) قطبی:۱۲۶۔

(۴) تہذیب:۷۲۔ (۵) تہذیب:۷۳۔ (۶) تہذیب:۷۴۔

کرتا ہے، لیکن حیوان (سافل) کو تقسیم نہیں کرسکتا، کیونکہ ہر حیوان حساس ہوتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۸: ہر وہ ماہیت جس کے مافوق اجناس ہوتے ہیں تو اس کے لئے فصل مقسم ہوتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۹: ہر وہ ماہیت جس کے ماتحت انواع ہوں تو اس کے لیے فصل مقوم ہوتا ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر۱۰: جنس کے لیے فصل مقوم ہوسکتا ہے اور نوع کے لیے فصل مقسم نہیں ہوسکتا(۴)۔

قاعدہ نمبر۱۱: جنس عالی کو جنس الاجناس اور نوع سافل کو نوع الانواع بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ جنسیت باعتبار عموم کے ہے، یعنی اس میں ترتیب خاص سے عام کی طرف ہوتی ہے، لہذا جو جنس سب سے زیادہ عام ہوگی اس کو جنس الاجناس کہیں گے اور سب سے زیادہ عام جنس عالی ہے، اس لیے اس کو جنس الاجناس کہتے ہیں اور نوعیت باعتبار خصوص کے ہے، یعنی اس میں ترتیب عام سے خاص کی طرف ہوتی ہے، لہذا جو نوع سب سے زیادہ خاص ہوگی اس کو نوع الانواع کہیں گے اور سب سے زیادہ خاص نوع ساف ہے اس لیے اس کو نوع الانواع کہتے ہیں۔(۵)۔

قاعدہ نمبر۱۳: اجناس کی ترتیب صعودی اور انواع کی ترتیب نزولی کہلاتی ہے(۶)۔

تمرین

امثلہ ذیل میں کون کس کے لیے مقوم اور مقسم ہے؟

لفظ/للأسم. ناطق/للإنسان. المستقل/للأسم. المستقل/للكليّ. حساس/للإنسان. جوهر/للنفس. المستقل/للكلمة. نامى/للإنسان. موجودلافي الموضوع/للجوهر. سببان من أسباب منع الصرف او واحد يقوم مقام الأثنين/للكلمة. مَا يتَوَقَّف حُصُوله على الفِكر/للكسبي. اختلف آخره باختلاف العوامل/للكلمة. ناطق/للحيوان. مختلفين بالحقائق/للكليّ. مَا اعتل فاؤه/للمثال. لم يجوز العقل تكثره/للمفهوم. اختلف آخره باختلاف العوامل/للفظ. اعتل عينه/للأَجوف. كلمة/للصحيح. قابل للأبعاد/جسم مطلق. ناطق/للجسم. متحرك بإرادة/حيوان. اختلف آخره باختلاف العوامل/للأسم.

چند حل شدہ مثالیں:

❀............ ’’لفظ‘‘ کلمہ کے لیے مقوم ہے اس لیے کہ یہ اس کی ماہیت میں داخل ہے۔

❀ .. .. ’’مستقل بالمفہومیت‘‘ کلمہ کے لیے مقسم ہے اس لیے کہ یہ کلمہ کو دو حصوں میں تقسیم کردیتا ہے۔

❀ ... . ’’مَا فِيهِ حرف عِلّة‘‘ معتل کے لیے مقوم ہے اس لیے کہ یہ اس کی ماہیت میں داخل ہے۔

---

(۱) تہذیب:۴۷. سلم العلوم:۴۲. (۲) قطبی:۲۴۳. (۳) قطبی:۲۴۳. (۴) رسالہ شمسیہ:۲۴۰.

(۵) تہذیب:۶۶،۶۷. سلم العلوم:۴۱. (۶) تہذیب:۶۶،۶۷.

فصل ہشتم: کلی عرضی کا بیان

کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔ خاصہ ۲۔ عرض عام

ا۔ **خاصہ کی تعریف:** وہ کلی عرضی ہے، جو صرف ایک ماہیت کے افراد کیساتھ خاص ہو، جیسے ''ضحک'' صرف افراد انسان کیساتھ خاص ہے، یا صرف دخول الف لام اور جر اسم اور دخول ''سین وسوف'' فعل کیساتھ خاص ہیں۔ بالفاظِ دیگر خاصہ وہ کلی عرضی ہے جو صرف ایک ہی ماہیت کے افراد پر عارضی طور پر بولی جائے۔ (ا)۔

۲۔ **عرض عام کی تعریف:** وہ کلی عرضی ہے، جو چند ماہیات کے افراد کیساتھ خاص ہو، جیسے ''ماشی'' (پیروں سے چلنا) انسان، بقر، غنم وغیرہ ہر جاندار کولاحق ہے۔ بالفاظِ دیگر عرض عام وہ کلی عرضی ہے جو مختلف الحقائق ماہیات کے افراد پر عرضی طور پر صادق آئے۔

وجہ حصر: حقیقت واحدہ کیساتھ مختص ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو خاصہ اور اگر نہ ہو تو عرض عام۔

خاصہ کی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔ خاصہ شاملہ ۲۔ خاصہ غیر شاملہ

ا۔ **خاصہ شاملہ کی تعریف:** وہ خاصہ ہے، جو ایک ماہیت کے تمام افراد کو عارض ہو، جیسے ضحک یا کتابت بالقوۃ، جو تمام افراد انسانی کو عارض ہے۔ بالفاظِ دیگر خاصہ شاملہ اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے ماتحت تمام افراد پر صادق ہو، جیسے عالم بالقوہ، تمام افرادِ انسانی کو عالم بالقوہ کہہ سکتے ہیں۔

۲۔ **خاصہ غیر شاملہ کی تعریف:** وہ خاصہ ہے، جو ایک ماہیت کے بعض افراد کو عارض ہو، جیسے ضحک بالفعل، یا کاتب بالفعل جو بعض افراد انسان کو عارض ہے۔ بالفاظِ دیگر خاصہ غیر شاملہ اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے ماتحت تمام افراد کو شامل نہ ہو، جیسے یہی ضحک بالفعل اور کتابت بالفعل کہ بعض افرادِ انسانی پر تو یہ بالفعل صادق ہیں، لیکن بعض افراد ایسے ہیں کہ جن پر یہ صادق نہیں۔

وجہ حصر: خاصہ ذی الخاصہ (جس کو خاصہ عارض ہو) کے تمام افراد کو شامل ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو خاصہ شاملہ اور اگر نہ ہو تو خاصہ غیر شاملہ۔

لزوم اور عدمِ لزوم کے اعتبار سے خاصہ کی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔ خاصہ لازم ۲۔ خاصہ مفارق

ا۔ **خاصہ لازم کی تعریف:** وہ خاصہ ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممتنع ہو، جیسے ضحک بالقوۃ کا انسان سے جدا ہونا ممتنع ہے۔

۲۔ **خاصہ مفارق کی تعریف:** وہ خاصہ ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہو، جیسے ضحک بالفعل کا انسان سے جدا ہونا ممتنع ہے۔

وجہ حصر: خاصہ کا اپنے معروض سے انفکاک (جدائی) ممتنع ہوگا یا ممکن ہوگا، اگر ممتنع ہو تو خاصہ لازم، اور اگر ممکن ہو تو خاصہ مفارق۔

(ا) بالفاظِ دیگر خاصہ ایسی کلی عرضی ہے جو اپنے افراد کی نہ تو تمام ماہیت ہو اور نہ ماہیت کا جزء ہو، بلکہ ماہیت سے خارج ہو اور ایک ماہیت کے افراد پر محمول ہو، اگر وہ ماہیت نوع ہے تو اس کو خاصۃ النوع کہتے ہیں، جیسے ضاحک انسان کے لیے اور اگر وہ ماہیت جنس ہے تو اس کو خاصۃ الجنس کہتے ہیں، جیسے ماشی حیوان کے لیے۔ اور عرض عام ایسی کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیت سے خارج ہو اور افراد مختلفۃ الحقائق پر محمول ہو، جیسے ماشی انسان اور فرس کے لیے۔

لزوم اور عدمِ لزوم کے اعتبار سے عرض عام کی دو بھی قسمیں ہیں:۔

۱۔عرض عام لازم ۲۔ عرض عام مفارق

۱۔ **عرض لازم کی تعریف:** وہ عرض عام ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممتنع ہو، جیسے حرارت آگ کے لیے، یا حرکت نبض جاندار کے لیے۔ کہ حرارت آگ سے جدا نہیں ہوسکتی اور حرکت نبض جاندار سے جدا نہیں ہوسکتا۔

۲۔ **عرض عام مفارق کی تعریف:** وہ عرض عام ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہو، جیسے نزلہ، بخار جاندار کے لیے، یا مسند الیہ ہونا اسم کے لیے۔ کہ نزلہ اور بخار جاندار سے جدا ہوسکتے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسم ہو، لیکن مسند الیہ نہ ہو۔

وجہ حصر: عرض عام اپنے معروض سے انفکاک (جدائی) ممتنع ہوگا یا ممکن ہوگا، اگر ممتنع ہو تو عرض عام لازم، اور اگر ممکن ہو تو عرض عام مفارق۔

قواعد

قاعدہ نمبر:۱ اگر خاصہ نوع کے افراد کیساتھ مختص ہو تو خاصہ نوع کہلاتا ہے، جیسے ضاحک انسان کے لیے، اور اگر جنس کے افراد کیساتھ مختص ہو تو خاصہ جنسی کہلاتا ہے، جیسے ماشی حیوان کے لیے (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: خاصہ کو عرض خاص بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: فصل اور خاصہ میں فرق یہ ہے کہ کسی شئ کا قوام فصل کے بغیر نہیں ہوسکتا، البتہ خاصہ کی بغیر متحقق ہوسکتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ کسی شئ کے ماہیت کا ادراک فصل کے بغیر نہیں ہوسکتا، البتہ خاصہ کی بغیر ہوسکتا ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ فصل کی تعلیل بیان نہیں کی جاتی ہے جب کہ خاصہ کی تعلیل بیان کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "لم صار الانسان ناطقا" نہیں کہا جاتا ہے، البتہ "ضاحک" اور "کاتب" کو یہ کہا جاتا ہے کہ "ماھو السبب الذی اضحک؟ اوماھو السبب الذی حملک علی الکتابة؟" (۳)۔☆

قاعدہ نمبر۵: متکلمین حضرات فصل کو صفت نفسیہ بھی کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۶: خاصہ اور عرض عام دونوں معناً کلی ہیں، جنس کا خاصہ ماتحت انواع کے لیے عرض ہوتا ہے، مثلاً: ماشی حیوان کا خاصہ ہے جسم نامی کے بقیہ افراد اشجار وغیرہ میں نہیں پایا جاتا اور بہ نسبت انسان بقر وغیرہ کے یہ عرض عام ہے۔

---

(۱) شرح تہذیب:۷۴. (۲) تفہیم المنطق:۶۴. (۳) آداب البحث للشنقیطی:۳۶. (۴) تفہیم المنطق:۷۴.

☆ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) نے "الرد علی المنطقیین" میں فن منطق پر جو نقض وار کیے ہیں ان میں من جملہ یہ بھی ہے کہ مناطقہ فصل اور خاصہ میں کوئی بنیادی امتیاز نہیں کر پائے، کیونکہ یہ دونوں طرد وعکس کی میزان پر پورے اترتے ہیں۔ نیز ناطق (فصل) کہہ دینے سے سطح ذہن پر فی الحقیقت کوئی نئی حقیقت جلوہ گر نہیں ہوتی، بلکہ وہی مفہوم کچھ وضوح وتعیین اختیار کرتا ہے جو پہلے سے انسان کے تصور میں داخل ہے۔

قاعدہ نمبر ۷: نطق سے قوت مفاہمت مراد ہے، گفتگو اور کلام مراد نہیں، کیونکہ یہ دیگر حیوانات میں پایا جاتا ہے، بلکہ اس سے مراد وہ عقلی و فکری قوت ہے، جس کے ذریعے انسان علم کا ادراک کرتا ہے، علامہ محمد امین شنقیطیؒ (م۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں۔ **والنطق في الاصطلاح عند المنطقيين: القوّة العاقلة المفكرة التي يقتدر بها على ادراک العلوم والآراء، وليس المراد به عندهم الكلام** (۱).

الغرض ناطق کا معنی ہے: عاقل۔ بعض کہتے ہیں کہ ناطق کا معنی ہے: **مدرک الكليات والجزئيات**۔ بعض کا کہنا ہے کہ انسان کا معنی ہے: "**هو الحي الناطق المائت**"، وہ زندہ ہے جس میں نطق کی قوت ہو اور مرنے والا ہو۔

قاعدہ نمبر ۹: قوت عاقلہ سے مراد عقل استدلالی ہے یعنی معلومات کو ترتیب دے کر نا معلوم کو حاصل کرنا، دیگر حیوانات میں محض عقل معاش پائی جاتی ہے (۲)۔

تمرین

درج ذیل مثالوں میں خاصہ اور عرض عام کی نشاندہی کریں۔

قابليت علم/للانسان. مشي/للانسان. نوم/ للحيوان. مشي/للحيوان. مرض/للحيوان. ضحک/ للانسان. أكل وشرب/للحيوان. تصريف/للفعل مرفوع/للاسم. مجرور/للاسم. دخول الف لام/للاسم. تصريف/للماضي. مسنداليه/للاسم. مسند/للفعل. مشي/للبقر. أكل وشرب/للانسان. نوم/للكلب. عقل/للانسان . مريض/للانسان. خوف/للحيوان. خوف/للدّجاجة. بكاء/للانسان.

چند حل شدہ مثالیں:

❁ .... "قابلیتِ علم" انسان کے لیے خاصہ ہے اس لیے کہ ماہیتِ واحدہ کے افراد کیساتھ مختص ہے، خاصہ شاملہ اس لیے کہ خاصہ ذی الخاصہ کے تمام افراد کو عارض ہے۔ خاصہ لازم اس لیے کہ اس کا انفکاک اپنے معروض سے ممتنع ہے۔

❁ .... "نوم" حیوان کے لیے۔ عرض عام ہے اس لیے کہ ماہیتِ واحدہ کے افراد کیساتھ مختص نہیں۔ عرض عام مفارق اس لیے کہ عارض کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہے۔

❁ .... "تنوین" اسم کے لیے خاصہ ہے اس لیے کہ ماہیتِ واحدہ کے افراد کیساتھ مختص ہے، خاصہ غیر شاملہ اس لیے کہ خاصہ ذی الخاصہ کے تمام افراد کو عارض نہیں۔ خاصہ مفارق اس لیے کہ اس کا انفکاک اپنے معروض سے ممکن ہے۔

❁ .... "اکل وشرب" انسان کے لیے۔ عرض عام ہے اس لیے کہ ماہیتِ واحدہ کے افراد کیساتھ مختص نہیں۔ عرض عام مفارق اس لیے کہ عارض کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہے۔

---

(۱) آداب البحث للشنقیطی: ۳۷.

(۲) ہامش توضیح المنطق: ۲۱.

فصل نہم: وجود کے اعتبار سے عرض لازم کی تقسیم

وجود کے اعتبار سے عرض لازم کی تین قسمیں ہیں:۔

ا۔ لازم ماہیت ۲۔ لازم خارجی ۳۔ لازم ذہنی

ا۔ **لازم ماہیت کی تعریف:** وہ لازم ہے، جو ملزوم کی ماہیت وطبعیت کو لازم ہو، ماہیت وطبعیت کو لازم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ملزوم کو ذہن میں سوچو تو اس کو لازم ہو، ملزوم خارج میں موجود ہو تو اس کو لازم ہو، جیسے ”زوجیت للاربعہ“ چار کے عدد کو زوج (جفت) ہونا لازم ہے، چار کا عدد ذہن میں سوچو تو بھی اس کو زوج (جفت) ہونا لازم ہے اور اگر خارج میں چار کا عدد ہو تو بھی زوج ہونا لازم ہے۔

۲۔ **لازم خارجی کی تعریف:** وہ لازم ہے، جو ملزوم کو صرف خارج میں لازم ہو، جیسے آگ کو خارج میں جلانا لازم ہے، لیکن ذہن میں لازم نہیں، یا سانس لینا جاندار کے لیے۔

۳۔ **لازم ذہنی کی تعریف:** وہ لازم ہے، جو ملزوم کو صرف ذہن میں لازم ہو، جیسے کلی ہونا انسان کے لیے، یا جزئی ہونا زید کے لیے۔(۱)

وجہ حصر: عرض لازم ماہیت شئی کو لاحق ہوگا یا وجود شئی کو لاحق ہوگا، اگر ماہیت شئی کو لاحق ہو تو لازم ماہیت اور اگر وجود شئی کو لاحق ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں وجود ذہنی کو لاحق ہوگا یا وجود خارجی کو لاحق ہوگا، اگر وجود ذہنی کو لاحق ہو تو لازم ذہنی اور وجود خارجی کو لاحق ہو تو لازم خارجی۔

عرض لازم کی باعتبار تصور ملزوم کی چار قسمیں ہیں:۔

ا۔ لازم بین بالمعنی الاخص ۲۔ لازم بین بالمعنی الاعم ۳۔ لازم غیر بین بالمعنی الاخص ۴۔ لازم غیر بین بالمعنی الاعم

ا۔ **لازم بین بالمعنی الاخص کی تعریف:** فقط ملزوم کے تصور سے لازم اور ملزوم دونوں کا تصور ذہن میں آئے، جیسے ”بصر للعمی“ میں فقط ”عمی“ ملزوم کے تصور سے ”بصر“ لازم کا تصور ذہن میں آتا ہے۔ یا جیسے آگ کی گرمی اور برف کی سردی کہ جب آگ یا برف کا تصور کیا جاتا ہے تو گرمی اور سردی کا تصور بھی لازم آتا ہے۔

۲۔ **لازم بین بالمعنی الاعم کی تعریف:** فقط ملزوم کے تصور سے جزم باللزوم نہ ہو بلکہ لازم، ملزوم اور دونوں کے درمیان نسبت کے تصور سے جزم باللزوم ہو، جیسے ”الزوجیة للاربعة“ یہاں ملزوم (چار) کا معنی پہلے سوچنا پڑے گا (کہ چار وہ عدد ہے جو تین سے

---

(۱) لازم کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے:۔ ا۔ لازم اولی ۲۔ لازم ثانوی

ا۔ لازم اولی: جیسے سورج کے لیے دھوپ کا ہونا لازم ہے، اسی طرح چار کے لیے زوجیت لازم ہے اور یہی وہ لازم ہے جس کے متعلق یہ قاعدہ ہے کہ لازم کا انتفاء ملزوم کے انتفاء کو مستلزم ہے۔ ۲۔ لازم ثانوی: لازم وملزوم کے درمیان کی لزومیت کے لیے لزوم کا ہونا لازم ثانوی کہلاتا ہے۔ (دستور العلماء: ۳/۱۹۷)

اوپر اور پانچ سے نیچے ہو) پھر لازم (زوجیت) کو بھی سوچنا پڑے گا (کہ زوج وہ عدد ہے جو دو پر متساویین پر برابر تقسیم ہو سکے) اور پھر اس کے نسبت کو بھی سوچنا پڑے گا کہ کیا زوج ہونا چار چار کے عدد پر صادق آتا ہے یا نہیں۔

۳۔ **لازم غیر بین بالمعنی الاخص کی تعریف:** فقط ملزوم کے تصور سے لازم کا تصور اور اس کے لزوم کا یقین نہ آئے، بلکہ لازم کو بھی الگ سوچنا پڑے جیسے کاتب بالقوۃ ہونا انسان کو لازم ہے، یہاں فقط ملزوم کے تصور سے لازم (کتابت بالقوۃ) کا تصور اور اس کے لزوم کا یقین نہیں آتا، بلکہ لازم کو بھی الگ سوچنا پڑے گا۔

۴۔ **لازم غیر بین بالمعنی الاعم کی تعریف:** فقط ملزوم، لازم اور نسبت کے تصور سے جزم بلزوم نہ ہو، بلکہ دلیل خارجی کو سوچنا پڑے گا، جیسے "حدوث للعالم" یہاں پہلے عالم کا معنی پھر حادث کا معنی پھر دونوں کے درمیان نسبت سوچنا پڑے گا، پھر اس پر دلیل بھی قائم کرنی ہوگی کہ " **العالم متغیر و کل متغیر حادث فالعالم حادث.** "

عرض مفارق کی بھی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔دائمی ۲۔غیر دائمی

ا۔ **دائمی کی تعریف:** وہ عرض ہے، جو معروض کو دائمی طور پر لاحق ہو لیکن اس کا جدا ہونا ممکن ہو جیسے فلک کی حرکت حکماء کے نزدیک دائمی ہے، لیکن اس کا انفکاک بھی ممکن ہے۔(۱)

۲۔ **غیر دائمی کی تعریف:** وہ عرض ہے، جو معروض کو دائمی طور پر لاحق نہ ہو جیسے بچپن اور جوانی کہ یہ انسان کو دائمی طور پر عارض نہیں، ایک وقت انسان جوان ہوتا ہے اور پھر ایک وقت ایسے آتا ہے کہ انسان پیرانہ سالی اور بڑھاپے کے حصار میں داخل ہو جاتا ہے۔

پھر غیر دائمی کی دو قسمیں ہیں: ا۔غیر دائمی سریعی ۲۔ غیر دائمی بطیئی

ا۔ **غیر دائمی سریعی کی تعریف:** وہ عرض غیر دائمی ہے، جو اپنے معروض سے جلدی جدا ہو، جیسے غصہ والے آدمی کے چہرے کی سرخی اور شرمندہ آدمی کے چہرے کی زردی۔ یہ دونوں جلدی زائل ہو جاتے ہیں۔

۲۔ **غیر دائمی بطیئی کی تعریف:** وہ عرض غیر دائمی ہے، جو اپنے معروض سے جلدی جدا نہ ہو، جیسے شباب (جوانی) انسان کو عارض ہے، لیکن دیر سے زائل ہوتی ہے۔

وجہ حصر: عارض کا اپنے معروض سے انفکاک سریعا ہوگا یا بطیا ہوگا، اگر سریعا ہو تو عرض مفارق سریعی اور اگر بطیا ہو تو عرض مفارق بطیئی۔

---

(۱) جمہور مناطقہ نے عرض مفارق کی دو قسمیں (دائمی و غیر دائمی) بیان کی ہیں۔ صاحب سلم العلوم کہتے ہیں کہ عرض دائمی کو عرض مفارق کی قسم نہیں قرار دینی چاہیے اس لیے کہ دوام لزوم سببی سے خالی نہیں ہوتا، یعنی عرض کا ثبوت معروض کے لیے جب دائمی ہوگا تو یقیناً اس کا سبب بھی دائمی ہوگا جس کی انتہاء واجب پر ہوگی، یعنی اس سبب کے دوام کی علت خواہ بالذات ہو یا بواسطہ واجب کی ذات ہوگی جس سے سبب لازم ہو جائے گا اور جب دوام کا سبب لازم ہے تو خود دوام جو سبب ہے وہ بھی لازم ہوگا، لہذا عرض دائمی کو لازم کی قسم قرار دینا چاہیے نہ کہ مفارق کی۔ جمہور کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ لازم سے مراد یہ ہے کہ اس کا انفکاک معروض سے بالذات ممتنع ہو۔ اگر بالواسطہ ممتنع ہو تو اس کو لازم نہ کہیں گے، بلکہ اس کا شمار مفارق میں ہوگا۔ (سلم العلوم: ۴۸، اسعاد الفہوم: ۱/۱۰۰)

قواعد

قاعدہ نمبر: لازمِ بین اس کو کہتے ہیں کہ جس کے لزوم پر دلیل کی حاجت نہ ہو، جیسے "**الاربعة زوج**"۔ اس کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں اور لازمِ غیر بین وہ ہے جس کے لزوم پر دلیل کی حاجت ہو، جیسے "**العالم حادث**"۔ اس پر دلیل قائم کرنا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر۱: لازم بین بالمعنی الاخص کے مقابلہ میں لازم غیر بین بالمعنی الاخص آتا ہے، اور لازم بین بالمعنی الاعم کے مقابلہ میں لازم غیر بین بالمعنی الاعم آتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: جہاں اخص ہو وہاں اعم کا ہونا ضروری ہے، لیکن جہاں اعم ہو تو وہاں اخص کا ہونا ضروری نہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: جہاں لازم بین بالمعنی الاخص ہو تو وہاں لازم بین بالمعنی الاعم ضرور ہوگا (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: جہاں لازم بین بالمعنی الاعم ہو وہاں لازم بین بالاخص کا ہونا ضروری نہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: جہاں لازم غیر بین بالمعنی الاخص ہو تو وہاں لازم غیر بین بالمعنی الاعم کا ہونا ضروری ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۶: جہاں لازم غیر بین بالمعنی الاعم ہو تو وہاں لازم غیر بین بالمعنی الاخص کا ہونا ضروری نہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر۷: مناطقہ کے نزدیک لازم بین بمعنی الاخص معتبر ہوتا ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر۸: لزوم بدیہیہ لازم بین میں داخل ہے اور لزوم نظریہ غیر بین میں داخل ہے (۸)۔

تمرین

درج ذیل مثالوں میں عرض لازم اور عرض مفارق کی نشاندہی کریں نیز ہر ایک کی اقسام کی تعیین بھی کریں۔

الحرارة/للنار. الكلية/للاسم. الفردية/للثلاثة. البصر/للأعمى. خوف/للانسان. حدوث/ للعالم. الدخان/ للنار. كاتب بالقوة/ للانسان. حياة/للحيوان. البرودة/للثلج. حماقت/ للحمار. ظلم/للحجاج. الزوجية/للأربعة. السخاوة/للخاتم. الشّباب/للانسان. جهالت/لأبي جهل. صداقت/لأبي بكر الصديقؓ. ضحک بالفعل/ للانسان. نصب/للمفعول. الاحراق/للنار. الضوء/للمصباح. الظلمة/لليل. الرِجل/للأعرج. اللسان/ للأبكم. الركل/ للحمار. الحمرة/للدم. التقوى/للعالم. حسن الخلقة/للانسان.

چند حل شدہ مثالیں:

❁ ......"الحرارة/للنار" عرض عام ہے اس لیے کہ ماہیتِ واحدہ کے افراد کیساتھ مختص نہیں۔ عرض عام لازم اس لیے کہ عارض کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممتنع ہے، لازمِ خارجی اس لیے کہ ملزوم کو صرف خارج میں لازم ہو۔

❁ ......"الرِجل/للأعرج" عرض عام ہے اس یے کہ ماہیتِ واحدہ کے افراد کیساتھ مختص نہیں۔ عرض عام لازم اس لیے کہ عارض کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممتنع ہے، لازمِ ذہنی اس لیے کہ ملزوم کو صرف ذہن میں لازم ہو۔

---

(۱) شرح تہذیب: ۷۶۔ (۲) قطبی: ۱۱۹، تحفہ شاہ جہانی: ۷۷۔ (۳) قطبی: ۱۱۹، تحفہ شاہ جہانی: ۷۷۔

(۴) قطبی: ۱۱۹۔ (۵) تحفہ شاہ جہانی: ۷۷۔ (۶) تحفہ شاہ جہانی: ۷۷۔ (۷) مرقاۃ: ۱۹۔ (۸) میابۃ النجوم غیر مطبوع۔

فصل دہم: کلی کی تقسیم

کلی کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ کلی منطقی ۲۔ کلی طبعی ۳۔ کلی عقلی

۱۔ **کلی منطقی کی تعریف:** وہ مفہوم کلی ہے، جو شرکت علی کثیرین سے مانع نہ ہو، جیسے انسان اور حیوان وغیرہ۔

۲۔ **کلی طبعی کی تعریف:** وہ کلی ہے، جس پر مفہوم کلی صادق آئے، یعنی جس کو مفہوم کلی خارج میں عارض ہو، جیسے انسان اور حیوان وغیرہ۔

۳۔ **کلی عقلی کی تعریف:** وہ کلی ہے، جو عارض (مفہوم) اور معروض (مصداق) دونوں سے مرکب ہو، جیسے "الانسان الکلی" اور "الحیوان الکلی" وغیرہ۔

وجہ حصر: صرف مفہوم کلی مراد ہوگا یا مصداق کلی مراد ہوگا یا دونوں مراد ہوں گے، اگر صرف مفہوم کلی مراد ہو تو کلی منطقی، اگر صرف مصداق کلی مراد ہو کلی طبعی اور اگر دونوں مراد ہو تو کلی عقلی۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: مفہوم کلی کو کلی منطقی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: کلی منطقی کے خارج میں مصداق کو کلی طبعی کہا جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: کلی منطقی اور کلی طبعی کے مجموعہ کو کلی عقلی کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: کلی منطقی کو منطقی اس لیے کہتے ہیں کہ مناطقہ اسی مفہوم کلی سے بحث کرتے ہیں اور کلی طبعی کو طبعی اس لیے کہتے ہیں کہ طبعی کا معنی

---

(۱) شرح تہذیب: ۸۷، قطبی: ۱۲۶، سلم العلوم: ۵۱. (۲) شرح تہذیب: ۸۷، قطبی: ۱۲۶، سلم العلوم: ۵۱. (۳) شرح تہذیب: ۸۷، قطبی: ۱۲۷، سلم العلوم: ۵۱.

☆ کلی طبعی اپنی مختلف حیثیات کی وجہ سے تین قسموں پر ہے:۔ ۱۔ مجردہ ۲۔ مخلوطہ ۳۔ مطلقہ یا مرسلہ

۱۔ مجردہ: وہ کلی طبعی ہے جو بشرط لاشئی ملحوظ ہو، یعنی خالص ماہیت ملحوظ ہو۔ اور اس شرط کیساتھ ملحوظ ہو کہ اس کیساتھ کسی عارض کا اتصاف نہیں ہے مثلاً ماہیتِ انسان کا تصور تمام عوارض مثلاً کتابت وضحک وغیرہ سے خالی کر کے کیا جائے اور یہ شرط لگادی جائے کہ انسان کیساتھ ان چیزوں کا عدم ملحوظ ہے۔ گویا ہم اس انسان کا تصور کرنا چاہتے ہیں جو نہ کاتب ہو نہ ضاحک ہو، بلکہ اپنی تمام صفات کی نفی کیساتھ ہمارے ذہن میں آئے۔ ملا مبین کہتے ہیں کہ مجردہ کا کوئی وجود نہیں ہے، مجردہ نہ ذہن میں موجود ہے نہ خارج میں، اس لیے کہ خارج و ذہن میں موجود ہونے والی چیز کسی نہ کسی صفت کیساتھ ضرور متصف ہوگی۔

۲۔ مخلوطہ: وہ کلی طبعی ہے جو بشرط شئی ملحوظ ہو، مثلاً انسان کا تصور اس کی کسی صفت یا اس کے کسی عارض کیساتھ کیا جائے، ظاہر ہے کہ مخلوطہ کے موجود ہونے میں کوئی کلام ہی نہیں ہے۔

۳۔ مطلقہ یا مرسلہ: وہ کلی طبعی ہے جو بلا شرط شئی ملحوظ ہو، یعنی وہ آزاد کلی جو اتصاف وعدم اتصاف یا عروض وعدم عروض ہر دو قیدوں سے مستغنی ہے۔ ملا مبین فرماتے ہیں کہ کلی طبعی کا یہ درجہ پہلے دونوں درجات کا جامع ہے اور اس میں دونوں کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت ہے۔ (میزان العلوم: ۱۲۳-۱۲۴)

خارج کا ہے اور اس کا مصداق خارج میں موجود ہوتا ہے اور کلی عقلی کا وجود عقل میں ہوتا ہے تو اس لیے اسے عقلی کہا جاتا ہے(۱)۔ ☆

قاعدہ نمبر۵: تمام ماہیات منطقی، طبعی اور عقلی کیساتھ موصوف ہوتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۶: بعض مناطقہ کے نزدیک جزئی بھی منطقی، طبعی اور عقلی ہو سکتی ہے، لیکن جمہور مناطقہ اس کے قائل نہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۷: جمہور مناطقہ کے نزدیک کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں پائی جاتی ہے اور متاخرین کے نزدیک کلی طبعی کے خارج میں افراد پائے جاتے ہیں، البتہ متاخرین کا مذہب راجح ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر۸: کلیات خمسہ (جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام) بھی منطقی، طبعی اور عقلی ہو سکتے ہیں، یعنی جنس منطقی، جنس طبعی، جنس عقلی، نوع منطقی، نوع طبعی، نوع عقلی الخ۔۔۔ کیونکہ ہر ایک کی تعریف، مصداق اور دونوں کا مجموعہ بھی ہوتا ہے(۵)۔

تمرین

درج ذیل امثلہ میں کلی منطقی، طبعی اور عقلی کی تعیین کیجئے۔

هَـذَا لِسَـانٌ عَـرَبِـيٌّ مُبِين. إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا. الغيرة من الإيمان والمذاء من النفاق. القرآن هو الدواء. العلم أفضـل مـن الـمـال. الأعـمـال خيـر من الأقوال. العلماء ورثة الأنبياء. الحور عرائس الأتقياء. أراء المفكرين ضياء. المعاوَنَةُ في الحَق دِيانَة. المعاوَنَةُ في الباطلِ خِيَانَةٌ. أوثق العُرَى كلمة التَّقوى. كَلِمَةُ الحِكمَةِ ضَالَّةُ كُلِّ حَـكِيـمٍ. الـنـاسُ معادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ. طعام الجواد دواءٌ وطعام البخيل داء. البِرُّ لا يبلى والذنب لا يُنسَى. حَلاوة الدنيا مرارة الآخرة ومَرارَة الدنيَا حلاوة الآخرة. شر العمى عمى القلب وخير الزاد التقوى.

---

(۱) قطبی:۱۰۶۔ (۲) سراج التہذیب:۱۹۴۔ (۳) شرح تہذیب۸۰۔ (۴) شرح تہذیب۸۰۔ (۵) شرح تہذیب۷۸۔

☆ کلی منطقی، کلی طبعی اور کلی عقلی کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا یہ کلیات موجود ہیں، یعنی متصف بالوجود ہیں یا نہیں؟ اگر موجود ہیں تو موجود فی الخارج ہیں یا موجود فی الذہن؟ اور موجود ہونے کے بعد متعین ہیں یا نہیں؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کلی منطقی موجود فی الخارج نہیں، کیونکہ یہ معقولات ثانیہ میں سے ہے جو کسی شئی کو ذہن میں عارض ہوتے ہیں ان کا معروض معقول اول ہے اور یہ معقول ثانی ہیں، گویا کلی منطقی موجود فی الذہن تو ہے، لیکن موجود فی الخارج نہیں اور جب کلی منطقی موجود فی الخارج نہیں ہے تو کلی عقلی کو منطقی اور طبعی کا مرکب ہے وہ بھی خارج میں موجود نہیں ہے کیونکہ اس کا ایک جزء خارج میں موجود نہیں اور انتفاءِ جزء سے انتفاءِ کل ہو جاتا ہے۔ کلی طبعی میں اختلاف ہے شیخ الرئیس اور محققین کی رائے یہ ہے کہ کلی طبعی خارج میں موجود ہے اور اس کے وجود اور اس کے افراد در میان عینیت ہے بالفاظِ دیگر کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں موجود ہے، صاحب سلم العلوم کے نزدیک یہی راجح مذہب ہے۔ انسان موجود ہے کیونکہ اس کے افراد زید، عمرو، بکر وغیرہ موجود ہیں، انہی افراد کا جب ذہن میں ادراک ہوگا تو موجود دو ہوں گے، ایک ماہیت مطلقہ دوسرا اس کا تشخص اور وجود ان دونوں کا ایک ہوگا اور بحیثیت وحدت وجود دونوں کا عارض ہوگا۔ محققین کے برخلاف حکماء کا ایک ٹولہ اس بات کا قائل ہے کہ موجود صرف تشخصات بسیطہ ہیں اور کلیات ان سے عقلی طور پر منتزع ہوتی ہیں، مثلاً زید، عمرو کی صورت میں انسان کا صرف تشخص موجود ہے خود ماہیت انسانیہ موجود نہیں ہیں۔ ماہیت انسانیہ یعنی حیوان اور ناطق کا زید سے ذہنی طور پر انتزاع ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تشخص کیساتھ کوئی دوسری شئی موجود نہیں مانی گئی تو تشخص بسیط ہوا۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ موجود تشخصات بسیطہ ہیں۔ علامہ صاحب سلم العلوم نے اس کو نظریے کو غیر معقول قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ اختلاف کلی طبعی کے دو قسموں یعنی مطلقہ اور مخلوطہ میں ہے، لیکن اس کی تیسری قسم مجردہ، تو اس کے وجود خارجی کا افلاطون کے سوا کوئی قائل نہیں ہے، اسی لیے ماہیت مجردہ کو مُثُل افلاطونیہ (افلاطونی مثالیں) کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ حق ہے کہ مجردہ ذہن میں موجود ہے، کیونکہ ذہن بال کی کھال نکالنے کی قدرت رکھتا ہے، یعنی ذہن کے لیے یہ ممکن ہے کہ ماہیت کو ہر چیز سے الگ کرے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "لا حجر في التصور" تصور میں کوئی پابندی نہیں ہے تصور تو خود نقیض تصور کا بھی ہو سکتا ہے۔ (سلم العلوم:۵۲، میزان العلوم:۱۲۶-۱۲۷)

فصل یازدہم: مطالب اور ماہیت کا بیان

یہ ایک حقیقت ہے کہ نامعلوم تصورات وتصدیقات کا حصول عام طور پر تعلیم وتعلم اور سوال وجواب ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے، لیکن سوال وجواب اس وقت مفید ہو سکتے ہیں جب جواب سائل کے منشاء کے مطابق ہو اور سائل کا منشاء معلوم کرنے لیے سوالیہ الفاظ کی خصوصیت کا جاننا ضروری ہے، تمام سوالیہ الفاظ کے اصول اور مرجع چار لفظ ہیں: (هَلْ، لِمَ، مَا، أَيُّ) انہیں اصول المطالب اور امہات المطالب کہتے ہیں۔ ان میں پہلے دو لفظ طلبِ تصدیق کے اور آخری دو لفظ طلبِ تصور کے لیے آتے ہیں، تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

۱۔۔ "**ماھو، ماھی**؟" مناطقہ کی ایک مشہور اصطلاح ہے، جس سے کسی چیز کے تصور اور حقیقت وماہیت کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اور اس کا استعمال عموما تین چیزوں کے دریافت کرنے کے لیے آتا ہے:۔

۱۔ کسی حقیقت کے کل اجزاء معلوم کرنا (یعنی پوری ماہیت اور حد) ۲۔ نوع دریافت کرنا ۳۔ جنس معلوم کرنا

اگر سائل ایک امر کلی کے متعلق "**ماھو**" کے ذریعے سوال کرے تو اس کا مقصد اس چیز کے کل اجزاء دریافت کرنا ہوتا ہے جیسے "**الانسان ماھو؟**" تو جواب میں "**حیوان ناطق**" آئے گا، اور "**الاسم ما ھو**"؟ تو جواب میں "**کلمة معناھا کامل مافیھا زمن**" آئے گا۔ اگر سائل ایک جزئی یا چند متفق الاشیاء کے متعلق "**ماھو**" کے ذریعے سوال کرے تو اس کا مقصد ان کے انواع کو دریافت کرنا ہوتا ہے جیسے "**زیدماھو؟**" جواب میں "**انسان**" آئے گا، یا "**کتاب، قلم، کرسی ماھم؟**" تو جواب میں "**ھم اسم**" آئے گا۔ اور اگر مختلف الحقائق اشیاء کے متعلق "**ماھو**" کے ذریعے سوال کیا جائے تو سائل کا مقصد ان سب کی جنس دریافت کرنا ہوتا ہے جیسے "**الانسان والفرس والحمارماھم؟**" تو جواب میں "**حیوان**" آئے گا، یا "**الاسم والفعل والحرف ماھم؟**" تو جواب میں "**کلمة**" آئے گا۔ (۱)

۲۔۔ "أيّ": اس لفظ سے کسی شئی کا ممیّز (ایسی کلی جو کسی شئی کو اس کے مشارکات جنسی سے تمیز دے) طلب کیا جاتا ہے، یعنی سائل کا مقصد "أيّ" کے ذریعے ایسے چیز کو معلوم کرنا ہوتا ہے جو ایک جنس کے افراد میں سے کسی ایک فرد کو دوسرے سے جدا کر دے، جدا کرنے والی دو چیز ہیں:۔ ۱۔ فصل ۲۔ خاصہ

اگر کوئی سوال کرے "**الانسان ای شی ھو فی ذاته**"؟ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان کا ممیّز ذاتی کیا ہے؟ جواب میں "**ھو ناطق**

---

(۱) حاصل یہ ہے کہ "ماھو" کے جواب میں یا نوع واقع ہوتی ہے یا حدتام یا جنس۔ وجہ انحصار یہ ہے کہ سوال میں ایک امر مذکور ہوگا یا چند امور۔ اگر ایک امر ہے تو وہ جزئی ہوگا یا کلی، ان دونوں صورتوں میں سوال ماہیت مختصہ کے بارے میں ہوگا۔ امر جزئی کی صورت میں جواب میں نوع واقع ہوگی۔ اس لیے کہ یہی اس کی ماہیت مختصہ ہے، جیسے "زید ماھو؟" کے جواب میں "انسان" واقع ہوگا اور امر کلی کی صورت میں جواب میں حدتام واقع ہوگی۔ اس لیے کہ یہی اس کی ماہیت مختصہ ہے اور اگر سوال میں چند امور مذکور ہیں تو وہ متفقة الحقائق ہیں یا مختلفة الحقائق۔ ان دونوں صورتوں میں سوال تمام ماہیت مشترکہ کے بارے میں ہوگا، اول صورت میں نوع جواب میں واقع ہوگی۔ اس لیے کہ امور متفقة الحقائق کی تمام ماہیت مشترکہ نوع ہے، جیسے "زید، خالد، بکر ماھم" کے جواب میں انسان۔ ثانی صورت میں جنس جواب میں واقع ہوگی۔ اس لیے کہ امور مختلفة الحقائق کی تمام ماہیت مشترکہ جنس ہے، جیسے "الانسان والفرس ماھما؟" کے جواب میں "حیوان"۔

آئے گا۔ اوراگرکوئی سوال کرے "الانسان ای شی هوفی عرضه" ؟ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان کا ممیّز عرضی کیا ہے؟ تو جواب میں "هو ضاحک" آئے گا، ان دونوں صورتوں میں "ناطق " اور "ضاحک" نے انسان کو دوسرے افرادِ حیوان سے جدا کیا ہے۔

۳۔۔۔ "هل": اس لفظ سے کسی چیز کے وجود یا عدم کے متعلق تصدیق کا مطالبہ کیا جاتا ہے، جیسے "هل الانسان؟" کیا انسان موجود ہے؟ "هل الانسان يكذب؟" کیا انسان جھوٹ بولتا ہے؟

۴۔۔۔ "لِمَ": اس لفظ سے کسی تصدیق اور حکم کی علت اور سبب دریافت کیا جاتا ہے، جیسے "لِمَ يكذب الانسان؟ " انسان جھوٹ کیوں بولتا ہے؟

قواعد

قاعدہ نمبر۱: فصل کو ممیّز ذاتی اور خاصہ کو ممیّز عرضی بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: مناطقہ نے کسی بھی قسم کے سوال کو چار کلمات (مَا، أيُّ، هَلْ، لِمَ) میں منحصر کیا ہے، انہیں مناطقہ امہات المطالب اور اصول المطالب کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: اصول المطالب میں پہلے دو (مَا، أيُّ) طلب تصور اور آخری دو (هَلْ، لِمَ) طلب تصدیق کے لیے آتے ہیں، یعنی تصورات کو (مَا، أيُّ) کے ذریعے حاصل کیا جائے گا اور تصدیقات کو (هَلْ، لِمَ) کے ذریعے حاصل کیا جائے گا (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: اگر "مَا" کے ذریعے کسی شئی کا تصور اور مفہوم طلب کیا جائے اور وجود کیساتھ متصف ہونے کا لحاظ نہ کیا جائے، تو اسے "مَا" شارحہ کہتے ہیں۔ اور اگر "مَا" کے ذریعے کسی شئی کا تصور حقیقت کے اعتبار سے مطلوب ہو، یعنی جس ماہیت کا وجود پہلے سے معلوم تھا اس کا تصور حقیقی مطلوب ہو تو اسے "ما" حقیقیہ کہتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر "ما" شارحہ وہ ہے جس کے ذریعے اسم کا صرف مفہوم طلب کیا جائے تو اس میں یہ لحاظ نہ ہو کہ وہ کسی حقیقت موجودہ پر منطبق ہے یا نہیں۔ چنانچہ "ما" کے ذریعہ موجودات و معدومات دونوں کے مفہوم طلب کیے جاسکتے ہیں، جیسے "العنقاء ماهو؟" اور "الانسان ماهو؟"۔ "ما" شارحہ کے جواب میں حد تام، رسم تام، حد ناقص، رسم ناقص سب بھی آسکتی ہیں۔ "ما" حقیقیہ وہ ہے جس کے ذریعہ کسی شئی کی حقیقت موجودہ کا سوال کیا جائے۔ اس کے جواب میں حد تام، رسم تام، حد ناقص، رسم ناقص سب بھی آسکتی ہیں، البتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ "ما" شارحہ میں سوال اس کے علم بالوجود سے پہلے ہوگا اور "ما" حقیقیہ میں سوال کے علم بالوجود کے بعد ہوگا (۴)۔

قاعدہ نمبر۶: "أيّ" کسی شئی کے تمیز کے لیے آتا ہے، خواہ ممیّز ذاتی ہو یا عرضی ہو، ممیّز ذاتی مثال جیسے کہا جائے "الانسان أي شئی هوفي ذاته؟" اس کا جواب "ناطق" آئے گا، اور ممیّز عرضی کی مثال جیسے کہا جائے "الانسان أي شئی هوفي عرضه؟" جواب میں "ضاحك" آئے گا (۵)۔

---

(۱) توضیح المنطق:۲۶. (۲) سلم العلوم:۳۰. (۳) بدر النجوم:۱۹۶. (۴) اسعاد الفهوم.۱/۲۵. (۵) اسعاد الفهوم:۱.۲۵.

قاعدہ نمبر ۷: اگر "ھَــــلْ" میں کسی شئی کی صرف وجود کی تصدیق مطلوب ہو، کہ وہ موجود ہے یا نہیں، اس کی کسی صفت پر ہونا مطلوب نہ ہو، تو اسے "ھَلْ" بسیطہ کہتے ہیں، جیسے "ھل العنقاء موجود أم لا؟ "اور اگر "ھَلْ" میں کسی شئی کی صفت پر موجود ہونے کی تصدیق مطلوب ہو تو اس کو "ھل" مرکبہ کہتے ہیں، جیسے "ھل الانسان عالم اوجاھل؟"۔ (۱)

قاعدہ نمبر ۸: "مـا" شارحہ کے ذریعے موجود اور معدوم دونوں کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اور "مـا" حقیقیہ سے صرف موجود کے متعلق سوال کیا جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۹: "لِمَ" سے کسی شئی کی علت اور دلیل کو طلب کیا جاتا ہے، جو مفید تصدیق اور مفید یقین ہو (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: مناطقہ حضرات (مَنْ، کَمْ، کَیْف، مَتی، أین) کو امہات المطالب کے توابع اور ذنابات بھی کہتے ہیں۔ (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: "مَـنْ" سے ہویت شخصیہ کو طلب کیا جاتا ہے۔ "کَـمْ" سے کسی شئی کا عدد یا مقدار معلوم کی جاتی ہے۔ "کَیْف" سے کیفیت کی تعیین مطلوب ہوتی ہے۔ "أین" سے مکان کے اعتبار سے تعیین طلب کی جاتی ہے اور "مَتٰی" سے زمان سے اعتبار سے تعیین کیا جاتی ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: "ای" کے جواب میں ذاتیات بھی آتی ہیں اور عرضیات بھی آتی ہیں اگر "ای" کیساتھ ساتھ "فی حدذاتہ" کا لفظ بڑھا دیا جائے تو جواب ذاتیات سے دیا جائے گا اور حسب موقع فصل قریب اور فصل بعید جواب میں آئیں گی اور اگر "ای" کیساتھ "فـی عـرضـہ" کا لفظ بڑھایا گیا ہے تو جواب عرضیات سے ہوگا اور خاصہ حقیقیہ یا خاصہ اضافہ جواب میں آئیں گے۔ (۶)

تمرین

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

ماھو الوضع ؟ المعرب أی شیء ھو فی ذاتہ؟ ماھو المعرب ؟ الاسم و الکلمۃ ماھما؟ الانسان و الفرس ماھما؟ البقر و الشجر و الحجر ماھم؟ الکلمۃ ماھی؟ ماھو الکلام ؟ الاسم و الفعل ماھما ؟ التصور و التصدیق ماھما؟ الانسان ای شئی ھو فی عرضہ؟ ماھی الدلالۃ ؟ ماھی المرکب؟ الکلی ماھو؟ الجنس و الفصل و الخاصۃ ماھم؟ المعرب و الفعل ماھما؟ الفعل أی شیء ھو فی ذاتہ؟ الاسم أیّ شیء ھو فی عرضہ؟ البیع ما ھو؟ بیع السلم و الصّرف ما ھما؟ بیع السّلم أیّ شیء ھو فی ذاتہ؟ بیع الصّرف أیّ شیء ھو فی عرضہ؟

---

(۱) اسعاد الفہوم: ۱/ ۲۶. (۲) بدر النجوم: ۱۶۸.

(۳) سلم العلو: م۲۸. (۴) سلم العلوم: ۲۸.

(۵) سلم العلوم: ۲۸، اسعاد الفہوم: ۲/ ۲۶. (۶) میزان العلوم: ۳۹.

فصل سیزدہم: نسب اربعہ کا بیان

نسبت کا معنی تعلق ہے کہ جس طرح دو آمیوں کے درمیان دوستی، دشمنی اور اجنبیت وغیرہ میں سے کوئی نہ کوئی تعلق ہوتا ہے، تو اسی طرح دو کلیوں کے درمیان بھی چار قسم کے تعلقات میں سے کوئی ایک ہونا ضروری ہے۔ نسبت کی چار قسمیں یہ ہیں:۔

۱۔ تساوی ۲۔ تباین ۳۔ عموم خصوص مطلق ۴۔ عموم خصوص من وجہ

۱۔ **تساوی کی تعریف:** دو کلیوں کے ایسے تعلق کو کہتے ہیں، جن میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے، جیسے انسان اور ناطق، کیونکہ ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق انسان ہے، یا مومن اور جنتی، کیونکہ ہر مومن جنتی ہے اور ہر جنتی مومن ہے۔

۲۔ **تباین کی تعریف:** دو کلیوں کے ایسے تعلق کو کہتے ہیں، جن میں سے کوئی بھی کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے، جیسے انسان اور فرس، کیونکہ کوئی انسان فرس نہیں اور نہ ہی کوئی فرس انسان ہے، یا مسلمان اور کافر، کیونکہ کوئی مسلمان کافر نہیں اور کوئی کافر مسلمان نہیں۔

۳۔ **عموم خصوص مطلق کی تعریف:** دو کلیوں کے ایسے تعلق کو کہتے ہیں، جن میں سے ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے اور دوسری کلی پہلی کلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے، جیسے انسان اور حیوان، کیونکہ ہر انسان حیوان ہے، لیکن ہر حیوان انسان نہیں، یا حنفی اور مسلمان، کیونکہ ہر حنفی مسلمان ہے، لیکن ہر مسلمان حنفی نہیں۔

۴۔ **عموم خصوص من وجہ کی تعریف:** دو کلیوں کے ایسے تعلق کو کہتے ہیں، جن میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر صادق نہ ہو، جیسے حیوان اور ابیض، کیونکہ بعض حیوان ابیض ہیں اور بعض نہیں اور اسی طرح بعض ابیض حیوان ہیں اور بعض نہیں۔ یا عالم اور ذہین، کیونکہ بعض عالم ذہین ہیں، بعض نہیں، اسی طرح بعض ذہین عالم ہیں اور بعض نہیں۔

وجہ حصر: دو کلیوں کے درمیان تصادق ہو گا یا تفارق ہو گا، اگر تفارق ہو تو تباین، اگر تصادق ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، جانبین سے ہو گا یا جانب واحد سے ہو گا، اگر جانب واحد سے ہو تو عموم خصوص مطلق، اور اگر جانبین سے ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں تصادق کلی ہو گا یا جزئی ہو گا، اگر تصادق کلی ہو تو تساوی اور تصادق جزئی ہو تو عموم خصوص من وجہ۔

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: نسب اربعہ کا تحقق صرف دو کلیوں میں ہو سکتا ہے، دو جزئیوں یا ایک جزئی اور ایک کلی میں نہیں ہو سکتا۔ دو جزئیوں میں یا تو تساوی کی نسبت ہو گی یا تباین کی۔ اگر دونوں جزئی متحد ہوں تو تساوی کی نسبت ہو گی، جیسے زید اور "ھذا الانسان" جس میں "ھذا" کا مشار الیہ زید ہی ہو۔ اور اگر دو جزئی متغائر ہیں تو تباین کی نسبت ہو گی، جیسے زید، عمرو۔ اسی طرح ایک کلی اور ایک جزئی میں یا تو تباین کی نسبت ہو گی یا عموم خصوص مطلق کی۔ اگر یہ جزئی اس کلی کا فرد نہیں تو تباین ہے، جیسے زید اور فرس۔ اور اگر اس کلی کا فرد ہے جس سے نسبت قائم کی

جارہی ہے تو عموم خصوص مطلق ہے، جیسے زید اور انسان۔ (۱)

قاعدہ نمبر۲: جن کلیوں میں تساوی کی نسبت ہو تو انہیں متساوبین کہتے ہیں جن دو کلیوں میں تباین کی نسبت ہو تو انہیں متباینین کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۴: متساوبین میں مفہوم علیحدہ علیحدہ اور مصداق اور ماصدق ایک ہی ہوتا ہے اور مترادفین میں مفہوم اور مصداق دونوں ایک ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۵: جن دو کلیوں میں عموم خصوص کی نسبت ہو تو ان میں سے ایک کو اعم مطلق اور دوسرے کو اخص مطلق کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۶: جہاں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہو تو وہاں دو مادے ہوتے ہیں ایک مادہ اجتماعی اور ایک مادہ افتراقی۔ (۵)

قاعدہ نمبر۷: جہاں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو تو وہاں تین مادے ہوتے ہوتے ہیں ایک اجتماعی اور دو افتراقی۔ (۶)

قاعدہ نمبر۸: نسبت تساوی کا رجع دو موجبہ کلیہ قضیوں کی طرف ہوتا ہے، جیسے "کل انسان ناطق" اور "کل ناطق انسان" (۷)۔

قاعدہ نمبر۹: نسبت تباین میں دو سالبے کلیہ قضیے تیار ہوتے ہیں، جیسے "لاشئی من الحجر بانسان" اور "لاشیء من الانسان بحجر" (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۰: عموم خصوص مطلق میں ایک قضیہ موجبہ کلیہ تیار ہوگا، جس کا موضوع اخص اور محمول اعم ہوگا، جیسے "کل انسان حیوان" اور ایک قضیہ سالبہ جزئیہ تیار ہوگا، جس کا موضوع اعم اور محمول اخص ہوگا جیسے "بعض الحیوان لیس بانسان" (۹)۔

قاعدہ نمبر۱۱: عموم خصوص من وجہ میں تین قضیے تیار ہوں گے ایک موجبہ جزئیہ اور دو سالبہ جزئیے۔ موجبہ جزئیہ، جیسے "بعض الابیض حیوان"۔ سالبہ جزئیہ، جیسے "بعض الابیض لیس بحیوان۔" سالبہ جزئیہ، جیسے "بعض الحیوان لیس بابیض" (۱۰)۔

قاعدہ نمبر: جب دو کلیوں میں تساوی کی نسبت ہو تو ہر ایک کو لفظ "کل" کیساتھ موضوع اور دوسرے کو محمول بنا سکتے ہیں، جیسے بشر اور انسان۔ ان میں تساوی ہے، اس لیے "کل انسان بشر" بھی درست ہے اور "کل بشر انسان" بھی درست ہے۔ اور جب دو کلیوں میں تباین ہوگا تو شروع میں حرف نفی لگا کر ہر ایک کو موضوع اور دوسرے کو محمول بنا سکتے ہیں، جیسے لفظ خالق ومخلوق کے درمیان تباین ہے، اس لیے "لاشئی من الخالق بمخلوق" اور "لاشئی من المخلوق بخالق" دونوں درست ہیں۔

قاعدہ نمبر: عموم خصوص مطلق میں خاص مطلق کو موضوع بنائیں تو لفظ "کل" بڑھائیں گے، جیسے "کل انسان حیوان" اور عام مطلق کو موضوع بنائیں تو دو قضیے بنیں گے، ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ اور دونوں کے شروع میں لفظ "بعض" لگے گا، جیسے "**بعض الحیوان**

---

(۱) قطبی:۲۱۰، ہامش مرقاۃ:۳۱۔ اسعد الفہوم:۱/۶۵۔ (۲) شرح تہذیب:۵۰، توضیح المنطق۳۱۔

(۲) شرح تہذیب:۵۰، توضیح المنطق۳۲۔ (۳) تفہیم المنطق:۴۷۔ (۴) آسان منطق:۲۸۔ (۵) قطبی:۲۰۵۔

(۶) قطبی:۲۰۵۔ (۷) شرح تہذیب:۵۲، ہامش مرقاۃ:۳۱۔ (۸) قطبی:۲۰۹، شرح تہذیب:۵۳، ہامش مرقاۃ:۳۱۔

(۹) قطبی:۲۰۹، شرح تہذیب:۵۳، ہامش مرقاۃ:۳۱۔ (۱۰) قطبی:۲۰۹-۲۱۰، شرح تہذیب:۵۳، ہامش مرقاۃ:۳۲۔

انسان“اور”**بعض الحیوان لیس بانسان**“.

قاعدہ نمبر: جب دوکلیوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہوتو ہر ایک کو موضوع اور محمول بنا سکتے ہیں، مگر ”**بعض**“ یا اس کا ہم معنی شروع میں لانا ہوگا، خواہ جملہ موجبہ ہو یا سالبہ ہو، جیسے ”**بعض الحیوان ابیض، بعض الحیوان لیس بابیض، بعض الابیض حیوان، بعض الابیض لیس بحیوان**“.

قاعدہ نمبر۱۲: نسبت میں جن دوکلیوں کو پہلے ذکر کیا جاتا ہے، انہیں عینین کہتے ہیں، جیسے ”انسان“ اور ”ناطق“ یا ”لا انسان“ اور ”لا ناطق“۔ اور جن دوکلیوں کو ثانیاً ذکر کیا جاتا ہے، انہیں نقیضین کہتے ہیں، جیسے ”لا انسان“ اور ”لا ناطق“ یا ”انسان“ اور ”ناطق“۔(۱)

قاعدہ نمبر۱۳: جن دوکلیوں کے عینین میں تساوی کی نسبت ہوتو ان کے نقیضین میں بھی تساوی کی نسبت ہوگی، جیسے ”انسان“ اور ”ناطق“ ان کے عینین مین تساوی کی نسبت ہے، جہاں ”انسان“ ہے وہاں ”ناطق“ ہے اور جہاں ”ناطق“ ہے، وہاں ”انسان“ ہے، اسی طرح ان کے نقیضین (لا انسان، لا ناطق) میں بھی تسای کی نسبت ہے، جہاں ”لا انسان“ صادق آئے گاو، ہاں ”لا ناطق“ بھی صادق آئے گا، جیسے کتاب اور قلم پر، یہ دونوں صادق آتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۱۴: جن دوکلیوں کے عینین میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہوتو ان کے نقیضین میں بھی عموم خصوص مطلق کی نسبت ہوگی، البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ عینین میں جو اخص مطلق تھا، نقیضین میں وہ اعم مطلق ہوگا اور جو عینین میں اعم مطلق تھا وہ نقیضین میں اخص مطلق ہوگا، جیسے ”انسان“ اور ”حیوان“ ۔ یہ دوکلیاں عینین ہے۔ ”انسان“ اخص مطلق اور ”حیوان“ اعم مطلق ہے، ان دونوں کی نقیضین ”لا انسان“ اور ”لا حیوان“ میں بھی عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، عینین میں جہاں ”انسان“ صادق تھا وہاں ”حیوان“ بھی صادق تھا، لیکن یہاں اس کا عکس ہوگا، کیونکہ یہاں ”لا حیوان“ اخص اور ”لا انسان“ اعم ہے، جہاں ”لا حیوان“ صادق ہوگا، وہاں ”لا انسان“ بھی صادق ہوگا، جیسے ”کتاب“ پر ”لا حیوان“ اور ”لا انسان“ دونوں صادق آتے ہیں، لیکن جہاں ”لا انسان“ صادق آئے، وہاں ”لا حیوان“ کا صادق آنا ضروری نہیں، جیسے ”فرس وحمار“ پر ”لا انسان“ صادق ہے، لیکن ”لا حیوان“ صادق نہیں آتا، بلکہ ”حیوان“ صادق آتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۱۵: جب ہر کلی دوسری کلی کے بغیر صادق تو اسے تباین جزئی کہتے ہیں، تباین جزئی مقسم، تباین کلی اور عموم خصوص من وجہ اس کی قسمیں ہیں، تباین کلی میں ہر کلی دوسری کلی کے بغیر صادق آتی ہے، اسی طرح عموم خصوص من وجہ میں بھی ہر کلی دوسری کلی کے بغیر صادق آتی ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۶: جن دوکلیوں میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو، تو ان کی نقیضین میں تباین جزئی ہوگا، یعنی کبھی تباین کلی اور کبھی عموم خصوص من وجہ ہوگا، جیسے حیوان اور ابیض میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، ان کی نقیضین ”لا حیوان“ اور ”لا ابیض“ میں بھی عموم خصوص من وجہ کی

---

(۱) سراج التہذیب:۱۴۶۔ (۲) سلم العلوم:۵۶، قطبی:۲۱۲، شرح تہذیب: مفتاح التہذیب:۳۲۔

(۳) سلم العلوم:۵۸، قطبی:۲۱۳، شرح تہذیب: مفتاح التہذیب:۳۲۔

(۴) سلم العلوم:۵۹، قطبی:۲۱۶، شرح تہذیب:۵۴، مفتاح التہذیب:۳۲۔

نسبت ہے، مادہ اجتماعی: سیاہ پتھر، پہلا مادہ افتراقی: کالا گدھا۔ یہ ’’لاابیض‘‘ ہے، لیکن ’’لاحیوان‘‘ نہیں، بلکہ ’’حیوان‘‘ ہے۔ دوسرا مادہ افتراقی: سفید پتھر۔ یہ ’’لاحیوان‘‘ تو ہے، لیکن ’’لاابیض‘‘ نہیں، بلکہ ’’ابیض‘‘ ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: کبھی عینین میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہوگی، لیکن نقیضین میں تباین کلی ہوگا، جیسے ’’حیوان‘‘ اور ’’لاانسان‘‘ ان میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، مادہ اجتماعی: ’’فرس‘‘، یہ ’’حیوان‘‘ بھی ہے اور ’’لاانسان‘‘ بھی ہے۔ مادہ افتراقی کی پہلی مثال: زید، یہ ’’حیوان‘‘ ہے، لیکن ’’لاانسان‘‘ نہیں، بلکہ ’’انسان‘‘ ہے۔ مادہ افتراقی کی دوسری مثال: پتھر، یہ ’’لاانسان‘‘ تو ہے، لیکن ’’حیوان‘‘ نہیں۔ ان دوکلیوں کی نقیضوں میں (لاحیوان، انسان) میں تباین کلی ہے، کبھی جمع نہیں ہوسکتے، کیونکہ جو چیز ’’لاحیوان‘‘ ہے وہ ’’انسان‘‘ نہیں ہوسکتی اور جو ’’انسان‘‘ ہے وہ ’’لاحیوان‘‘ نہیں ہوسکتی (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۸: جن دوکلیوں کی عینین میں تباین کلی کی نسبت ہوتو ان کے نقیضین میں تباین جزئی کی نسبت ہوگی، یعنی کبھی تباین کلی ہوگا اور کبھی عموم خصوص من وجہ ہوگا، جیسے ’’موجود اور معدوم‘‘ میں تباین کلی کی نسبت ہے، کیونکہ اس سے دو سالبہ کلیہ بنتے ہیں اور ان کی نقیضوں (لاموجود، لامعدوم) میں بھی تباین کلی کی نسبت ہے، کیونکہ اس سے بھی دو سالبہ کلیہ بنتے ہیں، جیسے ’’لاشئی من اللاموجود بلامعدوم‘‘ اور ’’لاشئی من اللامعدوم بلاموجود‘‘ ہوگا اور عینین میں تباین کلی ہو، نقیضین میں عموم خصوص من وجہ ہو اس کی مثال ’’انسان‘‘ اور ’’حجر‘‘ میں تباین کلی ہے اور ان کی نقیضین (لاانسان، لاحجر) میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ مادہ اجتماعی: شجر۔ اس پر ’’لاانسان‘‘ اور ’’لاحجر‘‘ دونوں صادق ہیں۔ مادہ افتراقی کی دوسری مثال: حجر۔ اس پر ’’لاانسان‘‘ صادق ہے، لیکن ’’لاحجر‘‘ صادق نہیں، بلکہ ’’حجر‘‘ صادق ہے۔ مادہ افتراقی کی دوسری مثال: خالد۔ اس پر ’’لاحجر‘‘ صادق ہے، لیکن ’’لاانسان‘‘ صادق نہیں، بلکہ ’’انسان‘‘ صادق ہے (۳)۔

تمرین

درج ذیل کلیات میں کون کونسی نسبتیں ہیں؟

النّبی/ الرسول. المسلم/ الباکستانی. الحیوان/الفرس. الکلمة/الاسم . الإنسان/الناطق. الإسم/اللفظ. الأبیض/ الحیوان. الإسم/الفعل. الناس/الملأ. العفّة/الشجاعة. الأدیب/الخطیب. التباین/التساوی. القلب/العقل. العلم/الحصولی. التصور/النظری. التصوُّر/التصدیق. الإنسان/ الجمل. الدم /النجس. الکلب/النجس. الورد/ الأحمر. منقول/مشترک. مجاز/حقیقة. نور/ظلمة. صوم /عبادة. عالم/مؤمن. . علم/زهد ، عالم/زاهد. بشر/رسول. کلمة/أداة. مرکّب/مرکب ناقص. خبر/إنشاء . أسود/ حُلو. الدیوبندی/ المسلم. المسلم/السلفی. الإسلام/ الکفر. الکلی/ الجزئی. الشرط/ الجزاء .

---

(۱) سلم العلوم:۵۹، قطبی:۲۱۸، شرح تہذیب:۵۵، مفتاح التہذیب:۳۲۔ (۲) سلم العلوم:۵۹، قطبی:۲۱۸، شرح تہذیب:۵۵، مفتاح التہذیب:۳۳۔

(۳) سلم العلوم:۵۹، قطبی:۲۱۸، شرح تہذیب: ۵۶، مفتاح التہذیب:۳۳۔

فصل چہاردہم: تعریف، معرّف اور قول شارح کا بیان

دو یا زیادہ معلوم تصوروں کو ملا کر کسی نا معلوم تصور کے معلوم کرنے کو تعریف، معرف اور قول شارح کہتے ہیں۔

تعریف کی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔ حقیقی ۲۔ لفظی

ا۔ **تعریف حقیقی:** وہ تعریف ہے جس کے ذریعے غیر حاصل صورت کو حاصل کیا جائے، جیسے مجہولات کی تعریف۔ بالفاظِ دیگر تعریف حقیقی وہ ہے جس کے ذریعے مسمّی کا تعارف مقصود ہو، جیسے روٹی اور شوربے کے مجموعے سے ثرید کا تعارف کیا جاتا ہے۔

۲۔ **تعریف لفظی:** وہ تعریف ہے جس میں غیر حاصل صورت کو حاصل کرنا نہ ہو، بلکہ ذہن میں موجود صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو متعین کیا جائے۔ بالفاظِ دیگر تعریف لفظی وہ ہے جس میں محض لفظ کا تعارف مقصود ہو، جیسے غضنفر کی تعریف اسد (شیر) سے کرنا۔

وجہ حصر: تعریف میں مسمّی اور مدلول کا تعارف مقصود ہوگا یا محض لفظ کا تعارف مقصود ہوگا، اگر مسمّی اور مدلول کا تعارف مقصود ہو تو تعریف حقیقی اور اگر محض لفظ کا تعارف مقصود ہو تو تعریف لفظی۔

تعریف حقیقی کی چار قسمیں ہیں:۔ ا۔ حد تام ۲۔ حد ناقص ۳۔ رسم تام ۴۔ رسم ناقص

ا۔ **حد تام:** وہ تعریف ہے، جو معرَّف کے جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو، جیسے "حیوان ناطق" انسان کی حد تام ہے یا "**كلمة تدل على معنى في نفسها غير مقترن باحد الازمنة الثلاثة**" اسم کی حد تام ہے، اس لیے کہ "**كلمة تدل على معنى في نفسها**" اسم کے لیے جنس قریب ہے اور "**غير مقترن باحد الازمنة الثلاثة**" اسم کے لیے فصل قریب ہے۔

۲۔ **حد ناقص:** وہ تعریف ہے، جو معرَّف کے جنس بعید اور فصل قریب، یا صرف فصل قریب سے مرکب ہو، جیسے "جسم ناطق" یا "ناطق" انسان کی حد ناقص ہے، یا "**لفظ تدل على معنى في نفسها غير مقترن باحد الازمنة الثلاثة**" یا صرف "**غير مقترن باحد الازمنة الثلاثة**" اسم کی حد ناقص ہے، اس لیے کہ "**لفظ**" اسم کیلئے جنس بعید ہے اور "**غير مقترن الخ.**" اسم کیلئے فصل قریب ہے۔

۳۔ **رسم تام:** وہ تعریف ہے، جو معرَّف کے جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو جیسے "حیوان ضاحک" یا "ضاحک" انسان کی رسم تام ہے اور "کلمۃ مسند الیہ" اسم کی رسم تام ہے، اس لیے کہ "کلمۃ" اسم کے لیے جنس قریب ہے اور "مسند الیہ" اسم کا خاصہ ہے۔

---

(۱) واضح رہے کہ تعریف کی دو قسمیں ہیں، حقیقی اور لفظی۔ پھر تعریف حقیقی کی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) تعریف بحسب الحقیقۃ (۲) تعریف بحسب الاسم

(۱) تعریف بحسب الحقیقۃ: وہ تعریف حقیقی ہے جس میں کسی صورت غیر حاصلہ کی تحصیل اس طرح ہو کہ اس کا وجود خارجی بھی معلوم ہو جائے، جیسے انسان کی تعریف حیوانِ ناطق سے کرنا اس طور پر کہ مخاطب کو اس تعریف سے انسان کا خارج میں موجود ہونا بھی معلوم ہو جائے۔

(۲) تعریف بحسب الاسم: وہ تعریف حقیقی ہے جس میں صرف کسی صورت غیر حاصلہ کی تحصیل ہو اور اس کا وجود محض فنی اصطلاح ہونے کے اعتبار سے ہو، جیسے کلمہ کی تعریف: "لفظ وضع لمعنی مفرد" کرنا۔ اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علوم جو تعریفات ہیں وہ تعریف حقیقی بحسب الاسم کے قبیل سے ہیں۔ (رشیدیہ: ۱۲، اسعاد الفہوم: ۱/۱۰۹)

۴۔ رسمِ ناقص: وہ تعریف ہے جو معرَّف کے جنس بعید اور خاصہ یا صرف خاصہ سے مرکب ہو، جیسے جسم ضاحک یا صرف ضاحک انسان کی رسم ناقص ہے، یا ’’لفظ مسند الیہ‘‘ یا فقط ’’مسند الیہ‘‘ اسم کی رسم ناقص ہے، اس لیے کہ ’’لفظ‘‘ اسم کیلئے جنس بعید ہے اور ’’مسند الیہ‘‘ خاصہ ہے۔

وجہ حصر: تعریف فصل قریب پر مشتمل ہونے کیساتھ ساتھ جنس قریب پر مشتمل ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو حد تام اور اگر نہ ہو، عام ازیں کہ جنس بعید پر مشتمل ہو یا نہ ہو تو یہ حد ناقص ہے، اور اگر خاصہ پر مشتمل ہونے کیساتھ ساتھ جنس قریب پر مشتمل ہوگی یا نہیں، اگر مشتمل ہو تو رسم تام اور اگر خاصہ پر مشتمل ہونے کیساتھ ساتھ جنس قریب پر مشتمل نہ ہو، عام ازیں کہ جنس بعید پر مشتمل ہو یا نہ ہو یہ رسم ناقص ہے۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: تصورات میں اصل مقصود قول شارح ہے جیسا کہ تصدیقات میں اصل مقصود دلیل و حجت ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر: معرَّف وہ لفظ ہے جو کسی شئ پر اس لیے محمول ہو کہ اس کے ذریعے اس شئ کا تصور ہو جائے۔

قاعدہ نمبر۲: قول شارح کو تعریف، حد، رسم اور معرِّف بھی کہتے ہیں اور جس چیز کی تعریف کی جائے اسے معرَّف، محدود، مرسوم اور مقول علیہ الشارح بھی کہتے ہیں(۲)۔

قاعدہ نمبر۳: تعریف کے پانچ نام ہیں:۔ ۱۔قول شارح ۲۔ تعریف ۳۔ معرِّف ۴۔ حد ۵۔ رسم(۳).

قاعدہ نمبر۴: معرَّف کے بھی پانچ نام ہیں:۔ ۱۔مقول علیہ الشارح ۲۔ معرَّف ۳۔ ذوتعریف ۴۔ محدود ۵۔ مرسوم(۴).

قاعدہ نمبر۵: تعریف ہمیشہ کلیات خمسہ سے کی جاتی ہے(۵)۔☆

قاعدہ نمبر۶: تعریف سے غرض اطلاع علی الذاتیات یا امتیاز عن جمیع المشارکات ہوتا ہے، یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے یعنی یہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کرنا، یہ اطلاع علی الذاتیات بھی ہے اور امتیاز عن جمیع المشارکات بھی ہے، لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ تعریف سے نہ اطلاع علی الذاتیات اور نہ ہی امتیاز عن جمیع المشارکات حاصل ہو۔(۶)

قاعدہ نمبر۷: عرض عام کو تعریف میں ذکر نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اس سے امتیاز عن جمیع المشارکات حاصل نہیں ہوتا(۷)۔

قاعدہ نمبر۸: عرض خاص تعریف میں واقع ہو سکتا ہے، جیسے انسان کی تعریف ”ماشي مستقيم القامة“ سے کرنا، لیکن یہ خاصہ مرکبہ کہلائے گا(۸)۔

قاعدہ نمبر۹: نوع ہمیشہ تعریف میں معرَّف واقع ہوتی ہے باقی تینوں (جنس، فصل، خاصہ) تعریف میں واقع ہوتے ہیں(۹)۔

قاعدہ نمبر: تعریف حقیقی میں صورتِ غیر حاصلہ کی تحصیل ہوتی ہے اور تعریف لفظی میں صورت حاصلہ کی تفسیر ہوتی ہے۔(۱۰)

---

(۱) شرح تہذیب:٨١. (۲) صرح اللبیب:٢٦٦. (۳) صرح اللبیب:٢٦٦.

(۴) صرح اللبیب:٢٦٦. (۵) صرح اللبیب:٢٦٧. (۶) سراج التہذیب:٢٠٣.

(۷) شرح تہذیب:٨٥. (۸) شرح تہذیب:٨٥. (۹) سراج التہذیب:٢٠٧. (۱۰) اسعاد الفہوم:١/١٠٩.

قاعدہ نمبر۱۰: جس تعریف میں فصل مذکور ہو اسے حد اور جس میں خاصہ مذکور ہو اسے رسم کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۱۱: تعریف بالذاتیات کو حد اور تعریف بالعرضیات کو رسم کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۱۲: ہر وہ قضیہ جو حد یا رسم پر مشتمل ہو وہ قضیہ مطردہ منعکسہ کہلاتا ہے۔ مطرد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تعریف صادق آئے وہاں معرَّف بھی صادق آئے، اسی سے لازماً یہ ثابت ہوا کہ تعریف میں معرَّف کے سوا دوسرے افراد داخل نہیں ہیں، لہذا تعریف دخول غیر سے مانع ہو۔ اور منعکس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جن افراد سے تعریف منتفی ہو، یعنی جہاں تعریف صادق نہ آئے وہاں معرَّف بھی صادق نہ آئے اور یہ اس وقت ہوگا جب تعریف معرَّف کے تمام افراد کو جامع ہو۔ الغرض اطراد کا معنی دخولِ غیر سے مانع ہونا ہے اور انعکاس کا معنی اپنے افراد پر جامع ہونا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۱۳: جو قضیہ معرَّف اور معرِّف پر مشتمل ہو وہ قضیہ طبعیہ کہلاتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۴: معرَّف قضیہ کا موضوع اور معرِّف محمول ہوتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۱۵: ہر تعریف صحیح کے لیے فصل قریب یا خاصہ پر مشتمل ہونا ضروری ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر۱۶: حدود اور رسوم میں جنس، فصل، خاصہ اور عرض عام فرض فارض اور اعتبار معتبر پر موقوف ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۷: تعریف لفظی کو ترجمہ سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۸: حدود اور رسوم بحسب الحقیقۃ ماہیات حقیقیہ ہیں اور بحسب الاسم ماہیات اعتباریہ ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر۱۹: رسوم کا درجہ حدود کے بعد ہوتا ہے (۱۰)۔

قاعدہ نمبر۲۰: حد حقیقی اور رسم حقیقی عسیر التحقق (دشوار و مشکل) کہلاتے ہیں، اس لیے کہ حد حقیقی کے لیے ضروری ہے کہ شئی کی جنس واقعی اور فصل واقعی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ جس کو ہم نے جنس قرار دیا ہے وہ عرض عام ہو اور جس کو فصل قرار دیا ہے وہ خاصہ ہو، کیونکہ ان کا آپس میں اشتباہ ہوتا ہے اور ہمارے پاس کوئی قطعی دلیل ایسی نہیں کہ جس سے جنس اور عرض عام اور فصل اور خاصہ میں فرق کرسکیں۔ البتہ مفاہیم لغویہ اور اصطلاحیہ کے اعتبار سے فرق کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ عام طور پر جو تعریفات کی جاتی ہیں، یہ محض تعبیرات ہیں، انہیں حد توسعی اور رسم توسعی کہا جاتا ہے (۱۱)۔

فائدہ نمبر: قوتِ مدرکہ (خیال و حافظہ) میں خزانہ کی ہوئی صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو متعین اور مستحضر کرنا اور یہ تصور کرنا کہ یہی

---

(۱) سلم العلوم:۹۸، شرح تہذیب:۸۴۔ (۲) تفہیم المنطق:۸۱، سلم العلوم:۹۸۔

(۳) سلم العلوم:۹۶، قطبی:۱۵۸، فن المنطق:۳۵۔ میزان العلوم:۱۲۹۔ (۴) تحفہ شاہجہانی:۱۱۔ (۵) تحفہ شاہجہانی:۱۱۔

(۶) تفہیم المنطق:۸۶۔ (۷) تحفہ شاہجہانی:۱۱۔ (۸) تفہیم المنطق:۸۶۔ (۹) الرشیدیہ فی المناظرہ:۱۸۔

(۱۰) تفہیم المنطق:۸۱۔ (۱۱) تحریر کندیا:۱۹۰۔ رشد العلوم

صورت اس لفظ کی حقیقت ہے تعریف لفظی کہلاتی ہے، جیسے لفظ ''اللہ'' کی تعریف کرنا کہ وہ ''علم للذات الواجب الوجود المستجمع لجمیع صفات الکمال۔''☆

فائدہ نمبر: تعریف کا مقصد یا تو کسی ایسی صورت کو حاصل کرنا ہے جو ذہن میں نہیں، یا ذہن میں موجود صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو متعین کرنا ہوتا ہے، قسم اول کو تعریف حقیقی اور قسمِ ثانی کو تعریف لفظی کہتے ہیں، پھر تعریف حقیقی کی دو قسمیں ہیں: ا۔ تعریف حقیقی بحسب الحقیقۃ ۲۔ تعریف حقیقی بحسب الاسم۔ واضح رہے کہ مقسم میں تعریف حقیقی سے تعریف لفظی کا مقابل مراد ہے اور تعریف بحسب الحقیقۃ میں لفظ حقیقت سے مقابل فرض و وہم مراد ہے۔ ☆☆

قاعدہ نمبر: ملا مبین میں ہے کہ مذکورہ تفصیل سے تعریف کی نو قسمیں حاصل ہوں گی، چار تعریف حقیقی بحسب الحقیقت کی یعنی حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص اور چار قسمیں تعریف بحسب الاسم کی یعنی حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص اور نویں قسم تعریف لفظی ہے۔ (۲)

قاعدہ نمبر: منطق کی غرض معلومات کے ذریعہ سے مجہولات کو حصول اور ناواقفیت کی وجہ سے اس میں جو غلطیاں واقع ہوتی ہیں ان سے محفوظ رہنا ہے۔ حصولِ مجہولات کے قواعد کو منضبط کرنے کے لیے معلومات کے دو حصے کیے گئے ہیں: موصل تصوری اور موصل تصدیقی۔ موصل تصوری وہ تصورات معلومہ ہیں جن سے تصورات مجہولہ حاصل کیے جاتے ہیں جن کو معرف و قول شارح بھی کہتے ہیں اور موصل تصدیقی وہ تصدیقات معلومہ ہیں جن سے تصدیقات مجہولہ حاصل کیے جاتے ہیں جن کو حجت اور دلیل کہتے ہیں، چونکہ تصدیقات اپنی موجودیت میں تصورات کے محتاج ہوتے ہیں اس لیے موصل تصوری کی بحث موصل تصدیقی پر مقدم کی جاتی ہے۔ (۳)

قاعدہ نمبر: تحصیل مجہولات کا طریقہ یہ ہے کہ ذہن تمام معلومات کے لیے بمنزلہ ایک خزانہ اور کارخانہ کے ہے کہ جس کسی چیز کی معرفت و ماہیت مطلوب ہوتی ہے تو انہی ذہنی معلومات میں سے مناسب معلومات کو ترتیب دے کر مطلوب ماہیت حاصل کی جاتی ہے: کسی چیز کی تعریف کرنے کا عام طریقہ یہ ہے کہ اپنی ذہنی معلومات میں سے معرف کیساتھ مناسبت رکھنے والے ایسے دو معلومات لیے جاتے ہیں کہ جن میں سے ایک معرَّف سے عام (جنس) ہو اور دوسرا اس کیساتھ خاص اور مساوی (فصل) ہو۔ اب ان ہر دو معلومات کو ملا کر معرَّف پر حمل کرتے ہیں جس سے اس کا نامعلوم تصور حاصل ہو جاتا ہے، مثلاً: تم کو انسان کی نامعلوم ماہیت مطلوب تھی تو تم نے اپنے ذہنی معلومات میں سے انسان کیساتھ حیوان (جنس) اور ناطق (فصل) کو مناسب پایا۔ اس لیے دونوں کو ملا کر انسانی ماہیت کے حصول کے لیے اس پر حمل کر کے یوں کہا کہ: انسان حیوان ناطق ہے۔ اس میں انسان محدود اور معرَّف کہلائے گا اور حیوان ناطق اس کی ماہیت و معرِّف کہلائے گی، جس کے حمل کرنے سے اس کی ماہیت (عقل مندی سے بولنے والا جاندار ہے) معلوم ہوئی۔ (۴)

☆ دستور العلماء: ۱/ ۲۱۵۔ ☆☆ دستور العلماء ۱/ ۳۶۱۔

(۲) میزان العلوم: ۱۲۸. (۳) معین المنطق: ۸۱.

(۴) معین المنطق: ۸۱.

قاعدہ نمبر۲۱: حدناقص اوررسم ناقص دونوں مفید تعریف کہلاتے ہیں، تاہم دونوں میں فرق یہ ہے کہ حدناقص مفید تعریف ذاتی اوررسم ناقص مفید تعریف عرضی کہلاتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲۲: تعریف لفظی، تعریف بالمثال اورتعریف بالتقسیم من جملہ رسم میں داخل ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۲۳: جس تعریف سے اطلاع علی الذاتیات حاصل ہو اسے تصور بالکنہ اور جس سے امتیاز عن جمیع المشارکات حاصل ہو اسے تصور بوجہ کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۲۴: جب کسی معرّف کا تصور بالکنہ حاصل ہوگا تو اس کے معرّف کے اجزاء کا بھی تصور بالکنہ حاصل کرنا ہوگا جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق کیساتھ تصور بالکنہ ہے تو اب حیوان اور ناطق کا بھی تصور بالکنہ کرنا ہوگا۔ اگر معرّف کا تصور بالوجہ ہو تو اس کے معرّف کے اجزاء کا بھی تصور بالوجہ ہوگا جیسے انسان کی تعریف عرض عام (ماشی) کیساتھ کی جائے تو معرّف (ماشی) کا بھی تصور بوجہ کرنا ہوگا (۴)۔

قاعدہ نمبر۲۶: عرض عام اور فصل کیساتھ تعریف کرنا اس تعریف سے زیادہ اقوی ہے جو صرف فصل کے ذریعے ہو(۵)۔

قاعدہ نمبر۲۷: جنس بعید اور فصل کیساتھ تعریف صرف فصل کیساتھ تعریف سے اقوی ہے(۶)۔

قاعدہ نمبر۲۸: فصل اور خاصہ کیساتھ تعریف صرف فصل اور عرض عام کیساتھ تعریف کرنے سے زیادہ اقوی ہے(۷)۔

قاعدہ نمبر۲۹: عرض عام اور خاصہ کیساتھ تعریف اکمل اور صرف خاصہ کیساتھ تعریف مکمل ہوتی ہے۔ (۸)

قاعدہ نمبر۳۰: حد کو ممیّز ذاتی اور رسم کو ممیّز عرضی کہتے ہیں۔ (۹)

قاعدہ نمبر۳۰: معرّف کی کنہ اور حقیقت تک پہنچانے والے چیز حد تام ہی ہے، حد تام کے سوا حدناقص اور رسم تام ورسم ناقص کے ذریعہ حقیقت تک رسائی نہیں ہوتی۔ (۱۰)

قاعدہ نمبر۳۱: تعریف میں مستحسن یہ ہے کہ جنس کو مقدم کیا جائے اور فصل یا خاصہ کو مؤخر کیا جائے، کیونکہ جنس اپنے عموم کی وجہ سے اظہر بھی ہے اور مبہم بھی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز زیادہ اعم ہو تو اس کو مقدم کیا جاتا ہے اور جس میں کسی قدر خصوص ہو تو اس کو مؤخر کیا جاتا ہے، تا کہ ایضاح بعد الابہام کا نکتہ بھی پیدا ہو جائے۔ (۱۱)

قاعدہ نمبر۳۲: حد تام حقیقت کا تعارف کراتی ہے اور حقائق میں کمی بیشی نہیں ہوتی، اس لیے حد تام زیادت ونقصان کو قبول نہیں کرتی۔ حد تام میں یہ نہیں ہوسکتا کہ اس میں کچھ الفاظ یا کچھ مفاہیم کو بڑھ جائیں یا گھٹ جائیں، حد تام ہمیشہ یکساں ہوگی۔ البتہ حدناقص میں چونکہ جنس

---

(۱) کتاب المنطق۴۲/۲. (۲) تفہیم المنطق۸۶.

(۳) صرح المليب ۲۶۵. (۴) تحفہ شاہجہانی۶۷، تفہیم المنطق۸۶.

(۵) تفہیم المنطق۸۶. (۶) تفہیم المنطق۸۶. (۷) تفہیم المنطق۸۶. (۸) تفہیم المنطق۸۶.

(۹) دستور العلماء:۱۲/۲. (۱۰) میزان العلوم:۱۳۱. (۱۱) میزان العلوم:۱۳۱.

بعید ہوتی ہے اور جنس بعید کے مراتب ہیں، ایک جنس بیک مرتبہ ہے دوم بعید بدو مرتبہ ہے، اس لیے جب جنس بعید بدو مرتبہ مذکور ہوگی تو دو فصلیں ذکر کرنی پڑیں گی۔ اسی طرح رسم میں تعریف خواص اور لوازم کے ذریعہ ہوتی ہے اور لوازم ایک شئی کے متعدد ہو سکتے ہیں اور اس کے لزوم میں بھی تفاوت ہو سکتا ہے، اس لیے لوازم کی خصوصیت کے لحاظ سے رسم میں گھٹاؤ بڑھاؤ ہو سکتا ہے۔(۱) ☆

قاعدہ نمبر ۳۰: ہر تعریف میں دس احتمالات ہوتے ہیں جن میں ایک حد اور ایک رسم تام، تین احتمال حد ناقص میں، چار رسم ناقص میں اور ایک احتمال حد اور رسم کا مشترکہ ہے۔(۲) ذیل میں تفصیل ملاحظہ ہوں۔

۱۔ جنس قریب+فصل قریب=حد تام

۲۔ جنس بعید+فصل قریب=حد ناقص

۳۔ فقط فصل قریب =حد ناقص

۴۔ عرض عام+فصل قریب=حد ناقص

۵۔ جنس قریب+ خاصہ شاملہ=رسم تام

۶۔ جنس بعید+ خاصہ شاملہ=رسم ناقص

۷۔ فقط خاصہ شاملہ =رسم ناقص

۸۔ عرض عام+ خاصہ شاملہ=رسم ناقص

۹۔ فصل قریب+ خاصہ شاملہ=حد ناقص

۱۰۔ عرض عام+عرض عام (خاصہ مرکبہ) = رسم ناقص

تمرین

درج ذیل امثلہ میں تعریف اور معرَّف کی تعیین کریں نیز اقسام تعریف کی تعیین کریں؟ نیز ترکیب منطقی کریں۔

الكلمةُ لفظ وضع لِمَعنى مُفرد. اللَّفظُ : مَا يتَلَفَّظ بِهِ الإِنسَان. الإعرَابُ: مَا اختلف آخِره بِهِ ليدل على المعَانِى المعتورة عَلَيهِ. غَيرُ المُنصَرِفِ: اللفظ الّذى يمتَنع صرفه عِند عدم الضَّرُورَة لِعِلَّة. الحيوان جوهر متحرک بالارادة حساس. المرفُوعات ما اشتَمَل على علم الفاعلية. المَنصُوباتُ مَا اشتَمَل على علم المفعولية. المَبنِىّ كلمة ناسبت مبنى الأَصل أَو وَقعت غير مركبة. المنفصلُ: المُضمر المستقل بِنَفسِهِ. المتَّصلُ: مَا لم يستَقلّ بِنفسِهِ. الاسم : كلمة تدخل عليها الألف واللام. الانسان : حيوان ضاحک . الفكرُ: تَرتِيب أُمُور مَعلُومَة للتأدى إِلَى مَجهُول. الانسان : هو كاتب. البديهى : مَا لَا يحتَاج فِى تَحصِيله إِلَى فكر وَنظر. الكَسبِىُّ: مَا يتَوَقَّف حُصُوله على الفِكر. المركَّبُ: مَا

---

(۱) میزان العلوم:۱۳۱. (۲) تحفہ شاہجہانی ۷۶.

☆ یہاں یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ آیا تعریف لفظی مطلوب تصوری ہے یا مطلوب تصدیقی؟ علامہ سید سندؒ نے شرح مواقف میں یہ دعوی کیا ہے کہ تعریف لفظی مطلوب تصدیقی ہے اور اس میں حکم ہے۔ علامہ تفتازانیؒ کا نظریہ یہ ہے کہ تعریف لفظی مطالب تصوریہ میں سے ہے۔ صاحب سلم العلوم کی رائے یہ ہے کہ علم منطق میں جب تعریف لفظی آئے گی تو مطلوب تصوری ہوگی اور جب اس کا استعمال علم لغت میں ہوگا تو مطلوب تصدیقی ہوگی۔ منطق میں مطلوب تصوری اس لیے ہے کہ ''ماہو'' کے جواب میں واقع ہوتی ہے اور جو چیز ''ماہو'' کے جواب میں واقع ہوتی ہے وہ مطلوب تصوری ہوتی ہے۔ (سلم العلوم:۶۴)

قصد بِجُزء لَفظه الدَّلالَة على جُزء مَعنَاهُ , الانسان : كاتب وضاحک. الفعل : هو المسند. المركبُ الناقصُ: مَا ركب من اسم وأداة. الفعل : كلمة فيها تصريف. المركَّبُ التَّامُّ: مَا يدل كل لفظ مِنهُ دَلالَة تَامَّة. المتواطِئُ: اِلاسم الدَّال على معَان استَوَت أَفرَاده الذهنية والخارجية. العَلَمُ: هُوَ اِلاسم الدَّال على شخص معين من الأَشخَاص. الجنس : مفهوم مقول على كثيرين مختلفين بالحقائق . النوع : كلي مقول على كثيرين متفقين في الحقائق. الحرف: لفظ. الانسان كاتب وضاحک . الحرف : لفظ لايكون مسندا ولا مسند اليه. الاسم : هو المسند والمسند اليه. الكلي : مفهوم جوز العقل تكثره. الانسان : الماشي الضاحک. الفرس: الماشي الصاهل.

ایک حل شدہ مثال

❁.......... **الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد.**

پہلا احتمال: موجود موجود ذہنی الخ۔۔۔مرکب اس لیے کہ جزءلفظ جزءمعنی پر دال ہے۔۔ ۔مرکب تام اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع ہے۔۔ خبر قضیہ اس لیے کہ کلام متکلم محتمل صدق وکذب ہے۔۔۔ ۔قضیہ طبعیہ اس لیے کہ معرّف اور معرّف پر مشتمل ہے۔ ۔موجبہ اس لیے کہ ثبوت الشئی للشئی ہے۔۔۔۔ مطردہ منعکسہ اس لیے کہ حد ورسم پر مشتمل ہے۔

"الـــكـــلـــمة" ، موجود موجود ذہنی الخ۔۔۔مرکب اس لیے کہ جزءلفظ جزءمعنی پر دال ہے۔۔۔۔۔مرکب ناقص اس لیے کہ سکوت متکلم مفید للسامع نہیں۔۔ ۔مرکب غیر تقییدی اس لیے کہ جزءثانی جزءاول کے لیے قید نہیں۔۔ ۔مرکب ناقص کی چھٹی قسم مرکب من اداۃ واسم۔

"الْ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم ادات ادات غیر زمانیہ جزءاول۔

"کـــلـــمة" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزءثانی۔۔۔ ۔جزءاول جزءثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر معرّف موضوع۔

"لـفـظ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جنس قریب۔

"وضـع لـمـعـنـى مـفـرد" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب

مرکب تام خبر قضیہ ہوکر فصل قریب...... جنس قریب بافصل قریب حد تام...... موضوع بامحمول ...... ویا کہ معرّف باتعریف ......قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ منعکسہ۔

دوسرا احتمال: "کلمة" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی...... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہوکر معرّف موضوع۔

"لفظ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جنس بعید۔

"وضع لمعنی مفرد" 'موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصدیق تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہوکر فصل قریب...... جنس بعید بافصل قریب حد ناقص...... موضوع بامحمول ...... ویا کہ معرّف باتعریف ...... قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ منعکسہ۔

تیسرا احتمال: "کلمة" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی ...... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہوکر معرّف موضوع۔

"لفظ وضع لمعنی مفرد" موجود موجود ذہنی عم علم حصولی حادث تصدیق تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہوکر فصل قریب ......حد ناقص محمول...... موضوع بامحمول ...... ویا کہ معرّف باتعریف...... قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ منعکسہ۔

چوتھا احتمال: "کلمة" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی...... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہوکر معرّف موضوع۔

"لفظ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی عرض عام۔

"وضع لمعنی مفرد" 'موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصدیق تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہوکر فصل قریب...... عرض عام بافصل قریب حد ناقص...... موضوع بامحمول ...... ویا کہ معرّف باتعریف ......قضیہ طبعیہ

موجبہ مطردہ منعکسہ۔

پانچویں احتمال: "کلمة" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر معرّف موضوع۔

"لفظ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جنس قریب۔

"وصع لمعنى مفرد" 'موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر خاصہ شاملہ۔ ..رسم تام محمول.. .موضوع بامحمول.... .ویا کہ معرّف باتعریف.. .قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ منعکسہ۔

چھٹا احتمال: "کلمة" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر معرّف موضوع۔

"لفظ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جنس بعید۔

"وصع لمعنى مفرد" 'موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر خاصہ شاملہ.....رسم ناقص محمول.....موضوع بامحمول.....ویا کہ معرّف باتعریف.....قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ منعکسہ۔

ساتواں احتمال: "کلمة" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی. ..جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر معرّف موضوع۔

"لفظ وضع لمعنى مفرد" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر خاصہ شاملہ.....رسم ناقص محمول .....موضوع بامحمول.. ...ویا کہ معرّف باتعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ منعکسہ۔

آٹھواں احتمال: "کلمة" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں

متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی...... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر معرَّف موضوع۔

"لفظ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی عرض عام۔

"وصع لمعنی مفرد" ، موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصدیق تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر خاصہ شاملہ.. . رسم ناقص محمول .... موضوع با محمول . ..ویا کہ معرَّف با تعریف .....قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ منعکسہ۔

نواں احتمال: "کلمۃ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی .... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر معرَّف موضوع۔

"لفظ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی فصل قریب۔

"وصع لمعنی مفرد" ، موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصدیق تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر خاصہ شاملہ .....حد ناقص محمول . .. موضوع با محمول.. .ویا کہ معرَّف با تعریف . .. قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ منعکسہ۔

دسواں احتمال: "کلمۃ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی جزء ثانی...... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر معرَّف موضوع۔

"لفظ" موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصور تصور کی پہلی قسم تصور نظری کسبی دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مفرد مفرد کی دوسری قسم کلی متواطی مفہوم کلی حقیقی کلی اضافی جزئی اضافی کلی کی باعتبار خارج کی پانچویں قسم ممکن الوجود خارج میں موجود فرد واحد میں منحصر نہیں متناہیۃ الافراد کلی منطقی کلی طبعی کلی عقلی عرض عام۔

"وصع لمعنی مفرد" ، موجود موجود ذہنی علم علم حصولی حادث تصدیق تصدیق یقین تصدیق بدیہی ضروری دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ مرکب مرکب تام خبر قضیہ ہو کر عرض عام......رسم ناقص محمول.. .موضوع با محمول..... ویا کہ معرَّف با تعریف..... قضیہ طبعیہ موجبہ مطردہ منعکسہ۔

فصل پانزدہم: تعریف صحیح کے شرائط

تعریف صحیح کے لیے دو قسم کے شرائط ہیں: ۔

ا۔ مصداق کے اعتبار سے ۲۔ مفہوم کے اعتبار سے

ا۔ مصداق کے اعتبار سے تعریف کے لیے شرائط

مصداق کے اعتبار سے تعریف کے لیے پانچ شرائط ہیں، جن میں ایک وجودی اور چار عدمی ہیں۔ اور مفہوم کے اعتبار سے ایک شرط ہے، یہ کل چھ شرائط ہیں۔

پہلی شرط: معرّف اور معرَّف دونوں کا مصداق ایک ہو جیسے انسان (معرَّف) ہے اور حیوان ناطق معرِّف ہے، جو انسان کا مصداق ہے وہی حیوان ناطق کا مصداق ہے اور اسی طرح جو حیوان ناطق کا مصداق ہے وہی انسان کا مصداق ہے۔

دوسری شرط: معرّف معرَّف سے مباین نہ ہو جیسے انسان کی تعریف حجر کیساتھ کرنا، یہ تعریف درست نہیں، کیونکہ معرّف کا معرَّف پر حمل ہوتا ہے اور حجر کا حمل انسان پر صحیح نہیں۔ اس لیے یہ تعریف بالمبائن ہے۔

تیسری شرط: معرّف معرَّف سے اعم مطلق نہ ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان کیساتھ کرنا، یہ صحیح نہیں کیونکہ تعریف کا مقصد اطلاع علی الذاتیات یا امتیاز عن جمیع المشارکات ہوتا ہے، یہاں دونوں مفقود ہیں (۱)۔

چوتھی شرط: معرّف معرَّف سے اعم من وجہ بھی نہ ہو جیسے حیوان کی تعریف ابیض سے کرنا، یہ تعریف صحیح نہیں، کیونکہ اس میں اطلاع علی الذاتیات اور امتیاز عن جمیع المشارکات دونوں مفقود ہیں۔

پانچویں شرط: معرّف معرَّف سے اخص بھی نہ ہو جیسے حیوان کی تعریف "جسم حساس متحرک ناطق" سے کرنا، اب اس تعریف میں اتنی خصوصیت پیدا کر دی گئی ہے کہ یہ صرف انسان ہی پر صادق آتا ہے اس کے علاوہ فرس، بقر اور حمار وغیرہ پر صادق نہیں آتا۔ یا نحو میں کلمہ کی تعریف یوں کرنا کہ کلمہ اسم یا فعل ہوتا ہے، لیکن یہ تعریف ناقص ہے کیونکہ حرف بھی کلمہ کا قسم ہے۔ (۲)

---

(۱) تعریف کا مقصد یہ ہے کہ معرَّف اپنے ماعدا سے ممتاز ہو جائے اور اعم، اخص کو ممتاز نہیں کرتا، اس لیے تعریف کا اعم ہونا بھی جائز نہیں اور اسی طرح اخص کے افراد اعم کے مقابلہ میں کم ہوتے ہیں جس کی بناپر اخص اخفی ہوتا ہے، اس لیے تعریف کا اخص ہونا بھی جائز نہیں ہے۔ یاد رہے کہ تعریف بالاعم میں اختلاف ہے متاخرین کا کہنا ہے کہ تعریف بالاعم جائز نہیں اس لیے کہ اعم سے امتیاز تام حاصل نہیں ہوتا۔ متقدمین کی رائے یہ ہے کہ اعم سے اتنا امتیاز حاصل ہو جائے کہ معرَّف کے علم میں اشتباہ نہ رہے تو تعریف بالاعم جائز ہے۔ صاحب سلم العلوم نے متقدمین کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ (سلم العلوم: ۵۹)

(۲) بظاہر ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ تعریف بالاخص کس طرح جائز نہیں؟ حالانکہ تعریف کبھی مثال کیساتھ ہوتی ہے اور مثال ممثل لہ سے خاص ہوتا ہے، جیسے "الاسم کزید، و الفعل کضرب" وغیرہ۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تعریف بالمثال درحقیقت تعریف بالمشابہۃ المختصۃ ہوتی ہے، لہذا یہ تعریف بالخاصہ ہوگی جو کہ رسم ہے۔ (سلم العلوم: ۵۹)

چھٹی شرط: معرّف کا مفہوم معرَّف سے واضح اور اجلی ہو، اگر معرّف کا مفہوم معرَّف سے کم یا برابر ہو تو تعریف صحیح نہیں ہوگی، برابر کی مثال جیسے ''اب'' تعریف ''من له الابن'' سے اور ''ابن'' کی تعریف ''من له الاب'' سے کرنا۔ کم کی مثال جیسے آگ کی تعریف ''جسم کالنفس'' سے کرنا۔ یہاں ''نفس'' کا لفظ معرَّف سے بھی زیادہ خفی ہے۔(۱)

تمرین

درج ذیل امثلہ میں تعریف صحیح اور غیر صحیح کی نشاندہی کریں، نیز کس تعریف میں کون سے شرائط ملحوظ ہیں؟

الكلي: هو مقول على كثيرين مختلفين بالحقائق . الانسان: هو الحيوان. الكليّ: ما حصل في العقل. الاسم: هو المعرب المركّب الذى لم يشبه مبنى الأصل. الكلي: ما لم يجوز العقل تكثره. الانسان: هو الانسان. بيع السلم: بيع. الفعل: مادل على معنى في نفسه مقترن بأحد الأزمنة الثلاثة. الجزئي الاضافي: هو الأخص تحت الأعم. الاسم: كلمة. المبنى: ما ناسب مبنى الأصل او وقع غير مركّب. الجزئي: ما لم يجوز العقل تكثره. النوع: كلي مقول على كثيرين مختلفين في الحقائق في جواب ما هو. الأسد: هو الغضنفر. الذهب: هو اللجين. الاسم: لفظ. الكلمة: لفظ. بيع السلم: هو بيع الصرف. البيع: هو مبادلة المال بالمال بالتراضي. الفرس: هو الماشي. المقايضة: بيع السّلعة بالسّلعة. الجنس: كلي مقول على كثيرين مختلفين بالحقائق.

چند حل شدہ مثالیں:

❁..........**الاسم: كلمة دلت على معنى في نفسه:**

تعریف غیر صحیح، اس لیے کہ معرِف معرَف سے اعم ہے۔

❁ ....**لاسم: هو الفعل:**

تعریف غیر صحیح، اس لیے کہ معرِف معرَف سے مباین ہے۔

❁... ...... **الفرس: حيوان صاهل:**

تعریف غیر صحیح، اس لیے کہ معرِف معرَف دونوں کا مصداق ایک ہے۔

❁..........**الكلمة: الاسم:**

تعریف غیر صحیح، اس لیے کہ معرِف معرَف سے اخص ہے۔

---

(۱) معرّف کی بحث میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ آیا بسیط معرّف یا معرَّف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بسیط معرّف (محدود) نہیں ہوسکتا اس لیے کہ حد ذاتیات پر مشتمل ہوتی ہے اور ذاتیات اس چیز کی ہوتی ہیں جو ذو اجزاء ہو اور چونکہ بسیط ذو اجزاء نہیں ہوتا اس لیے یہ محدود واقع نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ بسیط حد میں واقع ہو جائے، جیسے انسان کی تعریف میں جوہر واقع ہے جو جنس عالی ہے اور بسیط ہے۔ اور مرکب محدود بھی واقع ہوتا ہے اور حد بھی واقع ہوتا ہے۔ (سلم العلوم: ٦٠)

باب سوم

تصدیقات

یہ باب درج ذیل انیس فصلوں پر مشتمل ہے:

❁ ..... فصل اول مرکب تام کی تقسیم. ❁...... فصل دوم ترکیب کے لحاظ سے قضیہ کی تقسیم. ❁...... فصل سوم رابطہ کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم. ❁...... فصل چہارم حمل کا بیان. ❁...... فصل پنجم ذات موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم. ❁ ... فصل ششم محصورات اربعہ کا بیان. ❁... فصل ہفتم وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم. ❁... فصل ہشتم موضوع کے محقق اور مقدر ہونے کے اعتبار سے قضیہ تقسیم. ❁.. فصل نہم عدول اور تحصیل کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم. ❁..... فصل دہم شرطیات کا بیان. ❁... فصل یازدہم شرطیہ متصلہ کی تقسیم. ❁..... فصل دوازدہم جہت انفصال کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم. ❁... فصل سیزدہم انفصال کی قوت اور ضعف کے اعتبار سے منفصلہ کی تقسیم. ❁.. فصل چہاردہم قضیہ شرطیہ کی باعتبار مقدم کی تقسیم. ❁... فصل پانزدہم قضیہ شرطیہ کے اسوار کا بیان. ❁.. فصل شانزدہم تناقض کا بیان. ❁...... فصل ہفدہم قضایا کے درمیان تقابل کا بیان. ❁.. فصل ہیزدہم عکس کا بیان. ❁..... فصل نوزدہم عکس نقیض کا بیان.

فصل اول: مرکب تام کی تقسیم

مرکب تام کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ خبر (قضیہ) ۲۔ انشاء

۱۔ **خبر (قضیہ) کی تعریف:** وہ مرکب تام ہے، جس کے کہنے والے سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے "زیدقائم" اور "زیدلیس بقائم" وغیرہ۔

۲۔ **انشاء کی تعریف:** وہ مرکب تام ہے، جس کے کہنے والے سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں جیسے "اضرب" اور "لاتضرب" وغیرہ۔(۱)

وجہ حصر: کلام متکلم محتمل صدق و کذب ہوگا یا نہیں اگر ہو تو خبر قضیہ، اور اگر نہ ہو تو انشاء۔

قضیہ کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ حملیہ ۲۔ شرطیہ

۱۔ **قضیہ حملیہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے، جس میں ایک چیز کو دوسرے چیز کے لیے ثابت ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہے ہو، جیسے "إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا" اور "ماضلّ صاحبکم" وغیرہ۔

۲۔ **قضیہ شرطیہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے، جس میں دو نسبتوں کے درمیان اتصال (جوڑ) اور انفصال (جدائی) کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا جائے جیسے "لَو أَنزَلنَا هَذَا القُرآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّن خَشيَةِ اللَّهِ." یہاں دونوں نسبتوں میں اتصال ہے اور "الانسان اما شقي اوسعيد" یہاں دونوں نسبتوں میں انفصال ہے۔

وجہ حصر: ثبوت الشئ للشئ یا نفی الشئ عن الشئ ہوگا، یا نہیں، اگر ہو تو حملیہ ورنہ شرطیہ۔

بالفاظ دیگر: قضیہ منحل الی المفردین ہوگا یا منحل الی مفرد وقضیۃ ہوگا، یا منحل الی القضیتین ہوگا، اگر منحل الی المفردین ہو یا منحل الی مفرد وقضیۃ ہو تو حملیہ اور اگر منحل الی القضیتین ہو تو شرطیہ۔

---

(۱) قضیہ کی تعریف میں مرکب کہہ کر غیر مرکب خارج ہو گئے، اب "ضرب" میں اگر ضمیر "ہو" مستتر مانیں تو قضیہ ہے اور اگر نہ مانیں تو مفرد ہے، یعنی بشرط شئ "ہو" قضیہ اور بشرط لا شئ "عدم ہو" مفرد ہے۔ سچا یا جھوٹا کہہ سکنے کی قید سے جملہ انشائیہ اور شک وغیرہ خارج ہو گئے۔ یاد رہے کہ "لاالہ الااللہ، محمدرسول اللـــــہ" قضایا ہیں ان میں کذب کا احتمال نہیں مگر صدق تو ہے، لہذا یہ قضایا ہیں۔ "ان اللہ ثالث ثلاثۃ" کذب صریح ہے یہ بھی قضیہ ہے۔ قضیہ میں صدق و کذب دونوں میں سے ایک کا ہونا کافی ہے، اگر دونوں نہ ہوں تب تصور ہے، یعنی ان میں سے ایک مانعۃ الخلو کے طور پر پایا جائے۔ حقیقیہ یا مانعۃ الجمع کے طریقہ پر ضروری نہیں۔ یا یہ کہ نفس جملہ دونوں کا محتمل ہے اگرچہ واقع میں دوسری جانب محال ہے۔

(۲) قضیہ حملیہ کی چند صورتیں یہ ہیں:۔ (۱) دونوں جزء لفظوں میں ایک جیسے ہوں اور قضیہ موجبہ ہو، جیسے "والسابقون السابقون". اسی طرح حدیث میں ہے۔ "الایمن فالایمن". (۲) لفظ ایک جیسے ہوں اور قضیہ سالبہ ہو، جیسے کسی کا نام جمیلہ ہو اور وہ خوبصورت نہ ہو تو کہا جائے۔ "جميلة ليست جميلة".

(۳) طرفین (موضوع محمول) کے لیے الگ الگ لفظ ہوں، جیسے "زیدقائم".

قضیہ حملیہ کی نسبت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

۱۔ موجبہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جو نسبت ایجابیہ (یعنی یہ حکم ہو کہ موضوع محمول ہے) پر مشتمل ہو، جیسے "الله أحد" وغیرہ۔

۲۔ سالبہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جو نسبت سلبیہ (یعنی یہ حکم ہو کہ موضوع محمول نہیں) پر مشتمل ہو، جیسے "لا شريك له" وغیرہ۔

وجہ حصر: قضیہ میں نسبت ایجابی ہوگی یا سلبی ہوگی، اگر نسبت ایجابی ہو تو قضیہ موجبہ اور اگر نسبت سلبی ہو تو قضیہ سالبہ۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: تصدیقات میں اصل مقصود دلیل و حجت ہے اور اس کے مبادیات ہیں، اور مبادیات تصدیقات تین ہیں:۔ ۱۔ تعریف قضیہ ۲۔ اقسام قضیہ ۳۔ احکام قضیہ۔ احکام قضیہ پانچ ہیں: ۱۔ تناقض ۲۔ عکس مستوی ۳۔ عکس نقیض ۴۔ تلازم شرطیات ۵۔ تعاند شرطیات۔ موخر الذکر دونوں کو رسالہ شمسیہ، قطبی اور شرح مطالع وغیرہ نے ذکر کیا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: قضیہ حملیہ وہ کلام ہے جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو۔ اپنے مفہوم کے اعتبار سے مطلب یہ ہے کہ قرائن خارجیہ سے قطع نظر کر کے وہ کلام صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو، جیسے "الله ربنا، السماء فوقنا" قضایا ہیں، کیونکہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے صدق و کذب کا احتمال رکھتے ہیں، اگرچہ پہلا قضیہ وحی کیساتھ اور دوسرا قضیہ مشاہدہ کیساتھ مؤید ہونے کی وجہ سے جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ قرائن خارجیہ سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ قضایا صدق و کذب کا احتمال رکھتے ہیں۔(۲)

قاعدہ نمبر: صدق کا معنی ہیں: "مطابقة النسبة للواقع" کلام کی نسبت کا واقع کے مطابق ہونا۔ نسبت سے نسبت کلامی مراد ہے، جیسے "زيد قائم فى المسجد" (زید مسجد میں کھڑا ہے) اس قضیہ میں "زید" اور "قائم" میں نسبت ایجابی ہے، جس کا ترجمہ اردو میں "ہے" ہے یہ نسبت کلامی ہے اور خارج میں زید کا مسجد میں کھڑا ہونا یہ واقع ہے، اب اگر واقع میں بھی زید کھڑا ہے تو نسبت کلامی واقع کے مطابق ہے، اسی مطابقت کا نام صدق ہے۔ اور کذب کا معنی: "عدم مطابقة النسبة للواقع" نسبت کلامی کا واقع کے مطابق نہ ہونا۔ مثلاً مثال مذکور میں اگر واقع یعنی خارج میں زید مسجد میں کھڑا نہیں ہے تو "زيد قائم فى المسجد" کلام کاذب ہے، کیونکہ اس صورت میں نسبت کلامی واقع کے مطابق نہیں ہے۔(۳)

قاعدہ نمبر۳: جملہ خبریہ (خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو) کو مناطقہ قضیہ کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۴: قضیہ حملیہ کے جزء اول (مثبت لہ یا منفی عنہ) کو موضوع اور جزء ثانی (مثبت یا منفی) کو محمول کہتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر۵: اگر محمول کا موضوع کیساتھ تعلق ثبوت کا ہے تو اس تعلق کو نسبت ایجابیہ یا نسبت ثبوتیہ کہتے ہیں، اور اگر محمول کا موضوع کیساتھ تعلق نفی کا ہے تو اس تعلق کو نسبت سلبیہ کہتے ہیں (۶)۔

---

(۱) صرح الملیب:۲۷۵. (۲) مقاح التہذیب:۵۴. (۳) متفاح التہذیب:۵۴. (۴) ضوابط المعرفہ:۲۱، ۶۸، دستور العلماء:۳/۵۵، تفہیم المنطق:۸۸. (۵) توضیح المنطق:۳۵. (۶) توضیح المنطق:۳۵.

قاعدہ نمبر۶: قضیہ میں اصل ایجاب ہوتا ہے اگرچہ ادوات ایجاب مذکور نہ ہوں اور جہاں ادوات ایجاب مذکور ہوں تو وہ معنی ایجابی کے لیے تاکید کہلاتے ہیں(۱)۔

قاعدہ نمبر۷: قضیہ سالبہ میں ادوات سلب (لا، لیس، غیر، ما، لم، لن وغیرہ) کا مذکور ہونا ضروری ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۸: متقدمین مناطقہ کے نزدیک قضیہ کے تین اجزاء (موضوع، محمول، نسبت تامہ) ہیں اور متاخرین کے نزدیک قضیہ کے چار اجزاء (موضوع، محمول، نسبت تامہ، نسبت تقییدیہ) ہوتے ہیں(۳)۔

قاعدہ نمبر۹: جملہ اسمیہ کے جزء اول (مسندالیہ) کو موضوع اور جزء ثانی (مسند) کو محمول کہتے ہیں، اور جملہ فعلیہ کے جزء اول (فعل) کو محمول اور جزء ثانی (فاعل) موضوع کہلاتا ہے۔ موضوع کو موضوع اس لیے کہتے ہیں کہ موضوع کا معنی ہیں: بنایا ہوا۔ قضیہ حملیہ میں محکوم علیہ کو موضوع اس لیے کہتے ہیں کہ وہ حکم لگانے کے لیے بنایا گیا ہے۔ اور محمول کو محمول اس لیے کہتے ہیں کہ محمول کا معنی ہیں: اٹھایا ہوا، ثابت کیا ہوا۔ اور محمول کو محمول اس لیے کہتے ہیں کہ وہ موضوع کے لیے ثابت کیا جاتا ہے۔ (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۰: مناطقہ محکوم علیہ (مبتدا، فاعل، نائب فاعل، حروف مشبہ بالفعل اور افعال ناقصہ کا اسم وغیرہ) کو موضوع اور محکوم بہ (خبر، فعل وغیرہ) کو محمول کہتے ہیں(۵)۔

قاعدہ نمبر۱۱: اکثر منصوبات متعلق محمول کہلاتے ہیں اور توابع میں جن کا تعلق موضوع کیساتھ ہو تو وہ متعلق موضوع اور جن کا تعلق محمول کیساتھ ہو تو متعلق محمول کہلاتے ہیں(۶)۔

قاعدہ نمبر۱۲: قضیہ میں ایجاب اور سلب کا تعلق نسبت حکمیہ سے ہوتا ہے نہ کہ موضوع ومحمول سے، یعنی اگر نسبت حکمیہ مثبت ہو تو قضیہ موجبہ ہوگا اور اگر نسبت حکمیہ منفی ہو تو قضیہ سالبہ ہوگا(۷)۔

قاعدہ نمبر۱۳: موضوع اور محمول کے مثبت اور منفی ہونے سے قضیہ کی کیفیت کا کوئی تعلق نہیں ہوتا(۸)۔

قاعدہ نمبر: جس طرح کلام میں مسندالیہ جملہ نہیں ہوتا، مگر کسی تاویل کے بعد اور خبر جملہ ہوسکتی ہے۔ اس طرح قضیہ حملیہ میں محمول کبھی مفرد ہوگا، کبھی مرکب ناقص اور کبھی قضیہ۔ البتہ موضوع یا مفرد ہوگا یا مرکب ناقص ہوگا، مثلاً: (۱) موضوع اور محمول دونوں مفرد ہوں، جیسے ”الله موجود“. (۲) موضوع مفرد اور محمول مرکب ناقص ہے، جیسے ”الله ربنا“. (۳) موضوع مرکب ناقص اور محمول قضیہ ہو، جیسے ”رَبُّنَا الَّذِی أَعطَی کُلَّ شَیءٍ خَلقَهُ“. (۴) موضوع مرکب ناقص اور محمول مفرد ہو، جیسے ”کل من علیھا فان“.

---

(۱) ضوابط المعرفہ: ۲۰. (۲) ضوابط المعرفہ: ۲۰. (۳) سلم العلوم: ۱۱۲، ۱۱۳، کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۶۹۴.

(۴) ضوابط المعرفہ: ۲۲، تفہیم المنطق: ۴۰. (۵) ضوابط المعرفۃ: ۲۰، فن المنطق: ۷، تحفہ شاہجہانی: ۹، آداب البحث والمناظرۃ: ۱۴، ہامش روضۃ الناظر: ۱/۷۷، تفہیم المنطق: ۳۹. (۶) تحفہ شاہجہانی: ۷. (۷) منطق استخراجیہ: ۱۱۷. (۸) منطق استخراجیہ: ۱۱۷.

قاعدہ نمبر۱۴: اگر قضیہ کا جزء اساسی (موضوع یا محمول) محذوف ہو تو اسے ماننا ضروری ہے، اگر ظرف کا متعلق محذوف ہو تو اسے نکالنے کی ضرورت نہیں، جار مجرور یا ظرف عموماً مرکب غیر تقییدی ہوتا ہے اسے محمول بنا کر قضیہ تیار کریں گے جیسے "زید فی الدار" میں زید موضوع "فی" جزء اول اور "الدار" جزء ثانی ہے، جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر قید ہوا "ثابت" محذوف کے لئے، مقید اور قید مل مرکب تقییدی ہو کر محمول، موضوع محمول مل کر قضیہ حملیہ ہوا(۱)۔

قاعدہ نمبر۱۵: کبھی قضیہ (جملہ اسمیہ) کے دونوں جزء موضوع اور محمول بن سکتے ہیں، تاہم وہاں موضوع اور محمول کی تعیین مقتضی حال کے اعتبار سے کی جائے گی، جیسے "محمد خاتم النبیین" اور "خاتم النبیین محمد" وغیرہ(۲)۔

تمرین

درج ذیل قضایا کی تعیین کیجئے، نیز منطقی ترکیب کریں۔

هُوَ شَاعِرٌ. هَذَا ذِكرٌ مُبَارَكٌ. مَا هَؤُلَاءِ يَنطِقُونَ. كُلٌّ إِلَينَا رَاجِعُونَ. لَو كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا . وَمَا أَنت بِمُؤمِنٍ لَنَا. جَاءَ ت سَيَّارَةٌ. وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمرِهِ . لَا يُفلِحُ الظَّالِمُونَ. وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِن أَهلِهَا. لَو كُنتُم فِي بُيُوتِكُم لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيهِمُ القَتلُ إِلَى مَضَاجِعِهِم . مَا هَذَا بَشَرًا. مَا كَانَ لَنَا أَن نُشرِكَ بِاللَّهِ مِن شَيءٍ. مَا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلطَانٍ. وَلَا نُضِيعُ أَجرَ المُحسِنِينَ. لَو شَاءَ اللَّهُ مَا أَشرَكنَا وَلَا آبَاؤُنَا. وَمَا أُغنِي عَنكُم مِنَ اللَّهِ مِن شَيءٍ. وَمَا أَنَا مِنَ المُشرِكِينَ. لَا أَملِكُ لَكُم ضَرًّا وَلَا رَشَدًا. لَو نَعلَمُ قِتَالًا لَاتَّبَعنَاكُم. لَيسَ لِوَقعَتِهَا كَاذِبَةٌ. إِنَّهُ لَيسَ مِن أَهلِكَ. وَمَا جَعَلَ عَلَيكُم فِي الدِّينِ مِن حَرَجٍ. إِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ. إن الدين ليس بمُضَيِّقٍ. ليس منا من غشنا.

حل شدہ مثالیں:

❁...... ..... هُوَ شَاعِرٌ.

قضیہ حملیہ موجبہ۔

"هُوَ" موضوع... "شَاعِرٌ" محمول..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ موجبہ۔

❁..........وَمَا أَنتَ بِمُؤمِنٍ لَنَا.

قضیہ حملیہ سالبہ۔

"وَ" ادات غیر زمانیہ... "مَا" ادات سلب...... "أَنتَ" موضوع...... "بِمُؤمِنٍ لَنَا" محمول...... موضوع با محمول قضیہ حملیہ سالبہ۔

---

(۱) میر قطبی:۵۰، اساس المنطق:۱۷۹۔ (۲) ضوابط المعرفہ:۲۱، تفہیم المنطق:۴۰۔

فصل دوم: ترکیب کے لحاظ سے قضیہ کی تقسیم

ترکیب کے اعتبار سے قضیہ کی دو قسمیں ہیں: ۔

۱۔ ساذجہ ۲۔ مرکبہ

۱۔ **قضیہ ساذجہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے، جو صرف ایک تصدیق پر مشتمل ہو، یعنی جس میں ایک موضوع اور ایک محمول ہو، جیسے "زید قائم" وغیرہ۔ اس میں صرف ایک موضوع (زید) اور ایک محمول (قائم) ہے۔

۲۔ **قضیہ مرکبہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے، جو ایک سے زائد تصدیقات پر مشتمل ہو، یعنی جس میں متعدد موضوع اور متعدد محمول ہو، جیسے "جاء زید و عمرو ." وغیرہ۔ اس میں دو موضوع (زید، عمرو) اور دو محمول (جاء، جاء) ہیں۔

وجہ حصر: قضیہ ایک تصدیق پر مشتمل ہو گا یا ایک سے زائد پر، اگر ایک پر مشتمل ہو تو ساذجہ اور اگر ایک سے زائد پر مشتمل ہو تو مرکبہ۔

فصل سوم: رابطہ کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم

قضیہ میں رابطہ کے مذکور یا محذوف ہونے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: ۔

۱۔ ثنائیہ ۲۔ ثلاثیہ

۱۔ **قضیہ ثنائیہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے، جس میں ادات ربط مذکور نہ ہو، جیسے "**اولئک علی ھدی من ربھم**".

۲۔ **قضیہ ثلاثیہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے، جس میں ادات ربط مذکور ہو جیسے "**اولئک ھم المفلحون .**"

وجہ حصر: قضیہ میں رابطہ مذکور ہو گا یا نہیں اگر نہ ہو تو ثنائیہ اور اگر ہو تو ثلاثیہ۔

پھر قضیہ ثلاثیہ کی دو قسمیں ہیں: ۔

۱۔ ثلاثیہ تامہ ۲۔ ثلاثیہ ناقصہ

۱۔ **ثلاثیہ تامہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے جس میں رابطہ غیر زمانیہ مذکور ہو، جیسے "**اولئک ھم الراشدون**".

۲۔ **ثلاثیہ ناقصہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے جس میں رابطہ زمانیہ مذکور ہو، جیسے "**انّ الباطل کان زھوقا .**"

وجہ حصر: قضیہ میں رابطہ زمانیہ مذکور ہو گا یا غیر زمانیہ، اگر رابطہ غیر زمانیہ مذکور ہو تو قضیہ ثلاثیہ تامہ اور اگر رابطہ زمانیہ مذکور ہو تو ثلاثیہ ناقصہ۔

پھر رابطہ کی دو قسمیں ہیں: ۔

---

(۱) موضوع اور محمول میں جو تعلق اور نسبت ہے اس پر دلالت کرنے والے لفظ کو رابطہ کہتے ہیں اور رابطہ کے معنی ہیں: باندھنے والا، جوڑنے والا۔ نسبت بھی چونکہ موضوع اور محمول کو آپس میں جوڑتی ہے اس لیے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

۱۔ رابطہ زمانیہ ۲۔ رابطہ غیر زمانیہ

۱۔ رابطہ زمانیہ کی تعریف: وہ حرف ربط ہے، جو تینوں زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کسی ایک زمانے پر دال ہو، جیسے "ان قرآن الفجر کان مشهودا."۔ اس میں "قرآن الفجر" موضوع اور "مشهودا" محمول ہے اور "کان" رابطہ زمانیہ ہے۔

۲۔ رابطہ غیر زمانیہ کی تعریف: وہ حرف ربط ہے، جو کسی زمانے پر دال نہ ہو، جیسے "أُولَئِکَ هُمُ الکَافِرُونَ حَقًّا"۔ اس میں "أُولَئِکَ" موضوع اور "الکَافِرُونَ" محمول ہے اور "هم" رابطہ غیر زمانیہ ہے۔

وجہ حصر: رابطہ مقترن بالزمان ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو رابطہ زمانیہ، اور اگر نہ ہو تو رابطہ غیر زمانیہ۔

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: مناطقہ ضمیر فصل کو رابطہ غیر زمانیہ کہتے ہیں (۱)۔☆

قاعدہ نمبر ۲: اکثر منطقی حضرات افعال ناقصہ (سوائے لیس) کو رابطہ زمانیہ کہتے ہیں، کیونکہ "لیس" ادات سلب ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: مناطقہ کبھی افعال عامہ (کون، ثبوت، حصول، وجود) کے مشتقات کو رابطہ غیر زمانیہ کہتے ہیں، جیسے "زید موجود فی الدار" (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: عربی لغت میں عموماً حرف ربط کو حذف کیا جاتا ہے اور بعض مناطقہ کے نزدیک حرکات اعرابیہ اس کے قائم مقام ہوتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: جن مناطقہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ حرکات اعرابیہ رابطہ کے قائم مقام ہیں، تو ان کے نزدیک معربات میں قضیہ ثلاثیہ ہوگا، اور مبنیات میں قضیہ ثنائیہ ہوگا (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: جس قضیہ کا محمول کلمہ یا اسم مشتق ہو تو امام رازیؒ کے نزدیک لفظ کے اعتبار سے ثنائیہ ہوگا اور ماہیت کے اعتبار سے ثلاثیہ ہوگا (۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: مناطقہ حروف مشبہ بالفعل ان، ان، حروف نفی، لما، لم، لن، حروف جارہ کو اداۃ غیر زمانیہ کہتے ہیں (۷)۔

---

(۱) ضوابط المعرفۃ: ۲۰۔

☆ منطقی حضرات ادات کو رابطہ کے لیے استعمال کرتے ہیں، تاہم کبھی یہ روابط اسم کے قالب میں ہوتے ہیں، جیسے "هو" اور بقیہ ضمائر وغیرہ، چنانچہ رابطہ فی صورۃ الاسم کا نام غیر زمانی رابطہ ہے، اور افعال ناقصہ (سوائے لیس) اکثر مناطقہ کے نزدیک رابطہ زمانی کے لیے مستعمل ہوتے ہیں، لیکن بحر العلوم فرماتے ہیں کہ "هو" کو رابطہ سے شمار کرنا اہل عربیہ کے اجماع کے خلاف ہے، بلکہ ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ افعال ناقصہ اور اس کے مشتقات کو رابطہ غیر زمانیہ میں شمار کرنا قرین قیاس ہے، کیونکہ وہ فرماتے ہیں۔ "أهل العربية مصرحون بكونها غير مشتملة على الحدث الذی به الاستقلال فی المشتقات." دیکھئے بحر العلوم شرح سلم العلوم: ۱۳۳، انوار العلوم ۱۱۲۔

(۲) شرح تہذیب: ۸۹، تحفہ شاہجہانی: ۱۱، ۸۰، مفتاح التہذیب: ۵۵۔

(۳) ضیاء النجوم: ۱۱۸، مفتاح التہذیب: ۵۵۔ (۴) تحفہ شاہجہانی: ۸۸، تسہیل المنطق للاثری: ۳۵۔

(۵) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۲۴۲۔ (۶) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۱۲۴۲۔ (۷) تفہیم المنطق ۹۲۔

تمرین

درج ذیل کونسے قضایا ہیں؟ نیز منطقی ترکیب کریں۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ. إِنَّمَا نَحنُ مُصلِحُونَ. أُولَئِكَ هُمُ الخَاسِرُونَ. أُولَئِكَ أَصحَابُ الجَنَّةِ. إِنَّمَا أُمِرتُ أَن أَعبُدَ اللَّهَ. وَعِندَهُ أُمُّ الكِتَابِ. إِنَّهُم هُمُ المُفسِدُونَ. وَمَا أُولَئِكَ بِالمُؤمِنِينَ. مَا بِصَاحِبِهِم مِن جِنَّةٍ. أُولَئِكَ هُمُ الغَافِلُونَ. إِنَّهُم هُمُ السُّفَهَاءُ. وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُم. كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيهِم. وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ شَهِيدٌ. إِنَّهُ هُوَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ. وَمَكرُ أُولَئِكَ هُوَ يَبُورُ. وَأَنَّهُ هُوَ أَضحَكَ وَأَبكَى. وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحيَا. إِنَّهُ هُوَ يُبدِئُ وَيُعِيدُ. كان عمروبن أبی سلمة غلامًا فی حجر رسول الله. مَا كَانَ إِبرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصرَانِيًّا. ليس الشّديد بالصرعة. وَمَا كَانَ مِنَ المُشرِكِينَ. الجدال فی القرآن كفر. الجلوس مع الفقراء من التواضع. كان النّبی ﷺ دائم الحزن. الجماعة بركة. التحدث بنعمة الله شكر. أصبح النّاس أغنياء. لا يشكر الله من لا يشكر الناس. الجنة تحت أقدام الأمهات. الجنة تحت ظلال السيوف. كانت هجرة المنافقين للدنيا. حامل القرآن حامل راية الإسلام. كان عبيدة بن الجرّاح حاملًا لرأية الاسلام. اليهود هم العدوّ. كانت هجرة الصحابة للّه.

حل شدہ مثالیں

❁ ..... **إِنَّمَا نَحنُ مُصلِحُونَ.**

قضیہ حملیہ ساذجہ ثنائیہ موجبہ۔

''إِنَّمَا'' ادات غیر زمانیہ... ''نَحنُ'' موضوع... ''مُصلِحُونَ'' محمول..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ ساذجہ ثنائیہ موجبہ۔

❁.......... **أُولَئِكَ هُمُ الخَاسِرُونَ.**

قضیہ حملیہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ موجبہ۔

''أُولَئِكَ'' موضوع..... ''هُم'' رابطہ غیر زمانیہ... ''الخَاسِرُونَ'' محمول.... موضوع با محمول قضیہ حملیہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ موجبہ۔

فصل چہارم: حمل کا بیان

حمل کا لغوی معنی: حمل لغت میں اٹھانے کو کہتے ہیں۔

حمل کا اصطلاحی معنی: **اتحادالمتغائرین فی المفھوم بحسب الوجود(۱).**

وجود کے اعتبار سے ایسی دو چیزوں کا متحد ہونا ہے، جو مفہوم کے اعتبار سے متغائر ہوں، جیسے "زید کاتب" میں زید کا مفہوم کاتب کے مفہوم سے متغائر ہے، لیکن خارج میں زید اور کاتب کا وجود ایک ہے۔

حمل کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ حمل اَوَلِی ۲۔ حمل شائع متعارف

۱۔ حمل اولی کی تعریف: وہ حمل ہے، جس میں موضوع عین محمول ہو، یعنی موضوع اور محمول میں عینیت کا علاقہ ہو، جیسے "الانسان انسان"۔ یہاں موضوع عینِ محمول ہے۔

۲۔ حمل شائع متعارف کی تعریف: وہ حمل ہے، جس میں موضوع عین محمول نہ ہو، یعنی موضوع اور محمول میں عینیت کا علاقہ نہ ہو، جیسے "زیدشاعر"۔ یہاں موضوع اور محمول میں تغائر ہے۔

وجہ حصر: موضوع (وجودا اور ذاتا) عین محمول ہوگا یا نہیں اگر ہو تو حمل اولی اور اگر نہ ہو تو حمل شائع متعارف۔

حمل اَوَلی کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ بدیہی ۲۔ نظری

۱۔ حمل بدیہی کی تعریف: وہ ہوتا ہے، جس میں موضوع اور محمول کے درمیان بالکل تغائر نہ ہو جیسے "الانسان انسان"۔ یا محمول موضوع کا معنون ہو، جیسے "بعض النوع انسان"۔ کہ اس میں "بعض النوع" عنوان اور "انسان" معنون ہے، یا موضوع اور محمول کی ذات ایک ہو، اگر چہ ان میں اجمال اور تفصیل کا فرق ہو جیسے "الانسان ھو الحیوان الناطق" وغیرہ۔(۲)

---

(۱) علامہ محبّ اللہ بہاری سلم العلوم (ص۱۳۳) میں حمل کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔ "الحمل ھو اتحاد المتغائرین فی نحو من التعقل بحسب نحو آخر من الوجود بالذات أو بالعرض." یعنی حمل اس کا نام ہے کہ دو چیزیں جو تعقل کی کسی قسم کے اعتبار سے متغائر ہوں ان کو وجود کی کسی قسم (اتحاد بالذات کیساتھ یا اتحاد بالعرض کیساتھ) کے اعتبار سے متحد کرنا۔ اتحاد بالذات کا مفہوم یہ ہے کہ احدہما آخر کے لیے ذاتی ہو، جیسے "الانسان حیوان" یا دونوں شئی ثالث کے لیے ذاتی ہوں، جیسے "الناطق حیوان"۔ اور اتحاد بالعرض کا مفہوم یہ ہے کہ ایک کا مبدء دوسرے کیساتھ قائم ہو، جیسے "الانسان ضاحك"۔ یا دونوں کا مبدء شئی ثالث کیساتھ قائم ہو، جیسے "الضاحك كاتب". (ضیاء النجوم:۱۳۴)

(۲) حمل بدیہی کی چار قسمیں ہیں، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ضیاء النجوم:۱۳۴.

۲۔ **حمل نظری کی تعریف:** وہ ہوتا ہے، جس میں موضوع اور محمول کے درمیان بظاہر تغائر ہو، لیکن در حقیقت اتحاد ہو، جیسے اشاعرہ کا قول ہے۔ " الوجود ھو الماھیۃ "۔ اس لیے کہ ماہیت اور وجود میں عینیت ہے، کیونکہ ماہیت سے ماہیت متقررہ ہے اور ماہیت متقررہ ہی وجود ہے۔ (۱)

حمل شائع متعارف کی پہلی تقسیم

حمل شائع متعارف کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ ذاتی ۲۔ عرضی

۱۔ **ذاتی کی تعریف:** وہ حمل شائع متعارف ہے، جس میں محمول موضوع کا جزء ہو، جیسے "الانسان حیوان"۔ اس میں محمول "حیوان" موضوع "انسان" جزء ہے، کیونکہ انسان کی ماہیت حیوان ناطق ہے۔

۲۔ **عرضی کی تعریف:** وہ حمل شائع متعارف ہے، جس میں محمول موضوع کا جزء نہ ہو، بلکہ خارج ہو، جیسے "الانسان کاتب"۔ اس میں محمول "کاتب" موضوع "انسان" کا جزء نہیں، بلکہ انسان کی ماہیت سے خارج ہے۔

وجہ حصر: محمول موضوع کا جزء ہوگا یا خارج ہوگا، اگر جزء ہو تو ذاتی اور اگر خارج ہو تو عرضی۔

حمل شائع متعارف کی دوسری تقسیم

۱۔ حمل بالمواطاۃ ۲۔ حمل بالاشتقاق

۱۔ **حمل بالمواطاۃ کی تعریف:** وہ حمل ہے، جو حروف جارہ یا "ذو" کے واسطہ سے نہ ہو، جیسے "زید قائم"۔

۲۔ **حمل بالاشتقاق کی تعریف:** وہ حمل ہے، جو حروف جارہ یا "ذو" کے واسطہ سے ہو، جیسے "زید فی الدار" یا "زید ذو مال"۔

وجہ حصر: حمل حروف جارہ یا "ذو" کے واسطے سے ہوگا یا نہیں اگر تو حمل بالاشتقاق اور اگر نہ ہو تو حمل بالمواطاۃ۔

---

(۱) ہر قضیہ میں حمل ہوتا ہے اور ہر قضیہ دو عقدوں پر مشتمل ہوتا ہے، ایک عقد وضعی اور دوسرا عقد حملی، اور یہ بات ظاہر ہے کہ موضوع میں دو اعتبار ہوتے ہیں، ایک ذات موضوع اور دوسرا مفہوم موضوع، ذات موضوع کو فرد موضوع اور مصداق موضوع بھی کہتے ہیں، مفہوم موضوع کو ذات موضوع کے لیے ثابت کرنا، اس کو عقد وضع کہتے ہیں، جیسے "الانسان حیوان". میں انسان موضوع ہے، اس میں ذات موضوع زید، بکر اور عمرو وغیرہ ہیں اور انسانیت جو کہ انسان (موضوع) کا مفہوم ہے، اسی مفہوم کو ذات موضوع (زید، عمرو، بکر) کے لیے ثابت کرنا عقد وضعی ہے۔

اسی طرح محمول میں بھی دو اعتبار ہوتے ہیں، ایک ذات محمول اور دوسرا مفہوم محمول، ذات محمول کا ثبوت نہیں ہوتا (کیونکہ وہ من قبیل الذات ہے) مفہوم محمول کو ذات موضوع کے لیے ثابت کرنا، اسے عقد حملی کہتے ہیں، جیسے "کل انسان ناطق" اس میں انسان کے لیے ناطقیت کا ثبوت ہے۔ وہ قضیہ جس میں عقد حملی عقد وضعی سے مغائر ہو تو وہ حمل مفید ہوگا، اگر عقد حملی سے عقد وضعی مغائر نہ ہو تو وہ حمل مفید نہ ہوگا، جیسے "الانسان ناطق" میں عقد وضعی اور عقد حملی میں تغائر ہے، اسی وجہ سے یہ حمل مفید ہے۔ اور "الانسان انسان" میں عقد وضعی اور عقد حملی میں عینیت ہے، لہذا یہ حمل مفید نہیں۔ (توضیح الفلسفہ غیر مطبوع: ٧٦-٧٧)

قواعد

قاعدہ نمبر۱: حمل بالاشتقاق کو حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی اور حمل بالمواطاۃ کو حمل مواطاتی، حمل ہو ہو بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: حمل شائع متعارف کو حمل شائع صناعی بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: فعل کا مسند الیہ پر حمل بالاشتقاق کہلاتا ہے جیسے "قام زید" بمعنی "زیدذوقیام" اور "زیدیمشی" بمعنی "زیدذومشی." (۳)

قاعدہ نمبر۴: علوم میں صرف حمل شائع متعارف معتبر ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر: اگر محمول موضوع کے لیے ذاتی ہو، یعنی موضوع کی حقیقت کا جزء ہو تو اس کو حمل شائع بالذات کہتے ہیں، جیسے "الانسان حیوان" اور اگر محمول موضوع کی حقیقت سے خارج ہو اور موضوع کے لیے عارض ہو تو اس کو حمل شائع بالعرض کہتے ہیں، جیسے "الانسان کاتب" وغیرہ۔

قاعدہ نمبر۵: حمل شائع متعارف میں مقصود اتحاد المحمول مع الموضوع فی الوجود ہوتا ہے،، جیسے ''زید'' اور ''قیام'' کے مفہوم میں تغائر ہے، ہر ایک کا علیحدہ مفہوم ہے، لیکن جب 'قیام" کو 'زید' پر محمول کیا گیا، تو دونوں وجود میں متحد ہو گئے، یعنی "زید" کا وجود 'قائم" کا وجود ہے اور 'قائم" کا وجود "زید" کا وجود ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۶: حمل بالمواطاۃ کا مدار اتحاد فی الوجود پر ہوتا ہے اور حمل بالاشتقاق کا مدار علاقہ بین الموضوع والمحمول پر ہوتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر۷: حمل بالمواطاۃ کو "مقول بعلی" بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ کلمہ "علی" کیساتھ مستعمل ہوتا ہے جیسے "الانسان حیوان" میں کہا جاتا ہے۔ "الحیوان محمول علی الانسان"۔ (۷)

قاعدہ نمبر۸: ثبوت الشئ للشئ اور نفی الشئ عن الشئ کو حمل لغوی کہتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر۹: علامہ میر زاہد اور دیگر مناطقہ نے حمل اولی اور حمل شائع متعارف کو حمل بالمواطاۃ کی قسم قرار دی ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر۱۰: امام فارابی نے حمل کی چار قسمیں بنائی ہیں:۔ ۱۔ حمل الکلی علی الجزئی، جیسے "زیدانسان"۔ ۲۔ حمل الکلی علی الکلی، جیسے "الانسان حیوان"۔ ۳۔ حمل الجزئی علی الجزئی، جیسے "ھذا انسان"۔ ۴۔ حمل الجزئی علی جزئی آخر۔ (۱۰)

---

(۱) تجرید المنطق للطوسی:۱۰، الکلیات لابی البقاء:۳۷۹، کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۱۶۷، دستور العلماء:۲/۴۲، تحفہ شاہجہانی:۹، قطبی:۱۹۶-۱۹۷.

(۲) دستور العلماء:۲/۴۳ ، دروس المنطق للانصاری:۶۴.

(۳) ملخصا کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۱۶۷، ۱۷۷، رفع الاشتباہ شرح حمد اللہ:۲۸.

(۴) سلم العلوم:۱۳۵، کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۱۶۷. (۵) توضیح الفلسفہ غیر مطبوع:۷۵.

(۶) توضیح الفلسفہ غیر مطبوع:۷۶. (۷) سلم العلوم:۱۳۵، ضیاء النجوم:۱۳۵.

(۸) کشاف اصطلاحات الفنون:۶/۱۷۷، دستور العلماء:۲/۴۰. (۹) دستور العلماء:۲/۴۰. (۱۰) دستور العلماء:۱/۴۰.

قاعدہ نمبر ۱۱: حمل میں تغایُر من وجہ اور اتحاد من وجہ ہونا ضروری ہے اس لیے ہر اعتبار سے تغایُر ہو اور اتحاد بالکل نہ ہو تو حمل صحیح نہیں ہوگا، اور اسی طرح ہر اعتبار سے تغایُر تو حمل مفید نہیں ہوگا(۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: جس قضیہ میں حمل شائع متعارف ہو اسے قضیہ متعارفہ کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: حمل مواطاتی کی حقیقت دو چیزوں کا ایک کرنا ہے، جبکہ حمل اشتقاقی کی حقیقت حلول ہوتا ہے، یعنی ایک چیز کا اپنے محل میں متحقق ہونا ہے(۳)۔

تمرین

درج ذیل مثالوں میں اقسام حمل کی نشاندہی کریں، نیز منطقی ترکیب کریں۔

وَاللّٰهُ ذُو الفَضلِ العَظِيمِ. إِنَّ المُتَّقِينَ فِى جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. لَيسَ عَلَى الأَعمَى حَرَجٌ. الحَبُّ ذُو العَصفِ وَالرَّيحَانُ. خَلَقَ الإِنسَانَ. وَرَبُّکَ الغَنِيُّ ذُو الرَّحمَةِ. وَمَا مَسَّنَا مِن لُغُوبٍ. وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ. إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ العَالَمِينَ. زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيطَانُ أَعمَالَهُم. الانسان انسان. الحمارحيوان. الفرس صائل. هجرة الفاسق للدنيا , حب الأنصار آية الإيمان، الخلق كلهم عيال الله، الخير معقود فى نواصى الخيل إلى يوم القيامة، السؤال نصف العلم ، السخاء شجرة فى الجنة، السخى قريب من الله , والسابقون السّابقون , بعض الانسان كاتب بالفعل. هجرة المخلص للّه.

حل شدہ مثالیں:

۞…… …… **أُولَئِکَ عَلَى هُدًى مِن رَبِّهِم.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ موجبہ۔

"أُولَئِکَ" موضوع. …"عَلَى هُدًى مِن رَبِّهِم" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.....موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ موجبہ۔

۞…… **وَأُولَئِکَ هُمُ المُفلِحُونَ.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ موجبہ۔

"وَ" ادات غیر زمانیہ. .."أُولَئِکَ" موضوع .. "هُم" رابطہ غیر زمانیہ. .."المُفلِحُونَ" محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو…. . موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ موجبہ۔

---

(۱) اسعاد الفہوم: ۲/۳۰، ضیاء النجوم: ۱۳۳. (۲) دستور العلماء: ۳/۶۳.

(۳) حمد اللہ شرح سلم العلوم: ۵۲.

فصل پنجم

ذات موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

ذات موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں:۔

۱۔ شخصیہ (مخصوصہ) ۲۔ طبعیہ ۳۔ محصورہ (مسورہ) ۴۔ مہملہ

۱۔ قضیہ شخصیہ مخصوصہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع شخص معین ہو، جیسے "محمدرسول اللہ".

۲۔ قضیہ طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں حکم موضوع کی طبیعت و ماہیت پر ہو، جیسے "الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ ."

۳۔ قضیہ مہملہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں حکم موضوع کے افراد پر ہو، لیکن افراد کی کمیت معلوم نہ ہو جیسے "تَأْكُلُهُ النَّارُ."

۴۔ قضیہ محصورہ: وہ قضیہ حملیہ ہے، جس میں حکم موضوع کے تمام یا بعض افراد پر ہو، جیسے "کل نفس ذائقة الموت" اور 'إِنَّ بَعضَ الظَّنِّ إِثم'"۔

وجہ حصر: قضیہ کا موضوع شخص معین ہوگا یا امر کلی، اگر شخص معین ہو تو قضیہ شخصیہ، اگر امر کلی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، حکم افراد پر ہوگا یا ماہیت پر، اگر حکم ماہیت پر ہو تو قضیہ طبعیہ اگر افراد پر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، افراد کی کمیت کلاً یا بعضاً بیان ہوگی یا نہیں، اگر ہو تو قضیہ محصورہ اور اگر نہ ہو تو قضیہ مہملہ۔

مذکورہ قضیوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

۱۔ شخصیہ موجبہ کی مثال جیسے "محمد رسول اللہ" ۲۔ شخصیہ سالبہ کی مثال جیسے "وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبلَتَهُم"
۳۔ طبعیہ موجبہ کی مثال جیسے "ان الشرک لظلم عظیم" ۴۔ طبعیہ سالبہ کی مثال جیسے "الانسان لیس بجنس."
۵۔ محصورہ موجبہ کی مثال جیسے "کل من علیھافان" ۶۔ محصورہ سالبہ کی مثال جیسے "لاشیۃ فیھا"
۷۔ مہملہ موجبہ کی مثال جیسے "وَكَانَ الإِنسَانُ أَكثَرَ شَيءٍ جَدَلًا" ۸۔ مہملہ سالبہ کی مثال جیسے "الطلاب لایجتھدون"

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قضیہ شخصیہ کو مخصوصہ اور محصورہ کو مسورہ بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع علم یا معرف باللام (عہد خارجی) ہو تو قضیہ شخصیہ ہوگا (۲)۔

---

(۱) توضیح المنطق ۳۶.

(۲) ضوابط المعرفۃ ۲۷.

قاعدہ نمبر۳: جس قضیہ کا موضوع اسم ضمیر، اسم اشارہ اور اسم موصول ہو تو اس میں مناطقہ کا اختلاف ہے، متاخرین کے نزدیک قضیہ شخصیہ ہوگا اور متقدمین کے نزدیک قضیہ قرائن یا سور کے اعتبار سے طبعیہ یا محصورہ یا مہملہ ہوگا(۱)۔

قاعدہ نمبر۴: قضیہ شخصیہ کلیہ کی قوت میں ہوتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۵: جس قضیہ کا موضوع علم جنسی ہو تو وہ قضیہ شخصیہ ہوگا، بشرطیکہ قرائن خارجی کلیت یا بعضیت پر دال نہ ہو جیسے "عاد جحدوا ربها" ورنہ مہملہ یا محصورہ ہوگا جیسے "قوم نوح لما كذب الرسل".(۳)

قاعدہ نمبر۶: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع مصدر ہو تو طبعیہ کہلائے گا، بشرطیکہ قرائن خارجیہ کلیت یا جزئیت پر دال نہ ہو جیسے "الصدق ينجى" وغیرہ(۴)۔

قاعدہ نمبر۷: نکرہ تحت الاثبات عمومی طور پر تبعیض کا فائدہ دیتا ہے جیسے "وجوه يومئذ ناعمه" یہ موجبہ جزئیہ ہے، البتہ کبھی تعمیم کے لیے بھی آتا ہے جیسے "علمت نفس ما احضرت" یہ موجبہ کلیہ ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر۸: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع معرف باالف لام جنسی تو قضیہ طبعیہ کہلاتا ہے، (بشرطیکہ مع لحاظ عموم ہو) اور وہ قضیہ جس کا موضوع معرف باالالف واللام جنسی ہو تو قضیہ مہملہ قدمائیہ کہلاتا ہے (بشرطیکہ بلا لحاظ عموم وخصوص ہو)، جس کا موضوع معرف باالف لام استغراقی ہو تو قضیہ محصورہ موجبہ کلیہ کہلاتا ہے، جس کا موضوع معرف باالف لام خارجی ہو تو وہ قضیہ شخصیہ مخصوصہ کہلاتا ہے، اور جس کا موضوع معرف باالف لام ذہنی ہو تو وہ قضیہ مہملہ کہلاتا ہے(۶)۔

قاعدہ نمبر۹: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع متعین متشخص ہو تو وہ قضیہ شخصیہ مخصوصہ کہلاتا ہے(۷)۔

قاعدہ نمبر۱۰: قضیہ مہملہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے کیونکہ دونوں میں محکوم علیہ غیر معلوم ہوتا ہے، پھر اگر موجبہ ہو تو موجبہ جزئیہ کی قوت میں ہوگا اور اگر سالبہ ہو تو سالبہ جزئیہ کی قوت میں ہوگا(۸)۔

---

(۱) تحفہ شاہ جہانی:۱۰.

(۲) ضوابط المعرفۃ:۶۹، ۷۰، تفہیم المنطق:۹۰، ۹۱.

(۳) ضوابط المعرفۃ:۸۵، تفہیم المنطق:۱۰۹.

(۴) توضیح المنطق:۳۷.

(۵) اساس المنطق:۲/۱۹۲.

(۶) ملخص تحفہ شاہجہانی:۱۰.

(۷) تحفہ شاہجہانی:۸۳، شرح تہذیب:۸۳، کبری:۳۷.

(۸) شرح تہذیب:۸۴، ضوابط المعرفۃ:۷۰، تفہیم المنطق:۹۱، تسہیل المنطق للاثری:۴۱.

قاعدہ نمبر۱۱: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع علم (خواہ مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو)، یا کنیت ہو، یا لقب ہو تو قضیہ شخصیہ کہلاتا ہے، جیسے محمد طیب، صاحبین، شیخین، علماء، فقہاء، ابوبکر، ابو ہریرہ، ابن ہشام، ابن ابی الدنیا، امام الحرمین، بدر الدین، امیر المومنین، شیخ القرآن، شیخ الحدیث، محقق العصر اور امام الصرف والنحو وغیرہ (۱)۔

قاعدہ نمبر۱۲: مہملہ قدمائیہ وہ قضیہ ہوتا ہے، جس میں موضوع (محکوم علیہ) ماہیت من حیث ہی ہو، جیسے "الحیوان مقوم للانسان". (۲)

قاعدہ نمبر۱۳: ہر وہ قضیہ جس میں محکوم علیہ بالذات افراد ہو تو وہ قضیہ محصورہ متاخرہ کہلاتا ہے اور جس میں محکوم علیہ بالذات طبیعت ہو تو وہ محصورہ قدمائیہ کہلاتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۱۴: قضیہ طبعیہ، مہملہ قدمائیہ اور محصورہ قدمائیہ میں فرق یہ ہے کہ قضیہ طبعیہ میں محکوم علیہ طبعیت من حیث العموم ہوتا ہے، مہملہ قدمائیہ میں محکوم علیہ طبعیت من حیث ہی ہی ہوتا ہے اور محصورہ قدمائیہ میں طبعیت من حیث الانطباق علی الافراد ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۵: مہملہ قدمائیہ میں موضوع اس قضیہ کی نفس ماہیت ہوتی ہے اور مہملہ متاخرہ میں موضوع افراد ہوتے ہیں، لیکن افراد کی مقدار بیان نہیں کی جاتی ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۱۶: ہر وہ قضیہ جس کا موضوع متعین ہو خواہ ایک فرد ہو یا متعدد افراد ہوں تو وہ قضیہ شخصیہ کہلاتا ہے (٦)۔

قاعدہ نمبر۱۷: قضیہ طبعیہ خارج میں موجود نہیں، کیونکہ اس میں حکم نفس ماہیت پر ہوتا ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۸: قضیہ محصورہ اور مہملہ میں موضوع کا اعتبار ہوتا ہے، مفعول بہ اور مجرور وغیرہ کا اعتبار نہیں ہوتا، جیسے "ماأنزل الله علی بشرمن شیء" میں کفار کے قول میں دو جگہ (بشر، شیء) سلب کلی یا عموم سلب ہے، لیکن یہ قضیہ شخصیہ ہے، محصورہ نہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۹: قرآن مجید میں بہت سے مقامات میں انسان پر حکم لگایا گیا ہے اور مراد خاص افراد ہیں، تو یہ بھی قضیہ مہملہ ہوگا، جیسے "فَأَمَّا الإِنسَانُ إِذَا مَا ابتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكرَمَنِ." (الفجر: ١٥) "وَيَقُولُ الإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوفَ

---

(۱) ملخص تفہیم المنطق۹۳،۹۴، ضوابط المعرفۃ۷۱-۷۲.

(۲) سیف المبتدی:۳۴.

(۳) سیف المبتدی:۳۵.

(۴) سیف المبتدی:۳۵.

(۵) اسعاد الفہوم:۲/۱۷.

(٦) ضوابط المعرفہ:۷۲، تفہیم المنطق:۹۴.

(۷) شرح تہذیب:۸۴.

(۸) اساس المنطق:۱/۱۸۴.

أُخرَجُ حَيًّا.“(مریم:٦٦)۔ ”أَوَلَم يَرَ الإِنسَانُ أَنَّا خَلَقنَاهُ مِن نُطفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ “(یس:٧٧)۔ وغیرہ(۱)۔

قاعدہ نمبر۲۰: قضیہ موضوع اور محمول کی تقدیم وتاخیر کی وجہ سے بدل جاتا ہے، جیسے ”فَمِنهُم مَن آمَنَ وَمِنهُم مَن كَفَرَ “(البقرۃ:۲۵۳) یہ قضیہ موجبہ جزئیہ ہے اور اگر محمول کو مقدم کرکے یوں کہا جائے ”من امن منهم ومن كفر منهم“ تو پھر یہ قضیہ مہملہ ہوگا(۲)۔

تمرین

امثلہ ذیل میں اقسام قضیہ کی تعیین کیجئے، نیز منطقی ترکیب کریں۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ. مَا ضَلَّ صَاحِبُكُم. وَمَا غَوَى. قَالَ نُوحٌ. وَمَا كَانُوا مُهتَدِينَ. لَا عِلمَ لَنَا. هَذَا خَلقُ اللَّهِ. الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ. وَمَا يَنطِقُ عَنِ الهَوَى. قَالَ لُقمَانُ لِابنِهِ. إِنَّ بَعضَ الظَّنِّ إِثمٌ. فَمَا رَبِحَت تِجَارَتُهُم. فَإِنَّكَ لَا تُسمِعُ المَوتَى. تَأكُلُهُ النَّارُ. كُتِبَ عَلَيكُمُ الصِّيَامُ. إِذ هُمَا فِي الغَارِ. فَقَد كُذِّبَ رُسُلٌ مِن قَبلِكَ. تَأتِيَهُمُ البَيِّنَةُ. الضيافة ثلاثة أيام. طالب العلم طالب الرحمة. مَا زَاغَ البَصَرُ. وَمَا طَغَى. الرجل خير من المرأة. كل الناس يحاسب يوم القيامة. طلحة ممن قضى نحب. عائشة زوجتي في الجنة. كل بني آدم حسود. عثمان في الجنة. الغضب من الشيطان. الغيرة من الإيمان. مَا كَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَأَى. فاطمةسيدة نساء أهل الجنة. لاعقل كالتدبير. الكذب ينقص الرزق. الكوثر نهر في الجنة. لا أحد أغير من الله . كلُّ ذي نعمةٍ محسوذٌ. كل شجر عظيم له شوك. لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق , كل مسكر حرام. كل بدعة ضلالة. إن كل مسلم أخو المسلم. إن الله لا يحب كل فاحش متفحش. كل الناس يرجو النجاة يوم القيامة. بعض الناس في الحسد أفضل من بعض. كل بني آدم خطاء ون. زيد ليس بقائم. لا ايمان لمن لا أمانة له.

چند حل شدہ مثالیں

❁ .... **عثمان في الجنة.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ۔

”عثمان“ موضوع. ....”في الجنة“ مرکب غیر تقیدی محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.. .موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ۔

❁ .. يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ.

---

(۱) اساس المنطق:۱/۱۹۶.

(۲) ملخص اساس المنطق:۱/ ۱۹۷.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین۔

"یُقِیمُونَ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی ۔۔"وَ" ضمیر موضوع ۔۔" الصَّلَاۃَ" مرکب غیر تقییدی متعلق محمول۔ موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتقدمین ومہملہ موجبہ عند المتأخرین۔

❁ ... **الغیرۃ من الإیمان.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ۔

"الغیرۃ" موضوع..... "من الإیمان" مرکب غیر تقییدی محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی۔۔ موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ۔

❁.. **لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ سالبہ۔

"لا" ادات سلب..... "طاعۃ" موضوع ..... "لمخلوق" مرکب غیر تقییدی محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی..... "فی" ادات غیر زمانیہ جزء اول "معصیۃ الخالق" مرکب تقییدی ہو کر جزء ثانی..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر متعلق محمول۔۔ موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ سالبہ۔

❁ .... **کلُّ ذی نعمۃٍ محسودٌ.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ۔

"کلُّ" سور موجبہ کلیہ ..... "ذی نعمۃٍ" مرکب تقییدی موضوع..... "محسودٌ" محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ۔

❁ **فَقَد کُذِّبَ رُسُلٌ مِن قَبلِکَ.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ۔

"فقد" ادوات غیر زمانیہ "کُذِّبَ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی "رُسُلٌ" موضوع۔ "مِن" ادات غیر زمانیہ جزء اول ..... "قَبلِكَ" مرکب تقییدی ہو کر جزء ثانی ..... جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہو کر متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ۔

فصل ششم

محصورات اربعہ کا بیان

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں:۔

۱۔ موجبہ کلیہ ۲۔ موجبہ جزئیہ ۳۔ سالبہ کلیہ ۴۔ سالبہ جزئیہ

۱۔ **موجبہ کلیہ کی تعریف:** وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں محمول تمام افراد موضوع کے لیے ثابت ہو جیسے **" ان الانسان لفی خسر"** ۔

۲۔ **موجبہ جزئیہ کی تعریف:** وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں محمول بعض افراد موضوع کے لیے ثابت ہو جیسے **"ان بعض الظن اثم."** ۔

۳۔ **سالبہ کلیہ کی تعریف:** وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں تمام افراد موضوع سے محمول کی نفی کی گئی ہو جیسے **" لَا لَغوٌ فِيهَا وَلَا تَأثِيمٌ"** .۔

۴۔ **سالبہ جزئیہ کی تعریف:** وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں بعض افراد موضوع سے محمول کی نفی کی گئی ہو، جیسے **"وَمَا بَعضُهُم بِتَابِعٍ قِبلَةَ بَعضٍ"** ۔

سور کا بیان

سور اصل میں "سور البلد" سے ماخوذ ہے، یعنی وہ دیوار جس نے پورے شہر کا احاطہ کیا ہوا، تو اسی طرح یہ الفاظ بھی کلی کو گھیر لیتے ہیں اور اصطلاحی تعریف یہ ہے۔ **"مايبين به كمية الافراد من الكلية والجزئية."** یعنی وہ لفظ ہے جس کے ذریعے کل یا بعض افراد کی تعیین کی جائے۔

موجبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو عموم اور شمول پر دال ہو جیسے **" الف لام استغراقی، كل، جميع، اجمع، اجمعون، كافة، قاطبة، عامة، سائرة، طرا"** وغیرہ۔

موجبہ جزئیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو جزئیت اور بعضیت پر دال ہو جیسے **" بعض، قسم منه، فريق، منهم، قليل، من تبعيضيه، قليلة، فئة، طائفة، اكثر، واحد، كثير، ربما، قلما "** وغیرہ۔

سالبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو شمول النفی اور عموم السلب پر دال ہو، جیسے **" لا شئی، نكره تحت النفی"** وغیرہ۔

سالبہ جزئیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو رفع ایجاب کلی پر دال ہو، جیسے **"ليس كل، ليس واحد، ليس بعض، بعض ليس"** وغیرہ۔ (۱)۔

---

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم المنطق: ۹۴-۹۵.

قواعد

قاعدہ نمبر۱: قضیہ محصورہ کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس میں ایسا لفظ ہوتا ہے، جو کل یا بعض افراد پر دال ہوتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: مناطقہ کے نزدیک قضیہ کلیہ قضیہ شخصیہ کی قوت میں ہوتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۳: اگر حرف نفی سور جزئی کے الفاظ پر بڑھادیا جائے خواہ حرف نفی پہلے ہو یا بعد میں ہو تو وہ سالبہ جزئیہ کا سور بن جاتا ہے، جیسے ”بعض الحیوان لیس بانسان“ اور ”لیس بعض الحیوان بانسان“ وغیرہ۔(۳)

قاعدہ نمبر۴: اگر سور کلی پر ادوات عموم سے پہلے حرف نفی داخل ہو تو سلب جزئی بن جاتا ہے، جیسے ”لیس کل عمارة مسجد“ اور ”لیس کل لامع ذهب. لَيسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُونَ الإِبِلَ. وليس کل عالم مجادلا. لَيسَ كُلُّ فَهِمٍ فَقِيهًا.“ وغیرہ(۴)۔

قاعدہ نمبر۵: کبھی قضیہ جزئیہ بول کر صرف ایک شخص مراد ہوتا ہے، جیسے ”ومنهم من يقول ائذن لی ولاتفتنی“ .یہ آیت جد بن قیس منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر: علوم میں محصورات اربعہ ہی معتبر ہیں(۶)۔

قاعدہ نمبر۶: کبھی سور (کلیت یا بعضیت) محمول کی جانب ذکر کیا جاتا ہے تو اسے قضیہ منحرفہ کہا جاتا ہے جیسے ” وَأَنَّا مِنَّا الْمُسلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُون.(سورة الجن ۱۴) وَأُولُو الأَرحَامِ بَعضُهُم أَولَى بِبَعضٍ فِي كِتَابِ اللَّه.“(الانفال ۷۵)۔(۷)

قاعدہ نمبر۷: لفظ ”کل“ کبھی مجموعہ افراد کے لیے ہوتا ہے، جیسے ”کل انسان لایسعه هذا الدار.“(سب انسانوں کو یہ گھر نہیں سماتا) اور کبھی لفظ ”کل“ ایک ایک فرد کے لیے آتا ہے، جیسے ”کل طالب حاضر“ قضیہ محصورہ کے لیے ”کل“ افرادی استعمال ہوتا ہے(۸)۔

قاعدہ نمبر۸: لفظ ”کل“ لازم الاضافۃ ہے، یہ اضافت کے بغیر استعمال نہیں ہوتا، اگر مضاف الیہ محذوف ہو تو عوض میں تنوین لاتے ہیں، جیسے ”کل امن بالله“ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ”کلهم امن بالله“ پھر ”کل“ کا مضاف الیہ عموماً موصوف ہوتا ہے اور اس کی صفت

---

(۱) اساس المنطق:۱/۱۸۴. (۲) تفہیم المنطق:۹۰.

(۳) تفہیم المنطق:۹۶.

(۴) تفہیم المنطق:۹۶.

(۵) اساس المنطق:۱/۱۹۳.

(۶) شرح تہذیب:۸۴.

(۷) سلم العلوم: ۱۲۵، اساس المنطق:۱۹۷.

(۸) اساس المنطق:۲/۱۸۵.

مذکور یا محذوف ہوتی ہے، یعنی کبھی اس کا مضاف الیہ مذکور غیر موصوف ہوگا، جیسے "إِنَّ السَّمعَ وَالبَصَرَ وَالفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنهُ مَسئُولًا." (الاسراء:۳۶) کبھی مضاف الیہ کی صفت محذوف ہوگی، جیسے "كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَت سَبعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ". (البقرة:۲۶۱) اس میں مضاف الیہ کی صفت محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ "كل سنبلة من هذه السنابل"؛ کبھی اس کا مضاف الیہ نکرہ غیر موصوف ہوگا، جیسے "لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيءٍ". (الأنعام:۱۰۲).(۱)

قاعدہ نمبر۹: لفظ "کل" اس وقت موجبہ کلیہ کا سور ہوگا، جب یہ معنیٰ حقیقی میں مستعمل ہو۔ (۲)

قاعدہ نمبر۱۰: لفظ "کل" کبھی کثیر کے معنیٰ میں آتا ہے، جیسے "وَأُوتِيَت مِن كُلِّ شَيءٍ". (النمل:۲۳).(۳)

تمرین

مندرجہ ذیل مثالوں میں محصورات اربعہ کی تعیین کریں، نیز منطقی ترکیب کریں۔

إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسرٍ. لَكِنَّ أَكثَرَ النَّاسِ لَا يَعلَمُونَ. لَيسَ كُلُّ أَمرِي كَمَا يَشتَهِي صَاحِبِي. مِنهُم مَن عَاهَدَ اللَّهَ. أُنزِلَت سُورَةٌ. لَيسَ كُلُّ النَّاسِ يَعرِفُهُ. كُلُّ نَفسٍ ذَائِقَةُ المَوتِ. جَمِيعٌ لَدَينَا مُحضَرُونَ. لَم تَكُن لَهُ فِئَةٌ. لَيسَ كُلُّ سَاعَةٍ تَبقَى لَنَا. فَأَبَى أَكثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا. قَالَت طَائِفَةٌ مِن أَهلِ الكِتَابِ. مَا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا. نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنهُم. فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. جَاءَ المُعَذِّرُونَ مِنَ الأَعرَابِ. فَرِيقٌ فِي الجَنَّةِ. فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ. وَدَّت طَائِفَةٌ مِن أَهلِ الكِتَابِ. وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمثَالُكُم. فمنهم من قضى نحبه. ومنهم من ينتظر. فَآمَنَت طَائِفَةٌ مِن بَنِي إِسرَائِيلَ. وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ. كل راع مسئول عن رعيته. بعض المسلمين أفضل من بعض. كل عين باكية يوم القيامة. يغار بعضهم على بعض. أجمع على ضعفه. أجمع من تكلم فى الرجال على ضعفه. يرزق الله بعضهم من بعض. انهزم أصحابه أجمعون. لَيسَ كُلُّ مَن تَوَكَّلَ عَلَيهِ كَفَاهُ. كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة. ما فى بنى سليم قاطبة رجل هو أفقر منى. كل قرض صدقة. لَيسَ كُلُّ شَيءٍ يُسَمَّى بِالبَاطِلِ يُحَرَّمُ. يضرب بعضكم رقاب بعض. لا ينقص بعضُهم من أجر بعضٍ شيئ. فيه بعض الرواة. وقد حسن بعض مشايخنا إسناده. وقد تكلم فيه بعض أهل العلم. فضحک بعض أصحاب رسول الله ﷺ فى صلاته. لَيسَ كُلُّ مُحِبٍّ مُعَظِّمًا. لَيسَ كُلُّ النَّاسِ يَعلَمُ مَا تَعلَمُ. لَيسَ كُلُّ البِرِّ هَذَا.

---

(۱) اساس المنطق:۱/۱۸۵.

(۲) اساس المنطق:۱/۱۸۵

(۳) اساس المنطق:۱/۱۸۶.

چند حل شدہ مثالیں

- إِنَّ الإِنسَانَ لَفِی خُسرٍ .

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ غیر منحرفہ الخ۔۔۔

- كُلُّ نفسٍ ذَائِقَةُ المَوتِ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ غیر منحرفہ الخ۔۔۔

- فَرِيقٌ فِی الجَنَّةِ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ غیر منحرفہ الخ۔۔۔

- فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ غیر منحرفہ الخ۔۔۔

- لَا إِلَهَ إِلَّااللّٰهُ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ غیر منحرفہ الخ۔۔۔

- وَمَا مِن دَابَّةٍ فِی الأَرضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزقُهَا.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ غیر منحرفہ الخ۔۔۔

- لَيسَ كُلُّ مَن مَرِضَ مَاتَ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ جزئیہ غیر منحرفہ الخ۔۔۔

- لَيسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ جزئیہ غیر منحرفہ الخ۔۔۔

فصل ہفتم

وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم

وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ خارجیہ ۲۔ حقیقیہ ۳۔ ذہنیہ

۱۔ **خارجیہ کی تعریف:** وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع واقعۃً خارج میں موجود ہو، جیسے " النار محرقة. الثلج ليس بحار "وغیرہ۔

۲۔ **حقیقیہ کی تعریف:** وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع خارج میں واقعۃً موجود نہ ہو، بلکہ مقدر ہو، یعنی خارج میں موضوع کے وجود کو فرض کرلیا گیا ہو، جیسے " كل عنقاء طائر ". یہاں عنقاء حقیقۃً خارج میں موجود نہیں، لیکن اس کے وجود کو خارج میں فرض کرلیا گیا ہے کہ اگر کوئی فرد ''عنقاء'' کا اس خارجی جہاں میں وجود پایا گیا اور وہ ''عنقاء'' ہوا تو وہ ''طائر'' ہوگا۔

۳۔ **ذہنیہ کی تعریف:** وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع خارج میں نہ حقیقۃً ہو، اور نہ تقدیراً ہو، بلکہ ذہن میں فرض کرلیا گیا ہو، جیسے " شريك البارى ممتنع " یہاں ''شریک الباری'' کا کوئی فرد نہ حقیقۃً خارج میں موجود ہے اور نہ ہی تقدیراً موجود ہے، بلکہ ذہن میں اسے فرض کرلیا گیا ہے، یعنی اگر بالفرض عقل میں شریک باری تعالی ہو تو امتناع والا حکم اس کے لیے ثابت ہوگا۔

وجہ حصر: قضیہ کا موضوع محقق الوجود ہوگا، یا مقدرة الوجود ہوگا، یا مفروض ذہنی ہوگا، اگر محقق الوجود ہو تو خارجیہ، اگر مقدرة الوجود ہو تو حقیقیہ اور مفروض ذہنی ہو تو ذہنیہ۔

پھر ایجاب اور سلب کے اعتبار سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں، کل چھ قسمیں ہوئیں:۔

۱۔ خارجیہ موجبہ، جیسے "زيد قائم" ۲۔ خارجیہ سالبہ، جیسے "زيد ليس بقائم" ۳۔ حقیقیہ موجبہ، جیسے "العنقاء طائر" ۴۔ حقیقیہ سالبہ، جیسے "النعقاء ليس بطائر" ۵۔ ذہنیہ موجبہ، جیسے "شريك البارى ممتنع" ۶۔ ذہنیہ، جیسے "شريك البارى ليس بموجود".

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: ہر قضیہ موجبہ کے لئے موضوع کا وجود ضروری ہے کیونکہ قضیہ موجبہ میں محمول کو موضوع کے لیے ثابت کیا جاتا ہے اور ثبوت الشئی للشئی مثبت لہ کے لیے فرع ہوتی ہے، لہذا مثبت لہ (موضوع) کا ہونا ضروری ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: موضوع کا وجود صرف قضیہ موجبہ میں ضروری ہوتا ہے، سالبہ میں موضوع کا فرض کرنا بھی کافی ہے، موضوع کا حقیقی وجود ضروری

---

(۱) سلم العلوم: ۱۳۸، شرح تہذیب: ۸۴.

نہیں، جیسے "النعقاء لیس بشئی" اور "جبل الذہب لیس بموجود" وغیرہ۔ یہ قضایا سالبہ ہیں، ان کا موضوع ''عنقاء'' اور ''سونے کا پہاڑ'' کہیں موجود نہیں، صرف فرضی چیزیں ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۳: قضایا شرعیہ خارجیہ کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۴: قضیہ خارجیہ کا رجع قضیہ شرطیہ کی طرف ہوتا ہے، اور قضیہ حقیقیہ کی رجع شرطیہ کی طرف نہیں ہوتا (۳)۔

قاعدہ نمبر۵: قضیہ کی یہ تقسیم ابو علی سینا کی اختراع ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۶: قضیہ ذہنیہ کا موضوع محال عقلی یا محال عادی ہوگا، اور یہ فرض فارض پر موقوف ہوتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۷: قضیہ ذہنیہ کو ذہنیہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ صرف عالم ذہن میں پایا جاتا ہے، خارج کیساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا (۶)۔

قاعدہ نمبر۸: قرآن مجید کے قضایا حقیقیہ کہلاتے ہیں، جیسے "إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِم. وقوله: إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ" وغیرہ۔ یہ قوانین دائمی ہیں، کسی زمانے اور مکان کیساتھ مختص نہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر۹: قواعد اور قوانین (خواہ طبعی ہوں یا عقلی ہوں یا عرفی ہوں) از قبیل قضایا حقیقیہ ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۰: علوم میں قضایا حقیقیہ مستعمل ہوتے ہیں، ذہنیہ اور خارجیہ مہجور ہوتے ہیں (۹)۔

قاعدہ نمبر۱۱: قضیہ ذہنیہ کی دو صورتیں ہیں، یا اس کا موضوع ممتنع الوجود ہوگا، یعنی خارج میں اس کا تحقق محال ہوتا ہے، جیسے "کلُّ اجتماع النقیضین مغایرٌ لاجتماع المثلین" اور یا اس کا موضوع ممکن الوجود ہو ہوگا، یعنی محال عادی ہوگا، جیسے "کلُّ جبلٍ من ذهب جمیلٌ". (۱۰)

قاعدہ نمبر۱۲: ہر وہ قضیہ خارجیہ جس کا وجود خارج میں بطور فرض ہو تو اسے خارجیہ حقیقیہ کہتے ہیں (۱۱)۔

---

(۱) مفتاح التہذیب:۵۹.

(۲) شرح کتاب المنطق:۲/ ۲۵۷.

(۳) شرح کتاب المنطق:۲/ ۲۵۷.

(۴) دروس المنطق:۶۳.

(۵) دروس المنطق:۶۵.

(۶) دورالمنطق:۶۵.

(۷) دورس المنطق:۶۵.

(۸) دوروس المنطق:۶۴.

(۹) دورس المنطق:۵۶.

(۱۰) دورس المنطق:۶۴.

(۱۱) اسعاد الفہوم:۲/ ۳۸، انوار العلوم:۱۲۹.

قاعدہ نمبر ۱۳: ہر وہ قضیہ ذہنیہ جس کا وجود ذہن میں بطور فرض ہو تو اسے ذہنیہ حقیقیہ کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: وجود موضوع کے اعتبار سے کل اقسام نو بنتی ہیں، موضوع محقق ہوگا، یا مقدر ہوگا، یا اعم منہما ہوگا، اسی طرح تین احتمال یہ ہیں، ذہن، خارج اور اعم منہما۔ تین کو تین میں ضرب دینے سے نو قسمیں بنتی جاتی ہیں، تاہم صاحب سلم العلوم اور دیگر حضرات نے یہ پانچ قسمیں ذکر کی ہیں، خارجیہ، خارجیہ حقیقیہ، ذہنیہ، ذہنیہ حقیقیہ، حقیقیہ محضہ. (۲)

قاعدہ نمبر ۱۵: علامہ سید سندؒ فرماتے ہیں کہ خواہ مخواہ تکثر مفہومات قضایا کی ضرورت نہیں اور نہ ہی مناطقہ کی عام اصطلاح میں کسی خاص تغیر کرنے سے کوئی خاص فائدہ ہے، پس اتنا کافی ہے کہ قضیہ میں اگر حکم ثبوت المحمول للموضوع الخارجی ہو تو چاہے وہ محقق ہو یا مقدر ہو اس کا نام خارجیہ ہوگا، جس کی مثال قضایا طبعیہ ہوں گے، اگر موضوع ذہنی کی طرف ثبوت ہو تو چاہے وہ محقق ہو یا مقدر ہو اس سے قضیہ ذہنیہ بنے گا، جیسے عام طور پر اس فن کے قضایا ایسے ہوتے ہیں اور کہیں ثبوت المحمول للموضوع ہو تو حقیقیہ ہوگا کالقضایا الہندسہ. (۳)

تمرین

درج ذیل مثالوں میں قضایا کی تعیین کیجئے، نیز منطقی ترکیب کریں۔

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُغَيِّرُ مَا بِقَومٍ. إِنَّهُ لاَ يُفلِحُ الظَّالِمُونَ. النارمحرقة. الثلج ليس ببادر. كلُّ حديد يتمدَّد بالحرارة. كلُّ كلبٍ نجسُ العينِ. كلُّ جبلٍ من ذهب جميلٌ. الإنسان نوعٌ. الحيوان جنسٌ. الناطق فصل. الشجر كلِّيٌّ. زيدٌ جزئِيٌّ. كل جنديٍ في المعسكر مدربٌ على حمل السّلاح. بعض الدُّور المائلة للانهدام في البلد هُدِمت. كل طالبٍ فی المدرسة مُجدّ. الشمس مشرقة. الكلمة جنس . الانسان كلی. الستقليست بفرد. الأربعة زوج. الماء بارد.

حل شدہ مثالیں:

❁ الشمس مشرقة.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ الخ۔۔۔

❁ شريک الباری ممتنع.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ ذہنیہ الخ۔۔۔

---

(۱) اسعاد الفہوم: ۲/ ۳۸، انوار العلوم: ۱۲۹.

(۲) حمد اللہ: ۶۱، انوار العلوم: ۱۲۹.

(۳) انوار العلوم: ۱۲۹.

فصل ہشتم

موضوع کے محقق اور مقدر ہونے کے اعتبار سے قضیہ تقسیم

موضوع کے محقق اور مقدر(۱) ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ بتیہ ۲۔ غیر بتیہ

۱۔ **قضیہ بتیہ کی تعریف:** وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع محقق ہو، جیسے "زید عالم".

۲۔ **قضیہ غیر بتیہ کی تعریف:** وہ قضیہ حملیہ ہے، جس کا موضوع مقدرۃ ہو، جیسے "تسريك الباری ممتنع". وغیرہ۔

پھر ان میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:۔

۱۔ خارجیہ بتیہ ۲۔ خارجیہ غیر بتیہ ۳۔ ذہنیہ بتیہ ۴۔ ذہنیہ غیر بتیہ ۵۔ حقیقیّہ بتیہ ۶۔ حقیقیّہ غیر بتیۃ

۱۔ **خارجیہ بتیہ کی تعریف:** وہ قضیہ خارجیہ ہے، جس کا موضوع محقق الوجود ہو، جیسے "زید قائم".

۲۔ **خارجیہ غیر بتیہ کی تعریف:** وہ قضیہ خارجیہ ہے، جس کا موضوع مقدرۃ الوجود ہو، جیسے "العنقاء طائر".

۳۔ **ذہنیہ بتیہ کی تعریف:** وہ قضیہ ذہنیہ ہے، جس کا موضوع محقق الوجود ہو، جیسے "الانسان کلی".

---

(۱) بعض مناطقہ نے قضیہ حملیہ کی عقد وضع کے اعتبار سے مذکورہ چھے قسمیں بنائی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عقد وضع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ بتیہ ۲۔ غیر بتیہ

۱۔ قضیہ بتیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں عقد وضع محقق الوجود (یعنی واقعی ہو) ہو، جیسے "زید قائم".

۲۔ قضیہ غیر بتیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں عقد وضع غیر محقق الوجود (یعنی فرضی) ہو، جیسے "شريك الباری ممتنع".

پھر قضیہ بتیہ اور غیر بتیہ میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ خارجیہ بتیہ ۲۔ خارجیہ غیر بتیہ ۳۔ ذہنیہ بتیہ ۴۔ ذہنیہ غیر بتیہ ۵۔ حقیقیّہ بتیہ ۶۔ حقیقیّہ غیر بتیۃ

۱۔ خارجیہ بتیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع موجود فی الخارج ہو اور عقد وضع بھی واقعی اور نفس الامری ہو۔

۲۔ خارجیہ غیر بتیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع موجود فی الخارج ہو اور عقد وضع فرضی ہو۔

۳۔ ذہنیہ بتیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع موجود فی الذہن ہو اور عقد وضع واقعی اور نفس الامری ہو۔

۴۔ ذہنیہ غیر بتیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع موجود فی الذہن میں ہو اور عقد وضع فرضی ہو۔

۵۔ حقیقیّہ بتیہ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع خارج اور ذہن دونوں سے قطع نظر ہو اور عقد وضع بھی واقعی اور نفس الامری ہو۔

۶۔ حقیقیّہ غیر بتیۃ: وہ قضیہ ہے، جس کا موضوع خارج اور ذہن دونوں سے قطع نظر ہو اور عقد وضع بھی فرضی ہو۔ (دیکھئے تیسر القواعد المنطقیہ: ۱۱۴، تحقیق قضیہ بتیہ غیر مصبوع)

۴۔ **ذہنیہ غیر بتیہ کی تعریف:** وہ قضیہ ذہنیہ ہے، جس کا موضوع مقدرۃ الوجود ہو، جیسے ”شريك البارى ممتنع“.

۵۔ **حقیقیہ بتیہ کی تعریف:** وہ قضیہ حقیقیہ (۱) ہے، جس کا موضوع محقق الوجود ہو، جیسے ”الأربعة ضعف الاثنين“.

۶۔ **حقیقیہ غیر بتیہ کی تعریف:** وہ قضیہ حقیقیہ ہے، جس کا موضوع مقدرۃ الوجود ہو، جیسے ”اجتماع النقيضين محال“.

پھر ان میں سے ہر ایک کی ایجاب وسلب کے اعتبار سے دو دو قسمیں ہیں، کل بارہ قسمیں ہوئیں:۔

۱۔ خارجیہ بتیہ موجبہ، جیسے ”زيد قائم“. ۲۔ خارجیہ بتیہ سالبہ، جیسے ”زيد ليس بقائم“. ۳۔ خارجیہ غیر بتیہ موجبہ، جیسے ”العنقاء طائر“. ۴۔ خارجیہ غیر بتیہ سالبہ، جیسے ”العنقاء ليس بطائر“. ۵۔ ذہنیہ بتیہ موجبہ، جیسے ”الانسان كلى“. ۶۔ ذہنیہ بتیہ سالبہ، جیسے ”الانسان ليس بجزئى“. ۷۔ ذہنیہ غیر بتیہ موجبہ، جیسے ”شريك البارى ممتنع“. ۸۔ ذہنیہ غیر بتیہ سالبہ، جیسے ”شريك البارى ليس بموجود“. ۹۔ حقیقیّہ بتیہ موجبہ، جیسے ”الأربعة ضعف الاثنين“. ۱۰۔ حقیقیہ بتیہ سالبہ، جیسے ”الأربعة ليس بفرد“. ۱۱۔ حقیقیّہ غیر بتیّہ موجبہ، جیسے ”اجتماع النقيضين محال“. ۱۲۔ حقیقیہ غیر بتیہ سالبہ، جیسے ”اجتماع النقيضين ليس بواقع“.

محمول کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم

محمول کے اعتبار سے قضیہ کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ بسیطیہ ۲۔ عدمیہ

۱۔ **بسیطیہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے، جس میں محمول ذات ہو، جیسے ”الانسان حيوان“ وغیرہ۔

۲۔ **عدمیہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے، جس میں محمول ذات نہ ہو، جیسے ”الانسان كاتب“ وغیرہ۔

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: اگر قضیہ حملیہ میں حکم بالفعل قطعی ہو تو اسے بتیہ کہتے ہیں اور اگر حکم تعلیق اور تقدیر کے طور پر ہو تو اسے غیر بتیہ کہتے ہیں (۱)۔

---

(۱) یہاں حقیقیہ سے وہ قضیہ حقیقیہ مراد ہے، جس کا موضوع خارج اور ذہن دونوں سے قطع نظر ہو، یعنی جس میں محمول کا ثبوت مطلق موضوع کے لیے ہو، خواہ موضوع امر ذہنی محقق ہو یا مقدر ہو۔ تب حقیقیہ کی تقسیم بتیہ اور غیر بتیہ کی طرف صحیح ہوگی، ایک نفس الامری محقق اور دوسرا نفس الامری مقدر ہوگا، اول الذکر کو حقیقیہ بتیہ اور ثانی الذکر کو حقیقیہ غیر بتیہ کہتے ہیں، لیکن اگر یہاں حقیقیہ سے وہ قضیہ مراد لیا جائے، جس کا موضوع مقدرۃ الوجود ہو تو اس صورت میں حقیقیہ اور غیر بتیہ میں ترادف ہوگا، یعنی حقیقیہ صرف غیر بتیہ ہوگا، اور بتیہ متحقق نہ ہوگا۔

حاشیہ حمد اللہ، آداب البحث والمناظرۃ اور دیگر کتب منطق کی عبارات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حقیقیہ مذکور دو معنوں (مقدرۃ الوجود ہو، موضوع منہما ہو) میں مشترک ہے، اسی اشتراک کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے ماقبل تقسیم میں اول الذکر معنی مراد لیا گیا ہے اور اس تقسیم (فیما نحن) میں ثانی الذکر معنی مراد لیا گیا ہے۔ واللہ اعلم! (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں۔ حاشیہ حمد اللہ: ۶۱، آداب البحث والمناظرۃ: ۱۷۳)

(۲) حمد اللہ: ۶۱.

قاعدہ نمبر۲: قضیہ غیر بتیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ کے مرتبہ میں ہوتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۳: قضیہ غیر بتیہ میں موضوع کے مقدرۃ الوجود افراد کے لیے محمول کو ثابت کیا جاتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۴: حقیقیہ بتیہ میں حکم نفس الامری محقق اور حقیقیہ غیر بتیہ میں نفس الامری مقدر پر ہوتا ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر۵: حقیقیہ بتیہ بشرط شئی اور غیر بتیہ بشرط لا شئی کے مرتبہ میں ہوتا ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر۶: قضیہ غیر بتیہ کو لا بتیہ بھی کہتے ہیں(۵)۔

قاعدہ نمبر۷: حملیہ بتیہ اور غیر بتیہ کی تقسیم ملا مبین (میر باقر داماد استرآبادی) کی اختراع ہے، لیکن حمد اللہ سندیلوی نے اسے مسترد کیا ہے(۶)۔

قاعدہ نمبر۸: بتیہ کا صحیح تلفظ ''ب'' کے فتحہ کیساتھ ہے(۷)۔

تمرین

درج قضایا میں بتیہ اور غیر بتیہ کی تعیین کیجئے، نیز منطقی ترکیب کریں۔

الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر. الخمر جماع الاثم. العنقاء طائر. الصبر عند الصدمة الأولى. أنياب الأغوال أسود. الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد. المؤمن غرّ كريم. الأصم ذو أذن. الكلى ما جوز العقل تكثره. الدين النصيحة. الشيطان يعدكم الفقرء. الأعمى ذو بصر. الدائرة العظيمة ذات قطر عظيم. ارتفاع النقيضين محال. ارتفاع النقيضين ليس بممكن. الانسان ضاحك. العدد اما زائد أوناقص أو مساو. كل خط يمكن تنصيفه. العنقاء طائر عجيب الشكل طويل العنق يصطاد الصبيان وصغار البقر. الصفر دابة فى جوف الانسان تعض على شراسيفه اذا جاع. الاربعة زوج.

حل شدہ مثالیں:

❁...... العلماء ورثة الأنبياء.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ الخ۔۔۔

❁...... شريك البارى ممتنع.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ ذہنیہ غیر بتیہ الخ۔۔۔

---

(۱) حمد اللہ شرح سلم العلوم:۶۱۔

(۲) حمد اللہ شرح سلم العلوم:۶۱۔ (۳) حمد اللہ شرح سلم العلوم:۶۱۔

(۴) حمد اللہ شرح سلم العلوم:۶۱۔ (۵) مجموعہ آثار شہید مطہر:۶ / ۵۶۷۔

(۶) حمد اللہ شرح سلم العلوم:۶۱۔

(۷) تاج العروس:۴/۴۳۰، المعجم الوسیط:۱/۳۷۔

فصل نہم

عدول اور تحصیل کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم

طرفین قضیہ میں حرف سلب کے ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے قضیہ کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ معدولہ ۲۔ محصلہ

۱۔ معدولہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جزء ہو، جیسے " اللادینیة فتنة. غیر المبتدع غیر ضال. عذاب الله غَیرُ مَر دُودٍ". وغیرہ۔

۲۔ محصلہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں حرف سلب نہ ہو، یا ہو، لیکن موضوع یا محمول یا دونوں میں سے کسی کا بھی جزء نہ ہو، جیسے" الدعاء مخّ العبادة. الحدیدلیس هوبذهب". وغیرہ۔

وجہ حصر: حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جزء ہوگا یا نہیں اگر ہو تو معدولہ اور اگر نہ ہو تو محصلہ۔

قضیہ معدولہ کی تین قسمیں ہیں:۔

معدولۃ الموضوع ۲۔ معدولۃ المحمول ۳۔ معدولۃ الطرفین

۱۔ معدولۃ الموضوع کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں حرف سلب موضوع کا جزء ہو، جیسے " عیر کریم دنی " وغیرہ۔

۲۔ معدولۃ المحمول کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں حرف سلب محمول کا جزء ہو، جیسے "هذاالقلم غیر مفید " وغیرہ۔

۳۔ معدولۃ الطرفین کی تعریف: وہ قضیہ ہے، جس میں حرف سلب موضوع اور محمول دونوں کا جزء ہو، جیسے " کل غیر مؤمن غیر کریم" وغیرہ۔

وجہ حصر: حرف سلب موضوع یا محمول کا یا دونوں کا جزء ہوگا یا نہیں اگر موضوع کا جزء ہو تو معدولۃ الموضوع، اگر محمول کا جزء ہو تو معدولۃ المحمول اور اگر دونوں کا جزء ہو تو معدولۃ الطرفین۔

ایجاب اور سلب کے اعتبار سے معدولہ کی تقسیم

نسبت ایجابیہ اور سلبیہ کے اعتبار سے معدولہ کی چھ قسمیں ہیں:۔

۱۔ معدولۃ الموضوع موجبہ ۲۔ معدولۃ المحمول موجبہ ۳۔ معدولۃ الطرفین موجبہ

۱۔ معدولۃ الموضوع سالبہ ۲۔ معدولۃ المحمول سالبہ ۳۔ معدولۃ الطرفین سالبہ

ایجاب اور سلب کے اعتبار سے محصلہ کی تقسیم

نسبت ایجابیہ اور سلبیہ کے اعتبار سے محصلہ کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ محصلہ موجبہ، جیسے "زید قائم" ۲۔ محصلہ سالبہ، جیسے "زید لیس بقائم"۔

سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولۃ المحمول میں فرق

سالبہ بسیطہ اور معدولۃ المحمول میں فرق سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ قضیہ حملیہ میں حکم کا معنی ہے محمول کے مفہوم کو افرادِ موضوع پر حمل کرنا۔ باقی رہا موضوع کا مفہوم تو وہ صرف ایک عنوان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب عدول اور تحصیل کا تعلق مفہوم کیساتھ ہوتا ہے اور موضوع کا مفہوم قضیہ حملیہ میں معتبر نہیں۔ لہذا موضوع کے اعتبار سے قضیہ کے معدولہ یا محصلہ ہونے سے اصل حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ مناطقہ معدولۃ المحمول سے بحث کرتے ہیں۔

محمول کے اعتبار سے قضیہ کے معدولہ یا محصلہ ہونے کی چار صورتیں بنتی ہیں۔

۱۔ موجبہ محصلہ ۲۔ موجبہ معدولہ ۳۔ سالبہ محصلہ (سالبہ بسیطہ) ۴۔ سالبہ معدولہ

مذکورہ اقسام میں اشتباہ صرف دو قسموں (سالبہ بسیطہ اور معدولۃ المحمول) میں پایا جاتا ہے، کیونکہ یہ دونوں صرف ایک حرفِ سلب پر مشتمل ہوتے ہیں، موجبہ محصلہ اور باقی اقسام میں کوئی اشتباہ نہیں، کیونکہ موجبہ محصلہ میں کوئی حرفِ سلب نہیں ہوتا اور دیگر قسموں میں حرفِ سلب ہوتا ہے، اسی طرح موجبہ معدولہ اور سالبہ معدولہ میں کے درمیان بھی کوئی اشتباہ نہیں، اس لیے کہ موجبہ معدولہ میں ایک حرفِ سلب ہوتا ہے جب کہ سالبہ معدولہ میں دو حرفِ سلب ہوتے ہیں۔ اشتباہ صرف سالبہ بسیطہ اور معدولۃ المحمول کے درمیان ہے، یہی وجہ ہے کہ مناطقہ ان دونوں کے درمیان فرق بیان کرتے ہیں۔ سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولۃ المحمول میں دو طرح کا فرق ہے:

۱۔ لفظی فرق ۲۔ معنوی فرق

۱۔ لفظی فرق:

۱۔ حرف سلب قضیہ کے شروع میں ہو تو سالبہ ہوگا، موجبہ نہ ہوگا، جیسے "لیس الحدید مذھب".

۲۔ اگر حرف سلب قضیہ کے درمیان میں ہو اور قضیہ ثلاثیہ ہو تو دیکھیں گے، اگر حرف سلب ربط پر داخل ہو تو سالبہ بسیطہ ہوگا، جیسے "الحدید لیس ھو بذھب" اور اگر حرف سلب حرف ربط سے موخر ہو تو موجبہ معدولۃ المحمول ہوگا، جیسے "الحدید ھو لیس بذھب."

۳۔ اگر قضیہ ثنائیہ ہو اور حرف سلب موضوع ومحمول کے دمیان ہو تو معدولہ یا سالبہ کا دارو مدار اعتبار معتبر اور فرض فارض پر ہوگا۔

۴۔ عموما حرف سلب (لیس) سالبہ بسیطہ میں مستعمل ہوتا ہے اور حرف سلب (غیر) موجبہ معدولہ پر داخل ہوتا ہے۔

۲۔ معنوی فرق:

معنوی فرق یہ ہے: سالبہ بسیطہ موجبہ معدولۃ المحمول سے اعم ہے، کیونکہ موجبہ میں موضوع کا موجود ہونا ضروری ہے، تب تو محمول ثابت ہوگا، معدوم خود ثابت نہیں ہوتا تو محمول اس کے لئے کیسے ثابت ہوگا، جب کہ سالبہ میں موضوع موجود ہو یا نہ ہو، وہ صادق آتا ہے۔ کیونکہ سلب موجود اور معدوم دونوں سے ہوسکتا ہے، پس جب موضوع معدوم ہو تو قضیہ سالبہ صادق ہوگا، جیسے (شریک الباری) معدوم ہے اور

معدوم کیلئے ایجاب نہیں ہوسکتا، البتہ جب موضوع موجود ہوتو سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولہ دونوں صادق ہو گے، جیسے " الطالب ليس بمجتهد" سالبہ بسیطہ ہے اور " الطالب غير مجتهد " موجبہ معدولۃ المحمول ہے(۱)۔☆

قواعد

قاعدہ نمبر۱: معدولہ میں موضوع یا محمول یا دونوں عدمی کہلاتے ہیں(۲)۔

قاعدہ نمبر۲: محصلہ میں موضوع اور محمول دونوں وجودی ہوتے ہیں(۳)۔

قاعدہ نمبر۳: قضیہ معدولہ کو مغیرہ اور غیر محصلہ بھی کہتے ہیں(۴)۔

قاعدہ نمبر۴: محصلہ کو محصلۃ الطرفین، معدولۃ الموضوع کو محصلۃ المحمول، معدولۃ المحمول کو محصلۃ الموضوع بھی کہتے ہیں(۵)۔

قاعدہ نمبر۵: جس قضیہ میں حرف سلب نہ ہو یا ہو، لیکن کسی کا جزء نہ ہوتو وہ محصلہ کہلائے گا خواہ موجبہ ہو یا سالبہ ہو(۶)۔

قاعدہ نمبر۶: اگر حرف سلب نسبت پر داخل ہوتو قضیہ سالبہ ہوگا اور اگر طرفین میں سے کسی پر داخل ہوتو معدولہ ہوگا(۷)۔

قاعدہ نمبر۷: معدولہ اگر موجبہ ہوتو اسے محصلہ اور اگر سالبہ ہوتو اسے بسیطہ کہتے ہیں(۸)۔

قاعدہ نمبر۸: اگر حرف سلب قضیہ ثلاثیہ میں رابط پر داخل ہوتو سالبہ جیسے "الحديدليس هو بذهب" اور اگر حرف سلب رابط سے

---

(۱) تسہیل القطبی، از ڈاکٹر شمس الدین: ۱۲۰-۱۲۱.

☆بعض حضرات یوں وضاحت کرتے ہیں کہ محمول میں عدول اور تحصیل کے اعتبار سے چار قسمیں بنتی ہیں، اس طور پر کہ حرف سلب محمول کا جزء ہوتو معدولہ اور اگر نہ ہوتو محصلہ، پھر ان میں سے ہر ایک موجبہ ہوگا یا سالبہ؟ تو کل چار قسمیں ہوئیں: ۱۔موجبہ محصلہ، جیسے: (زيد كاتب) ۲۔سالبہ محصلہ جیسے: (زيد ليس بكاتب) ۳۔موجبہ معدولہ جیسے: (زيد لا كاتب) ۴۔سالبہ معدولہ جیسے: (زيد ليس بلا كاتب)۔ ان میں صرف سالبہ محصلہ اور موجبہ معدولۃ المحمول میں التباس ہے، صاحب قطبی نے ان اقسام سے چھ صورتیں بنائے ہیں، جن میں پانچ تو بالکل واضح ہیں، ان میں کوئی التباس نہیں، صرف ایک صورت میں التباس ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) موجبہ محصلہ اور سالبہ محصلہ کے درمیان کوئی التباس نہیں، کیونکہ موجبہ میں کوئی حرف سلب نہیں اور سالبہ محصلہ میں ایک حرف سلب ہوتا ہے۔

(۲) موجبہ محصلہ اور موجبہ معدولہ میں بھی کوئی التباس نہیں، کیونکہ موجبہ محصلہ میں کوئی حرف سلب نہیں ہوتا اور موجبہ معدولہ میں حرف سلب ہوتا ہے۔

(۳) موجبہ محصلہ اور سالبہ معدولہ کے درمیان بھی کوئی التباس نہیں، اس لیے کہ موجبہ میں تو کوئی حرف سلب نہیں اور سالبہ معدولہ میں دو حرف سلب ہوتے ہیں۔

(۴) سالبہ محصلہ اور سالبہ معدولہ کے درمیان بھی کوئی التباس نہیں، اس لیے کہ سالبہ محصلہ میں ایک حرف سلب ہوتا ہے اور سالبہ معدولہ میں دو حرف سلب ہوتے ہیں۔

(۵) موجبہ معدولہ اور سالبہ معدولہ کے درمیان بھی کوئی التباس نہیں، کیونکہ موجبہ میں ایک حرف سلب ہوتا ہے اور سالبہ معدولہ میں دو حرف سلب ہوتے ہیں۔

(۶) سالبہ محصلہ اور موجبہ معدولۃ المحمول کے درمیان التباس ہے، اس لیے کہ ان دونوں میں ایک ایک حرف سلب ہوتا ہے، جیسے: (زيد ليس بكاتب) اب اس میں یہ معلوم نہیں کہ یہ سالبہ محصلہ (سالبہ بسیطہ) ہے یا موجبہ معدولۃ المحمول ہے؟ اس لیے ان دونوں میں فرق بیان کیا جاتا ہے۔

(۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/ ۱۵۸۰۔ (۳) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/ ۳۹۱۔

(۴) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/ ۱۵۸۰۔ (۵) شرح کتاب المنطق ۲/ ۲۶۳۔ (۶) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/ ۳۹۱۔

(۷) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/ ۱۵۸۰۔ (۸) سلم العلوم: ۱۴۷، تفہیم المنطق: ۹۳۔ (۹) کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/ ۱۵۸۰۔

موخر تو معدولۃ المحمول ہوگا جیسے "الحدید ھو لیس بذھب"۔ (۱)

قاعدہ نمبر۹: عدول وتحصل کا تعلق محمول سے ہوتا ہے اور موضوع کا مفہوم جملہ میں معتبر نہیں ہوتا لہذا موضوع کے اعتبار سے قضیہ کے معدولہ یا محصلہ ہونے سے اصل حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لیے مناطقہ معدولہ المحمول سے بحث کرتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۱۰: معدولہ میں اکثر رابطہ مذکور ہوتا ہے اور سالبہ میں اکثر مذکور نہیں ہوتا۔ نیز سالبہ میں سلب الحمل اور معدولہ میں حمل السلب ہوتا ہے۔ (۳)

قاعدہ نمبر۱۱: سالبہ میں اکثر "لیس" اور معدولہ میں اکثر "لا" اور "غیر" مستعمل ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۲: قضیہ ثنائیہ میں عدول اور تحصیل کا مدار اعتبار معتبر اور فرض فارض پر ہوتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۱۳: سالبہ بسیطہ موجبہ معدولۃ المحمول سے اعم ہے، کیونکہ موجبہ میں موضوع کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے، تب تو محمول ثابت ہوگا معدوم خود ثابت نہیں ہوتا تو محمول اس کے لیے کیسے ثابت ہوگا، اور سالبہ میں موضوع موجود ہو یا نہ ہو وہ صادق آتا ہے، کیونکہ سلب موجود اور معدوم دونوں سے ہوسکتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر۱۴: جہاں سلب معنا ملحوظ ہو تو وہ قضیہ محصلہ ملفوظہ اور معدولہ معقولہ کہلاتا ہے جیسے "زید أعمی" وغیرہ (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۵: قضیہ معقولہ بھی دو قسم پر ہے معدولہ اور محصلہ۔

تمرین

ذیل میں قضیہ محصلہ اور معدولہ کی تعیین کریں، نیز منطقی ترکیب کریں۔

أَنَّكُم غَيرُ مُعجِزِى اللّٰهِ. الدين النّصيحة. عمل المبتدع غَيرُ صَالِحٍ. وعد الله غَيرُ مَكذُوبٍ. الدعاء مخّ العبادة. عذاب الله غَيرُ مَردُودٍ. لَن نَصبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ. لا يدخل الجنة قتّات. وَلَا يُشرِكُ فِي حُكمِهِ أَحَدًا. عمرو أصم. وَلَم يَكُن لَهُ شَرِيكٌ فِي المُلكِ. لَن نَدعُوَ مِن دُونِهِ إِلَهًا. لَم يَجعَل لَهُ عِوَجًا. مَا سَمِعنَا بِهَذَا فِي المِلَّةِ الآخِرَةِ. كل غيرمؤمن غير كريم. غيرالكريم دنى. زيد أبكم , هذاالقلم غيرمفيد. اللادينية فتنة. غيرالمبتدع غيرضال. نظام الدولة غيرمشروع. الدنيا مدبرة (غير مقبلة). الآخرة مقبلة (غير مدبرة). قد وثقه غير واحد. المؤمن غير دنى. هذا الحديث غير صحيح. غير الدجال أخوف على أمتى من الدجال الأئمة المضلون. زيد أعمى. لايدخل الجنّة جسد غذى بالحرام. غير العدول غير حاملين لهذا العلم. لاينفع النّاس فى آخر الزمان غير الدينار والدرهم. المجاهد فى سبيل الله غير مدبر.

---

(۱) تسہیل القطبی، از ڈاکٹر شمس الدین:۱۲۱۔ (۲) شرح کتاب المنطق:۲/ ۲۶۵۔ (۳) کشاف اصطلاحات:۱/ ۲: ۱۵۸۰۔ (۴) کشاف:۲/ ۱۵۸۰۔

(۵) تسہیل القطبی، از ڈاکٹر شمس الدین:۱۲۰۔ (۶) سلم العلوم:۱۴۷، حمد اللہ:۸۰، شرح کتاب المنطق:۲/ ۲۶۳۔ (۷) حمد اللہ:۸۰۔

چند حل شدہ مثالیں

❁ . **الدعاء مخّ العبادة.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"الدعاء" موضوع......"مخّ العبادة" مرکب تقییدی محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو .... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁ .... **اللادينية فتنة.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الموضوع۔

"اللادينية" موضوع......" فتنة" محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو......موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الموضوع۔

❁ .... **أَنَّكُم غَيرُ مُعجِزِی اللّٰه.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٴخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

"أَنَّ" ادات غیر زمانیہ.... ."کم" موضوع. .. "غَیرُ" مقید.... ."مُعجِزِی اللّٰه" مرکب تقییدی ہو کر قید ... مقید با قید مرکب تقییدی محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو. ...موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٴخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

❁ . **غير المبتدع غير ضال.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٴخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الطرفین۔

"غیر المبتدع" مرکب تقییدی موضوع......"غیر ضال" مرکب تقییدی محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو......موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٴخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الطرفین۔

❁ ... **زيد أعمى.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ ملفوظہ معدولہ معقولہ۔

"زید" موضوع ....."أعمى" محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو......موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ ملفوظہ معدولہ معقولہ۔

قضیہ حملیہ کے منطقی تراکیب

❁ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"مُـحَـمَّـد" موضوع...... "رَسُولُ" مقید.. .. "الـلّٰـہِ" قید ......مقید باقید مرکب تقییدی ہوکر محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو......موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁ أُولَئِکَ هُمُ المُفلِحُونَ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر معدولہ غیر مغیرہ۔

"أُولَئِكَ" موضوع.. "هُمُ" رابطہ غیر زمانیہ.... "المُفلِحُونَ" محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو.. .موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر معدولہ غیر مغیرہ۔

❁ .... فَمَا رَبِحَت تِجَارَتُهُم.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"فَ" ادات ادات غیر زمانیہ .... "مَـــا" ادات سلب..... "رَبِـــحَـــت" محمول بحمل الاشتقاق حمل اشتقاقی حمل ذو ہو حمل ترکیبی . .... "تِـجَـارَتُ" مقید... ."هُـم" قید... مقید باقید مرکب تقییدی ہوکر موضوع . .موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁ . لَا يَعلَمُونَ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتأخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

"لَا" ادات سلب "يَـعـلَـمُونَ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی "وَ" ضمیر موضوع موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتأخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔ ویا کہ قضیہ حملیہ

متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

❁..... إِنَّ الشِّركَ لَظُلمٌ عَظِيمٌ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"انَّ" ادات غیر زمانیہ۔ ..."الشِّركَ" موضوع...... "لَظُلمٌ" مقید ...... "عَظِيمٌ" قید...... مقید با قید مرکب تقییدی ہوکر محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو...... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁..... فَأَكَلَهُ الذِّئبُ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"فَ" ادات غیر زمانیہ ... "اَكَلَ" محمول بحمل الاشتقاق حمل اشتقاقی حمل ذو ہو حمل ترکیبی۔ .."ہٗ" ضمیر متعلق محمول ... "الذِّئبُ" موضوع .. موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁ .. إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسرٍ.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"انَّ" ادات غیر زمانیہ ..."الْ" استغراقی ادات غیر زمانیہ سور موجبہ کلیہ .. "إِنسَانَ" موضوع ... "لَفِی" جزءاول ... "خُسرٍ" جزء ثانی ... جزءاول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی محمول بحمل الاشتقاق حمل اشتقاقی حمل ذو ہو حمل ترکیبی۔ ..موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁..... وَمَا يَنطِقُ عَنِ الهَوَى.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتاخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

"وَ" ادات غیر زمانیہ...... "مَا" ادات سلب...... "يَنطِق" محمول بحمل الاشتقاق حمل اشتقاقی حمل ذو ہو حمل ترکیبی۔ .....اس میں ضمیر موضوع..... "عَنِ" جزءاول .. "الهَوَى" جزء ثانی .جزءاول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہوکر متعلق محمول۔ . .موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتاخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

❁. ..... كل بدعة ضلالة.

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"كلّ" سور موجبہ کلیہ مقید... .. "بدعة" قید ... .مقید با قید مرکب تقییدی ہوکر موضوع ..... "ضلالة" محمول بحمل المواطات حمل مواطاتی حمل ہوہو. ...موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

فصل دہم: شرطیات کا بیان

قضیہ شرطیہ: وہ قضیہ ہے، جس میں دونسبتوں (قضیوں) کے درمیان اتصال یا انفصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، اس کے جزء اول کو مقدم اور جزء ثانی کو تالی کہتے ہیں۔ اتصال کی مثال جیسے "من طلب فقد وجد" اور انفصال کی مثال جیسے "الانسان اماشقی واماسعید.".

قضیہ شرطیہ کی تقسیم

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ متصلہ ۲۔ منفصلہ

۱۔ **متصلہ کی تعریف:** وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس میں دونسبتوں کے درمیان اتصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، جیسے موجبہ کی مثال "مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَد أَطَاعَ اللَّهَ" وغیرہ۔

۲۔ **منفصلہ کی تعریف:** وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس میں دونسبتوں کے درمیان انفصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، جیسے موجبہ کی مثال" هذاالرجل اما مؤمن واماكافر".

وجہ حصر: مقدم اور تالی کے درمیان اتصال ہوگا یا انفصال ہوگا، اگر اتصال ہو تو متصلہ، اور اگر انفصال ہو تو منفصلہ۔

متصلہ کی ایجاب اور سلب کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

وجہ حصر: مقدم اور تالی میں وجود اتصال ہوگا یا سلب اتصال ہوگا، اگر وجود اتصال ہو تو متصلہ موجبہ جیسے "وَمَن يُؤتَ الحِكمَةَ فَقَد أُوتِيَ خَيرًا كَثِيرًا" اور اگر سلب اتصال ہو تو متصلہ سالبہ جیسے" ليس البتة ان كان احد كافرا فيكون مقبولا عندالله".

منفصلہ کی بھی ایجاب اور سلب کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ موجبہ ۲۔ سالبہ

وجہ حصر: مقدم اور تالی میں وجود انفصال ہوگا یا سلب انفصال ہوگا، اگر وجود انفصال ہو تو منفصلہ موجبہ جیسے "هذا الرجل اما مومن

---

(١) اعلم أن الطرف الأول من طرفي الشرطية يسمى مقدما، والثاني تاليا، وهذا في المتصلة لاخلاف فيه. وقيل: في المنفصلة أيضاً كذلك. وقيل: لايسمى جزآها مقدما وتاليا؛ لأنهما لم يكن أحد طرفيها مرتبا على الآخر، فالتقديم والتأخير فيها موكول الى اختيار المتكلم. فلو قلت: (العدد اما زوج واما فرد) فلافرق بين ذلك وبين قولك(العدداما فرد وامازوج) فلك أن تقدم من الطرفين ما شئت وتؤخره. بخلاف المتصله؛ فانه لو أُخر المقدم لم تصدق لزوما، ولو صدقت في بعض الصور لخصوص المادة.فقولك:(لوكان هذا انسانا لكان حيوانا)صحيح، ولوعكست، فقلت:(لوكان هذا حيوانا لكان انسانا) كان كاذباً. فتبين أن كونه انسانا مقدم، كونه حيوانا تال على الحقيقة. بخلاف المنفصلة كما مثلنا. [آداب البحث والمناظرة للشنقيطي :٧٣- ٧٤] .

واما كافر“ اوراگر سلب انفصال ہوتو منفصلہ سالبہ جیسے ”ليس البتة اما ان يكون انسانًا او نبيا“. **یعنی ایسی بات ہرگز نہیں کہ کوئی انسان** ہی ہو یا نبی ہی ہو، بلکہ دونوں جمع ہوسکتے ہیں۔

قضیہ شرطیہ اور جملہ شرطیہ میں فرق

پہلافرق: منطقی حضرات کے نزدیک تالی کا قضیہ (جملہ خبریہ) ہونا ضروری ہے، لیکن نحاۃ کے نزدیک جزاء کا جملہ خبریہ ہونا شرط نہیں، بلکہ جملہ انشائیہ بھی جزاء بن سکتی ہے، جیسے ”فَإِن قَاتَلُوكُم فَاقتُلُوهُم“. یہ نحات کے نزدیک جملہ شرطیہ انشائیہ ہے، لیکن مناطقہ کے نزدیک قضیہ شرطیہ نہیں، البتہ اگر اسے صورۃً (فان قاتلوكم يجب عليكم قتلهم) جملہ شرطیہ بنایا دیا جائے تو یہ قضیہ شرطیہ ہوگا۔

دوسرافرق: قضیہ شرطیہ کی ایک قسم (منفصلہ) میں بظاہر ادواۃ شرط نہیں ہوتے، اور جملہ شرطیہ میں کلمہ شرط کا ہونا ضروری ہوتا ہے، یعنی جملہ شرطیہ کی مشابہت صرف قضیہ شرطیہ متصلہ کیساتھ ہے، مفصلہ کیساتھ نہیں۔

تیسرافرق: مناطقہ کے نزدیک تالی کا مؤخر ہونا کوئی شرط نہیں، البتہ نحات (بصریین) کے نزدیک شرط کی تقدیم جزاء پر ضروری ہوتی ہے، جیسے ”أُجِيبُ دَعوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ“. (البقرۃ:۱۸٦) یہ مناطقہ کے نزدیک قضیہ شرطیہ ہے۔

چوتھافرق: جملہ شرطیہ میں جزاء کا جملہ ہونا ضروری ہوتا ہے، لیکن قضیہ شرطیہ میں تالی کا قضیہ ہونا ضروری نہیں، جیسے ”كل موجود اما خالق أو مخلوق“ . اس میں تالی صورۃً قضیہ نہیں۔

پانچواں فرق: قضیہ شرطیہ اور جملہ شرطیہ میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، مادہ اجتماعی کی مثال ”كُلَّمَا أَوقَدُوا نَارًا لِلحَربِ أَطفَأَهَا اللّٰهُ“. مادہ افتراقی کی پہلی مثال ”فَإِن قَاتَلُوكُم فَاقتُلُوهُم“. یہ جملہ شرطیہ ہے، لیکن اصلاً قضیہ شرطیہ نہیں۔ مادہ افتراقی کی دوسری مثال ”الانسان إمّا سعيد أو شقى“. یہ قضیہ شرطیہ ہے، لیکن جملہ شرطیہ نہیں۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: قضیہ کا حملیہ یا شرطیہ ہونا حصر عقلی (مذکورہ احتمالات کے علاوہ اورکوئی احتمال نہیں ہوسکتا) ہے اور قضیہ شرطیہ کی اقسام (متصلہ اور منفصلہ) کا حصر استقرائی (مذکورہ احتمالات کے علاوہ اورکوئی احتمال بھی ہوسکتا ہے، جن میں نہ اتصال حکم ہو اور نہ انفصال حکم ہو) ہے۔(۱)

قاعدہ نمبر۲: قضیہ منفصلہ پر شرطیہ کا اطلاق مجازاً ہوتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر: متصلہ میں جزء اول کو مقدم اور جزء ثانی کو تالی کہتے ہیں، تاہم منفصلہ میں مقدم اور تالی کی تعیین فرض فارض پر موقوف ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر: مناطقہ کے نزدیک قضیہ شرطیہ میں حکم بین التالی والمقدم ہوتا ہے اور اہل عربیت کے نزدیک حکم فقط تالی میں ہوتا ہے اور مقدم اس کے

---

(۱) سراج التھذیب:۲۱۷.

(۲) التجرید الشافی:۲۸٦.

(۳) سلم العلوم:۱۱۹، کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۱۰۱۴، دستور العماء:۳/۵۷.

لیے قید ہوتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۴: قضیہ شرطیہ میں کیفیت (ایجاب اور سلب) کا مدار تالی پر ہوتا ہے، یعنی اگر تالی مثبت ہو تو قضیہ موجبہ ہوگا اور اگر تالی منفی ہو تو قضیہ سالبہ ہوگا، مقدم کے مثبت اور منفی ہونے سے قضیہ شرطیہ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، کیونکہ مقدم میں محض شرط پائی جاتی ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۵: قضیہ شرطیہ میں مقدم بمنزلہ موضوع اور تالی بمنزلہ محمول ہوتا ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر۶: قضیہ شرطیہ کا مفاد نسبت اتصالیہ یا انفصالیہ ہوتی ہے اور حملیہ کا مفاد نسبت حملیہ ہوتا ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر۷: صرف مقدم یا صرف تالی کو قضیہ نہیں کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں صدق اور کذب کا احتمال نہیں ہوتا، بلکہ صدق اور کذب کا مدار اتصال اور انفصال کے ربط پر ہوتا ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر۸: اگر جزاء (تالی) خبر ہو تو جملہ شرطیہ خبریہ ہوگا، جیسے "ان جئتنی فاکرمك" اور اگر جزاء انشاء ہو تو جملہ شرطیہ انشائیہ کہلائے گا، جیسے "ان جاءك زیدفاکرمه" (۶)۔

قاعدہ نمبر۹: ہر وہ لفظ جو اتصال پر دال ہو تو وہ ادوات اتصال کہلاتا ہے جیسے کلمات شرط و جزاء وغیرہ، اور اگر انفصال پر دال ہو تو ادوات انفصال کہلاتا ہے، جیسے ''اما'' اور ''او'' وغیرہ (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۰: قضایا شرطیہ میں ایجاب اور سلب کا مدار اتصال اور انفصال کے ایجاب اور سلب پر ہوتا ہے، اگر حرف سلب اداۃ اتصال پر داخل ہو تو قضیہ سالبہ، ورنہ موجبہ ہوگا(۸)۔

قاعدہ نمبر۱۱: قضیہ منفصلہ میں حکم دو یا دو سے زیادہ نسبتوں کی تردید یا نفی تردید پر ہوتا ہے(۹)۔

قاعدہ نمبر۱۲: مقدم اور تالی قضیہ شرطیہ کے اطراف بن جانے کے بعد محتمل صدق و کذب نہیں ہوتے (۱۰)۔

قاعدہ نمبر۱۳: قضیہ شرطیہ کے اطراف (مقدم اور تالی) حکم پر مشتمل نہ ہونے کی وجہ سے قضیہ نہیں کہلاتے، البتہ قضیہ کے مشابہ ہوتے ہیں(۱۱)۔

---

(۱) آداب البحث والمناظرہ: ۴۷.

(۲) منطق استخراجیہ: ۱۱۸.

(۳) صیانۃ النجوم غیر مطبوع.

(۴) دستور العلماء: ۳/ ۵۸.

(۵) دستور العلماء: ۳/ ۵۷.

(۶) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/ ۱۰۱۷، دستور العلماء: ۳/ ۵۷.

(۷) ضوابط المعرفۃ: ۸۷.

(۸) قطبی: ۳۲۹.

(۹) ضوابط المعرفۃ: ۹۷.

(۱۰) سلم العلوم: ۱۶۸.

(۱۱) سلم العلوم: ۱۶۸.

قاعدہ نمبر۱۴: قضیہ شرطیہ کے اطراف کا ارتباط سے قبل قضیہ ہونا ضروری نہیں، یعنی شرطیہ کے اطراف بن جانے سے پہلے مقدم اور تالی میں سے کسی کا بھی قضیہ ہونا ضروری نہیں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ دونوں مفرد ہوں اور ادوات شرط کے دخول کے بعد دونوں مل کر قضیہ بن چکے ہوں(۱)۔

قاعدہ نمبر۱۵: قضیہ شرطیہ میں تحلیل کے بعد حکم کا ہونا ضروری نہیں کیونکہ کبھی اطراف کاذب ہوتے ہیں، البتہ علامہ تفتازانیؒ کے نزدیک حکم کا پایا جانا ضروری ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۱۶: قضیہ شرطیہ میں صدق اور کذب کا مدار اطراف (مقدم، تالی) کے صدق اور کذب پر نہیں بلکہ اتصال اور انفصال کے صدق پر ہوگا، یعنی اگر قضیہ شرطیہ میں اتصال کا حکم صادق ہے تو قضیہ صادقہ ہوگا ورنہ نہیں، اور اگر منفصلہ میں انفصال کا حکم صادق ہے تو منفصلہ صادقہ ہوگا ورنہ کاذبہ ہوگا(۳)۔

قاعدہ نمبر۱۷: قضیہ شرطیہ میں موجبہ اور سالبہ ہونے کا مدار اطراف پر نہیں بلکہ اتصال اور انفصال کے ایجاب وسلب پر ہے اگر یہ حکم ایجاب کیساتھ ہے تو شرطیہ متصلہ یا منفصلہ موجبہ ہوگا، اور اگر یہ حکم سلب کیساتھ ہے تو متصلہ یا منفصلہ سالبہ ہوگا(۴)۔

تمرین

درج ذیل امثلہ میں قضیہ شرطیہ کی اقسام کی تعیین کیجئے۔

لَوِ استَطَعنَا لَخَرَجنَا مَعَكُم. فَلَمَّا سَمِعَت بِمَكرِهِنَّ أَرسَلَت إِلَيهِنَّ. لَو نَشَاءُ لَقُلنَا مِثلَ هَذَا. وَإِن تُبتُم فَلَكُم رُءُوسُ أَموَالِكُم. فَإِن لَم تَكُونُوا دَخَلتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيكُم. فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعدُ حَتَّى تَنكِحَ زَوجًا غَيرَهُ. فَإِن لَم يُصِبهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ. اللّفظ إمّا أن يكون مفرداً أو مركباً. لو كانت الدنيا تَزِنُ عند الله جناحَ بعوضة ما سقى منها كافرًا كأسًا. المركب إمّا تام أو ناقص. لو كان الإيمان معلقا بالثريا لناله رجال من العجم. إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا. لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب. أخبركم أن المَرَدَّ إلى الله إما إلى جنة أو نار. فحامل المسک إما أن يحذيک وإما أن تبتاع منه وإما أن تجد منه ريحا طيبة. نافخ الكير إما أن يحرق ثيابک وإما أن تجد ريحا خبيثة. لسان القاضي بين جمرتين حتى يصير إما إلى جنة وإما إلى نار. إن كانت الطيرة شيئا فهو في المرأة والفرس. فإنكم إلى إحدى الحسنيين إما الشهادة وإما الفتح. ليس البتة لو كان لابن آدم واد من مال لَمَا ابتغى ثانيا. إما أن تكون الساعة الآن الواحدة أو الثانية. ليس إذا كان المدرِّسُ حاضراً الآن فإنه مشغولٌ بالدرس. وإمّا أن يكون زيد وهو في البيت نائماً أو مستيقظاً. ليس إما أن يكون الطالب وهو في المدرسة واقفاً أو في الدرس.

---

(۹) سلم العوم:۱۶۸۔

(۱) اسعادالفہوم:۲/ ۷۸۔

(۲) سلم العلوم:۱۶۸، اسعادالفہوم:۲/ ۷۹۔

(۳) سلم العلوم:۱۶۸، اسعادالفہوم:۲، ۷۹۔

چند حل شدہ مثالیں

❁ .. لَو يَشَاءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا.

قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ۔

”لَو“ ادات اتصال...... ’’يَشَاءُ‘‘ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.... لفظ ’’اللّٰهُ‘‘ موضوع.. ...موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم... ’’لَ‘‘ ادات غیر زمانیہ...... ’’هَدَى‘‘ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی . اس میں ضمیر موضوع ’’النَّاسَ‘‘ مرکب غیر تقییدی متعلق اول محمول... ’’جَمِيعًا‘‘ متعلق ثانی محمول... ..موضوع اپنے محمول اور متعلقات محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر تالی.. .مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ۔

❁..... لَو أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا.

قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ۔

”لَو“ ادات اتصال .... ’’أَطَاعُ‘‘ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی .. ”وَ“ ضمیر موضوع . .. ”نَا“ متعلق محمول ... .موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم... ’’مَا‘‘ ادات سلب.. ’’قُتِلُوا‘‘ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی ....”وَ“ ضمیر موضوع.. ...موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر تالی.....مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ۔

❁. .... أتتكم المنيةُ راتبة لازمة إما بشقاوة وإما بسعادة.

قضیہ شرطیہ منفصلہ موجبہ۔

’’أَتَت‘‘ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی...... ’’كُم‘‘ متعلق اول محمول.... ’’المَنِيَّةُ‘‘ موضوع... ’’راتبة لازمة‘‘ متعلق ثانی محمول...... ’’لازمة‘‘ متعلق ثالث... ’’إما‘‘ ادات تردید...... ’’بشقاوة‘‘ مرکب غیر تقییدی متعلق رابع محمول ... .موضوع اپنے محمول اور متعلقات محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم ’’وَ‘‘ ادات غیر زمانیہ ’’إما‘‘ ادات تردید ’’بسعادة‘‘ مرکب غیر تقییدی تالی .....مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ موجبہ۔

فصل یازدہم

شرطیہ متصلہ کی تقسیم

شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں:۔

ا۔ لزومیہ ۲۔ اتفاقیہ

ا۔ **لزومیہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے، جس کے مقدم اور تالی میں ایسا تعلق ہو، جس کی وجہ سے جدائی ناممکن ہو جیسے "كلما أشرقت الشمس كان النهار موجودا".

۲۔ **اتفاقیہ کی تعریف:** وہ قضیہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان جدائی ممکن ہو جیسے "اذا كان حذيفة بن اليمان صاحب سر رسول الله ﷺ فأبو عبيدة بن الجراح أمين هذه الامة".

وجہ حصر: مقدم اور تالی میں لزوم کا علاقہ ہوگا یا اتفاق کا علاقہ، اگر لزوم کا علاقہ ہو تو لزومیہ، اگر اتفاق کا علاقہ ہو تو اتفاقیہ۔

مقدم اور تالی کے درمیان علاقہ لزوم کی کئی قسمیں ہیں:۔

ا۔ مقدم تالی کے لیے **سبب** ہو، جیسے "اذا مرت الرياح الباردة على السحاب المثقل ببخار الماء نزل المطر."

۲۔ مقدم تالی کے لیے **مسبب** ہو، جیسے "اذا نزل المطر فقد برد جو السحاب الذى كان يحمله."

۳۔ مقدم تالی کے لیے **علت** ہو، جیسے "ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود."

۴۔ **تالی مقدم کے علت** ہو، جیسے "كلما كان النهار موجودا كانت الشمس طالعة."

۵۔ مقدم اور تالی دونوں ایک **علت کے معلول** ہوں، جیسے "كلما كان النهار موجودا كانت الارض مضيئة."

۶۔ مقدم اور تالی کے درمیان **تضائف کا علاقہ** ہو، جیسے "اذا كانت عائشة بنتا لابى بكر الصديق فابوبكر اب له. اذا كان ابوبكر ابا لعائشة فعائشة بنت له." وغیرہ (۱)۔

۷۔ **علاقہ عدم انفکاک بین الشیئین**، جیسے "كلّما تحقق اجتماع النقيضين يتحقق ارتفاع النقيضين." (۲)

قواعد

قاعدہ نمبر ا: قضیہ اتفاقیہ کو وفاقیہ بھی کہتے ہیں (۳)۔

---

(۱) ضوابط المعرفۃ: ۹۴۔

(۲) ضیاء النجوم: ۱۶۹۔

(۳) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۲۹۶۔

قاعدہ نمبر۲: جس قضیہ میں لزوم یا اتفاق کی تصریح نہ ہوتو اسے مطلقہ کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۳: قضیہ شرطیہ کے جزءاول مقدم کو معلق بہ اور جزءثانی تالی کو معلق بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۴: علاقہ تضائف میں مقدم اور تالی میں سے ہر ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۵: شیخ نے شفاء میں فرماتے ہیں کہ "ان" شدت لزوم پر دال ہوتا ہے، "متـــی" کی دلالت لزوم پر ضعیف ہے اور "اذ" کا درجہ ان دونوں کے درمیان ہے، لہذا "ان" وہاں استعمال ہوگا جہاں مقدم اور تالی میں شدت لزوم ہے، لیکن صاحب سلم اس کے قائل نہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۶: شارح مطالع کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جس طرح لزومیہ میں مقدم اور تالی کے درمیان علاقہ ہوتا ہے تو اسی طرح اتفاقیہ میں بھی علاقہ ضروری ہے، لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ لزومیہ میں علاقہ کا علم پہلے سے ہوتا ہے خواہ بالداہۃ ہو یا بالنظر ہو، اور اتفاقیہ میں مقدم اور تالی کے اجتماع کے بعد دلیل قائم کی جاتی ہے کہ ان کی معیت ممکن ہے اور ہر ممکن کے لیے علت کا ہونا ضروری ہے، لیکن صاحب سلم نے اسے محل نظر قرار دیا ہے (۵)۔

تمرین

درج ذیل امثلہ میں قضیہ متصلہ کے اقسام کی تعیین کیجئے۔ نیز منطقی ترکیب کریں۔

إن كُنتُم تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِى يُحبِبكُمُ اللَّهُ. إِذَا جَاءَكُمُ المُؤمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامتَحِنُوهُنَّ. فَإِن عَلِمتُمُوهُنَّ مُؤمِنَاتٍ فَلَا تَرجِعُوهُنَّ إِلَى الكُفَّارِ. إِن يَسرِق فَقَد سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِن قَبلُ. وَمَن يَبتَغِ غَيرَ الإِسلَامِ دِينًا فَلَن يُقبَلَ مِنهُ. وَإِن خِفتُم عَيلَةً فَسَوفَ يُغنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضلِهِ. وَإِن تَعَاسَرتُم فَستُرضِعُ لَهُ أُخرَى. وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا. وَإِن أَطَعتُمُوهُم إِنَّكُم لَمُشرِكُونَ. ضربت زيدا فمات. إذا مرَّت الرياح البارحة على السحاب المثقل ببخار الماء نزل المطر. لو لم يقتل قابيل هابيل لما كتب الله عىى بنى إسرائيل أنّه من قتل نفساً بغير نفس أو فسادٍ فى الأرض فكأنّما قتل الناس جميعاً. إن كان محمّد مهندسًا كان علي دكتورًا. إذا كان النهار موجوداً فالنهار مُضيء. لو كان يعقوب أباً ليوسف فيوسُف هو ابنٌ له. إذا كان الحيوان الناطق كلُ الإنسان فالناطق جزءٌ له. كلّما كان النهار موجوداً فالشمس طالعة. إذا تمدد الماء فقد سخن. كلّما كانت الشمس طالعة فالعالم مُصيء. إذا نزل المطر فقد برد جو السحاب الحامل له. إذا كان الإنسان يمشى على رجلين

---

(۱) ہامش التہذیب: ۲۹۱.

(۲) کشاف اصطلاحات الفنون: ۱۷۴۳/۱.

(۳) اسعاد الفہوم: ۷۴/۲.

(۴) سلم العلوم: ۱۶۸.

(۵) سلم العلوم: ۱۷۳.

فالفرسُ يمشى على أربعة. إذا كان الحديد معدنا صلباً فالزئبق معدنٌ سائل. ليس البتة إذا كان الإنسان مجنونًا كان عالمًا. ليس دائماً إذا كان الإنسان صالحَ الأبوين فهو صالحٌ. لو كان شيء سابق القدر لسبقته العين. لو كان شيء يشفي من الموت لكان السنا شفاء من الموت. لو كان للإنسان واديان من المال لالتمس الثالث. ليس البتة إذا كان الإنسان نمّامًا كان أمينًا. إن كان سقراط تلميذا لفيثاغورس كان أفلاطون تمميذًا لسقراط. ليس البتة إذا كان الإنسان غير ظالم يكون كافرًا. إن كان زيد اسما كان كلمة.

چند حل شدہ مثالیں

❁ ... لو كان للإنسان واديان من المال لالتمس الثالث.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔

"لو" **اداتِ شرط**......"كان للإنسان واديان من المال" **مقدم**... "لالتمس الثالث" **تالی** ....**مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔**

❁ لو كان يعقوب أباً ليوسف فيوسُف هو ابنٌ له.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔

"لو" **اداتِ شرط**......" كان يعقوب أباً ليوسف" **مقدم**... " فيوسُف هو ابنٌ له" **تالی** ...**مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔**

❁ ... ليس دائماً إذا كان الإنسان صالحَ الأبوين فهو صالحٌ.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ سالبہ۔

"ليس دائما" **اداتِ سلب**......"اذا" **اداتِ شرط** .... "كان الإنسان صالحَ الأبوين" **مقدم**... "فهو صالحٌ" **تالی** .. **مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ سالبہ۔**

❁...... إذا كان الإنسان يمشى عى رجلين فالفرسُ يمشى على أربعة.

قضیہ شرطیہ متصلہ اتفاقیہ وفاقیہ موجبہ۔

"اذا" **اداتِ شرط**..... "كان الإنسان يمشى على رجلين" **مقدم** "فالفرسُ يمشى على أربعة" **تالی**. **مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ اتفاقیہ وفاقیہ موجبہ۔**

❁ ..... إذا كان النهار موجوداً فالنهار مُضىء.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔

"اذا" **اداتِ شرط**......"كان النهار موجوداً" **مقدم**... " فالنهار مُضىء" **تالی**..... **مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ۔**

فصل دوازدہم

جہت انفصال کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم

جہت انفصال کے اعتبار سے قضیہ کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ حقیقیہ ۳۔ مانعۃ الجمع ۳۔ مانعۃ الخلو

۱۔ **حقیقیہ کی تعریف:** وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان وجود اور عدم دونوں اعتبار سے انفصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، موجبہ کی مثال، ارشاد باری تعالی ہے۔ "انا هدينا السبيل اما شاكرا واما كفورا" (سورۃ الدہر:۳)، یعنی شاکر اور کفور دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں معدوم ہو سکتے ہیں، بلکہ ایک ہوگا تو دوسرا نہیں ہوگا۔ اسی طرح دوسری مثال یہ ہے۔ "كل موجود اما خالق او مخلوق" وغیرہ۔ یعنی یہ دونوں ایک موجود میں جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں معدوم ہو سکتے ہیں، بلکہ ایک ہوگا تو دوسرا نہیں ہوگا۔ سالبہ کی مثال "ليس البتة اما ان يكون الاصمعى محدثا او عالما بالفلك" یعنی اصمعی محدث اور ماہر فلکیات دونوں ہو سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اصمعی محدث اور ماہر فلکیات دونوں نہ ہوں۔ اسی طرح دوسری مثال یہ ہے۔ "ليس البتة اما ان يكون احد انسانا او رسولا"۔ یعنی دونوں میں وجود اور عدم کے اعتبار سے جدائی نہیں ہے بلکہ دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں اور دونوں معدوم بھی ہو سکتے ہیں۔

۲۔ **مانعۃ الجمع کی تعریف:** وہ قضیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صرف وجود کے اعتبار سے انفصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو۔ موجبہ کی مثال "ذلك الحيوان اما فرس واما حمار"۔ یعنی دونوں ایک محل میں جمع نہیں ہو سکتے، البتہ دونوں معدوم ہو سکتے ہیں۔ سالبہ کی مثال "ليس البتة اما ان يكون الانسان غنيا او عالما"۔ یعنی یہ دونوں ضروری نہیں کہ انسان مال دار ہی ہو یا عالم ہی ہو، بلکہ دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں۔

۳۔ **مانعۃ الخلو کی تعریف:** وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صرف عدم کے اعتبار سے انفصال کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو۔ موجبہ کی مثال "مثل الجليس الصالح كحامل المسك اما ان يحذيك واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ريحا طيبة" یعنی یہ سب بیک وقت جمع ہو سکتے ہیں، لیکن بیک وقت سب معدوم نہیں ہو سکتے، بلکہ ان میں سے کوئی ایک ضرور ہوگا۔ اسی طرح دوسری مثال یہ ہے۔ "طعام الضيوف حلوا او صالح"۔ یعنی دونوں بیک وقت معدوم نہیں ہوں گے، بلکہ ایک ضرور موجود ہوگا۔ سالبہ کی مثال "ليس البتة ان نتكلم باللغة العربية او الفارسية"۔ یعنی یہ دونوں بیک وقت معدوم ہو سکتے ہیں، بلکہ ان دونوں زبانوں کے علاوہ کسی اور زبان میں گفتگو کریں۔

وجہ حصر: مقدم اور تالی کے درمیان انفصال ہوگا یا سلب انفصال ہوگا، اگر انفصال ہو تو پھر دیکھیں گے صدقاً کذباً (وجوداً و عدماً) معاً ہوگا،

یا فقط صدقا (وجودا) ہوگا یا فقط کذبا (عدما) ہوگا، اگر صدقا کذبا معا ہو تو حقیقیہ موجبہ، اگر فقط صدقا ہو تو مانعۃ الجمع موجبہ اور اگر فقط کذبا ہو تو مانعۃ الخلو موجبہ۔ اور اگر سلب انفصال ہو تو پھر دیکھیں گے صدقا کذبا معا ہوگا یا فقط صدقا ہوگا یا فقط کذبا ہوگا، اگر صدقا کذبا معا ہو تو حقیقیہ سالبہ، اگر فقط صدقا ہو تو مانعۃ الجمع سالبہ اور اگر فقط کذبا ہو تو مانعۃ الخلو سالبہ۔

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: منفصلہ حقیقیہ میں مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو دونوں ہوتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: منفصلہ حقیقیہ وہاں ہوگا جہاں مقدم اور تالی آپس میں ضدین ہوں، جیسے " انسان اور لاانسان" وغیرہ (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: قضیہ منفصلہ کی ترکیب کتنے اجزاء سے ہوتی ہے؟ اس میں مناطقہ کا اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک منفصلہ حقیقیہ کے صرف دو اجزاء ہوتے ہیں، اس سے زائد نہیں ہوسکتے، البتہ مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو کی دو سے زائد اجزاء سے بھی ترکیب ہوسکتی ہے، تاہم مناطقہ کی ایک جماعت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ منفصلہ خواہ حقیقیہ ہو یا مانعۃ الجمع ہو یا مانعۃ الخلو ہو، ان میں سے کسی ایک کی ترکیب دو سے زائد اجزاء سے نہیں ہوسکتی ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ منفصلہ خواہ حقیقیہ ہو یا مانعۃ الجمع ہو یا مانعۃ الخلو ہو، ہر ایک کی ترکیب دو سے زائد اجزاء سے ہوسکتی ہے، صاحب سلم نے دوسری مذہب کو راجح قرار دیا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: منفصلہ حقیقیہ کی ترکیب ایک قضیہ اور اس کے نقیض یا مساوی نقیض سے ہوتی ہے، یعنی ایک طرف ایک قضیہ ہو اور دوسری طرف اس قضیہ کی نقیض ہو، جیسے "هذاالعددامازوج واماليس بزوج". اور یا نقیض کے مساوی کوئی دوسرا قضیہ ہو، جیسے "كل عدداما زوج وامافرد". وغیرہ (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: مانعۃ الجمع کی ترکیب ایک قضیہ سے اور اس قضیہ کے نقیض سے جو قضیہ خاص ہو اس قسم کے دو قضیوں سے ہوتی ہے، یعنی جزء اول ایک قضیہ ہو اور دوسرا جزء اس قضیہ کی نقیض سے خاص کوئی دوسرا قضیہ ہو، جیسے "هذاالشئی اماشجر واماحجر". اس میں" حجر" جزء اول یعنی" شجر" کی نقیض "لاشجر" سے خاص ہے کیونکہ "لاشجر" حجر کے علاوہ پر بھی صادق آتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: مانعۃ الخلو کی ترکیب ایک قضیہ اور اس کے نقیض سے جو قضیہ عام ہو اس قسم کے دو قضیوں سے ہوتی ہے یعنی جزء اول ایک قضیہ ہو اور دوسرا جزء اس قضیہ کی نقیض سے عام کوئی دوسرا قضیہ ہو (۶)۔

---

(۱) علم المنطق: ۸۸.

(۲) علم المنطق: ۸۸.

(۳) سلم العلوم ۱۷۳.

(۴) سلم العلوم ۱۷۴.

(۵) ضیاء النجوم: ۱۷۴، اسعاد الفہوم ۲/۹۴.

(۶) ضیاء النجوم: ۱۷۵، اسعاد الفہوم: ۲/۹۴.

تمرین

درج ذیل امثلہ میں قضیہ منفصلہ کے اقسام کی تعیین کیجئے۔ نیز منطقی ترکیب کریں۔

زيد إمّا عالم أوجاهل. العدد الصحيح إمّا أن يكون زوجاً أو فرداً. الانسان إمّا سعيد أو شقى. ليس هذا ان كان الليل موحودا فالشمس طالعة. إمّا أن يكون الجسم فى الماء أو لا يغرق. زيد إمّا أن يكون إماماً أو عاصياً لله. كل عدد اما زوج أو فرد. كل شىء لا يحلو إما أن يكون علةً أو معلولاً. ليس البته إمّا أن يكون الحيوان ناطقاً وإمّا أن يكون قابلا للتعليم. ليس إما أن يكون الجسم غير أبيض أو غير أسود. ليس إمّا أن يكون الجسم أبيضاً وإمّا أن يكون أسوداً. هذا الشئى اما حجر أو شجر. الجسم إمّا أن يكون غير أبيض أو غير أسود. إمّا أن يكون زيد نائمًا او مستيقظًا . ليس إذا كان الانسان فاسقًا كان محبوبًا الى الله . قد يكون إمّا أن يكون الإنسان مستلقيًا أو جالسًا . إمّا أن يكون الجالس فى الدار محمّدًا أو عليًا . ليس البتة إمّا أن يكون الجسم على اليبس أو يعرق . ليس إمّا أن يكون الإنسان مستلقيا او قاعدًا . الانسان إما كافر أو مسلم . المصاب بالقتل إمّا أن يقتص أو يعفو أويأخد الدّية.

چند حل شدہ مثالیں

❁ . زيد إمّا عالم أوجاهل.

قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ موجبہ۔

”زید“ موضوع.. ”إمّا “ادات انفصال.. ”عالم “محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.. .موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ بتیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر مقدم... .”جاهل“ تالی. . .مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ موجبہ۔

❁ .. ذلك الحيوان اما فرس واماحمار.

قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ۔

”ذلك الحيوان “مرکب تقییدی موضوع..... ”إمّا “ادات انفصال.. ..”فرس “محمول الخ۔۔۔موضوع با محمول قضیہ حملیہ الخ۔۔۔ہو کر مقدم. ....”وَ“ادات غیر زمانیہ. ..”إمّا“ادات انفصال .....”حمار “ تالی. .. مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ۔

❁ طعام الصيوف حىوا اوصالح.

قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ۔

”طعام الضيوف “مرکب غیر تقییدی موضوع ... ”حلو “محمول الخ۔۔۔موضوع با محمول قضیہ حملیہ الخ۔۔۔مقدم..... ”او“ ادات انفصال. .. ”صالح“ تالی .. مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ۔

فصل سیزدہم

انفصال کی قوت اور ضعف کے اعتبار سے شرطیہ منفصلہ کی تقسیم

انفصال کی قوت اور ضعف کے اعتبار سے شرطیہ منفصلہ کی دو قسمیں ہیں: ۔

۱۔ عنادیہ ۲۔ اتفاقیہ

۱۔ **عنادیہ کی تعریف:** وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی کے درمیان تباین کی نسبت ہو، جیسے "ھذا الرجل اما مومن واما کافر".

۲۔ **اتفاقیہ کی تعریف:** وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس کے مقدم اور تالی میں اتفاقاً انفصال ہو، جیسے کوئی کہے "طعامنا کل یوم اما الخبز او الارز" (ہمارا روز کا کھانا روٹی ہے یا چاول ہے) روٹی اور چاول دونوں بیک وقت جمع ہو سکتے ہیں، مگر اتفاقی بات ہے کہ ایک چیز ہے دوسری نہیں۔

وجہ حصر: تنافی بین المقدم والتالی لذاتہ ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو منفصلہ عنادیہ اور اگر نہ ہو تو منفصلہ اتفاقیہ۔

قواعد

قاعدہ: منفصلہ حقیقیہ، مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو تینوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں، تو یہ کل چھ قسمیں بنتی ہیں، جو درج ذیل ہیں: ۔

۱۔ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ، جیسے "اما ان یکون ھذا العدد زوجا او فردا." ۲۔ **منفصلہ حقیقیہ اتفاقیہ، جیسے** "ھذا الانسان اما ان یکون الاسود او الکاتب." ۳۔ **منفصلہ مانعۃ الجمع عنادیہ، جیسے** "اما ان یکون ھذا الشئی حجر او شجر." ۴۔ **منفصلہ مانعۃ الجمع اتفاقیہ، جیسے** "اما ان یکون ھذا الانسان اسودا او کاتبا." ۵۔ **منفصلہ مانعۃ الخلو عنادیہ، جیسے** "اما ان یکون زید فی البحر او ان لایغرق." ۶۔ **منفصلہ مانعۃ الخلو اتفاقیہ، جیسے** "اما ان یکون ھذا الانسان اسودا ولا کاتبا."

تمرین

درج ذیل امثلہ میں قضیہ منفصلہ کے اقسام کی تعیین کیجئے۔ نیز منطقی ترکیب کریں۔

کل موجود اما خالق اومخلوق. أنتم إما أن تخلوا لنا أرضكم وإما أن نسير إليكم . اختر منى إحدى ثلاث: إما أن تسلم فيكون لك ما للمسلمين وعليك ما عليهم وإما تؤدى الخراج وإما أن تلحق بالروم. زيد إمّا سارق أو لص . إما أن تزيد فى السعر وإما أن ترفع من سوقنا. فمن مات منه فديته إما قال فى بيت المال وإما قال على عاقلة الإمام. خالد إمّا طالب العلم أو مسلم . اكتبوا هذا العلم فإنكم تنتفعون به إما فى دنياكم وإما فى آخرتكم. ولا يتمنى أحدكم الموت إما محسن فلعله يزداد خيرا وإما مسيء فلعله أن يستعتب .زيد إمّا كاتب أو شاعر . أنتم إمّا علماء أو جهلاء.

امـا أن يـكون زيد نائمًا او مستيقظًا . ليس إذا كان الانسان فاسقًا كان محبوبًا الى الله . قد يكون إمّا أن يكون الإنسان مستلقيًا أو جالسًا . إمّا أن يكون الجالس فى الدار محمّدًا أو عليًا . ليس البتة إمّا أن يكون الجسم على اليبس أو يغرق . ليس إمّا أن يكون الإنسان مستلقيا او قاعدًا . الانسان إما كافر أو مسلم . المصاب بالقتل إمّا أن يقتص أو يعفو أويأخذ الدّية . حق المدعى عليه إمّا منع أو نقض أو معارضة . دائما الخصم إمّا مدعى او مدعي عليه . ليس البتة إمّا أن يكون الكافر شكورا أو مطيعًا لله .

چند حل شدہ مثالیں

❀ ..كل موجود اماخالق اومخلوق .

قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ۔

"کل" سورموجبہ کلیہ .. "موجود" موضوع. ..."إمّا" ادات انفصال ..."خالق" محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی.... موضوع بامحمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ خارجیہ بتیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر مقدم .. "أو" ادات انفصال. ...."مخلوق" تالی. ... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ۔

❀ حالد إمّا طالب العلم أو مسلم .

قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ اتفاقیہ وفاقیہ موجبہ۔

"حالد" موضوع... "إمّا" ادات انفصال. ..."طالب العلم" مرکب تقییدی محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی.. موضوع بامحمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ بتیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر مقدم. ..."أو" ادات انفصال ... "مخنوق" تالی... .مقدم با تالی قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ۔

فصل چہاردہم

قضیہ شرطیہ کی باعتبار مقدم کی تقسیم

قضیہ شرطیہ کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔شخصیہ (مخصوصہ) ۲۔محصورہ (مسورہ) ۳۔ مہملہ

وجہ حصر: قضیہ شرطیہ میں تقادیر کی کمیت معلوم ہوگی یا نہیں اگر نہ ہوتو مہملہ، جیسے " اذا كان الشئی انسانا كان حيوانا" . اوراگر معلوم نہ ہوتو پھر دو حال سے خالی نہیں معین ہوں گے، یا غیر معین ہوں گے، اگر معین ہوتو شرطیہ شخصیہ مخصوصہ، جیسے " ان جئتنی الآن فاكرمك". اور غیر معین ہوں تو محصورہ مسورہ، جیسے "العدد اما زوج او فرد."

پھر شرطیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں:۔

۱۔موجبہ کلیہ ۲۔ موجبہ جزئیہ ۳۔ سالبہ کلیہ ۴۔ سالبہ جزئیہ

مذکورہ تمام اقسام متصلہ اور منفصلہ دونوں کو شامل ہیں تو یہ کل چودہ قسمیں بن جاتی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ متصلہ شخصیہ ۲۔ متصلہ محصورہ ۳۔ متصلہ مہملہ ۴۔ متصلہ موجبہ کلیہ ۵۔ متصلہ موجبہ جزئیہ ۶۔ متصلہ سالبہ کلیہ ۷۔متصلہ سالبہ جزئیہ ۸۔ منفصلہ شخصیہ ۹۔ منفصلہ محصورہ ۱۰۔ منفصلہ مہملہ ۱۱۔ منفصلہ موجبہ کلیہ ۱۲۔ منفصلہ موجبہ جزئیہ ۱۳۔ منفصلہ سالبہ کلیہ ۱۴۔ منفصلہ سالبہ جزئیہ۔

فصل پانزدہم

قضیہ شرطیہ کے اسوار کا بیان

شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ جو عموم پر دال ہو، جیسے " كلما، مهما، حيثما، متى" وغیرہ۔

شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو بعضیت پر دال ہو، جیسے " قديكون، قديكون اذا، ربمايكون، ربمايكون اذا، قد كان، ربما كان، كان تارة، يكون تارة، تارة يكون" وغیرہ۔

شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو عموم سلب پر دال ہو، جیسے " ليس البتة، ليس البتة اذا" وغیرہ۔

شرطیہ متصلہ سالبہ جزئیہ: ہر وہ لفظ ہے، جو بعضیت کی نفی پر دال ہو، جیسے " قدلايكون اذا، ليس كلما" وغیرہ۔

شرطیہ منفصلہ موجبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو عموم پر دال ہو جیسے "دائماًاما، خلوداًاما، ابداً اما" وغیرہ۔

شرطیہ منفصلہ موجبہ جزئیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو بعضیت پر دال ہو، جیسے " قديكون اما، ربمايكون اما، كثير امايكون اما" وغیرہ۔

شرطیہ منفصلہ سالبہ کلیہ کا سور: ہر وہ لفظ ہے، جو عموم السلب پر دال ہو، جیسے " ليس البتة اما " وغیرہ۔

شرطیہ منفصلہ سالبہ جزئیہ سور: ہر وہ لفظ ہے، جو بعضیت کی نفی پر دال ہو، جیسے "لیس دائما اما، قد لایکون اما" وغیرہ۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: قضیہ شرطیہ طبعیہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس میں حکم مقدم کے احوال پر ہوتا ہے نہ کہ طبعیت و ماہیت پر(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: ادوات شرط کے دخول سے پہلے مقدم اور تالی مرکب تام کہلاتا ہے، لیکن ان کے دخول کے بعد مرکب ناقص بن جاتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۳: قضیہ شرطیہ میں تقادیر بمنزلہ افراد کے ہوتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: قضیہ شرطیہ مہملہ قدمائیہ نہیں ہوسکتا (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: قضایا شرطیہ کی صدق کا مناط اتصال اور انفصال ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر۶: قضیہ شرطیہ کی تقسیم اقسام ثلاثہ کو باعتبار الأوضاع والأحوال ہے(۶)۔

قاعدہ نمبر۷: قضیہ شرطیہ میں اوضاع اور احوال کی کمیّت نامعلوم ہونے کی صورت میں قضیہ شرطیہ مہملہ ہوگا(۷)۔

قاعدہ نمبر۸: قضیہ شرطیہ میں وضع متعیّن ہونے کی صورت میں قضیہ شرطیہ شخصیہ متصور ہوگا(۸)۔

قاعدہ نمبر۹: قضیہ شرطیہ میں اوضاع کی کمیّت معلوم ہونے کی صورت میں قضیہ محصورہ ہوگا(۹)۔

قاعدہ نمبر۱۰: اگر حکم سب اوضاع و احوال کی بناء پر ہو تو قضیہ شرطیہ محصورہ کلیہ اور اگر بعض اوضاع کی بنیاد پر ہو تو قضیّہ شرطیہ محصورہ جزئیہ ہوگا(۱۰)۔

قاعدہ نمبر۱۱: منفصلہ مہملہ کا سور "اما" اور "او" آتا ہے(۱۱)۔

---

(۱) سلم العلوم:۱۶۷، حمد اللہ:۱۱۶، شرح نظام المنطق:۱۳۳۔

(۲) کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۶۸۷، حمد اللہ شرح سلم العلوم:۱۱۹، شرح نظام المنطق:۱۲۶۔

(۳) قطبی ۴۰۸، حمد اللہ ۱۱۶، شرح نظام المنطق:۱۳۴۔

(۴) حمد اللہ:۱۱۶۔

(۵) شرح نظام المنطق:۱۲۴۔

(۶) قطبی:۴۰۷۔

(۷) شرح نظام المنطق:۱۳۳، قطبی:۴۰۷۔

(۸) قطبی:۴۰۸، شرح نظام المنطق:۱۳۳۔

(۹) قطبی:۴۰۸، شرح نظام المنطق:۱۳۳۔

(۱۰) قطبی:۴۰۸۔

(۱۱) قطبی:۴۱۰۔

قاعدہ نمبر ۱۲: مناطقہ "اما" اور "او" کو ادوات تردید اور ادوات انفصال بھی کہتے ہیں(۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: متصلہ مہملہ کا سور "ان، لو، اذ" آتا ہے(۲)۔

تمرین

مندرجہ ذیل قضایا میں شخصیہ، محصورہ اور مہملہ کی تعیین کیجئے، نیز منطقی ترکیب کریں۔

لَو كَانَ هَؤُلَاء آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا. لَو أَنزَلنَا هَذَا القُرآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّن خَشيَةِ اللَّهِ. لَو كُنَّا نَسمَعُ أَو نَعقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصحَابِ السَّعِيرِ. وَلَو شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمعِهِم وَأَبصَارِهِم. كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيهَا زَكَرِيَّا المِحرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزقًا. مَهمَا تَأتِنَا بِهِ مِن آيَةٍ لِتَسحَرَنَا بِهَا. كُلَّمَا أَوقَدُوا نَارًا لِلحَربِ أَطفَأَهَا اللَّهُ. فإنی مهما أسبقكم به إذا ركعت فإنكم تدركونی به إذا رفعت. ومهما أسبقكم به إذا سجدت فإنكم تدركونی به إذا رفعت. كُلَّمَا خَبَت زِدنَاهُم سَعِيرًا. كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخرُجُوا مِنهَا أُعِيدُوا فِيهَا. إذا أمطرت السماء اليوم فلا أخرج من الدار. ليس إذا كان الإنسان فاسقاً كان محبوباً. مهما أوتيتم من كتاب الله فالعمل به لا عدر لأحد فی تركه. مهما ينزل بعبد مؤمن من شدة يجعل الله بعدها فرجا. مهما أنفقت من نفقة فإنها صدقة حتى اللقمة ترفعها إلی فی امرأتك. متی اشتكی الجسد اشتكی الرأس. ومتی اشتكی الرأس اشتكی سائر الجسد. قد يكون فی الرجل عشرة أخلاق تسعة صالحة وواحد سییء فيفسد التسعة الصالحة ذلك السییء. ليس البتة كلما كان الحيوان ذا جناحين فهو يطير فی الجو. ليس البتة إذا كان العدد فرداً فهو قابل للقسم إلی متساويين من غير كسر. ليس البتة متی كان الإنسان مقطوع اليدين فهو غير كاتب. قد يكون البعير خيرا من البعيرين. ليس البتة كلما كان الحيوان دا جناحين فهو يطير فی الجو. ليس البتة إدا كان العدد فرداً فهو قابل للقسم إلی متساويين من غير كسر. ليس البتة متی كان الإنسان مقطوع اليدين فهو غير كاتب.

---

(۱) ضوابط المعرفۃ: ۹۷.

(۲) قطبی: ۴۱۰.

قضیہ شرطیہ کے منطقی تراکیب

❁ . مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَد أَطَاعَ اللّٰهَ.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہمہ موجبہ عندالمتقد مین۔

"مَــنْ" ادات اتصال...... "یُــطِــعِ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی... ..اس میں "ھــو" ضمیر موضوع...... "الرَّسُول" متعلق محمول...... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقد مین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر مقدم۔

"فَ" ادات اتصال... . "قَــدْ" ادات غیر زمانیہ.... "أَطَـــــاعَ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی... ..اس میں "ھـو" ضمیر موضوع..... ...... "اللّٰـهَ" متعلق محمول..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقد مین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر تالی..... مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہمہ موجبہ عندالمتقد مین۔

بالفاظ دیگر:

❁ مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَد أَطَاعَ اللّٰهَ.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہمہ موجبہ عندالمتقد مین۔

"مَــنْ" ادات اتصال.. "یُــطِــعِ" مقید .... "ال" جزء اول.... "رسُــول" جزء ثانی.... .جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقیید ی ہوکر قید..... مقید با قید مرکب تقیید ی ہوکر محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی .... .اس میں "ھـــــــــــو" ضمیر موضوع.. .موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقد مین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر مقدم۔

"فَ" ادات اتصال.. . "قَدْ" اداۃ غیر زمانیہ...... "أَطَاعَ" مقید . ..."ال" جزء اول......"الـهَ" جزء ثانی.. .جزء اول جزء ثانی سے مل کر مرکب غیر تقیید ی ہوکر قید .....مقید با قید مرکب تقیید ی ہوکر محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی . ... اس میں "ھو" ضمیر موضوع... .موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقد مین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر تالی. .مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقد مین۔

❁ إِن تَشکُرُوا یَرضَهُ لَکُم.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقدمین۔

"إِن" ادات اتصال...... "تَشکُرُ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی...... اس میں "أنت" ضمیر موضوع..... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر مقدم۔

"یَرض" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی . اس میں "ھو" ضمیر موضوع. .. "ہُ" ضمیر متعلق اول محمول..... "لکم" مرکب غیر تقییدی متعلق ثانی محمول... .موضوع اپنے محمول اور متعلقات محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر تالی.. .مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقدمین۔

بالفاظ دیگر:

❁... إِن تَشکُرُوا یَرضَهُ لَکُم.

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقدمین۔

"إِن" ادات اتصال... .. "تشکر" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی..... "واؤ" ضمیر موضوع . .موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر ہوکر مقدم۔

"یرض" مقید "ہ" ضمیر قید اول ....."لام" جزء اول... .."کم" ضمیر جزء ثانی .....جزء اول با جزء ثانی مرکب غیر تقییدی ہوکر قید ثانی، مقید اپنی دونوں قیدوں سے مل کر محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی... ..اس میں "ھو" ضمیر مستتر موضوع .. .موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر تالی.....مقدم با تالی قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقدمین۔

فصل شانزدہم: تناقض کا بیان

تناقض کی تعریف: تناقض کا لغوی معنی ہے: دو چیزوں کا آپس میں ایک دوسرے کا ضد ہونا اور مخالف ہونا ہے اور اصطلاحی تعریف یہ ہے: "ھو اختلاف القضیتین بالایجاب والسلب بحیث یقتضی لذاته صدق احداھما کذب الأخری أو بالعکس." یعنی دو قضیوں کا آپس میں کم اور کیف کے اعتبار سے اس طرح ہونا کہ ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو، جیسے "کل بدعة ضلالة. وبعض البدعة لیس بضلالة."۔

قضایا شخصیہ میں تناقض کے تحقق کے لیے آٹھ شرائط ہیں، جنہیں وحدات ثمانیہ کہتے ہیں، جو درج ذیل شعر میں مذکور ہیں۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں　　وحدت موضوع ومحمول ومکاں
وحدت شرط واضافت وجزء وکل　　قوت وفعل است در آخر زماں

وحدات ثمانیہ کی توضیح:

۱۔ **وحدت موضوع:** دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہو، اگر موضوع ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے احمد کھڑا ہے، احمد کھڑا نہیں ہے، ان دو قضیوں میں تناقض ہے اور احمد کھڑا ہے حماد کھڑا نہیں ہے، ان دونوں میں تناقض نہیں۔

۲۔ **وحدت محمول:** دونوں قضیوں کا محمول ایک ہو، جیسے احمد پڑھ رہا ہے، احمد نہیں پڑھ رہا ہے، اگر محمول ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے احمد پڑھ رہا ہے احمد سو نہیں رہا ہے، ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔

۳۔ **وحدت مکان:** دونوں قضیوں میں مکان ایک ہو، جیسے احمد مسجد میں ہے احمد مسجد میں نہیں ہے، اگر مکان ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے احمد مسجد میں ہے احمد گھر میں نہیں ہے، ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔

۴۔ **وحدت زماں:** دونوں قضیوں میں زمانہ ایک ہو، جیسے احمد نے دن میں لکھا ہے احمد نے دن میں نہیں لکھا ہے، اگر زمانہ ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے احمد نے دن میں لکھا ہے احمد نے رات میں نہیں لکھا ہے، ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔

۵۔ **وحدت قوت وفعل:** قوت کا معنی صلاحیت ہے، یعنی اگر ایک قضیہ میں یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ موضوع میں محمول کے ثابت ہونے

---

(۱) چونکہ تناقض اور عکس بھی بحث قضایا کے لواحقات واحکام سے ہیں اور قیاسات ودلائل میں بسا اوقات ان کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے معرفت قضایا کے بعد تناقض اور عکس سے بحث کی جاتی ہے اور چونکہ مبحث عکس میں بھی اکثر تناقض سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس لیے تناقض کی بحث عکس سے مقدم کی جاتی ہے۔ عدالتوں میں وکلاء اور مدارس میں طلباء آپس کی بحث ومباحث میں زیادہ تر اسی تناقض سے کام سے لیتے ہیں، یعنی ہر ایک اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے اکثر ایسا قول پیش کرتا ہے جو مقابل کے قول کو توڑتا ہو۔ (معین المنطق:۹۸)

کی صلاحیت ہے تو دوسرے قضیہ میں اس صلاحیت کی نفی ہو۔ اور فعل کا معنی بروقت موجود ہونا ہے، یعنی اگر ایک قضیہ میں محمول بروقت ثابت ہوتو دوسرے قضیہ میں بروقت ثابت ہونے کی نفی کی گئی ہو، جیسے شیرہ انگور کے متعلق کہا جائے کہ یہ بالقوۃ مسکر ہے، یعنی شراب بن کر اس میں نشہ لانے کی صلاحیت ہے اور یہ بالقوۃ مسکر نہیں ہے، ان دونوں میں تناقض ہے۔ اور اگر دونوں قضیے قوت وفعل میں مختلف ہوں تو تناقض نہیں ہوگا جیسے شیرہ انگور بالقوۃ مسکر ہے، شیرہ انگور بالفعل مسکر نہیں۔ ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔

۶۔ **وحدت شرط:** دونوں قضیوں میں شرط ایک ہو، جیسے اگر اللہ کی نافرمانی کروگے تو اللہ تعالی ناراض ہوگا، اگر اللہ تعالی کی نافرمانی کروگے تو اللہ تعالی ناراض نہیں ہوگا، ان دونوں قضیوں میں تناقض ہے۔ اور اگر شرط میں اتفاق نہ ہوتو تناقض نہیں ہوگا، جیسے اگر اللہ تعالی کی نافرمانی کروگے تو اللہ ناراض ہوگا، اگر اللہ تعالی کی اطاعت کروگے تو اللہ تعالی ناراض نہیں ہوگا۔ ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔

۷۔ **وحدت جزء وکل:** اگر ایک قضیہ میں محمول پورے موضوع کے لیے ثابت کیا گیا ہے تو دوسرے قضیہ میں بھی پورے ہی موضوع سے محمول کی نفی کی گئی ہو، اور اگر ایک قضیہ میں موضوع کے جزء خاص کے لیے محمول کو ثابت کیا گیا ہوتو دوسرے قضیہ میں بھی محمول کی اسی جزء خاص سے نفی کی گئی ہو، جیسے آج میرے جسم میں درد ہے، آج میرے جسم میں درد نہیں ہے۔ اگر ان دونوں قضیوں کے موضوع سے پورا جسم یا دونوں میں جسم کو کوئی ایک جزء خاص مثلا سر مراد ہوتو تناقض ہوگا۔ اور اگر پہلے قضیہ کے موضوع سے کوئی جزء خاص مثلا سر اور دوسرے قضیہ میں کل مراد ہوتو تناقض نہیں ہوگا۔

۸۔ **وحدت اضافت:** اگر ایک قضیہ میں محمول کی نسبت جس چیز کی طرف ہوتو اسی چیز کی طرف دوسرے قضیہ میں ہو، جیسے یہ آم کا اچار ہے یہ آم کا اچار نہیں۔ ان دونوں قضیوں میں تناقض ہے۔ اگر نسبت ایک نہ ہوتو تناقض نہیں ہوگا، جیسے یہ آم کا اچار ہے یہ لیمو کا اچار نہیں ہے۔ ان دو قضیوں میں کوئی تناقض نہیں۔

فائدہ: واضح رہے کہ محصورات میں تناقض کے تحقق کے لیے اختلاف فی الکیف (ایجاب وسلب) کیساتھ ساتھ اختلاف فی الکم (کلیہ، جزئیہ) بھی ضروری ہے، لہذا موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ آتی ہے۔ اور شرطیات میں تناقض کے متحقق ہونے کے لیے اختلاف فی الکیف والکم ضروری ہے۔ اور موجہات میں اختلاف فی الکیف اور اختلاف فی الکم کیساتھ ساتھ اختلاف فی الجہۃ بھی ضروری ہے۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: ہر شئی کے سلب کو نقیض کہتے ہیں جیسے جاندار کی نقیض غیر جاندار اور عالم کی نقیض غیر عالم ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: جن دو قضیوں میں تناقض ہو اسے متناقضین کہتے ہیں (۲)۔

---

(۱) توضیح المنطق:۴۵، سلم العلوم:۵۵-۵۶. (۲) توضیح المنطق:۴۵.

قاعدہ نمبر۳: موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ میں تناقض متحقق نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ دونوں صادق ہوسکتے ہیں، جیسے "بعض الحیوان انسان" اور "بعض الحیوان لیس بانسان" وغیرہ۔☆

قاعدہ نمبر۴: موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ میں تناقض نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ دونوں کاذب ہوسکتے، جیسے "کل حیوان انسان" اور "لاشئی من الحیوان بانسان" وغیرہ(۱)۔

قاعدہ نمبر۵: تناقض میں ایجاب اور سلب دونوں کے مورد کا ایک ہونا ضروری ہے، یعنی جس پر ایجاب وارد ہو تو اسی پر سلب بھی وارد ہو، اگر مورد ایک نہ ہو تو تناقض متحقق نہ ہوگا، جیسے "بعض الحیوان انسان" اور "بعض الحیوان لیس بانسان" یہاں "بعض حیوان" جس کے لیے انسان ثابت ہے وہ اور ہے اور جس سے انسان کا سلب ہے وہ اور حیوان ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۶: تناقض میں دونوں قضیوں کا نسبت حکمیہ ایک ہونا ضروری ہے، یعنی جس نسبت پر ایجاب وارد ہو تو سلب بھی اسی نسبت پر وارد ہو(۳)۔

قاعدہ نمبر۷: امام فارابی نے وحدات ثمانیہ کو صرف وحدت نسبت میں مندرج کر دیا ہے، کیونکہ نسبت حکمیہ دونوں قضیوں میں اس وقت ایک رہ سکتی ہے جب ان آٹھ امور میں اتحاد ہو، اگر ان میں سے کسی ایک میں اختلاف ہوگا، تو وہ درحقیقت نسبت کا اختلاف ہوگا(۴)۔

قاعدہ نمبر۸: متاخرین مناطقہ نے وحدات ثمانیہ کو وحدت موضوع اور وحدت محمول میں مندرج کیا ہے، یعنی وحدت شرط اور وحدت کل وجزء کو موضوع میں داخل کیا ہے، اور کہا کہ جہاں شرط یا جزء وکل میں اختلاف ہو تو وہ درحقیقت موضوع کا اختلاف ہوتا ہے اور ان دو وحدات کے باقی کو وحدت محمول میں داخل کیا ہے، اور کہا کہ جن مثالوں میں زمان یا مکان یا قوت وفعل وغیرہ کا اختلاف نظر آتا ہے، درحقیقت ان میں محمول ہر ایک مختلف ہوتا ہے(۵)۔☆☆

قاعدہ نمبر۹: تناقض ہر قسم کے قضایا (شخصیہ، موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ) میں متحقق ہوسکتا ہے(۶)۔

قاعدہ نمبر۱۰: قضیہ شخصیہ موجبہ کی نقیض شخصیہ سالبہ ہوگی جیسے "محمد رسول الله" کی نقیض کفار مکہ کا یہ قول ہے۔ "لَسْتَ مُرْسَلاً". (۷)

قاعدہ نمبر۱۱: شخصیہ سالبہ کی نقیض شخصیہ موجبہ ہوگی جیسے "الله لیس له شریك" کی نقیض "الله له شریك" ہے(۸)۔

☆اسعاد الفہوم:۱/۱۰۱۔ (۱) اسعاد الفہوم:۲/۱۰۱۔ (۲) سلم العلوم:۱۷۷، اسعاد الفہوم:۲/۱۰۱۔

(۳) سلم العلوم:۱۷۷۔ (۴) اسعاد الفہوم:۲/۱۰۲۔ (۵) اسعاد الفہوم:۲/۱۰۲۔

(۶) تفہیم المنطق:۱۷۶۔ (۷) ضوابط المعرفۃ:۱۵۷، تفہیم المنطق:۱۷۷۔ (۸) تفہیم المنطق:۱۷۶۔

☆☆ تناقض کی معرفت کا عام اور آسان طریقہ یہ ہے کہ جس شئی کی نقیض مطلوب ہو اس پر حرف سلب داخل کرو۔ بس اسی کو اس شئی کی نقیض سمجھو۔ یہی وہ مختصر تعریف ہے جو اس فن میں "نقیض کل شئی رفعہ" سے مشہور ہے اور تمام مفردات ومرکبات میں جاری ہوسکتی ہے، مگر یہاں جو تناقض زیر بحث ہے وہ صرف تناقض قضایا ہے۔

قاعدہ نمبر۱۲: قضایا شخصیہ میں صرف کیف (ایجاب وسلب) کی تبدیلی سے قضیہ کی نقیض متحقق ہوجاتی ہے، تاہم موضوع ومحمول دیگر قیود اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۱۳: تناقض میں موضوع اور محمول دونوں کا متحد اللفظ، متحد المعنی اور مصداق کے اعتبار سے ایک ہونا ضروری ہے، ورنہ تناقض متحقق نہیں ہوگا (۲)۔

قاعدہ نمبر۱۴: قضیہ مہملہ موجبہ کی نقیض سالبہ کلیہ آتی ہے جیسے "الانسان عالم" کی نقیض "لاشئی من الانسان بعالم" آتی ہے، کیونکہ مہملہ موجبہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے جس کی نقیض سالبہ کلیہ آتی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۱۵: مہملہ سالبہ کی نقیض موجبہ کلیہ آتی ہے جیسے "الانسان لیس بکاتب" کی نقیض "کل انسان کاتب" آتی ہے کیونکہ مہملہ سالبہ سالبہ جزئیہ کی قوت میں ہوتی ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۶: قضایا شرطیہ میں تناقض کے تحقق کے لیے وحدات ثمانیہ کیساتھ اتحاد فی الجنس، اتحاد فی النوع اور اختلاف فی الکیف والکم بھی شرط ہے، اتحاد فی الجنس سے مراد یہ ہے کہ دونوں متصلہ ہوں یا دونوں منفصلہ ہوں۔ اور اتحاد فی النوع کا معنی یہ ہے کہ دونوں قضیے لزومیہ ہوں یا دونوں اتفاقیہ ہوں، اسی طرح دونوں حقیقیہ ہوں یا مانعۃ الجمع ہوں یا مانعۃ الخلو ہوں۔ اور اختلاف فی الکیف کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب وسلب میں مختلف ہوں کہ اگر ایک موجبہ ہوتو دوسرا سالبہ ہو، اگر ایک سالبہ ہوتو دوسرا موجبہ ہو (۵)۔

قاعدہ نمبر۱۷: اجتماع نقیضین بھی محال ہے اور ارتفاع نقیضین بھی محال ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر۱۸: اگر قضیہ موجہہ ہوتو اس میں جہت کا اختلاف بھی ضروری ہوگا (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۹: اگر دونوں قضیے موجبہ ہوں یا دونوں سالبہ ہوں یا دونوں کلیہ ہوں یا دونوں جزئیہ ہوں تو ان میں تناقض نہیں پایا جائے گا (۸)۔

قاعدہ نمبر۲۰: تناقض یہ ہے کہ دو قضیوں کا آپس میں صرف کم، کیف، جہت کے اعتبار سے اس طرح مختلف ہونا کہ ان میں سے ہر ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو۔ گویا متناقض قضیوں میں اگر کم، کیف، جہت کے اختلاف سے قطع نظر کیا جائے تو باقی اجزاء کے اعتبار سے محض ایک قضیہ کی تکرار نظر آتی ہے، جیسے زید عالم ہے، زید عالم نہیں۔ یا ہر انسان حیوان ہے، بعض انسان بالا مکان العام حیوان نہیں۔ اس اختلاف کو تناقض اور ان میں ہر قضیہ کو دوسرے کی نسبت نقیض اور آپس میں ہر دو متناقضین کہلاتے ہیں۔ (۹)

قاعدہ نمبر۲۱: تناقض کے تحقق کے لیے اتحاد فی الحمل بھی ضروری ہے، یعنی اگر ایک قضیہ میں حمل اولی ہو اور دوسرے میں حمل شائع متعارف ہوتو تناقض متحقق نہیں ہوگا (۹)۔

---

(۱) تفہیم المنطق:۱۷۶۔ (۲) تفہیم المنطق:۱۸۰۔ (۳) ضوابط المعرفۃ:۱۶۲۔ (۴) ضوابط المعرفۃ:۱۶۲۔

(۵) قطبی:۴۴۰۔ (۶) الرشیدیہ:۳۹، کشاف اصطلاحات الفنون:۱/۱۴۴۰۔ (۷) تفہیم المنطق:۱۸۴۔

(۸) تفہیم المنطق:۱۸۴۔ (۸) معین المنطق:۹۸۔ (۹) (۱) دورس المنطق:۸۲، حمد اللہ:۵۴، سلم العلوم:۱۳۷۔

تمرین

درج ذیل قضایا کی نقیضیں بتاؤ۔

اللہ لیس لہ شریك. لست مرسلا. لاتأتينا الساعة. خالد أكبر من سعيد أى عمرا. أنا آكل الحم أى لحم الغنم. الحمد لله. ماسمعنا. العلم نافع. الجهل ليس بنافع. الإنسان ضاحك. الإنسان لا يمشى على أربعة أرجل. الطالب ناجح آخر السنة. الشمس مشرقة أى فى النهار. الإنسان لا يخاف أى فى النهار. الجو باردٌ أى على الجبل. ليس البتة ان كان الليل موجودا فالشمس طالعة . دائمًا العدد الصحيح إمّا أن يكون زوجاً أو فرداً. الأربعة نصفٌ أى بالإضافة إلى الثمانية. العالم متغيرٌ. ليس البتة إما أن يكون الجسم غير أبيص أو غير أسود . الكويت مخصب أى بعضه. كلّ طفلٍ مجتهد أى بالقوّة. زيد ليس بميت أى بالفعل. الجرئى جزئى. كلٌّ مسلم مؤمنٌ. خلودًا إمّا أن يكون الجسم فى الماء أو لا يغرق. كلٌّ من عليها فانٍ. بعض المسلم ليس بمؤمن. بعضٌ من عليها ليس بفانٍ. زيد إمّا عالم أوجاهل. كلٌّ نفسٍ بما كسبت رهينة. بعض النفوس بما كسبت ليست برهينة. بعض الناس أتقياء. بعض الطير أسود. لا شيء من الناس بأتقياء. أحمد إمّا شاعر أوكاتب . لا شيء من العلوم بمفيد. لا شيء من الطير بأسود. بعض العلوم مفيدةٌ. إن كان أبو بكر أبا لعائشة فعائشة بنته . الانسان إمّا سعيد أو شقى. ليس البتة ان كان الليل موجودا فالشمس طالعة. إمّا أن يكون إماماً أو عاصياً لله. كل عدد اما زوج أو فرد. كل شيء لا يخلو إما أن يكون علةً أو معلولاً. ليس البته إمّا أن يكون الحيوان ناطقاً وإمّا أن يكون قابلا للتعليم.

چند حل شدہ مثالیں:

- .. اصلِ قضیہ (شخصیہ موجبہ): "زیدعالم" قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔ نقیضِ قضیہ (شخصیہ سالبہ): "زید لیس بعالم". قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔
- ... .. اصلِ قضیہ (مہملہ موجبہ): " العلم نافع". قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔ نقیضِ قضیہ (سالبہ کلیہ): "لاشئی من العلم بنافع". قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔
- .. . اصلِ قضیہ (موجبہ کلیہ): " کل بدعة ضلالة". قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔ نقیضِ قضیہ (سالبہ جزئیہ): "بعض البدعة لیس بضلالة". قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

فصل ہفدہم

قضایا کے درمیان تقابل کا بیان

ایک قضیہ موجبہ یا سالبہ کے بالمقابل ایک دوسرا قضیہ بنایا جا سکتا ہے، جو کیف (ایجاب وسلب) یا کم (کلیت وجزئیت) میں اس کے مخالف ہو، اگر عقلا ایک قضیہ موجبہ ہے تو اس کا تقابل قضیہ سالبہ سے ہوگا، اسی طرح اگر ایک قضیہ سالبہ ہے تو اس کا تقابل قضیہ موجبہ سے ہوگا، اگر ایک قضیہ کلیہ ہے، تو اس کا تقابل جزئیہ سے ہوگا اور اگر ایک قضیہ جزئیہ ہے، تو اس کا تقابل کلیہ سے ہوگا، تاہم ان تمام قضایا میں موضوع اور محمول شرائط وقیود کیساتھ اپنی جگہ پر رہیں گے۔ مثال کے طور پر "إبليس مخلوق موجود" ایک قضیہ شخصیہ موجبہ ہے، تو اس کے مقابلہ میں "ليس إبليس مخلوقاموجودا" قضیہ شخصیہ سالبہ آئے گا۔ ان دو قضیوں میں سے اگر ایک قضیہ سچا ہے تو دوسرا جھوٹا ہے، اسی طرح اگر دوسرا قضیہ سچا ہے تو پہلا قضیہ جھوٹا ہوگا۔

۱۔ ایک قضیہ موجبہ کلیہ (كل انسان حيوان) کے تقابل میں تین طرح کے قضایا پیش کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ سالبہ کلیہ، جیسے "لاشئی من الانسان حيوان" ۲۔ موجبہ جزئیہ، جیسے "بعض الانسان حيوان"
۳۔ سالبہ جزئیہ، جیسے "بعض الانسان ليس بحيوان".

۲۔ سالبہ کلیہ (لاشئی من الانسان بفرس) کے مقابلہ میں تین طرح کے قضایا ہو سکتے ہیں۔

۱۔ موجبہ کلیہ، جیسے "كل انسان فرس" ۲۔ موجبہ جزئیہ، جیسے "بعض الانسان فرس"
۳۔ سالبہ جزئیہ، جیسے "بعض الانسان ليس بفرس".

۳۔ موجبہ جزئیہ (بعض الانسان كاتب) کے مقابلہ میں تین قسم کے قضایا ہو سکتے ہیں۔

۱۔ موجبہ کلیہ، جیسے "كل انسان كاتب" ۲۔ سالبہ کلیہ، جیسے "لاشئی من الانسان بكاتب"
۳۔ سالبہ جزئیہ، جیسے "بعض الانسان ليس بكاتب".

۴۔ سالبہ جزئیہ (بعض العرب ليس بمسلمين) کے مقابلہ میں تین قسم کے قضایا ہو سکتے ہیں۔

۱۔ موجبہ کلیہ، جیسے "كل العرب مسلمون" ۲۔ سالبہ کلیہ، جیسے "كل العرب ليسوابمسلمين".
۳۔ موجبہ جزئیہ، جیسے "بعض العرب مسلمون".(۱)

---

(۱) ضوابط المعرفہ: ۱۵۳-۱۵۵، تفہیم المنطق: ۱۷۳-۱۷۴.

تمرین

مندرجہ ذیل قضایا کے متقابلات ذکر کریں؟

محمد ﷺ رسول الله. دائمًا العدد الصحيح إمّا أن يكون زوجاً أو فرداً. الأربعة نصفٌ. العالم متغيرٌ. ليس البتة إما أن يكون الجسم غير أبيض أو غير أسود. الكويت مخصب. كلّ طفلٍ مجتهد. العالم حادث. زيد ليس بميت. الجزئي جزئي. كلُّ مسلم مؤمنٌ. خلودًا إمّا أن يكون الجسم في الماء أو لا يغرق. كلٌّ من عليها فانٍ. بعض المسلم ليس بمؤمن. بعضُ من عليها ليس بفانٍ. زيد إمّا عالم أوجاهل. كل كافر ظالم, كلُّ نفسٍ بما كسبت رهينة. تحفة المومن الموت. بعض النفوس بما كسبت ليست برهية. بعض الناس أتقياء. بعض الطير أسود. لا شيء من الناس بأتقياء. أحمد إمّا شاعر أوكاتب. لا شيء من العلوم بمفيد. لا كل مشرك ظالم. شيء من الطير بأسود. بعض العلوم مفيدةٌ. بعض الظالم كافر. إن كان أبو بكر أبا لعائشة فعائشة بنته. لاشيء من الكافر بمسلم. بعض الظالم مشرك.

چند حل شدہ مثالیں:

❁ كلُّ مسلم مؤمنٌ.

قضیہ موجبہ کلیہ: اس کے مقابلے میں تین طرح کے قضایا آتے ہیں:۔

۱۔ سالبہ کلیہ، جیسے "لاشئی من المسلم بمومن". ۲۔ موجبہ جزئیہ، جیسے "بعض المسلم مومن".

۳۔ سالبہ جزئیہ، جیسے "بعض المسلم ليس بمومن".

❁ لا شيء من العلوم بمفيدة.

قضیہ سالبہ کلیہ: اس کے مقابلہ میں تین طرح کے قضایا آتے ہیں۔

۱۔ موجبہ کلیہ، جیسے "العلوم مفيدة". ۲۔ موجبہ جزئیہ، جیسے "بعض العلوم مفيدة".

۳۔ سالبہ جزئیہ، جیسے "بعض العلوم ليس بمفيدة".

❁ بعض الظالم كافر:

قضیہ موجبہ جزئیہ: اس کے مقابلہ میں تین قسم کے قضایا آسکتے ہیں۔

۱۔ موجبہ کلیہ، جیسے "كل ظالم كافر". ۲۔ سالبہ کلیہ، جیسے "لاشئی من الظالم بكافر".

۳۔ سالبہ جزئیہ، جیسے "بعض الظالم ليس بكافر".

فصل ہیز دہم: عکس کا بیان

عکس کی تعریف: عکس لغت میں الٹنے پلٹنے کو کہتے ہیں، مگر یہاں عکس سے وہ قضیہ مراد ہے جو کسی قضیہ کے الٹنے سے پیدا ہوا ہو۔ عکس کی دو قسمیں ہیں:۔ ا۔ عکس مستوی ۲۔ عکس نقیض

ا۔ **عکس مستوی کی تعریف:** طرفین قضیہ (موضوع ومحمول یا مقدم وتالی) کو اس طرح پلٹ دینا (موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع یا مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم بنا دینا) کہ پہلا صدق وکذب اور ایجاب وسلب باقی رہے، یعنی قضیہ کے ہر دو طرف ایک دوسرے کی جگہ منتقل کرنا، لیکن اس پلٹنے میں یہ شرط ملحوظ رہنا چاہیے کہ عکس میں اصل قضیہ کی کیف اور صدق محفوظ رہے، یعنی اگر اصل قضیہ موجبہ ہو تھا تو عکس بھی موجبہ ہو اور اگر اصل کو سچا تسلیم کیا تھا تو عکس کو بھی سچا تسلیم کرنا پڑے گا۔ جیسے " کل انسان حیوان " کا **عکس مستوی** "بعض الحیوان انسان" آتا ہے، یا "کلما اعتصم المسلمون بحبل الله تولاهم الله ونصرهم" کا **عکس مستوی** "قد یکون اذا تولی الله المسلمین ونصرهم فقد اعتصموا بحبل الله" آئے گا۔

عکس مستوی کا قاعدہ

منطقی حضرات فرماتے ہیں کہ جس طرح دو قضیوں میں تناقض کے تحقق کے لیے موضوع اور محمول کے درمیان وحدات ثمانیہ کا اتحاد ضروری تھا، تو اسی طرح عکس کے صحیح ہونے کے لیے درج ذیل تین شرائط ہیں:۔

پہلا شرط: اصل قضیہ اور اس کے عکس میں کیف (ایجاب وسلب) کا اتحاد ہو۔

دوسرا شرط: اگر اصل قضیہ کے کسی جزء میں استغراق نہ ہو تو عکس میں بھی استغراق کا نہ ہونا ضروری ہے۔

تیسرا شرط: قضیہ شرطیہ منفصلہ نہ ہو۔

اگر مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط موجود نہ ہو تو عکس صحیح نہیں ہوگا، لہذا اگر اصل قضیہ اور عکس میں اختلاف کیف پایا گیا تو عکس صحیح نہ ہوگا، اگر اصل قضیہ کے کسی جزء میں استغراق نہ تھا اور عکس میں استغراق پایا گیا تو بھی عکس صحیح نہ ہوگا، اور اسی طرح قضیہ شرطیہ منفصلہ ہوا تو اس کا عکس بھی صحیح نہیں آئے گا، شیخ عبدالرحمٰن حبنکہ المیدانیؒ "ضوابط العکس" کے عنوان کے ذیل میں رقمطراز ہیں۔

"بحث المناطقة في سبب عدم صحة بعض العكوس فرأوا أنه يرجع إلى ثلاثة أمور: الأمر الأول: اختلاف الكيف (السلب أوالإيجاب) في القضية الأصل وفي عكسها. الأمر الثاني: استغراق حد في القضية الجديدة التي هى (العكس) لم يكن مستغرقا في الأصل. الأمر الثالث: كون العكس في شرطية منفصلة۔ لذلك وضعوا في العكس ثلاثة شروط: الشرط الأول: اتحاد الكيف في القضيتين الأصل وعكسها. الشرط الثاني: عدم استغراق

حدّ في القضية (العكس)لم يكن مستغرقا في الأصل. الشرط الثالث: أن لا تكون القضية شرطية منفصلة"(۱).

عکس مستوی کا فائدہ

عکس استدلال مباشر (استدلال بلاواسطہ) کی ایک نوع ہے اور یہ درحقیقت لزوم عقلی کی مختلف اقسام میں سے ایک قسم ہے، منطقی حضرات یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کسی بات کی تصدیق کرنے کے لیے اسے الٹ کر دیکھیے، اگر وہ بھی صحیح ہے تو دلیل صحیح ہے، کیونکہ بسا اوقات جب تک ایک بات کے دوسرے مخالف پہلو پر نظر نہ رہے تو قضیہ کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا، تو اسی لیے عکس کا عمل کیا جاتا ہے، شیخ عبدالرحمٰن حبنکہ فرماتے ہیں۔ "قدتمس حاجة الباحث إلى معرفة عكس القضية، وما يقتضية هذا العكس للاستدل المباشر، ولأن بعض الأقيسة يظهر وجه إنتاجها بالعكس، ولأنه قدينتج القياس شيئا ومطلوبناعكسه، فتستدل على العكس على إثبات المطلوب."(۲)

قواعد

قاعدہ نمبر۱: عکس اور تناقض کو استدلال مباشر اور استدلال بالواسطہ بھی کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۲: جس قضیہ کو الٹ کر عکس بنایا جائے اسے اصل کہتے ہیں، جیسے "لاشئی من الانسان بحجر" کو الٹ دیں تو "لاشئی من الحجر بانسان" بنے گا، تو پہلا قضیہ اصل اور دوسرا عکس مستوی یا عکس مستقیم ہے اور اگر ہم "لاشئی من الحجر بانسان" کو بنیادی قضیہ بنا کر اسے الٹ دیں تو "لاشئی من الانسان بحجر" بن جائے گا، تو جس کو ہم نے پہلے اصل بنایا وہ عکس اور جس کو عکس بنایا وہ اصل بن جائے گا (۴)۔

قاعدہ نمبر۳: عکس کا مفہوم یہ ہے کہ قضیہ کے ہر دو طرف ایک دوسرے کی جگہ منتقل کرنا، لیکن اس پلٹنے میں یہ شرط ملحوظ رہنا چاہیے کہ عکس میں اصل قضیہ کی کیف اور صدق محفوظ رہے، یعنی اگر اصل قضیہ موجبہ ہوتا تو عکس بھی موجبہ ہو اور اگر اصل کو سچا تسلیم کیا تھا تو عکس کو بھی سچا تسلیم کرنا پڑے گا۔ واقع میں کچھ بھی ہو اسی شرط کے اعتبار سے اہل فن نے تجربے کے بعد ہر قضیہ کے لیے جدا جدا عکس مقرر کیے ہیں اور جہاں وہ ایسے عکس کے تعین پر کامیاب نہ ہوئے جو تمام امثلہ مواد میں برابر صادق آسکے تو وہاں یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس قضیہ کا عکس ہی نہیں آتا، اگرچہ بعض صورتوں میں اس کا صحیح عکس موجود بھی ہو۔ (۵)

قاعدہ نمبر۳: موجبہ کلیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے "کل انسان حیوان" کا عکس "بعض الحیوان انسان" آتا ہے، موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے "بعض الحیوان اسود" کا عکس "بعض الاسود حیوان" آتا ہے، سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے،

---

(۱) ضوابط المعرفہ: ۱۸۲-۱۸۳۔ (۲) ضوابط المعرفہ: ۱۸۴۔ (۳) ضوابط المعرفہ: ۱۷۷۔

(۴) أساس المنطق: ۲/۸۲-۸۳۔ (۵) معین المنطق: ۱۰۰۔

جیسے "لاشئی من الانسان بحجر" کا عکس "لا شئی من الحجر بانسان" آتا ہے اور سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا ☆۔

قاعدہ نمبر۴: قضیہ مہملہ موجبہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے "الانسان ماش" کا عکس "بعض الانسان ماش" آتا ہے کیونکہ مہملہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے، اور اگر مہملہ سالبہ ہو تو اس کا عکس نہیں آتا، کیونکہ مہملہ سالبہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے اور سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا (۱)۔

قاعدہ نمبر۵: قضیہ شخصیہ کا عکس قضیہ شخصیہ آتا ہے بشرطیکہ محمول خاص ہو جیسے "أبو حفص هو عمر" کا عکس "عمر هو أبو حفص" آئے گا، اور اگر محمول عام ہو تو دو حال سے خالی نہیں قضیہ موجبہ ہوگا یا سالبہ ہوگا، اگر موجبہ ہو تو عکس موجبہ جزئیہ آئے گا، جیسے "زید جواد" کا عکس "بعض الجواد زید" آتا ہے، اور قضیہ سالبہ ہو تو اس کا عکس سالبہ کلیہ آئے گا، جیسے "زید لیس بجواد" کا عکس "لاشئی من الجواد بزید" آئے گا (۲)۔

قاعدہ نمبر۶: قضیہ شخصیہ کے منعکس ہونے کی صورت میں کوئی نئی بات سامنے نہیں آتی (۳)۔

قاعدہ نمبر۷: سالبہ کلیہ اور شخصیہ سالبہ دونوں کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے، اس لیے کہ شخصیہ کلیہ کی قوت میں ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۸: تمام قضایا موجبہ کا عکس موجبہ جزئیہ آئے گا (۵)۔

قاعدہ نمبر۹: قضایا منفصلہ کا عکس نہیں آتا (۶)۔

قاعدہ نمبر۱۰: عکس مستوی کو عکس بسیط اور عکس مستقیم بھی کہتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۱: تناقض میں یہ ضروری تھا کہ ایک قضیہ سچا اور دوسرا جھوٹا ہو، جب کہ عکس میں یہ ضروری ہے کہ اگر اصل کو سچا فرض کریں تو عکس مستوی کو بھی سچا ہی ماننا پڑے گا، اور یہ ضروری نہیں کہ اگر اصل کو جھوٹا مانیں تو عکس بھی جھوٹا ہو، بلکہ عین ممکن ہے کہ اصل جھوٹ ہو اور عکس سچ ہو، جیسے "کل حیوان انسان" کاذب ہے، جب کہ اس کا عکس مستوی ضابطہ کے مطابق یوں ہوگا "بعض الانسان حیوان" اور یہ صادق ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۲: منفصلات کے لئے نفس عکس آتا ہے لیکن مفید نہیں ہوتا (۹)۔

☆ سلم العلوم:۱۸۲، تہذیب المنطق والکلام:۱۰۔

(۱) تفہیم المنطق:۱۹۹۔ (۲) ضوابط المعرفہ:۱۷۹، تفہیم المنطق:۱۹۹۔

(۳) تفہیم المنطق:۱۹۴۔

(۴) تفہیم المنطق:۲۰۰۔ (۵) ضوابط المعرفہ:۱۸۰، تفہیم المنطق:۲۰۰۔

(۶) سلم العلوم:۱۸۳، تفہیم المنطق:۱۹۹۔

(۷) سلم العلوم:۱۸۱، مرقاۃ:۶۷، ضوابط المعرفہ:۱۷۸۔

(۸) أساس المنطق:۲/۸۳۔ (۹) ضیاء النجوم:۱۸۳۔

قاعدہ نمبر۱۳: قضایا غیر متعارفہ کے لئے معتد بہ عکس متحقق نہیں ہوسکتا(۱)۔

قاعدہ نمبر۱۴: عکس میں اصل اور عکس دونوں کاذب بھی ہوسکتے ہیں، جیسے "کل حیوان حجر" کا عکس "بعض الحجر حیوان" آتا ہے اور یہ دونوں کاذب ہیں۔ اور "کل حیوان فرس" کاذب ہے، لیکن اس کا عکس "بعض الفرس حیوان" صادق ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۱۵: کذب العکس کذب الاصل کو مستلزم ہوتا ہے اور کذب الأصل کذب العکس کو مستلزم نہیں ہوتا (۳)۔

قاعدہ نمبر۱۷: صدق الأصل صدق العکس کو مستلزم ہوتا ہے اور صدق العکس صدق الاصل کو مستلزم نہیں ہوتا (۴)۔

قاعدہ نمبر: تمام قضایا میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کسی قضیہ کے عکس میں کئی قضیے صادق آسکتے ہوں تو ان میں عکس اس قضیہ کو سمجھنا چاہیے جو سب میں اخص ہو، مثلاً: اگر ضروریہ مطلقہ کے عکس میں تمام بسائط صادق آتے ہیں تو ان سب میں ضروریہ مطلقہ کو ہی عکس سمجھنا چاہیے، کیونکہ وہی تمام بسائط میں سب سے اخص ہے۔

قاعدہ نمبر۱۹: عکس میں صرف تقدیم وتاخیر مطلوب نہیں، بلکہ محمول کو موضوع اور موضوع کو محمول بنانا مقصد ہوتا ہے، چنانچہ "الحمد لله" کا عکس مستوی "لله الحمد" نہیں اور "زید علی السریر" کا عکس "علی السریر زید" نہیں، بلکہ ان کا عکس یوں ہوگا۔ "الثابت لله الحمد، الثابت علی السریر زید" ہوگا، یا یوں ہوگا۔ "بعض الثابت لله الحمد، وبعض الثابت علی السریر زید". (۵)

قاعدہ نمبر۲۰: قضیہ شرطیہ منفصلہ کا عکس نہیں لایا جاتا ہے اور نہ ہی شرطیہ متصلہ اتفاقیہ کا عکس کوئی فائدہ دیتا ہے، البتہ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ کا عکس لایا جاتا ہے، اس میں مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم بنایا جاتا ہے، یعنی شرط کو جزاء اور جزاء کو شرط بنایا جاتا ہے، صرف جزاء کو مقدم کرنا کافی نہیں، بلکہ کلمہ شرط کو جزاء پر داخل کر کے اسے شرط بنانا ضروری ہے، جیسے "کلما کان الشئی انسانا کان حیوانا" کا عکس یوں ہوگا۔ "قد یکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسانا" اگر یوں کہا جائے۔ "الشئی یکون حیوانا اذا کان انسانا" تو یہ عکس نہ ہوگا(۶)۔

قاعدہ نمبر۲۱: قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ اور جزئیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ متصلہ آتا ہے، جیسے "کلّما کانت الشمس طالعة کان النهار موجودا" کا عکس مستوی یوں ہوگا۔ "قدیکون اذا کان النهار موجودا کانت الشمس طالعة". اسی طرح "قد یکون اذا کان النهار موجودا کانت الشمس طالعة" کا عکس مستوی یوں ہوگا۔ "قدیکون اذا کانت الشمس طالعة کان النهار موجودا" اور قضیہ شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ کا عکس مستوی قضیہ شرطیہ سالبہ کلیہ آتا ہے، جیسے "لیس البته ان کانت الشمس طالعة کان اللیل موجودا" کا

---

(۱) تحفہ شاہ جہانی:۱۲۶. (۲) أساس المنطق:۲/۸۳.

(۳) تحفہ شاہجہانی:۱۲۷. (۴) تحفہ شاہجہانی:۱۲۷.

(۵) أساس المنطق:۲/۸۳، تحفہ شاہجہانی:۱۲۶.

(۶) أساس المنطق:۲/۸۳-۸۴.

عکس مستوی یوں ہوگا۔ "لیس البته ان کان اللیل موجودا کانت الشّمس طالعة" اور سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی نہیں آتا(۱)۔

قاعدہ نمبر۲۲: اگر قضیہ میں محمول فعل یا جار مجرور ہو تو اسم موصول وغیرہ کو لگا کر فعل یا ظرف کو صلہ بنائیں گے اور فاعل کو دوسرا جزء، جیسے "ضربتُ" کا عکس "أناالذی ضرب" ہوگا۔ اور "أناضربت" کا عکس "من الذین صربواأنا" ہوگا☆۔ اسی طرح "الله ربنا" کا عکس مستوی "ربناالله" ہوگا۔ "لااله الاالله" کا عکس "لاشئی سوی الله اله" ہوگا۔ "محمدرسول الله" کا عکس "رسول الله محمد" ہوگا۔ "من یتق الله یجعل له مخرجا" کا عکس "من الذین یجعل لهم مخرجاالذی یتقی اله" ہوگا اور "ربناالذی أعطی کل شئی حلقه ثم هدی" کا عکس مستوی "الذی أعطی کل شئی خلقه ثم هدی هوربنا" ہوگا(۲)۔

قاعدہ نمبر۲۳: قضیہ کی اقسام اربعہ شخصیہ، طبعیہ، محصورہ اور مہملہ میں سے صرف محصورہ کے عکس کو عام طور پر ذکر کیا جاتا ہے، مہملہ تو جزئیہ کے حکم میں ہوتا ہے، شخصیہ اور طبعیہ میں اگر حکم موضوع کیساتھ خاص ہو تو محمول کو مقدم کرنے سے عکس بن جائے گا، جیسے "الله ربنا، محمدخاتم النبیین. ربی الذی یحیی ویمیت" کا عکس "ربناالله، خاتم النبیین محمد. الذی یحیی ویمیت هوربی" ہوگا(۳)۔

قاعدہ نمبر۲۴: اگر محمول جار مجرور یا ظرف ہو تو اس کا متعلق ذکر کر کے مقدم کیا جائے گا، جیسے "زیدفی الدار" کا عکس "المستقرفی الدار زید" ہوگا(۴)۔

قاعدہ نمبر۲۵: ہر قضیہ کے عکس کی صحت پر جو دلائل لائے جاتے ہیں ان میں زیادہ مشہور اور کارآمد دلیل خُلف ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہمارا عکس صحیح نہ ہوگا تو اس کی نقیض صحیح ہوگی، لیکن اس کو جب اصل سے صحیح شکل کی صورت میں ملاتے ہیں تو نتیجہ غلط نکلتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا عکس صحیح تھا اور اس کی نقیض غلط تھی۔ مثلاً: ہم نے دعوی کیا تھا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے، یعنی "ہر انسان جاندار ہے" کا عکس "بعض جاندار انسان ہے" آتا ہے۔ اب اگر ہمارے اس عکس کو کوئی صحیح تسلیم نہ کرے تو اس کی نقیض "کوئی جاندار انسان نہیں"، کو صحیح عکس تسلیم کرے گا، لیکن جب اس کو اصل سے ملا کر یوں قیاس قائم کرتے ہیں کہ: ہر انسان جاندار ہے۔ (صغریٰ) اور کوئی جاندار انسان نہیں (کبریٰ)۔ تو کوئی انسان انسان نہیں (نتیجہ) ہے جو غلط (سلب الشئی عن نفسہ) ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا عکس

---

(۱) قطبی: ۲۶۰.

☆ صاحب أساس المنطق کا نقطہ نظر یہ ہے کہ "ضربتُ" کا عکس مستوی "أناالذی ضرب" ہوگا، لیکن یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ اس صورت میں محض تبدیل مکانی تو پایا گیا، تاہم طرفین قضیہ اپنے حال پر برقرار ہیں، ضمیر متکلم قبل العکس بھی موضوع ہے اور بعد العکس بھی موضوع ہے۔ "ضرب" قبل العکس بھی محمول ہے اور بعد العکس بھی محمول ہے، لیکن اگر اس کا عکس "بعض الضابین أنا" قرار دیا جائے، تو اس پر کوئی اشکال نہیں ہوتا، نیز یہ بات قرین قیاس بھی ہے، کیونکہ جب قضیہ شخصیہ کا محمول عام ہو تو اس کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے "زیدجواد" کا عکس "بعض الجوادزید" آتا ہے، تو اسی طرح یہاں بھی محمول عام ہونے کی صورت میں عکس موجبہ جزئیہ "بعض الصاربین أنا" ہوگا۔ واللہ أعلم.

(۲) أساس المنطق: ۲/۸۴. (۳) ملخص أساس المنطق: ۲/۹۰. (۴) أساس المنطق: ۲/۹۰.

صحیح تھا اور اس کی نقیض کو جو صحیح عکس تسلیم کیا گیا تھا وہ غلط تھا۔

تمرین

درج ذیل قضایا کا عکس مستوی نکالیں۔

وَالْکَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ. وَأُولُو الْأَرحَامِ بَعضُهُم أَولَى بِبَعضٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ. فمن اهتدى فانما يهتدى لنفسه, خَالِقُ كُلِّ شَيءٍ. وَخَلَقنَاكُم أَزوَاجًا. كمّما ازداد علم الانسان قلّ إنكاره. الجزئی جزئی. كلُّ مسلم مؤمنٌ. حلوًا إمّا أن يكون الجسم فی الماء أو لا يغرق. كلُّ من عليها فانٍ. بعض المسلم ليس بمؤمن. بعضُ من عليها ليس بفانٍ. زيد إمّا عالم أوجاهل. كل كافر ظالم, كلُّ نفسٍ بما كسبت رهينة. فَإِنَّكَ لَا تُسمِعُ المَوتَى. وَمَا بَعضُهُم بِتَابِعٍ قِبلَةَ بَعضٍ. وَمَا يَخدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُم. وَمَا يَشعُرُونَ. إِنَّمَا نَحنُ مُصلِحُونَ. وَفِی الْأَرضِ قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ. وَلَا تُسمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ. وَمَا أَنتَ بِمُسمِعٍ مَن فِي القُبُورِ. وَمَا يَستَوِي الْأَحيَاءُ وَلَا الْأَموَاتُ. قد يكون اذا كان المنصف مسلما كان الكافر ظالمًا. يُوحِي بَعضُهُم إِلَى بَعضٍ زُخرُفَ القَولِ غُرُورًا. لوكان البارى تعالى عالمًا بجميع الأشياء لكان قادرًا. بعض العلوم مفيدةٌ. إن كان أبو بكر أبا لعائشة فعائشة بنته. الانسان إمّا سعيد أو شقی. ليس البتة ان كان الليل موجودا فالشمس طالعة. إمّا أن يكون إماماً أو عاصياً لله. كل عدد اما زوج أو فرد. كل شیء لا يخلو إما أن يكون علةً أو معلولًا. ليس البته إمّا أن يكون الحيوان ناطقاً وإمّا أن يكون قابلا للتعليم. ليس البتة إما أن يكون الجسم غير أبيض أو غير أسود. كلّما كان المسلم منصفًا كان الكافر ظالمًا.

چند حل شدہ مثالیں:

❁ اصلِ قضیہ: "كُلُّ شَيءٍ سَاءَ المُؤمِنَ فَهُوَ مُصِيبَةٌ." قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔ عکسِ قضیہ: بعض المصائب ساء المؤمن. قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁ .. . اصلِ قضیہ: "كل مسكر حرام." قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔ عکس قضیہ: "بعض المسكر حرام". قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁ .. .. اصلِ قضیہ: "كل مصور فی النار". قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔ عکس قضیہ: "بعض من فی النار مصور". قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ

غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁ . . **اصلِ قضیہ:** ”كلّما كانت الشّمس طالعة كان النّهار موجودًا“. قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ۔۔۔ **عکسِ قضیہ:** ”قد يكون اذا كان النّهار موجودا كانت الشّمس طالعة.“ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ۔

❁ . . . . **اصلِ قضیہ:** ”كلّما كان الكافر ظالما كان المسلم منصفا.“ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ۔۔۔ **عکسِ قضیہ:** ”قديكون اذا كان المسلم منصفا كان الكافر ظالمًا.“ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ۔

❁ **اصلِ قضیہ:** ”كلكم بنو آدم“. قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔ **عکسِ قضیہ:** ”بعض بني آدم أنتم.“. قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁ . . **اصلِ قضیہ:** ”لَيسَ عَلَى المُنتَهِبِ وَلَا عَلَى المُختَلِسِ وَلَا عَلَى الخَائِنِ قَطع.“ قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔ **عکسِ قضیہ:** ”لَيسَ شَئى مَما هو ثَابِت عَلَى المُنتَهِبِ وَلَا عَلَى المُختَلِسِ وَلَا عَلَى الخَائِنِ بقطع.“ قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

❁ . . . . . . **اصلِ قضیہ:** ”بعض المسلمين باكستانيون“. قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔ **اصلِ عکس**=بعض الباكستايين مسلمون. قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

فصل نوزدہم

عکس نقیض کا بیان

عکس نقیض کے متعلق متقدمین اور متاخرین مناطقہ کا اختلاف ہے۔

متقدمین مناطقہ کا مذہب: هوجعل نقيض الجزء الاول من القضية ثانيا، ونقيض الجزء الثانی اولا مع بقاء الصدق والكيف. **یعنی** جزء اول کے نقیض کو جزء ثانی اور جزء ثانی کے نقیض کو جزء اول کی جگہ اس طور پر رکھ دینا کہ صدق اور کیف (ایجاب وسلب) باقی رہے، جیسے "کل انسان حیوان" کا **عکس نقیض** "کل لا حیوان لاانسان" آئے گا۔

متاخرین مناطقہ کا مذہب: هوجعل نقيض الثانی اولا، وعين الاول ثانيا مع بقاء الصدق ومخالفة الكيف. **یعنی** جزء ثانی کے نقیض کو جزء اول بنا دینا، اور جزء اول کو بعینہ جزء ثانی بنا دینا، باقی رکھتے ہوئے صدق اور مخالفۃ الکیف کو، جیسے "کل انسان حیوان" کا **عکس نقیض** " لاشئی من اللاحیوان بانسان" آئے گا۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: متقدمین مناطقہ کے نزدیک موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ آئے گا، جیسے "کل انسان حیوان" کا **عکس نقیض** "کل لا حیوان لاانسان" آتا ہے، موجبہ جزئیہ کا عکس متقدمین کے نزدیک نہیں آتا۔ سالبہ کلیہ کا عکس نقیض عند المتقدمین سالبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے "لاشئی من الانسان بفرس" کا **عکس نقیض** "بعض اللافرس ليس بلاانسان" آتا ہے، اور سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض عند المتقدمین سالبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے "بعض الحیوان لیس بانسان" کا **عکس نقیض** "بعض اللاانسان لیس بلاحیوان " آتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: متاخرین مناطقہ کے نزدیک موجبہ کلیہ کا عکس نقیض سالبہ کلیہ آتا ہے، جیسے "کل انسان حیوان "کا **عکس نقیض**" لاشئی من اللاحیوان بانسان" اور موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا۔ سالبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے " لاشئی من الانسان بحجر" کا **عکس نقیض**" بعض اللاحجر انسان" اور سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض موجبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے" بعض الحیوان لیس بانسان" کا **عکس نقیض** "بعض اللانسان حیوان " آتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۳: مہملہ موجبہ کا عکس نقیض نہیں آتا، کیونکہ یہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر۴: متقدمین اور متاخرین کے مذاہب میں صرف تعبیرات کا فرق ہے تاہم دونوں کا مآل ایک ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر۵: عند الجمہور متقدمین کا مذہب راجح ہے(۵)

---

(۱) سراج التہذیب:۳۲۵. (۲) سراج التہذیب:۳۲۳. (۳) تفہیم المنطق:۱۹۹. (۴) سراج التہذیب:۳۲۳. (۵) شرح تہذیب:۱۴۰.

قاعدہ نمبر ۶: بقاء صدق کا مطلب یہ ہے کہ اصل قضیہ سچا ہو تو اس کا عکس بھی سچا ہوگا، اور بقاء کیف کا معنی یہ ہے کہ اصل قضیہ موجبہ ہو تو عکس بھی موجبہ ہوگا اور اگر اصل قضیہ سالبہ ہو تو عکس بھی سالبہ ہوگا (۱)۔

قاعدہ نمبر ۷: محصورات اربعہ کے عکس مستوی میں جو حال سالبہ کا ہے وہی حال یہاں موجبہ کا ہوگا، اور جو حال وہاں موجبہ کا ہے وہ یہاں سالبہ کا ہوگا، لہذا موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ ہوگا، اور سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ ہوگا، موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۸: جزء اول سے مراد قضیہ حملیہ میں موضوع اور جزء ثانی سے مراد محمول ہے اور قضیہ شرطیہ میں جزء اول سے مراد مقدم اور جزء ثانی سے مراد تالی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۹: اکثر مناطقہ قضایا کے عکوس کو دلیل خلفی سے ثابت کرتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ کا عکس نقیض شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ ہی ہوگا، جیسے "کلما ازداد علم الانسان قل انکارہ" کا عکس نقیض یوں ہوگا۔ "کلّما ما قل الانکار ما ازداد علم الانسان"۔ شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا۔ شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض شرطیہ متصلہ سالبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے "لیس البتہ اذا کان المسم منصفا کان ظالما" کا عکس نقیض یوں ہوگا۔ "قدلایکون اذا لم یکن المسلم ظالما لم یکن منصفا" ہوگا اور متصلہ سالبہ جزئیہ، جیسے "قدلایکون اذا لم یکن المسلم ظالما لم یکن منصفا" کا عکس متصلہ سالبہ جزئیہ، جیسے " قد لایکون إذا لم یکن المسلم منصفا لم یکن ظالما. (۵) ہوگا۔

تمرین

مندرجہ ذیل قضایا (جن قضایا کی عکس نقیض ممکن ہے) کا عکس نقیض نکالیں؟

قد یکون إذا کان المنصف مسلما کان الکافر ظالمًا. زید عالم, العالم متغیّر. لو کان العالم متغیرا کان حادثًا. لو کانت الدنیا تدوم لواحد لکان رسول الله فیه مخلّدًا. محمد رسول الله. زید جواد. کلٌّ من علیها فانٍ. بعض المسلم لیس بمؤمن. بعضُ من علیها لیس بفانٍ. زید إمّا عالم أو جاهل. کل کافر ظالم. کلٌّ نفسٍ بما کسبت رهینة. فَإِنَّكَ لَا تُسمِعُ المَوتَی. ظُلُمَاتٌ بَعضُهَا فَوقَ بَعضٍ. وَمَا بَعضُهُم بِتَابِعِ قِبلَةَ بَعضٍ. ان کان العالم متغیرا فهو حادث. لَا یَعلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرضِ الغَیبَ إِلَّا اللّٰهُ. لیس البتة ان کان اللیل موجودا فالشمس طالعة. دائمًا العدد الصحیح إمّا أن یکون زوجاً أو فرداً. الأربعة نصفٌ. العالم متغیرٌ. لیس البتة إما أن یکون الجسم غیر أبیض أو عیر أسود. الکویت مخصب. کلّ طفلٍ مجتهد. زید لیس بمیت. الجزئی جزئی. کلٌّ مسلم مؤمنٌ.

---

(۱) شرح تہذیب: ۱۴۰. (۲) أساس المنطق: ۲/۹۳. (۳) شرح تہذیب: ۱۲۶. (۴) شرح تہذیب: ۱۲۷-۱۲۹. (۵) قطبی: ۲۲۶.

ومهما أسبقكم به إذا سجدت فإنكم تدركوني به إذا رفعت. كُلَّمَا خَبَت زِدنَاهُم سَعِيرًا. زيد جاهل. كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخرُجُوا مِنهَا أُعِيدُوا فِيهَا. مهما أوتيتم من كتاب الله فالعمل به لا عذر لأحد في تركه. كل مشرك كافر. مهما ينزل يعبد مؤمن من شدة يجعل الله بعدها فرجا. بعض طالب العلم مجتهدًا. مهما أنفقت من نفقة فإنها صدقة حتى اللقمة ترفعها إلى في امرأتك. بعض الكافر مشرك. متى اشتكى الجسد اشتكى الرأس. خلودًا إمّا أن يكون الجسم في الماء أو لا يغرق. كلٌّ من عليها فانٍ. بعض المسلم ليس بمؤمن. بعضُ من عليها ليس بفانٍ. ريد إمّا عالم أوجاهل. كلُّ نفسٍ بما كسبت رهينة. بعض النفوس بما كسبت ليست برهينة. بعض الناس أتقياء. بعض الطير أسود. لا شيء من الناس بأتقياء. أحمد إمّا شاعر أوكاتب. لا شيء من الطير بأسود. الجوال شيء مضر.

چند حل شدہ مثالیں:

- . . ..**اصلِ قضیہ:** "کل بدعة ضلالة." قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔ **عکس نقیض عند المتقدمین:** "کل لا لاضلالة لابدعة" قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔
- . .**اصلِ قضیہ:** "کل مسلم مومن". قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔ **عکسِ نقیض عند المتاخرین:** "لاشئی من اللامومن بمسلم". قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔
- ... ..**اصلِ قضیہ:** "لا شيء من العلوم بمفيد" قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔۔ **عکس نقیض عند المتاخرین:** :"بعض اللامفید علوم" قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الموضوع۔
- .**اصلِ قضیہ:** "بعض المسلم ليس بمؤمن." قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔۔ **عکسِ نقیض عند المتاخرین:**:" بعض اللامؤمن مسلم." قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ جزئیہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الموضوع۔
- ....**اصلِ قضیہ:** "کلما ازداد علم الانسان قل انکارہ".: قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ موجبہ کلیہ۔۔ **عکس نقیض عند المتقدمین:** "کلما ما قل الانکار ما ازداد علم الانسان".: قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ موجبہ کلیہ۔
- .**اصلِ قضیہ:** "لیس البتہ اذا کان المسلم منصفا کان ظالما". قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ سالبہ کلیہ۔۔۔ **عکسِ نقیض عند المتقدمین:** "قدلایکون اذا لم یکن المسلم ظالما لم یکن منصفا". قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ محصورہ سالبہ جزئیہ۔

باب چہارم

یہ باب درج ذیل اکیس فصلوں پر مشتمل ہے:

❁...... فصل اول حجت (دلیل) کا بیان. ❁...... فصل دوم قیاس کی تقسیم. ❁...... فصل سوم قیاس اقترانی شرطی کی تقسیم. ❁... فصل چہارم اشکال کا بیان. ❁... فصل پنجم شکل اول کا بیان. ❁ ... فصل ششم شکل ثانی کا بیان. ❁ ..... فصل ہفتم شکل ثالث کا بیان. ❁ ..... فصل ہشتم شکل رابع کا بیان. ❁ ..... فصل نہم اشکال اربعہ کی مثالیں بنانے کا طریقہ. ❁..... فصل دہم اشکال ثلاثہ کو شکل اول کی طرف لوٹانے کا طریقہ. ❁... فصل یازدہم قیاس استثنائی کا بیان. ❁..... فصل دوازدہم قیاس استثنائی کی تقسیم. ❁... . فصل سیزدہم قیاس استثنائی متصل کی تقسیم. ❁ .. فصل چہاردہم قیاس استثنائی منفصل کا بیان. ❁ .. فصل پانزدہم قیاس استثنائی متصل سے اقترانی بنانے. ❁... فصل شانزدہم مقدمہ محذوفہ کے استخراج کا طریقہ. ❁... فصل صغری سہلۃ الحصول والا قانون. ❁..... فصل کبری سہلۃ الحصول والا قانون. ❁..... فصل ہفدہم شکال اربعہ کی سات صورتیں. ❁... فصل ہیزدہم استقراء کا بیان. ❁... فصل نوذدہم تمثیل کا بیان. ❁ .... فصل سبر و تقسیم کا طریقہ. ❁ .... فصل بستم استقراء سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ. ❁.... فصل تمثیل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ. ❁...... فصل یک بستم دلیل لمی وانی کا بیان.

فصل اول: حجت (دلیل) کا بیان

حجت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: حجت لغت میں غلبہ کو کہتے ہیں اور اس کے ذریعے بھی انسان اپنے مدمقابل پر غالب آتا ہے، اس لیے اسے حجت کہتے ہیں۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ دو یا زیادہ معلوم تصدیقات کو ملا کر کسی نامعلوم تصدیق کو حاصل کرنا، جیسے ہمیں اس بات کا علم ہے کہ محمد طالب علم ہے اور اس بات کا بھی علم ہے کہ ہر طالب علم معزز ہوتا ہے، جب ان دونوں باتوں (قضیوں) کو آپس میں ملا دیا جائے، تو ہمیں اس بات کا علم ہوگا، کہ محمد معزز ہے۔ (۱)

حجت (دلیل) کی تقسیم

حجت کی تین قسمیں ہیں:۔ ۱۔ قیاس ۲۔ استقراء ۳۔ تمثیل

وجہ حصر: احتجاج من الکلی الی الجزئی ہوگا یا من الجزئی الی الکلی ہوگا یا من الجزئی الی الجزئی ہوگا، اگر احتجاج من الکلی الی الجزئی ہو تو قیاس، اگر من الجزئی الی الکلی ہو تو استقراء، اور اگر من الجزئی الی الجزئی ہو تو تمثیل۔ (۲)

قیاس کا بیان

قیاس کی لغوی تعریف: قیاس لغت میں مطلق مساوات کو کہتے ہیں عربی محاورہ ہے۔ "قس النعل بالنعل."

قیاس کی اصطلاحی تعریف: "قول مولف من قضایا یلزم عنها قول آخر بعد تسلیم تلك القضایا."

یعنی قیاس وہ قول مرکب ہے، جو ایسے دو یا دو سے زیادہ قضیوں سے مل کر بنے کہ ان کے ماننے سے ایک اور قضیہ کو تسلیم کرنا پڑے۔ تو ان پہلے دو قضیوں کو بمع ہیئت مخصوصہ کے قیاس کہتے ہیں اور اس دوسرے قضیہ کو نتیجہ قیاس کہتے ہیں، جیسے "القرآن کتاب الله وکل کتاب الله مقدس" تو نتیجہ حاصل ہوگا۔ "القرآن مقدس".

---

(۱) الدَّلِيل: فِي اللُّغَة المرشد وَمَا بِهِ الإرشَاد. وَفِي الِاصطِلَاح قد يُطلق مرادفا للبرهان فَهُوَ القِيَاس المركب من مقدمتين يقينيتين. وَقد يُطلق مرادفا للقِيَاس فَهُوَ حجَّة مؤلفة من قضيتين يلزم عَنهَا لذاتها مَطلُوب نَظَرِي وإطلاقه بِهَذَا المَعنى قَلِيل. وَقد يُطلق مرادفا للحجة فَهُوَ مَعلُوم تصديقي موصل إِلَى مَجهُول تصديقي وَمَا يذكر لإزَالَة الخفاء فِي البديهي يُسمى تَنبِيها. وَقد يُقَال الدَّلِيل على مَا يلزم من العلم بِهِ العلم بِشَيء آخر وَهُوَ المَدلُول وَالمرَاد بِالعلمِ بِشَيء آخر العسم اليقيني لِأَن مَا يلزم من العلم بِهِ الظَّن بِشَيء آخر لَا يُسمى دَلِيلا بل إِمَارَة. ثمَّ اعلَم أَن الدَّلِيل تحقيقي وإلزامي. وَالدَّلِيل التحقيقي: مَا يكون فِي نفس الأَمر وَمُسلمًا عِند الخصمَين. وَالدَّلِيل الإلزامي: مَا لَيسَ كَذَلِك فَيُقَال هَذَا عندكُم لَا عِندِي. وَالدَّلِيل عِند أَربَاب الأُصُول: مَا يُمكن التَّوَصُّل بِصَحِيح النّظر فِيهِ إِلَى مَطلُوب جزئي فعلى هَذَا الدَّلِيل على وجود الصَّانِع هُوَ العَالم لِأَنَّهُ شَيء إِذا صحّح النّظر فِي أَحوَاله أَي إِذا رتب أَحوَاله على قانون النّظر يُمكن التَّوَصُّل إِلَى العلم بِوُجُود الصَّانِع. (دستور العلماء:۲/۷۷)

(۲) کشف اصطلاحات الفنون:۱/۷۹۴.

قواعد

قاعدہ نمبر۱: قیاس منطق کا مقصد اعلی، روح اور خلاصہ ہے اس کے علاوہ دیگر مسائل محض قیاس کے لیے مقدمات اور مبادیات ہیں اسی اہمیت کے پیش نظر صاحب قطبی وغیرہ فرماتے ہیں۔ "**المقصد الأقصی و المطلب الأعلی من الفن الکلام فی القیاس، لأنہ العمدۃ فی استحصال المطالب التصدیقیۃ**(۱).

قاعدہ نمبر۲: قیاس میں کوئی نئی بات نتیجہ کے طور پر سامنے نہیں آتی، وہی بات جس کو دونوں فریق تسلیم کرتے ہیں، اسی بات کو ایسے اسلوب میں پیش کیا جاتا ہے کہ وہ مقصد سامنے آجائے، جو ایک فریق دوسرے کو باور کروانا چاہتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۳: قیاس مقدمات مسلمہ سے انکار کرنے والے کو نتیجہ ماننے پر مجبور کرتا ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر۴: قیاس میں مقدمات کا ہونا عام ہے، خواہ مقدمات معقولی ملفوظی ہوں یا فقط معقولی ہوں (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: ہر قیاس کا ایک مادہ اور ایک صورت ہوتی ہے، جن قضایا سے قیاس مرکب ہوا نہیں مادہ قیاس کہتے ہیں، اور قیاس کی مخصوص ہیئت ترکیبی کو صورت قیاس کہتے ہیں(۵)۔

قاعدہ نمبر۶: قیاس کے جزء اول (قضیہ اولی) کو مقدمہ اولی اور جزء ثانی (قضیہ ثانی) کو مقدمہ ثانیہ کہتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر۷: قضایا کے مخصوص ترکیبی صورت سے جو بات تسلیم کرنا پڑے اسے نتیجہ قیاس کہتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر۸: نتیجہ قیاس کے موضوع کو اصغر کو محمول کو اکبر کہتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر۹: جس مقدمہ میں اصغر مذکور ہوا سے صغری اور جس میں اکبر مذکور ہوا سے کبری کہتے ہیں اور جو چیز قیاس میں مکرر ہوا سے حد اوسط کہتے ہیں(۹)۔

فائدہ: اگر امر کلی سے امر جزئی پر حکم کرنا قیاس کہلاتا ہے، جیسے "**کل بدعۃ ضلالۃ، و کل ضلالۃ فی النار، کل بدعۃ فی النار**"۔ اور امر جزئی سے امر کلی پر حکم کرنا استقراء ہے، جیسے "**کل طالب مجتھد**"۔ اور امر جزئی سے امر جزئی پر حکم کرنا تمثیل ہے، جیسے "**النبیذ مسکر، و کل مسکر حرام، فالنبیذ حرام**" وغیرہ۔

---

(۱) قطبی:۲۷۵، قال أقول:۴۶، میر ایساغوجی:۶۰. (۲) تفہیم المنطق:۲۱۱، میر ایساغوجی:۶۱.

(۳) قال أقول:۴۶، قطبی:۲۷۶، میر ایساغوجی:۶۱.

(۴) قال أقول:۴۶، قطبی:۲۷۶، میر ایساغوجی:۶۰.

(۵) توضیح المنطق:۵۱. (۶) قطبی:۲۷۹. (۷) قطبی:۲۸۰.

(۸) سلم العلوم۱۹۳، قطبی:۲۷۹، میر ایساغوجی:۶۴.

(۹) سلم العلوم:۱۹۳، قطبی:۲۷۹، میر ایساغوجی:۶۴.

قاعدہ نمبر ۱۰: جو مقدمہ اصغر پر مشتمل ہو اسے المقدمۃ الصغری اور جو اکبر پر مشتمل ہو اسے المقدمۃ الکبری کہتے ہیں، تاہم اختصار کے خاطر مقدمہ کا لفظ حذف کر کے صغری اور کبری کہا جاتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: مطلوب کے موضوع کو حد اصغر اور محمول کو حد اکبر کہتے ہیں اور اسکے علاوہ کو حد اوسط کہتے ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: جس مقدمہ میں حد اصغر مذکور ہو اسے صغری اور جس میں حد اکبر مذکور ہو اسے کبری کہتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: نتیجہ کو مطلوب اور دعوی بھی کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۴: قیاس تب صحیح ہوگا، جب ایک سے زائد افراد (قضایا) پر مشتمل ہو، اگر ایک ہی قول ہو تو اسے عکس مستوی یا عکس نقیض کہا جاتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر ۱۵: حرف عطف اور ادوات ایجاب وسلب کا شمار حد میں نہیں ہوتا (۶)۔

قاعدہ نمبر ۱۶: نتیجہ قیاس ہمیشہ اخس اور ارذل کے تابع ہوتا ہے، یعنی کلیت اور جزئیت میں جزئیت اخس اور ارذل ہے اور ایجاب وسلب میں سلب اخس اور ارذل ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۷: قیاس میں دو قضیوں کو اس طرح ترتیب دی جاتی ہے کہ پہلے قضیہ میں موضوع مخصوص ہوتا ہے، یا الف لام استغراقی داخل کر کے جنس کی حیثیت سے لایا جاتا ہے اور دوسرے قضیہ میں ایک عمومی بات کی جاتی ہے، تاہم یہ ضروری نہیں کہ قضیہ اولی کا موضوع مخصوص ہو، بلکہ موجبہ کلیہ اور دونوں مساوی بھی ہو سکتے ہیں، علامہ محمد بن محمد قطب الدین رازی (م ٧٦٦ھ) فرماتے ہیں۔ کہ ہر ایک قیاس میں دو مقدمہ ہوتے ہیں، ایک مطلوب کا موضوع اور دوسرا اس کا محمول ہوتا ہے، مطلوب کے موضوع کو حد اصغر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اخص ہوتا ہے اور اخص کے افراد اغلب کم ہوتے ہیں، علامہ عبد الحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی (م ۱۰٦٧ھ) فرماتے ہیں۔ "وان جاز ان یکون مساویا" یعنی قضیہ کے موضوع اور محمول دونوں برابر بھی ہو سکتے ہیں علامہ عبد الرحمن حبنکہ میدانی حفظہ اللہ نے ضوابط المعرفۃ (۸) میں قیاس حملی کی مثال یہ دی ہے۔" کل جسم مولف (صغری) و کل مولف حادث (کبری) اور نتیجہ قیاس یہ ہے۔ کل جسم حادث. (۹)

قاعدہ نمبر ۱۸: ہر قیاس میں تین حد (حد اصغر، حد اوسط، حد اکبر) ہوتے ہیں (۱۰)۔

---

(۱) تفہیم المنطق: ۲۱۵. (۲) سلم العلوم: ۱۹۳، میر ایساغوجی: ٦۴.

(۳) تفہیم المنطق ۲۱۲، میر ایساغوجی: ٦۴.

(۴) قطبی: ۲۸۰. (۵) میر ایساغوجی: ٦۱. (٦) ہامش تفہیم المنطق: ۲۱۴.

(۷) مرقاۃ: ۸۰، ضوابط المعرفۃ: ۲۴٦-۲۴۷. (۸) ضوابط المعرفۃ: ۲۳۰.

(۹) تفہیم المنطق: ۲۱۴. (۱۰) تفہیم المنطق: ۲۱۲.

قاعدہ نمبر۱۹: اصغر (موضوع) کو اصغر اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے افراد اکبر (محمول) سے کم ہوتے ہیں اور اکبر کو اکبر اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے افراد اصغر سے زیادہ ہوتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲۰: تمثیل میں تین مقدمات کا ہونا ضروری ہے ۱۔ کہ حکم اصل میں ثابت ہے، ۲۔ اصل میں علۃ الحکم کی تعیین کرنا۔ ۳۔ یہ ظاہر کرنا کہ یہی علت فرع میں بھی موجود ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۲۱: مذکورہ بالا مقدمات میں سے پہلے اور تیسرے کا تعیین کرنا آسان ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۲۲: دوسرے مقدمہ کی تعیین کرنا مشکل ہوتا ہے (۴)۔

تمرین

مندرجہ ذیل میں قیاس، استقراء اور تمثیل کی تعیین کیجئے؟ نیز قیاس میں حد اصغر، حد اکبر اور حد اوسط کی تعیین کریں؟

بعض الكافر مشرك ولاشيء من المشرك بمنصف. الأفيون كالخمر فى الحرمة. كل طالب العلم مجتهد ولاشيء من المجتهد بكسلان. كل محاهد فى سبيل الله جرئ. كل مشرك كافر ولاشيء من الكافر بمسلم. الجاموس كالبقرة فى الحل. كلّ رومى ابيض. محمدٌ طالب العلم وكل طالب العلم محتهد. كل باكستانى مسلم. الركعات الأربعة قبل صلوة الجمعة كالرّكعات الأربعة قبل الظّهر فى السّنيّة. كل بشتون جرئ . زيد فاعل وكل فاعل مرفوع. كل باجورى مجاهد فى سبيل الله. الجرس كالخمر فى الحرمة. الخمر حرام وكل حرام ممنوع. الصحابة كلهم عدول , الأئمه كلهم فقهاء. كل منافق عاصى ولاأحد من العاصى بمحبوب لله تعالى.

چند حل شدہ مثالیں:

❀ ... "الخمر حرام" (صغریٰ) + "وكل حرام ممنوع" (کبریٰ) := "الخمر ممنوع" (**نتیجہ/مطلوب**)۔

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے۔ "الخمر حرام" صغریٰ، اس لیے کہ اس میں حدِ اصغر مذکور ہے۔ "كل حرام ممنوع" کبریٰ، اس لیے کہ اس میں حدِ اکبر مذکور ہے۔

❀ ... "الصحابة كلهم عدول":

استقراء، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی الی الکلی ہے۔

❀ ... "الجاموس كالبقرة فى الحل":

تمثیل، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی الی الجزئی ہے۔

---

(۱) قطبی: ۲۸۰، مرقاۃ: ۷۳، میر ایساغوجی: ۶۴.

(۲) شرح تہذیب: ۱۹۵. (۳) شرح تہذیب: ۱۹۵. (۴) شرح تہذیب: ۱۹۵.

فصل دوم: قیاس کی تقسیم

قیاس کی دو قسمیں ہیں:۔

ا۔ قیاس اقترانی ۲۔ قیاس استثنائی

ا۔ قیاس اقترانی کی تعریف: وہ قیاس ہے، جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ اپنی پوری ہیئت اور ترکیب کیساتھ موجود نہ ہو، بلکہ صرف اجزاء بغیر ترتیب نتیجہ کے مذکور ہوں اور اس میں ادات استثناء "لیکن" بھی مذکور نہ ہو جیسے "ابوحنیفہ مجتھد وکل مجتھدماجور." تو نتیجہ ہوگا۔ "ابوحنیفہ مأجور".

۲۔ قیاس استثنائی کی تعریف: وہ قیاس ہے، جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ اپنی پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہو، اس کا پہلا قضیہ ہمیشہ شرطیہ ہوتا ہے اور دوسرا حملیہ ہوتا ہے اور دونوں مقدموں (قضیوں) کے درمیان اداۃ استثناء آتا ہے جیسے "کلما کان زیدعالمافواجب احترامہ لکنہ عالم" تو نتیجہ ہوگا۔ "فزیدواجب احترامہ".

وجہ حصر: قیاس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور ہوگا یا نہیں اگر نہ ہو تو اقترانی اور اگر ہو تو استثنائی۔

تمرین

مندرجہ ذیل مثالوں میں قیاس اقترانی اور استثنائی کی تعیین کیجئے؟

زید فاعل کل فاعل مرفوع. ان کانت الشمس طالعة فالنھار موجود لکن النھار لیس بموجود. کل طالب العلم مجتھد ولا احد من المجتھد براسب. کل راسب کسلان ولا احد من الکسلان بفائز. کلما کان زید کسلان کان راسبا لکنہ کسلان. العالم خاش من الله وکل خاش من الله مستحق للجنّة. لوکان نور العلم یدرك بالمنی ماکان یبقی فی البریة جاھل ولکن التالی باطل. الحوال أصر الأشیاء وکل ما ھو أضرّ یجب الاجتناب عنه. المنطق علم وکل علم مفید. لوکانت الدنیا تدوم لواحد لکان رسول الله ﷺ فیھا مخلدا ولکنه ما کان مخلدا. العلوم الآلیة حادمة القران وکل خادم القران ذو شرافة.

چند حل شدہ مثالیں:

❁ "المنطق علم" (صغریٰ)+ "وکل علم مفید (کبریٰ)."= "المنطق مفید" (**نتیجہ/مطلوب**)

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔

❁ .... "کلما کان زید مجتھدا لم یکن راسبا" (کبریٰ) "لکنہ مجتھد" (صغریٰ)= "فزید لم یکن راسبا".

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ استثنائی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ مذکور ہے۔

فصل سوم

قیاس اقترانی کی تقسیم

قیاس اقترانی کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ حملی ۲۔ شرطی

۱۔قیاس اقترانی حملی کی تعریف: وہ قیاس ہے، جو صرف حملیات سے مرکب ہو جیسے "العالم متغیر وکل متغیر حادث."

۲۔قیاس اقترانی شرطی کی تعریف: وہ قیاس ہے، جو صرف شرطیات یا شرطیات اور حملیات سے مرکب ہو، جیسے "کلما اجتهد الطالب فی الدرس فقد نجح فی الاختبار (صغری) وکلما نجح فی الاختبار فقد رضی عنه الاساتذه (کبری)" تو نتیجہ ہوگا۔"کلما اجتهد الطالب فی الدرس فقد رضی عنه الاساتذه". (نتیجہ)

وجہ حصر: قیاس صرف حملیات سے مرکب ہوگا، یا صرف شرطیات سے مرکب ہوگا، یا دونوں سے مرکب ہوگا، اگر صرف حملیات سے مرکب ہو تو قیاس حملی، اور صرف شرطیات یا شرطیات اور حملیات دونوں سے مرکب ہو تو قیاس شرطی۔

قیاس اقترانی کے صحیح ہونے کی شرط

قیاس اقترانی کے مقدمات کا درجہ ہر دو ایسے قضیوں کو نہیں دیا جائے گا، جس میں "ف" تعقیب یا "واؤ" اداۃ عطف کے ذریعہ دو قضیوں کو آپس میں مربوط کیا گیا ہو، بلکہ قیاس منطقی کے لیے ضروری ہے کہ دو تسلیم شدہ باتوں سے ایک ایسا قاعدہ کلیہ نتیجہ کے طور پر حاصل ہو، جس میں کوئی غلطی نہ ہو، اگر ایسا نتیجہ ظاہر ہو، جو ہر جگہ منطبق نہ ہو تو اسے قیاس اقترانی نہیں کہتے ہیں، جیسے "لاشئی من الانسان بحجر" (صغری سالبہ کلیہ) اور "لاشئی من الحجر بانسان" (صغری سالبہ کلیہ)، نتیجہ ہوگا۔ "لاشئی من الانسان بحیوان" یا "بعض الانسان لیس بحیوان" یہ دونوں نتیجے غلط ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر دو قضیے ہوں اور دونوں سالبہ کلیہ ہوں تو یہ اقتران بے فائدہ عقیم ہوگا، اگر یہ دونوں باتیں اپنی جگہ پر صحیح ہوں اور اگر قضیوں کی ہیئت بدل دی جائے، جیسے مذکورہ قضایا میں حیوان کی جگہ "نبات" وغیرہ ہو تو نتیجہ صحیح ہوگا۔ اس لیے نتائج کے حصول کا منطقی طریقہ معلوم ہونا ضروری ہے، شام کے معروف عالم عبدالرحمٰن حنبکہ میدانی فرماتے ہیں۔ "ولکن ینبغي أن نعلم أنه لیس کل اقتران بین قضایا یجمعها حد اوسط مفیدا نتیجة صحیحة ملزمة. وکل اقتران لا یفید بشکله المنضبط نتیجة ملزمة حتما لدی التسلیم بالقضیتین المقترنتین؛ اذ ینخرم فی بعض الاحوال، فانه لا یسمی قیاسا اصلا...(۱)

---

(۱) ضوابط المعرفۃ: ۲۳۳۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: قیاس اقترانی کو اقترانی اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دونوں مقدمے (صغری، کبری) آپس میں مقترن ہوتے ہیں، ادات استدراک، اداۃ استثناء اور اداۃ اضراب (لیکن، الا، غیر، بل) وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: قیاس اقترانی میں حد اوسط کا تکرار لفظا ومعنا ضروری ہے، ورنہ قیاس منتج نہیں ہوگا، جیسے قرآن مجید میں ہے۔ "وَلَو عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِم خَيرًا لَّأَسمَعَهُم وَلَو أَسمَعَهُم لَتَوَلَّوا وَهُم مُعرِضُونَ." (الأنفال۲۲) بظاہر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ "وَلَو عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِم خَيراً لَتَوَلَّوا وَهُم مُعرِضُونَ." حالانکہ یہ صحیح نہیں، کیونکہ اس میں حد اوسط (أَسمَعَهُم) لفظا مکرر ہے، لیکن معنا مکرر نہیں، بلکہ دونوں جگہوں میں اس کا الگ الگ معنی ہے، پہلے جملے میں سماع مقبول ومؤثر مراد ہے اور دوسرے جملہ میں سماع غیر مفید وغیر مؤثر مراد ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: قیاس اقترانی کے دونوں مقدموں کا اکٹھے ذکر ہونا ضروری نہیں، بسا اوقات ان میں فصل ہوتا ہے، قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے۔ "فِيهِمَا إِثمٌ كَبِيرٌ." (البقرۃ۲۱۹) دوسری جگہ ارشاد ہے۔ "إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنهَا وَمَا بَطَنَ وَالإِثم." (الأعراف۳۳)، اب دونوں آیتوں کے ملانے سے صغری وکبری یوں بنیں گے۔ "الخمر اثم، والاثم حرام." نتیجہ ہوگا۔ "الخمر حرام". (۳)

قاعدہ نمبر۴: جب حد اوسط کے لیے ضمیر یا اسم اشارہ آیا ہو تو مرجع یا مشار الیہ کو نکال کر بیان کرنے سے حد اوسط کا لفظی تکرار بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: مقدمات کی تنقیح کے لیے کبھی تصرف وتحویل کی بھی ضرورت پڑتی ہے، جس سے مقدمات کی ترتیب منقح ہو جاتی ہے، جیسے ارشاد ہے۔ "أُولَـٰئِكَ هُمُ الكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعتَدنَا لِلكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا." (النساء۱۵۱) اس میں کبری میں تھوڑے سے تصرف سے حد اوسط مکرر ہو کر شکل اول بن جائے گی۔ "الکافرون أعتدنا لهم عذابا أليما." (۵)

---

(۱) میر ایساغوجی:۶۳، ہامش ایساغوجی:۳۳، ضوابط المعرفہ:۲۳۳، تفہیم المنطق:۲۲۰.

(۲) تفسیر بیان القرآن:۴/۷۳.

(۳) ارشاد الطالب:۸۷.

(۴) ارشاد الطالب:۶۷.

(۵) ارشاد الطالب:۶۶.

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں قیاس اقترانی حملی اور شرطی کی تعیین کیجئے؟

زيد مسلم كل مسلم مومن بالله ورسوله. شيخ القرانؒ عالم ربانى وكل عالم ربانى خاش من الله. ان كانت الشمس طالعة كان النهار موجودا وكلّما كان النهار موجودا كان العالم مضيئا. ريد مجاهد فى سبيل وكل مجاهد فى سبيل الله جرئ. دائما اما ان يكون العبد مسلما او غير مسلم ولا احد من المسلم بمشرك. كلما كان المسلم تابعًا للقران كان غالبا وكلّما كان غالبا كان غنيا . كل مشرك كافر ولاأحد من الكافر من أهل الجنّة. البدعة ضلالة وكل صلالة فى النّار. لوكانت الدنيا تدوم لواحد لكان رسول الله فيها مخلدا وكل رسول خيرالناس. البدعة جسر الشرك وكل جسر يوصل الى المجسور. المجاهد لا يخاف فى الله لومة لائم وكل من لايخاف فى اله لومة لائم ممدوح. ان كان الشرك ظلما لكان الأليق بالاجتناب وكلّما كان اليق بالاجتناف فمرتكبه مردود. ان كانت البدعة صلالة كانت فسقا ولاشيء من الفسق بطاعة. محمد رسول الله وكل رسول الله محبوب لله .

چند حل شدہ مثالیں:

- "زيد مسلم" (**صغریٰ قضیہ حملیہ**)+" وكل مسلم مومن بالله ورسوله" (**کبریٰ قضیہ حملیہ**)=" فزيد مومن بالله ورسوله"(**نتیجہ/مطلوب**):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔

- "ان كان الشرك ظلما لكان الأليق بالاجتناب"(**صغریٰ شرطیہ متصلہ**) " وكلّما كان اليق بالاجتناف فمرتكبه مردود."(**کبریٰ شرطیہ متصلہ**) =ان كان الشرك ظلما فمرتكبه مردود." (**نتیجہ/مطلوب**):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔

- " ان كانت البدعة ضلالة كانت فسقا"(**صغریٰ شرطیہ متصلہ**) "وكل فسق محظور." (**کبریٰ قضیہ حملیہ**)= "ان كانت البدعة ضلالة فهى محظورة" (**نتیجہ/مطلوب**):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من شرطیۃ وحملیۃ ہے۔

فصل سوم

قیاس اقترانی شرطی کی تقسیم

قیاس اقترانی شرطی کی پانچ قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:۔

۱۔ مرکب من متصلتین ۲۔ مرکب من منفصلتین ۳۔ مرکب من متصلہ وحملیۃ ۴۔ مرکب من منفصلۃ وحملیۃ ۵۔ مرکب من متصلۃ ومنفصلۃ.

۱۔ **مرکب من متصلتین:** وہ قیاس اقترانی شرطی ہے، جس کے دونوں مقدمے (صغری، کبری) شرطیہ متصلہ ہوں، جیسے "کلماروی هلال رمضان فقددخل شهرالصوم وكلمادخل شهرالصوم فقدوجب الصيام." تو نتیجہ یہ ہوگا۔ "کلماروی هلال رمضان فقدوجب الصوم."

۲۔ **مرکب من منفصلتین:** وہ قیاس اقترانی شرطی ہے، جس کے دونوں مقدمے (صغری، کبری) شرطیہ منفصلہ ہوں، جیسے "دائما اما ان يكون العددفردا او زوجا ودائما اما ان يكون الزوج قابلا للقسمة الى زوجين اوفردين." تو نتیجہ یہ ہوگا۔ "فدائما اما ان يكون العددفردا اوقابلاللقسمة الى زوجين او فردين."

۳۔ **مرکب من متصلہ وحملیۃ:** وہ قیاس اقترانی شرطی ہے، جو شرطیہ متصلہ اور حملیہ سے مرکب ہو، جیسے "کلماكان المستخرج من المنجم ذهباوحديدافهومعدن وكل معدن يتمددبالحرارة." تو نتیجہ ہوگا۔" فكلماكان المستخرج ذهباوحديدا فهويتمددبالحرارة.'

۴۔ **مرکب من منفصلۃ وحملیۃ:** وہ قیاس اقترانی شرطی ہے، جو شرطیہ منفصلہ اور حملیہ سے مرکب ہو، جیسے "دائما اما ان يكون المدرك الذهنى موجودا فى الحارج اومعدوما وكل معدوم لاتاثيرله فى الوجود." تو نتیجہ ہوگا۔ "فدائما اما ان يكون المدرك الذهنى موجودا ولاتاثيرله فى الوحود."

۵۔ **مرکب من متصلۃ ومنفصلۃ:** وہ قیاس اقترانی شرطی ہے، جو شرطیہ متصلہ اور منفصلہ سے مرکب ہو، جیسے "کلمادعاالمسلم الى الله فقدادى واجبه ودائماالمسنم الذى ادى واجبه فهواماداع اواماتقى اواماقدوة." تو نتیجہ ہوگا۔ "کلمادعاالمسلم الى الله فهواماداع اواماقدوة."

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: مذکورہ اقسام میں سب سے عمدہ اقترانی مرکب من متصلتین ہے (۱)۔

---

(۱) سلم العلوم: ۲۰۰، ہامش مرقاۃ: ۸۰.

قاعدہ نمبر۲: وہ قیاس جو حملیہ اور شرطیہ متصلہ دونوں سے مرکب ہو تو اس کا نتیجہ شرطیہ متصلہ ہوگا(۱)۔

قاعدہ نمبر۳: جو قیاس حملیہ اور شرطیہ منفصلہ سے مرکب ہو تو اس کا نتیجہ شرطیہ منفصلہ ہوگا(۲)۔

قاعدہ نمبر۴: جو قیاس متصلہ اور منفصلہ سے مرکب ہو تو اس کا نتیجہ متصلہ اور منفصلہ دونوں آسکتے ہیں(۳)۔

قاعدہ نمبر۵: جو قیاس دو متصلوں سے مرکب ہو تو اس کا نتیجہ بھی متصہ ہوگا، جیسے ایک حدیث میں ہے۔" من تتبع عورة أخيه المسلم تتبع الله عورته، ومن تتبع عورته يفضحه ولوفي جوف رحمة۔ " تو نتیجہ ہوگا۔ "من تتبع عورةأخيه المسلم يفضحه الله، ولوفي جوف رحلة." (۴)

قاعدہ نمبر۶: جس قیاس کے دونوں مقدمے(صغری، کبری) شرطیہ منفصلہ ہوں تو اس کا نتیجہ منفصلہ آئے گا(۵)۔

قاعدہ نمبر۷: متصلتین سے مراد لزومیتین ہے کیونکہ اتفاقیتین سے قیاس نہیں بنتا(۶)۔

قاعدہ نمبر۸: محققین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اتفاقیات سے بھی قیاس مرکب ہوسکتا ہے(۷)۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں قیاس شرطی کے اقسام کی تعیین کیجئے؟

دائما العبد إمّا مسلم او كافر لاشيء من الكافر من اهل الجنة. ان كانت الشمس طالعة كان النهار موجودا وكلّما كان النهار موجودا كان العالم مضيئا. دائما اما ان يكون العبد مسلما او غير مسلم ولااحد من المسلم بمشرك . كلما كان المسلم تابعًا للقرآن كان غالبا وكلّما كان غالبا كان غنيا. لوكانت الدنيا تدوم لواحد لكان رسول الله ﷺ فيها مخلدا وكل رسول خيرالناس. ان كانت البدعة ضلالة كانت فسقا ولاشيء من الفسق بطاعة. الكلمة إمّا اسم أو فعل أو حرف وكل حرف غير مستقل. كلما كان خالد كسلان كان راسبا وكل راسب مدوم. ولاأحد من العالم بجاهل. دائما المركّب إمّا تام أو ناقص وكلّما كان تاما يصح السكوت عليه.

چند حل شدہ مثالیں:

۞.. مَن تَتَبَّعَ عَورَةَ أَخِيهِ المُسلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَورَتَهُ" (صغریٰ شرطیہ متصلہ) + "وَمَن تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَورَتَهُ يَفضَحهُ وَلَو فِي جَوفِ رَحلِهِ" (کبریٰ شرطیہ متصلہ) = "مَن تَتَبَّعَ عَورَةَ أَخِيهِ المُسلِمِ يَفضَحهُ وَلَو فِي حَوفِ رَحلِهِ" (نتیجہ/مطلوب)

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ اقترانی شرطی کی پہلی قسم مرکب من متصلتین۔

---

(۱) تفہیم المنطق:۲۱۶. (۲) تفہیم المنطق:۲۱۷. (۳) تفہیم المتطق:۲۱۷.

(۴) ملخص تفہیم المنطق:۲۱۷. (۵) تفہیم المنطق:۲۱۷. (۶) میر ایساغوجی:۱۵۶. (۷) ہامش میر ایساغوجی:۱۵۶.

فصل چہارم: اشکال کا بیان

شکل کی تعریف: "الھیئة الحاصلة من کیفیة وضع الأوسط عندالاصغر والأکبر". حداوسط کو اصغر اور اکبر کیساتھ ملانے سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے اسے شکل کہتے ہیں۔ یعنی یعنی قیاس کے بنانے سے پہلے ذہن میں تین چیزیں ملحوظ رکھنی چاہئیں: ۱۔ اصغر (موضوع نتیجہ) ۲۔ اکبر (محمول نتیجہ) ۳۔ حداوسط (علۃ الحکم) اب ان تینوں اجزاء سے مذکورہ طریقہ پر قیاس کے لیے جب تم دو قضیے بناؤ گے تو اصغر اور اکبر سے حداوسط کے مقدم یا مؤخر ہونے سے قیاس کی جو بھی صورت اور ہیئت حاصل ہوگی اس کو شکل کہیں گے، جن کی چار صورتیں ہیں:

شکلِ اول: حداوسط محمول فی الصغری وموضوع فی الکبری ہو۔ شکلِ ثانی: حداوسط صغری وکبری دونوں میں محمول ہو۔ شکلِ ثالث: حداوسط صغری وکبری دونوں میں موضوع ہو۔ شکلِ رابع: حداوسط صغری میں موضوع اور کبری میں محمول ہو۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: شکل اول اشرف الاشکال ہے، کیونکہ یہ بدیہی الانتاج ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: شکل اول دیگر اشکال کے لیے معیار ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: اشکال اربعہ کا اجراء حملیات اور شرطیات دونوں میں ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: ہر شکل کے چار اجزاء ہوتے ہیں صغری کے دو جزء موضوع ومحمول یا ان کی جگہ مقدم اور تالی، اور اسی طرح کبری کے بھی دو جزء موضوع ومحمول یا ان کی جگہ مقدم اور تالی ہوتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: مذکور اشکال سے جو اقسام بنتے ہیں ان کی تعداد سولہ ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۶: اشکال اربعہ میں بعض صورتیں موصول النتائج اور بعض غیر موصول النتائج ہوتی ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر۷: قیاس میں معتبر محصورات اربعہ ہیں اور یہ چاروں صغری اور کبری دونوں میں معتبر ہیں تو چار (صغری) کو چار (کبری) کیساتھ ضرب دینے سے کل سولہ ضروب بنتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر۸: ارسطو نے شکل اول کو شکل کامل کا نام دیا ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر۹: جب حداوسط معرفہ ہو تو استدلال فطری طور پر شکل ثالث سے کیا جاتا ہے، جیسے سقراط عقل مند ہے، سقراط ایک فلسفی ہے، نتیجہ ہوگا۔ کچھ فلسفی عقل مند ہیں۔

---

(۱) مرقاۃ:۷۴۔ (۲) مرقاۃ:۷۴۔ (۳) قطبی:۳۳۲۔ (۴) تفہیم المنطق:۲۲۱۔

(۵) مرقاۃ:۷۴۔ (۶) شرح تہذیب:۱۵۹۔ (۷) سلم العلوم:۱۹۴، مرقاۃ:۷۴۔ (۸) منطق استخراجیہ:۲۶۸۔

قاعدہ نمبر ۱۰: شکل رابع استدلال کے فطری قانون کے مطابق نہیں، اسی وجہ سے یہ قلیل الاستعمال ہے، بعض منطقی حضرات (شیخ ابوعلی سینا، ابونصر فارابی) نے اسے مسترد کیا ہے، تاہم ارسطو کے نزدیک یہ شکل اول کی بگڑی ہوئی شکل ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: شکل رابع کو جالینوس نے منطق میں داخل کی ہے، اسی وجہ سے اسے شکل جالینوس کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: شکل ثالث کی نتیجہ ہمیشہ جزئیہ ہوتی ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۳: شکل رابع کی نتیجہ بھی ہمیشہ جزئیہ ہوتی ہے، البتہ ایک صورت مستثنی ہے، جب صغری سالبہ کلیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ ہو تو اسی صورت میں نتیجہ کلیہ ہوگی (۴)۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں اشکال کی تعیین کیجئے؟

كل ملحد ضال وكل ضال فى النار. قد يكون الشكر اما بالقول او بالعمل ودائما العمل اما عمل صالح او عمل غير صالح. كثيرا ما اذا كان الانسان حريصا كان حزينا كل وقت وكل حزين غير فرِح. قديكون اذا كان الثمر مأكولا كان طيب الرائحة وكلما كان المأكول طيب الرائحة كان مطعوما او مشموما. كل مبتدع ضال بعض الفاسق مبتدع. بعض الضال ملحد كل ضال فى النّار. بعض الكافر ليس بمشرك كل كافر ملحد. بعض الاشد على الكفار ليس برسول كل معصوم رسول. بعض المذموم شيطان كل شيطان مدحور. ان من الصدقة ذكر الله ودائما ذكر الله اما للخشية من الله او لعدم الخشيه. كلكم راع كلكم مسئول عن رعيته. كل بدعة ضلالة ولاشيء من البدعة برشد. محمد رسول الله كل رسول الله اشد على الكفار. ربما اذا درس الطالب علوم الشريعة صار عالما وائما العالم اما عامل بمايعلم أوغيرعامل. بعض الصحابى عمر كل صحابى عادل. بعض الملعون مشرك كل ملعون بعيد من رحمة الله. الشيطان مذموم كل مذموم غير ممدوح. كل طالب لعلم ممدوح ولاشيء من الكسلان بطالب للعلم. كل عالم خاش من الله وكل عالم عابد. آكل الربو عدو الله كل عدو الله لا ينجح أبدًا.

چند حل شدہ مثالیں:

❁ ...."زيد مجاهد" (صغریٰ)" وكل مجاهد مطيع لله" (کبریٰ) ="زيد مطيع لله". (نتیجہ)

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے

---

(۱) منطق استخراجیہ: ۲۷۰. (۲) منطق استخراجیہ: ۲۷۰.

(۳) شرح تہذیب: ۱۶۴. (۴) شرح تہذیب: ۱۶۸.

کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکلِ اول، اس لیے کہ حدِ اوسط محمول فی الصغریٰ اور موضوع فی الکبریٰ ہے۔

- . ."بعض الفاسق ضال." (صغریٰ) "ولا احد من اهل السنة ضال" (کبریٰ) - "فلیس بعض الفاسق باهل السنة". (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکلِ ثانی، اس لیے کہ حدِ اوسط محمول فی الصغریٰ ومحمول فی الکبریٰ ہے۔

- "بعض الضال ملحد ."(صغریٰ) + "کل ضال فی النّار." (کبریٰ) "بعض الملحد فی النار" (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکلِ ثالث، اس لیے کہ حدِ اوسط موضوع فی الصغریٰ وموضوع فی الکبریٰ ہے۔

- .. . ." بعض الملعون مشرك" (صغریٰ) + "کل ملعون بعید من رحمة الله." (کبریٰ) "بعض المشرك بعید من رحمة الله". (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکلِ رابع، اس لیے کہ حدِ اوسط موضوع فی الصغریٰ ومحمول فی الکبریٰ ہے۔

- .. .. .."کثیرا ما اذا کان الانسان مجتهدا کان فائزا باعلی المراتب" (صغریٰ متصلہ) + "ولیس البته اذا کان فائزا باعلی المراتب کان مغبونًا" (کبریٰ متصلہ) = "لیس کلّما اذا کان الانسان مجتهدا کان مغبونا." (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ شکلِ اول، اس لیے کہ حدِ اوسط محمول فی الصغریٰ اور موضوع فی الکبریٰ ہے۔

- ... .."کلماجاء هم رسول بمالاتهوی أنفسهم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون" (صغریٰ شرطیہ متصلہ) + "ولا أحدمن مکذبی الرسل أوقاتبهم بناجین من العذاب" (کبریٰ حملیہ) = "فلیس البتة کلماجاء هم رسول بمالاتهوی أنفسهم بناجین من العذاب." (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من شرطیہ وحملیۃ ہے۔ شکلِ اول، اس لیے کہ حدِ اوسط محمول فی الصغریٰ اور موضوع فی الکبریٰ ہے۔

فصل پنجم: شکل اول کا بیان

شکل اول کی تعریف: شکل اول وہ ہے جس میں حدِ اوسط صغری میں محمول اور کبری میں موضوع ہو اور اس کی عقلی طور پر سولہ ضروب بنتی ہیں، کیونکہ صغری محصورات اربعہ (موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ) میں سے ہر ایک ہوسکتا ہے اور کبری بھی ہر ایک ہوسکتا ہے اور کبری میں بھی ہر ایک بن سکتا ہے، تو چار کو چار میں ضرب دینے سے کل ضروب محتملہ سولہ بن جاتی ہے، جن میں چار ضروب منتجہ اور بارہ ضروب غیر منتجہ (عقیمہ) ہیں۔

شکل اول کے انتاج (نتیجہ دینے) کے لیے تین شرائط ہیں:۔

ا۔ ایجاب الصغری (صغری کا موجبہ ہونا) ۲۔ کلیۃ الکبری (کبری کا کلیہ ہونا) ۳۔ فعلیۃ الصغری (جہت کے اعتبار سے)

شکل اول کے ضروب منتجہ درج ذیل چار ہیں:۔

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری بھی موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب دوم: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو۔
ضرب سوم: صغری موجبہ جزئیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب چہارم صغری موجبہ جزئیہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

ذیل میں شکل اول کے ضروب منتجہ میں سے ہر ایک کی مثال قیاس اقترانی حملی اور اقترانی شرطی دونوں کی پیش کی جاتی ہے۔

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری بھی موجبہ کلیہ ہو۔

۱۔ **قیاس اقترانی حملی کی مثال:**۔

(صغری) کل ملحد ضال (کبری) وکل ضال فی النار (نتیجہ) فکل ملحد فی النار

۲۔ **قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:**۔

ا۔ (صغری متصلہ) کلما أوقدوا ناراً للحرب أطفأها الله (کبری متصلہ) وكلما أطفأ الله نار حرب توقف شرها (نتیجہ) فكلما أوقدوا نارا للحرب توقف شرها.

۲۔ (صغری شرطیہ) كلّما اضاء لهم مشوا فيه (کبری حملیہ) وكل ماش متحرك (نتیجہ) كلّما اضاء لهم تحركوا فيه.

۳۔ (صغری حملیہ) لكل عمل مقرون بالنية جزاء (کبری منفصلہ) دائما اما أن يكون الجزاء بالثواب او العقاب (نتیجہ منفصلہ) دائما اما أن يكون للعمل المقرون بالنية جزاء بالثواب أو العقاب.

۴۔ (صغری متصلہ) كلما كان الكافر ظالما كان المشرك ظالما (کبری منفصلہ) ودائما المشرك اما ظالم او منصف (نتیجہ) فدائما الكافر اما ظالم او منصف .

۵۔ (صغری منفصلہ) دائما طالب العلم اما كسلان او مجتهد (کبری منفصلہ) دائما المجتهد اما مجتهد فصيح او

مجتهد غير فصيح (نتیجہ) دائما طالب العلم اما كسلان او مجتهد فصيح او مجتهد غير فصيح .

ضرب دوم: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

١۔ قياس اقترانی حملی کی مثال:۔

ا۔ (صغری حملیہ) كل مؤمن آخذ بنصيب من التقوى (کبری حملیہ) ولا أحد من آخذ نصيب من التقوى بمخلد في العذاب ومحروم من الجنة (نتیجہ) فلا أحد من المؤمن بمخلد في العذاب ومحروم من الحنة.

٢۔ قياس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (صغری شرطیہ متصلہ) كلما جاء هم رسول بما لا تهوى أنفسهم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون (کبری حملیہ) ولا أحد من مكذبي الرسل أو قاتليهم بناجين من العذاب (نتیجہ) **فليس البتة كلما جاء هم رسول بما لا تهوى أنفسهم بناجين من العذاب** .

٢۔ (صغری منفصلہ) دائما اما أن يكون العدد زوجا أو فردا (کبری حملیہ) ولا فرد ينقسم بمتساويين (نتیجہ) فليس البتة اما أن يكون العدد زوجا أو ينقسم بمتساويين.

٣۔ (صغری متصلہ) كلما جاء هم رسول بما لا تهوى انفسهم فريقا كذبوا وفريقا يقتلون (کبری متصلہ) وليس البتة ان كذبوا فريقا وقتلوا فريقا كانوا مسلمين (نتیجہ) فليس البته كلما جاء هم رسول بما لا تهوى انفسهم كانوا مسلمين.

٤۔ (صغری متصلہ) كلما ازداد علم الانسان قل انكاره (کبری منفصلہ) وليس البته الانكار اما للتسليم او الاخلاص (نتیجہ) ليس البته كلما ازداد علم الانسان قل التّسليم والاخلاص.

٥۔ (صغری منفصلہ) دائما المشرك اما من اهل الجنة او من اهل النار (کبری منفصلہ) وليس البته اهل النار اما مسلم او مطيع لله (نتیجہ) ليس البته المشرك اما من اهل الجنة او مسلم او مطيع لله.

ضرب سوم: صغری موجبہ جزئیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ ہو۔

١۔ قياس اقترانی حملی کی مثال:۔

(صغری حملیہ) وان كثيرا من الناس لفاسقون (کبری حملیہ) والفاسقون لا يهديهم الله (**یہ کل فاسق غیر مہدی کے قوت میں ہے**) (نتیجہ) فكثيرا من الناس غير مهديين.

٢۔ اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (صغری متصلہ) قد يكون اذا كان الثمر مأكولا كان طيب الرائحة (کبری متصلہ) وكلما كان المأكول طيب الرائحة كان مطعوما ومشموما (نتیجہ) فقد يكون اذا كان الثمر مأكولا كان مطعوما ومتسموما.

٢۔ (صغری منفصلہ) قد يكون الشكر اما بالقول او بالعمل (کبری منفصلہ) ودائما العمل اما عمل صالح او عمل غير

صالح (نتیجہ)قد یکون الشکر اما بالقول او بعمل صالح او بعمل غیر صالح.

۳۔ (صغری متصلہ) ربمااذا درس الطالب علوم الشریعة صار عالما (کبری منفصلہ) ودائماالعالم اما عامل بمایعلم أوغیرعامل (نتیجہ متصلہ) فقدیکون اذادرس الطالب علوم الشریعة کان عاملا بمایعلم أوغیرعامل. (یا نتیجہ منفصلہ) فأحیانااماأن یکون دارس علوم الشریعة عاملابماعلم أوغیرعالم.

۴۔ (صغری متصلہ)کثیرا اما اذا کان الانسان حریصا کان حزینا کل وقت(کبری حملیہ) وکل حزین غیر فرِح(نتیجہ) فکثیرا ما اذا کان الانسان حریصا کان غیرفرِح.

۵۔ (صغری حملیہ) ان من الصدقة ذکر اللہ (کبری منفصلہ)ودائما ذکر اللہ اما للخشیة من اللہ او لعدم الخشیہ (نتیجہ) قدیکون ان الصدقة اما للخشیة من اللہ او لعدم الخشیة من اللہ.

ضرب چهارم: صغری موجبہ جزئیہ ہواور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(صغری حملیہ) بعض الناس یعملون الصالحات (کبری حملیہ) ولا أحدمن الذین یعملون الصالحات بمغبون (نتیجہ حملیہ) فبعض الناس لیس بمغبون.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

۱۔ (صغری متصلہ) کثیرا ما اذا کان الانسان مجتهدا کان فائزا باعلی المراتب (کبری متصلہ) ولیس البته اذا کان فائزا باعلی المراتب کان مغبونًا (نتیجہ) لیس کلّما اذا کان الانسان مجتهدا کان مغبونا.

۲۔ (صغری منفصلہ) قد یکون الاعتداء اما من الساعی اومن ربّ المال (کبری منفصلہ) ولیس البته رب المال اما منصف او محتاط (نتیجہ)قدلایکون الاعتداء اما من الساعی او المنصف او المحتاط.

۳۔ (صغری متصلہ) قد یکون اذا کان البعیر خیرا من البعیرین کان البعیران ارذلین من البعیر (کبری منفصلہ) و لیس البته البعیران اما غیر ابیضین او اسودین (نتیجہ) قدلایکون اذا کان البعیر خیرا من البعیرین کان الارذلین اما غیر ابیضین او اسودین.

۴۔ (صغری منفصلہ) قدیکون الماء اما حلوأومرّا (کبری حملیہ) ولاشئی من المرّ بصالح للشرب (نتیجہ) فقدلایکون الماء اماحلوا أوصالحاللشرب.

۵۔ (صغری متصلہ) قدیکون اذا استغفر العاصی ربّه غفرله (کبری حملیہ) ولا أحدممن یغفراللہ لهم بمعذب (نتیجہ) فلیس کلمااستغفرالعاصی ربّه کان معذبا.

فصل ششم: شکل ثانی کا بیان

شکل ثانی کی تعریف: وہ ہے جس میں حد اوسط صغری اور کبری دونوں میں محمول ہو، اس میں بھی عقلی احتمالات سولہ ہیں، جس میں چار ضروب منتجہ اور بارہ ضروب غیر منتجہ ہیں۔

شکل ثانی کے انتاج کے لیے دو شرائط ہیں:۔

۱۔ اختلاف المقدمتین فی الکیف ۲۔ کلیۃ الکبری

شکل ثانی کے ضروب منتجہ درج ذیل چار ہیں:۔

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو۔	ضرب دوم: صغری موجبہ جزئیہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو۔
ضرب سوم: صغری سالبہ کلیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب چہارم صغری سالبہ جزئیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ ہو۔

ذیل میں شکل ثانی کے ضروب منتجہ میں سے ہر ایک کی مثال قیاس اقترانی حملی اور اقترانی شرطی دونوں کی پیش کی جاتی ہے۔

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(صغری حملیہ) كل صاحك بالفعل مسرور (کبری) ولاحزين مسرور (نتیجہ) فلاضاحك بالفعل بحزين.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

۱۔ (صغری متصلہ) كلمانماالحنين ثقل حمله على أمه (کبری متصلہ) وليس البتة اذامات الجنين في بطن أمه ثقل حمله عليها (نتیجہ) فليس البتة كلما نماالجنين أمكن أن يكون ميتافي بطن أمه.

۲۔ (صغری منفصلہ) دائما الانسان حريص او صابر (صغری منفصلہ) ودائما الصابر لربه اما كفور او صابر (نتیجہ) دائما الانسان اما حريص او صابر لربه او صابر او كفور.

۳۔ (صغری متصلہ) كلما كان الانسان متقيا كان مومنا (صغری منفصلہ) ودائما المفلس اما كافر او مومن (نتیجہ) دائما الانسان اما متق او مفلس او كافر.

۴۔ (صغری متصلہ) مهماتنفس المريض فالحياة باقية فيه (کبری) وليس أحدمن الجامدات بذى حياة (نتیجہ) فليس البتة اذا تنفس المريض فهومن الجامدات.

۵۔ (صغری منفصلہ) دائمااماأن يكون الطهارة الشرعية بالماء واما بالتراب (کبری حملیہ) ولاشئى من الشعيربتراب (نتیجہ) فليس البتة اماأن يكون الطهارة الشرعية بالماء أوبالشعير.

ضرب دوم: صغری موجبہ جزئیہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثالیں:۔

(صغری) بعض الناس كاتب (کبری) ولاأحدمن الأميين بكاتب (نتیجہ) فليس بعض الناس بأمى.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (صغری متصلہ) قد يكون اذا كان الانسان اوروبيا كان ابيض البشر (کبری متصلہ) ليس البته اذا كان الانسان حبشيا كان ابيض البشر (نتیجہ) قد لايكون اذا كان الانسان اوروبيا كان حبشيا.

۲۔ (صغری منفصلہ) قديكون المناظر اما مدعى او سائل (کبری منفصلہ) ليس البته الانسان اما مجادل او سائل (نتیجہ) قدلايكون المناظر اما مدعى او انسان او مجادل.

۳۔ (صغری متصلہ) قد يكون اذا كان المدعى مباحثا كان مجادلا (کبری منفصلہ) ليس البته المكابر اما غير مناظر او محادل (نتیجہ) قد لايكون اذا كان المدعى مباحثا كان مكابرا او غير مناظر. **یا** قد لا بكون المدعى اما مباحث او مكابر او غير مناظر.

۴۔ (صغری متصلہ) قديكون اذا كان الانسان أوروبيا كان أبيض البشر (کبری حملیہ) ولاأحدمن الزنوج بأبيض البشر (نتیجہ) فقدلايكون اذاكان الانسان أوروبيا فهو واحدمن الزنوج.

۵۔ (صغری منفصلہ) أحيانا اماأن تكون الخيل دهما أوغبرا (کبری حملیہ) ولاأحدمن الحسان الخيربأغبر (نتیجہ) فليس دائما اماأن تكون الخيل دهما أومن حسان الخيل.

ضرب سوم: صغری سالبہ کلیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثالیں:۔

ا۔ (صغری) لاحزين مسرور (کبری) وكل ضاحك بالفعل مسرور (نتیجہ) فلاحزين بضاحك بالفعل.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (صغری متصلہ) ليس البته اذا كان الانسان عالما بالله كان كافرا (کبری متصلہ) وكلما كان الانسان مشركا كان كافرا (نتیجہ) ليس البته اذا كان الانسان عالما بالله كان مشركا.

۲۔ (صغری منفصلہ) ليس البته الانسان اما عالم بالله او كافر (کبری منفصلہ) دائما العبد اما مومن او كافر (نتیجہ) ليس البته الانسان اما عالم بالله او عبد او مومن.

۳۔ (صغری متصلہ) ليس البته اذا قل انكار الانسان ازداد علمه (کبری منفصلہ) دائما الانسان اما كثر انكاره او ازداد

علمه (*نتیجہ*) لیس البته اذا قل اىكار الاسان كثر اىكاره.

۴۔ (*صغریٰ متصلہ*) لیس البتة اذاكان الجسد يتحرك بالارادة فهوميت (*کبریٰ حملیہ*) وكل جسدلاياكل ولايتنفس هوميت (*نتیجہ*) فليس البتة اذاكان الجسد يتحرك بالارادة فهولاياكل ولايتنفس.

۵۔ (*صغریٰ*) ليس البتة اماأن يكون العددزوجاأويقسم الى متساويين (*کبریٰ حملیہ*) وكل ماليس بفرديىقسم الى متساويين (*نتیجہ*) فليس البتة اماأن يكون العددروجاأوهوليس بفرد .

ضرب چهارم: *صغریٰ سالبہ جزئیہ ہواور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔*

۱۔ قیاس اقترانی حملی مثالیں:۔

(*صغریٰ*) بعض الحميرليس بأهلى (*کبریٰ*) وكل واحدمن الحميرغيرالمخططة هوأهلى (*نتیجہ*) فبعض الحميرليس من الحميرغيرالمططة.

۲۔قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (*صغریٰ متصلہ*) قدلا يكون اذا كان المدرس حاصر اكان الدرس معطّلا (*کبریٰ متصلہ*) وكلما كان يوم الجمعة كان الدرس معطلا (*نتیجہ*) قدلايكون اذا كان المدرس حاضرا كان يوم الجمعه.

۲۔ (*صغریٰ منصلہ*) قدلايكون المدرس اما حاضر او غائب (*کبریٰ منفصلہ*) ودائما طالب العلم اما غافل او غائب (*نتیجہ*) قدلايكون المدرس اما حاضر او غافل.

۳۔ (*صغریٰ متصلہ*) قدلايكون اذاالانسان طويلاكان أسودالبشرة (*کبریٰ حملیہ*) وكل زنجى أسودالبشرة (*نتیجہ*) فقدلايكون اذاكان الانسان طويلافهوزنجى.

۴۔ (*صغریٰ منفصلہ*) أحياناالايكون أحدالشيئين اماأكبرمن صاحبه أو أصغر (*کبریٰ حملیہ*) وكلماكان أحدالشئيين مساويالالآحرفهولاأصغر (*نتیجہ منفصلہ*) فقدلايكون أحدالشئيين اماأكبرمن صاحبه أومساوياله. (*یا نتیجہ متصلہ*) فقدلايكون كلمالم يكن أحدالشئيين أكبرمن صاحبه كان مساوياله.

۵۔ (*صغریٰ متصلہ*) قدلايكون الاسان اما مجاهد او جرئ (*کبریٰ حملیہ*) كل مومن جرئ (قدلايكون الاسان اما مجاهد او مومن.

فصل ہفتم: شکل ثالث کا بیان

شکل ثالث کی تعریف: وہ جس میں حد اوسط صغری اور کبری دونوں میں موضوع ہو، اس میں بھی سولہ عقلی احتمالات ہیں جس میں چھے ضروب منتجہ اور دس ضروب غیر منتجہ ہیں۔

شکل ثالث کے انتاج کے لیے تین شرائط ہیں: ۔

ا۔ ایجاب الصغری ۲۔ کلیۃ أحد المقدمتین

شکل ثالث کے ضروب منتجہ درج ذیل چھ ہیں: ۔

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ ہواور بھی کبری موجبہ کلیہ۔	ضرب دوم: صغری موجبہ کلیہ ہواور کبری موجبہ جزئیہ ہو۔
ضرب سوم: صغری موجبہ کلیہ ہواور کبری سالبہ کلیہ ہو۔	ضرب چہارم صغری موجبہ کلیہ ہواور کبری سالبہ جزئیہ ہو۔
ضرب پنجم: صغری موجبہ جزئیہ ہواور کبری موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب ششم: صغری موجبہ جزئیہ ہواور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

ذیل میں شکل ثالث کے ضروب منتجہ میں سے ہر ایک کی مثال قیاس اقترانی حملی اور اقترانی شرطی دونوں کی پیش کی جاتی ہے۔

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ ہواور کبری بھی موجبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثالیں: ۔

(صغری) کل ذھب معدن (کبری) وکل ذھب لا یتأکسد (نتیجہ) بعض المعدن لایتأکسد.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں: ۔

ا۔ (صغری متصلہ) کلما کانت الثمرة تفاحا کانت فاکھة (کبری متصلہ) وکلما کانت تفاحا کانت قابلة لأن تعصر شرابا (نتیجہ) فقد یکون اذا کانت الثمرة فاکھة کانت قابلة لأن تعصر شرابا.

۲۔ (صغری منفصلہ) دائما الحدیث اما صحیح او غیر صحیح (کبری منفصلہ) ودائما الصحیح اما صحیح لذاته اوصحیح لغیره (نتیجہ) فقدیکون الحدیث اما غیر صحیح او صحیح لذاته او صحیح لغیره.

۳۔ (صغری منفصلہ) دائما المدعی اما مناظر او مجادل اومکابر (کبری متصلہ) وکلما کان مناظرا کان مرید لاظھار الصواب (نتیجہ) فقد یکون اذا کان مجادلا کان مکابرا او مریدا لاظھار الصواب. یا فقد یکون المدعی اما مجادل او مکابر او مرید لاظھار الصواب.

۴۔ (صغری متصلہ) کلما کان الانسان خائفا کان قلبه متحرکا بالسرعة (کبری حملیہ) وکل خائف اصفر (نتیجہ)

فقديكون اذا كان الانسان قلبه متحرك بالسرعة كان اصفر.

۵۔ (*صغریٰ منفصلہ*) دائما الحديث الصحيح اما صحيح لذاته او لغيره (*کبریٰ حملیہ*) وكل صحيح لذاته مقبول (*نتیجہ*) فقد يكون الحديث اما صحيح او مقبول او صحيح لغيره.

ضرب دوم: *صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو۔*

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(*صغریٰ*) كل رسّام مفن (*کبریٰ*) وبعض الرسامين مجانين (*نتیجہ*) فبعض المفنين مجانين.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (*صغریٰ متصلہ*) كلما كانت النفس شقية كانت مبغوضة (*کبریٰ متصلہ*) قديكون اذا كانت النفس شقية كانت بعيدة عن رحمة الله (*نتیجہ*) فقد يكون اذا كانت النفس مبغوضة كانت بعيدة عن رحمة الله.

۲۔ (*صغریٰ منفصلہ*) دائما الكلی اما اضافی او حقيقی (*کبریٰ منفصلہ*) قديكون الاضافی اما اضافی بالاضافة الكلية او الجزئيه (*نتیجہ*) فقد يكون الكلی اما حقيقی او اضافی بالاضافة الكليه او الجزئيه.

۳۔ (*صغریٰ منفصلہ*) دائما اما أن يكون الماء سائلا أو متجمدا (*کبریٰ متصلہ*) وقديكون اذا كان الماء سائلا كان ملحا أجاجا (*نتیجہ منفصلہ*) فقديكون اما أن يكون الماء متجمدا أو ملحا أجاجا (*یا نتیجہ متصلہ*) فقديكون اذا كان الماء متجمدا كان ملحا أجاجا.

۴۔ (*صغریٰ متصلہ*) كلما كانت النفس رصبة كانت سعيدة (*کبریٰ حملیہ*) وبعض النفوس الرصية تقية مؤمنة (*نتیجہ*) فقديكون اذا كانت النفس سعيدة كانت تقية مؤمنة.

۵۔ (*صغریٰ منفصلہ*) دائما اما ان يكون العالم عاملا بما عمل او غير عامل (*کبریٰ حملیہ*) بعض العامل بما علم مرضی عند الله (*نتیجہ*) فقد يكون العالم اما ان يكون غير عامل او مرصيا عند الله.

ضرب سوم: *صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔*

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(*صغریٰ*) كل نائم يفقد حسه الظاهر (*کبریٰ*) ولا نائم مكلف شرعا (*نتیجہ*) فليس بعض من يفقد حسه الظاهر مكلفا.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (*صغریٰ متصلہ*) كلما كان الحيوان انسانا كان قابلا للعلم وصنعة الكتابة (*کبریٰ متصلہ*) وليس البته اذا كان الحيوان انسانا كان طيرا (*نتیجہ*) فقد لا يكون اذا كان قابلا للتعلم وصنعة الكتابة كان طيرا.

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الکافر اما عنادی او غیر عنادی (کبریٰ منفصلہ) ولیس البته العنادی اما غیر مطیع او عاص لربه (نتیجہ) قدلایکون الکافر اما غیر عنادی او غیر مطیع او عاص لربه۔

۳۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الماء اما حلو او مر (کبریٰ متصلہ) ولیس البته ان کان الماء حلوا کان غیر لذیذ فی الشرب (نتیجہ) فقد لایکون الماء اما مر او غیر لذیذ فی الشرب یا قدلایکون اذا کان الماء مرا کان غیر لذیذ فی الشرب۔

۴۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما اماأن یکون أحدالأبوین أباأوأما (کبریٰ حملیہ) ولا أحدمن الأباء أنثی (نتیجہ) فقدلایکون اماأن یکون أحدالأبوین أما أوأنثی۔

۵۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کان المدعی مکابرا لم یکن مناظرا (کبریٰ حملیہ) ولاشیء من المکابر بمرید لاظهار الصواب (نتیجہ) فقد لایکون اذاکان المدعی عیر مناظر کان مریدا لاظهار الصواب۔

ضرب چہارم: صغریٰ موجبہ کلیہ ہواور کبریٰ سالبہ جزئیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(صغریٰ) کل صبی غیر مکلّف (کبریٰ) وبعض الصبیان لا تصح صلاته (نتیجہ) فبعض غیر مکلف لا تصح صلاته۔

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کان الانسان جائعا یدور راسه (کبریٰ متصلہ) قدلایکون اذاکان الانسان جائعا کان فی النشاط والسرور (نتیجہ) قدلایکون اذاکان الانسان یدور راسه کان فی النشاط والسرور۔

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما المجاهد فی سبیل الله اما جرئ او جبان (کبریٰ منفصلہ) قدلایکون الجرئ اما انسان او غیرحمار (نتیجہ) قدلایکون المحاهد فی سبیل الله اما جبان او انسان او غیر حمار۔

۳۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کان الدین نصیحه کان لله ورسوله ولائمة المسلمین (کبریٰ منفصلہ) قدلایکون النصیحه اما مفید او ممتع (نتیجہ) قدلایکون الدین اما نصیحه لله ورسوله ولائمه المسلمین او مفید او ممتع۔

۴۔ (صغریٰ متصلہ) کلما کان الجرس مزامیر الشیطان فالشیطان یفرح به (کبریٰ حملیہ) بعض المزامیر لیس بمحبوب عندالله (نتیجہ) قدلایکون اذا کان الحرس یفرح الشیطان به کان غیر محبوب عند الله۔

۵۔ (صغریٰ) دائما اماأن یکون الانسان جائعاأوشبعان (کبریٰ) بعض الجائع لیس فی النشاط والسرور (نتیجہ) فقدلایکون اماأن یکون الانسان شبعان أوفی النشاط والسرور۔

ضرب پنجم: صغریٰ موجبہ جزئیہ ہواور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(صغری) بعض الناس شعراء (کبری) وکل الناس یتنفسون برائاتهم (نتیجہ) فبعض الشعراء یتنفسون برئاتهم.

۲۔قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

۱۔ (صغری متصلہ) قدیکون اذا کان المکان مضیئا کان ذلك من نور مصباح (کبری متصلہ)وکلما کان المکان مضیئا کان صالحاللرؤیة والمشی فیه (نتیجہ)فقدیکون اذا أضاء المکان من نور مصباح کان صالحاللرؤیة والمشی فیه.

۲۔ (صغری منفصلہ) قدیکون الانسان اما سعید او شقی (کبری منفصلہ)ودائما السعید اما سعید بالسعادة الدنیویه او بالسعادة الاخرویه(نتیجہ) قدیکون الانسان اما شقی او سعید بالسعادة الدنیویه او بالسعادة الاخرویه.

۳۔ (صغری متصلہ) قدیکون اذا انتهب الانسان نهبة فلیس من المسلمین (کبری منفصلہ) وکلما کان الانسان منتهبا کان مبغوضا لرسول الله(نتیجہ) قدیکون اذا کان الانسان غیر مسلم کان مبغوضا لرسول الله.

۴۔ (صغری منفصلہ) اماأن یکون المصلی راکعاأوساجدا (کبری حملیہ) وکل مصل راکع هوخاضع لربه (نتیجہ) فأحیانااماأن یکون المصلی ساجدا أوخاضعالربه.

۵۔ (صغری متصلہ) قدیکون اذاکان الشئی طیب الرائحة کان وردا (کبری حملیہ)وکل طیب الرائحة یهدی للأحبة (نتیجہ)فقد یکون اذا کان الشیء وردا یهدی للاحبه.

ضرب ششم: صغری موجبہ جزئیہ ہواور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(صغری) بعض الماء أجاج (کبری) ولاشئی من الماء بنفط (نتیجہ) فبعض الأجاج لیس بنفط.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

۱۔ (صغری متصلہ) قدیکون اذاتواضع الانسان لله رفعه الله (کبری متصلہ) ولیس البتہ اذا تواضع الانسان وضعه الله (نتیجہ) قدلایکون اذا رفع الله الانسان وضعه الله.

۲۔ (صغری منفصلہ) قدیکون الانسان اما راغب عن سنة رسول الله او محب لسنة رسول الله (کبری منفصلہ) ولیس البتہ الراغب عن سنة رسول الله اما للعناد او للجهالة (نتیجہ) قدلایکون الانسان اما محب لسنة رسول الله او راغب للعناد او للجهالة.

۳۔ (صغری متصلہ) قدیکون اذا قتل الانسان معاهدا لم یرح رائحة الجنة (کبری منفصلہ) ولیس البتہ قاتل المعاهد امامسلم او مومن (نتیجہ) قدلایکون اذاکان الانسان لم یرح رائحة الجنة فهو اما مسلم او مومن .**یا** قدلایکون الانسان اما لم یرح رائحة الجنةاو مسلم او مومن ۔

۴۔ (صغری متصلہ) ربمایکون اذاکان السمك فی الماء کان حیا (کبری حملیہ) ولاشئی من السمك بطائر (نتیجہ) فقدلایکون اذاکان السمك حیاکان طائرا۔

۵۔ (صغری منفصلہ) قدیکون اماأن یکون البادنجان أیبض أوأسود (کبری حملیہ) ولاشئی من الابیض باحمر (نتیجہ) فقدلایکون اما ان یکون الباذنحان اسود او احمر.

فصل ہشتم: شکل رابع کا بیان

شکل رابع میں بھی سولہ عقلی احتمالات ہیں، جس میں آٹھ ضروب منتجہ اور آٹھ ضروب غیر منتجہ ہیں۔

شکل رابع کے انتاج کے لئے دو امور شرط ہیں، جنہیں مانعۃ الخلو کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلا امر: یہ ہے کہ دونوں مقدمے موجبہ ہوں اور صغری کلیہ ہو۔

دوسرا امر: یہ ہے کہ مقدمتین کیف کے اعتبار سے مختلف ہوں اور ان میں سے ایک کلیہ ہو۔

تنبیہ: ان دو امروں میں سے کوئی امر پایا جائے یا دونوں پایا جائے تو نتیجہ نکلے گا۔

شکل رابع کے ضروب منتجہ درج ذیل ہیں:۔

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری بھی موجبہ کلیہ ہو۔	ضرب دوم: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری موجبہ جزئیہ ہو۔
ضرب سوم: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو۔	ضرب چہارم: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری سالبہ جزئیہ ہو۔
ضرب پنجم: صغری موجبہ جزئیہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو۔	ضرب ششم: صغری سالبہ کلیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ ہو۔
ضرب ہفتم: صغری سالبہ کلیہ ہو اور کبری موجبہ جزئیہ ہو۔	ضرب ہشتم: صغری سالبہ جزئیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ ہو۔

ذیل میں شکل رابع کے ضروب منتجہ میں سے ہر ایک کی مثال قیاس اقترانی حملی اور اقترانی شرطی دونوں کی پیش کی جاتی ہے۔

ضرب اول: صغری موجبہ کلیہ ہو اور کبری بھی موجبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(صغری) کل نجم هوزينة للسماء (کبری) وکل جرم سماوی ناری نحم (نتیجہ) فبعض ماهوزينة للسماء جرم سماوی ناری.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (صغری متصلہ) کلما یرد الله بعبده خیرا یفقهه فی الدین (کبری متصلہ) وکلما یرحم الله عبده یفقهه فی الدین (نتیجہ) قدیکون اذا فقّه الله عبده یرحمه.

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما العالم اما مظهر للحق او كاتم للحق (کبریٰ منفصلہ) ودائما المدعی اما محق او كاتم للحق (نتیجہ) قديكون العالم اما مظهر للحق او مدع او محق.

ضرب دوم: صغریٰ موجبہ کلیہ ہواور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو۔

۱۔قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(صغریٰ) كل منكرلختم النبوة كافر (کبریٰ) وبعض القاديانيين ينكرون ختم النبوة (نتیجہ) فبعض الكفار قاديانيون.

۲۔قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان الانسان صامتا كان ناجيا (کبریٰ متصلہ) وقد يكون اذا كان الانسان لبيبا كان صامتا (نتیجہ) قديكون اذا كان الانسان ناجيا كان لبيبا.

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الانسان اما ناج او خاسر (کبریٰ منفصلہ) وقديكون طالب العلم اما مذموم او ناج (نتیجہ) قديكون الانسان اما خاسر او طالب العلم او مذموم.

۳۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الغنى اما غنى المال او غنى النفس (کبریٰ متصلہ) قديكون اذا كان الانسان مسرورا فهو غنى النفس (نتیجہ) قديكون اذاكان الغنى غنى المال كان الانسان مسرورا .

۴۔ (صغریٰ متصلہ) كلما كان المسلم صادقافى ايمانه كان رحمة للناس (کبریٰ حملیہ) وبعض المسلمين صادقون فی ايمانهم (نتیجہ) فقديكون بعض المسلمين رحمة للناس.

۵۔ (صغریٰ) دائمااماأن يكون الولدنجيباأوغيرنجيب (کبریٰ) وبعض الناجحين فی حياتهم نجباء (نتیجہ) فقديكون اماأن يكون الولدناجحافی حياته أوغيرنجيب.

ضرب سوم: صغریٰ موجبہ کلیہ ہواور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(صغریٰ) كل جمل ذورقبة طويلة (کبریٰ) ولاشئی من ذوات الحافربجمل (نتیجہ) فبعض ماهوذورقبة طويلة ليس من ذوات الحافر۔

۲۔قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (صغریٰ متصلہ) كلّما كان الانسان دالا على الخير كان ماجورا مثل الفاعل (کبریٰ متصلہ) وليس البته اذا كان الانسان معذبا مثل الفاعل كان دالا على الخير (نتیجہ) قدلايكون اذا كان الانسان ماجورا مثل الفاعل كان معذبا مثل الفاعل.

۲۔ (صغریٰ منفصلہ) دائما الانسان اما دال على الخير او على الشر (کبریٰ منفصلہ) وليس البته طالب العلم اما آمر

بالمعروف او دال على الخير (نتیجہ)قدلايكون الانسان اما دال على الشر اوطالب العلم او آمر بالمعروف.

۳۔ (صغری متصلہ)كلما كان الانسان حامل السلاح على المسلمين فهو ليس من المسلمين (کبری منفصلہ)ليس البته زيد اما لص او حامل السلاح على المسلمين (نتیجہ) قدلايكون اذا كان الانسان ليس من المسلمين فهو لص.

۴۔ (صغری متصلہ)كلماكان الظل ممتدا فالشمس بعيدة عن وسط السماء (کبری حملیہ)ولاشئي من الهواء له ظل يمتد (نتیجہ)فقدلايكون اذاكانت الشمس بعيدة عن وسط السماء كان الهواء له ظل.

۵۔ (صغری منفصلہ) في كل الأحيان اماأن يكون الحي بصيراأوأعمى (کبری حملیہ)ولاشئي من الجدار ببصير (نتیجہ) قدلايكون اما ان يكون الحي اعمى او جدار.

ضرب چھارم: صغری موجبہ کلیہ ہواور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔قیاس اقترانی حملی کی مثال:۔

(صغری) كل متواضع لله مرفوع (کبری)ولاشيء من المتكبر بمتواضع لله(نتیجہ)ليس بعض المرفوع المتكبر.

۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں :۔

ا۔ (صغری متصلہ)كلما كان الامتيّ متمسكا بالسنة عند فساد الامة كان ماجورا باجر مائة شهيد(کبری متصلہ) وليس البته اذاكان الامتي مبغضا مع سنة رسول الله كان متمسكا به(نتیجہ) قدلايكون اذا كان الامتي ماجورا باجر مائة شهيد كان مبغضا مع سنة رسول الله.

۲۔ (صغری منفصلہ) دائما الامتيّ اما متمسك بالسنة او راغب عنها (کبری منفصلہ) وليس البته الانسان اما محب لرسول الله او متمسك بالسنة(نتیجہ) قدلايكون الامتي اما راغب عن السنة او محب لرسول الله او انسان.

۳۔ (صغری متصلہ)كلما كان الانسان مومنا بالله كان مكرِما صيفه (کبری منفصلہ) ليس البته المسلم اما مطيع لرسول الله او مومن بالله(نتیجہ) ربمالايكون اذا كان الانسان مكرما ضيفه فهو اما مسسم او مطيع لرسول الله.

۴۔ (صغری متصلہ)كلماكان العددزوجاكان منقسمابمتساويين (کبری حملیہ)لاشيء من الفرد بزوج(نتیجہ) قدلايكون اذا كان العددمنقسما بالمتساويين كان فردا.

۵۔ (صغری منفصلہ) دائما يوم الآخرة اما عسيراو سهل (کبری حملیہ) ولاشيء من اليسير بعسير(نتیجہ) ربّما لايكون يوم الآخرة اما سهل او يسير.

ضرب پنجم: صغری موجبہ جزئیہ ہواور کبری سالبہ کلیہ ہو۔

۱۔قیاس اقترانی حملی کی مثالیں:۔

(صغری) بعض الناس مؤمنون (کبری) ولاأحدمن الملائکة بانسان (نتیجہ) فبعض المؤمنین لیسوابملائکة.

۲۔قیاس اقترانی شرطی کی مثالیں:۔

ا۔ (صغری متصلہ) قدیکون اذا اسرتك الحسنة فانت مومن (کبری متصلہ) ولیس البته اذا کنت کافرا اسرتك الحسنة (نتیجہ) قدلایکون اذاکنت مومنا کنت کافر.

۲۔ (صغری منفصلہ) ربمایکون الامتحان اما صعب او سهل (کبری منفصلہ) ولیس البته الامتحان اما عسیر او صعب(نتیجہ)ربما لایکون الامتحان اما سهل او عسیر.

۳۔ (صغری متصلہ) قدیکون اذا انظرت المعسر اظلك الله فی ظله (کبری منفصلہ)لیس البته الصالح اما منظر المعسر او فاعلا الیه معروفا (نتیجہ) قدلایکون اذا اظلك الله فی ظله فانت اما صالح او فاعل مع المعسر معروفا.

۴۔ (صغری متصلہ) قدیکون اذاکانت الشمس طالعة فی السماء فالأرض مضئیة بها (کبری حملیہ) ولالیل موجودتطلع فیه الشمس فی السماء (نتیجہ) فقدلایکون اذاکانت الأرض مضئیة بالشمس فاللیل موجود.

۵۔ (صغری منفصلہ)أحیانا اماأن یکون العابدصائما أوقائمافی اللیل (کبری حملیہ)ولاأحدیشرب الماء هوصائم (نتیجہ) فقدلایکون اما أن یکون العابدقائما فی اللیل أویشرب الماء.

ضرب ششم :صغری سالبہ کلیہ اور کبری موجبہ کلیہ۔

قیاس حملی کی مثال :

(صغری) لاشیء من الکفر باسلام(کبری)کل شرك کفر(نتیجہ)لاشیء من الاسلام بشرك.

قیاس شرطی کی مثالیں :

ا۔ (صغری متصلہ) لیس البته اذا وسد الامر الی غیر اهله تنزل نعم الله (کبری متصلہ) وکلما کانت نقم الله نازلة فالامرموسد الی غیر اهله(نتیجہ) لیس البته اذا کانت نعم الله نازلة کانت نقم الله نازلة.

۲۔ (صغری متصلہ) لیس البته الکفر اما بالله او بالرسول (کبری منفصلہ) خلودا الکفر علی سبیل الکره اما بالطاغوت او بالله(نتیجہ)لیس البته الکفر اما علی سبیل الکره او بالرسول او بالطاغوت.

۳۔ (صغری متصلہ) لیس البته اذاکان الانسان مبغضالغیر الله ومحبا لغیر الله فانه مستکمل الایمان (کبری منفصلہ) ابداالباکستانی اما مبغض لله ومحب لله او مبغض لغیر الله ومحب لغیر الله (نتیجہ)لیس البته اذا کان مستکمل الایمان فهو اما باکستانی او مبغضا لله او محبا لله یا لیس البته الانسان اما مستکمل الایمان او باکستانی او محب لله ومبغض لله.

۴۔ (صغری متصلہ) لیس البته اذا کان العالم طالب الشهرة کان من داخلی الجنة (کبری حملیہ) کل مجاری العلماء طالب الشهرة (نتیجہ) لیس البته اذا کان العالم من داحلی الجنة کان من مجاری العلماء.

۵۔ (صغری منفصلہ) لیس البته البشتونی اما منصف او مطیع لربه (کبری حملیہ) کل مطیع لرسول الله منصف (نتیجہ) لیس البته البشتونی اما مطیع لربه او مطیع لرسول الله .

ضرب هفتم :صغری سالبہ کلیہ ہواور کبری موجبہ جزئیہ ہو۔

۱۔ قیاس حملی کی مثال :

(صغری) لاشیء من البدعة بدین (کبری) بعض الضلالة بدعة (نتیجہ) بعض الدین لیس بضلالة.

۲۔ قیاس شرطی کی مثالیں :

۱۔ (صغری متصلہ) لیس اذاافتی العالم بغیر علم کان ماجورا (کبری متصلہ) قدیکون اذا کان العالم ملوما کان مفتیا بغیر علم (نتیجہ) قدلایکون اذا کان العالم ماجورا کان ملوما .

۲۔ (صغری منفصلہ) لیس البته المفتی اما ملوم او یفتی بغیر علم (کبری منفصلہ) قدیکون طالب العلم اما ممدوح او ملوم (نتیجہ) قدلایکون المفتی اما یفتی بغیر عمه او ممدوح او طالب العلم.

۳۔ (صغری متصلہ) لیس البته اذا کان العبد مصلیا بالریاء کان غیر مشرك (کبری منفصلہ) قد یکون المسلم اما مصل بالاخلاص او بالریاء (نتیجہ) قدلایکون اذا کان العبد غیر مشرك فهو اما مسلم او مصل بالاخلاص . **یا** قدلایکون العبد اما غیر مشرك او مسلم او مصل بالاخلاص.

۴۔ (صغری متصلہ) لیس البته اذا کان المسلم متبع الصید کان غیر غافل (کبری حملیہ) بعض المجتهد غیر غافل (نتیجہ) قدلایکون اذاکان المسلم متبع الصید کان مجتهدا.

۵۔ (صغری منفصلہ) لیس البته المسلم اما متبع الصید او غافل (کبری حملیہ) بعض الکسلانین غافل (نتیجہ) قدلایکون المسلم اما متبع الصید او بعض الکسلانین.

ضرب هشتم :صغری سالبہ جزئیہ ہواور کبری موجبہ کلیہ ہو۔

۱۔ قیاس حملی کی مثال :

(صغری) بعض الضلالة لیست ببدعة (کبری) وکل کفر ضلالة (نتیجہ) بعض البدعة لسیت بکفر.

۲۔ قیاس شرطی کی مثالیں :

۱۔ (صغری متصلہ) ربما لایکون اذاکان الانسان مستحیا کان مذموما (کبری متصلہ) وکلما کان الانسان خائفا من

الله كان مستحيا (**نتیجہ**) ربما لايكون اذا كان الانسان مذموما كان خائفا من الله.

۲۔ (**صغریٰ منفصلہ**) قدلايكون الانسان اما مستحی او شريف (**کبریٰ منفصلہ**) دائما الآكل اما غير مستحی او مستحی (**نتیجہ**) قدلايكون الانسان اما شريف او آكل او غير مستحی.

۳۔ (**صغریٰ متصلہ**) قدلايكون اذا تواضع الانسان لله وصعه الله (**کبریٰ منفصلہ**) دائما المسلم اما متكبر او متواضع (**نتیجہ**) قدلايكون اذاوصع الله الانسان فهو اما مسلم او متكبر. **یا** قدلايكون الانسان اما وضعه الله او مسلم او متكبر.

۴۔ (**صغریٰ متصلہ**) قدلايكون اذا كان الانسان راغبا عن سنة النبی كان من المومنين (**کبریٰ حملیہ**) كل كافر راغب عن سنة رسول الله (**نتیجہ**) قدلايكون ذا كان الانسان من المومنين كان كافرا.

۵۔ (**صغریٰ منفصلہ**) قدلايكون الراغب عن السنة اما ظالم او مشرك (**کبریٰ حملیہ**) كل كافر ظالم (**نتیجہ**) قدلايكون الراغب عن السنة اما مشرك او كافر.

تمرین

درج ذیل امثلہ میں قیاس اقترانی کے اقسام کی نشاندہی کریں، نیز اشکال اور ضروب کی تعیین کیجئے؟

كل ملحد صال وكل ضال فی النار . كلكم راع وكل راع مسئول عن رعيته. كلما أوقدناراً للحرب أطفأها الله و كلماأطفأ الله نارحرب توقف شرها . وماتنفقوا من شيء فقد وعدالله باخلافه وكل ماوعدالله باخلافه فهومخلوف. كل مؤمن آخذبصيب من التقوى ولا أحدمن أهل التقوى بمخلّدفی العذاب محروم من الحنة. كل نفس بماكسبت رهينة ولا رهين يكسبه الا مخير . كل من عليهافان ويبقى وجه ربك ولافانی هوبأزلی قديم . كل نفس ذائقة الموت ولا أحديموت الا اذا كان ذا حياة . ومن الناس من يقول آمنابالله وباليوم الآخروماهم بمؤمنين وكل من يقول آمنابالله وباليوم الآحركاذبافهومنافق . وان كثيرامن الناس لفاسقون والفاسقون لايهديهم الله. ومن الناس من يشری نفسه بتغاء مرضاة الله وكل من يشری نفسه ابتغاء مرضاة الله فمه الجنة. بعض الحيوان سمك وكل سمك حلّ ميتته. قديكون اذا كان الثمرمأكولا كان طيب الرائحة وكلماكان المأكول طيب الرائحة كان مطعوماومشموم. أحيانا إذا اكانت الشّمس طالعة كان القمر مرئيا فی السماء وكلّماكان القمرمرئيا فی السماء فهويجری فی فلكه. ربماإذا درس الطالب علوم الشريعة صارعالما ودائماأن يكون العالم عاملابمايعلم أوغيرعامل. بعض الناس يعملون الصالحات ولا أحدمن الذين يعملون الصالحات بمغبون. من الفاكهة عنب وكل فاكهة مشتهی . كل ضاحك بالفعل مسرور ولاحزين بمسرور. كل حی من الناس يأكل ولا وثن يأكل.

كل فاعل مرفوع ولا تمييربمرفوع . لاحزين بمسرور وكل ضاحك بالفعل مسرور. لاحال مرفوع وكل فاعل مرفوع. لالغوفى الجنة وكل خيرهوفى الجنة. ليس البتة إذاكان الجسد يتحرك بالارادة فهوميت وكل جسدلايأكل ولايتنفس هوميت. بعض الناس كاتب ولاأحدمن الأميين بكاتب. فريق من الناس فى الجنة ولاأحدمن المشركين فى الجنة. قديكون اذا كان الانسان أوروبيا كان أحمر البشر ولاأحدمن الزنوج بأحمر البشر. أحياناإما أن تكون الخيل دهماأوغبرا ولاأحدمن الحصان الحيربأغبر. كلماكان العلم نافعا للدين أوللدنياكان مطلوبا شرعا وقدلايكون العلم النافع للدين أوللدنيامن العلوم الشرعية. دائماامأأن يكون الانسان جائعاأوشبعان وقدلايكون الجائع واجدا لمايأكل. بعض الناس شعراء والشعراء يتبعهم الغاوون. بعض الورد أحمر وكل ورد فهونبات. قديكون اذاكان المكان مضيئا كان ذلك من نورمصباح وكلماكان المكان مضيئا كان صالحاللرؤية والمشى فيه. إماأن يكون المصلى راكعا أوساجدا وكل مصل راكع فهوخاضع لرّبه. لاشئى من الورد بدم بعض الاحمر دم. ربمايكون إذاكان السّمك فى الماء كان حيا ولاشئى من السمك بطائر. قديكون إماأن يكون الباذنجان أبيض أوأسود ولاشئى من الباذنجان بذى أشحارمعمرة. دائما اماأن يكون الحيوان الماشى يمشى على بطنه أوعلى أرجل ودائما اماأن يكون الماشى يمشى على رجلين أوأكثر. كلماكانت النفس رضية كانت سعيدة وبعض النفوس الرضية تقية مؤمنة. دائمااما أن يكون الماء سائلاأومتحمدا وقديكون اذاكان الماء سائلا كان ملحاأجاجا. كل من يخشى الله حقافهوعالم به وكل ملتزم بأحكام الدين تماما فهويخشى الله حقا. كل نجم هوزينة للسماء وكل جرم سماوى نارىّ نجمٌ. أينماتكونوا يدرككم الموت وكل آجالكم تأتى أينماتكونون. دائماإماأن يكون الحى ذا بصرأو أعمى وكل من يرى بالنطارات فهوذوبصر. كلما كان المدّعى مجادلا كان آثما وكلّما كان آثما فهو ليس بمتبع للقران والسنة فى هذا. كلما طال أحدكم الغيبة فلايطرقْ أهله ليلًا وليس البته ان طال أحدكم الغيبة فهو مجنون. بعض الثمرليس مرا وكل واحدمن ثمرالحنظل مرّ. بعض الناس لايدخلون الجنة وكل مؤمن يدخل الجنة. قدلايكون اذاالانسان طويلاكان أسودالبشرة وكل زنجى أسودالبشرة . كل انسان حيوان وكل انسان قابل للعلم وصنعة الكتابة. كلماكانت الثمرة تفاحاكانت فاكهة وكلماكانت تفاحاكانت قابلة لأن تعصرشرابا . كل نائم يفقدحسه الظاهر ولانائم مكلف شرعا. كلماكان الحيوان انساناكان قابلاللعلم وصنعة الكتابة وليس البته اذاكان الحيوان انساناكان طيرا. دائمااماأن يكون الماء سائلاأومتحمدا وقديكون اذاكان الماء سائلا كان ملحاأجاجا. دائما المجتهد إمّا طالب علم الدنيا أو طالب علم الدّين ودائما طالب علم الدين اما مفلس او غني. دائما اماأن يكون أحدالأبوين أباأوأما ولا أحدمن الأباء أنثى. كل صبى هودون التكليف الشرعى وليس بعض الصبيان تصح صلاته. دائما المنافق إما عملى

او اعتقادی و قدیکون إذا کان الإنسان منافقا عملیا کان تارك الجمعة. بعض الحیوان انسان کل حیوان یتحرك بالارادة. قدیکون اذا کان الانسان فی سبیل الله فهو طالب العلم ولیس البته الطالب اما مجتهد او متقی. بعض الورد أحمر وکل ورد فهو نبات. قدیکون الماء اما حلو أو مرّا ولاشئی من المرّ بصالح للشرب. قدیکون اذا استغفر العاصی ربّه غفرله ولا أحد ممن یغفر الله لهم بمعذب. ربما اذا نام المجهد استعاد نشاطه ولا أحد یستعید نشاطه یحس منه الکسل عن العمل. کلما کان الانسان خارجا لطلب العلم کان فی سبیل الله وکلما کان فی سبیل الله کان محبوبا عند الله. قدیکون اذا کان الانسان متبوأ مقعده فی النار کان کاذبا علی رسول الله وکلما کان کاذبا علی رسول الله کان آثما البته. کل مترك احمق وکل مشرك ظالم.

چند حل شدہ مثالیں:

❁ ... "کلکم راع" (صغریٰ)+ "وکل راع مسئول عن رعیته" (کبریٰ) = "کلکم مسئول عن رعیته". (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکلِ اول، اس لیے کہ حدِ اوسط محمول فی الصغریٰ وموضوع فی الکبریٰ ہے۔ ضربِ اول: اس لیے کہ صغری موجبہ کلیہ بمع کبری موجبہ کلیہ ہے، شرائط شکل اول ایجاب الصغری وکلیۃ الکبری متحقق ہیں۔

❁ "کلما کان الانسان عاقلا قنع بمایکفیه" (صغریٰ شرطیہ متصلہ لزومیہ)+ "وکلما قنع بمایکفیه استغنی" (کبری شرطیہ متصلہ لزومیہ) = "فکلما کان الانسان عاقلا استغنی" (نتیجہ/مطلوب)

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ شکلِ اول، اس لیے کہ حدِ اوسط محمول فی الصغریٰ وموضوع فی الکبریٰ ہے۔ ضربِ اول: اس لیے کہ صغری موجبہ کلیہ بمع کبری موجبہ کلیہ ہے، شرائط شکل اول ایجاب الصغری وکلیۃ الکبری متحقق ہیں۔

❁ ...... "بعض الصلوات واجب" (صغریٰ)+ "ولاشئی من المستحب بواجب" (کبریٰ) "بعض الصلوات لیس بمستحب". (نتیجہ/مطلوب):

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکلِ ثانی، اس لیے کہ حدِ اوسط صغری وکبری دونوں میں محمول ہے۔ ضربِ دوم: اس لیے کہ صغری موجبہ جزئیہ بمع کبری سالبہ کلیہ ہے، شرائط شکل ثانی اختلاف احد المقدمتین فی الکیف وکلیۃ الکبریٰ متحقق ہیں۔

❁ ...... "لیس البته اذا کان الانسان عالما بالله کان کافرا" (صغریٰ)+ "وکلما کان الانسان مشرکا کان کافرا"

(کبریٰ) ”لیس البتہ اذا کان الانسان عالما باللہ کان مشرکا.“. **(نتیجہ/مطلوب)**:

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ شکلِ ثانی، اس لیے کہ حدِ اوسط صغری و کبری دونوں میں محمول ہے۔ ضربِ سوم: اس لیے کہ صغری سالبہ کلیہ بمع کبری موجبہ کلیہ ہے، شرائط شکل اول اختلاف المقدمتین فی الکیف وکلیۃ الکبری متحقق ہیں۔

❁ . ”بعض الماء مالح“ **(صغریٰ)** + ”وکل ماء سائل“ **(کبریٰ)** = ”بعض المالح سائل“. **(نتیجہ/مطلوب)**:

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکلِ ثالث، اس لیے کہ حدِ اوسط صغری و کبری دونوں میں موضوع ہے۔ ضربِ پنجم: اس لیے کہ صغری موجبہ جزئیہ بمع کبری موجبہ کلیہ ہے، شرائط شکل ثالث ایجاب الصغری وکلیۃ احد المقدمتین متحقق ہیں۔

❁. . ..”دائما الحدیث اما صحیح او غیر صحیح“ **(صغریٰ)** + ”ودائما الصحیح اماصحیح لذاتہ اوصحیح لغیرہ“ **(کبریٰ)** –” فقدیکون الحدیث اما غیر صحیح او صحیح لذاتہ او صحیح لغیرہ.“. **(نتیجہ/مطلوب)**:

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ شکلِ ثالث، اس لیے کہ حدِ اوسط صغری و کبری دونوں میں موضوع ہے۔ ضربِ اول: اس لیے کہ صغری موجبہ کبری بمع کبری موجبہ کلیہ ہے، شرائط شکل ثالث ایجاب الصغری وکلیۃ احد المقدمتین متحقق ہیں۔

❁ ”کل کریم محبوب“ **(صغریٰ)** + ”وکل مومن کریم“ **(کبریٰ)** ”بعض المحبوب مومن“. **(نتیجہ/مطلوب)**:

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی حملی، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے۔ شکلِ رابع، اس لیے کہ حدِ اوسط صغری و کبری دونوں میں موضوع ہے۔ ضربِ اول: اس لیے کہ صغری موجبہ کلیہ بمع کبری موجبہ کلیہ ہے، شرائط شکل رابع ایجاب المقدمتین وکلیۃ الصغریٰ متحقق ہیں۔

❁. .. .”کلما یرد اللہ بعبدہ خیرا یفقھہ فی الدین“ **(صغریٰ)** + ”وکلما یرحم اللہ عبدہ یفقھہ فی الدین“ **(کبریٰ)** ” قدیکون اذا فقّہ اللہ عبدہ یرحمہ“. **(نتیجہ/مطلوب)**:

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی الی الجزئی ہے، قیاسِ اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہیں۔ قیاس اقترانی شرطی، اس لیے کہ مرکب من الشرطیات ہے۔ شکلِ رابع، اس لیے کہ حدِ اوسط صغری و کبری دونوں میں موضوع ہے۔ ضربِ اول: اس لیے کہ صغری موجبہ کلیہ بمع کبری موجبہ کلیہ ہے، شرائط شکل رابع ایجاب المقدمتین وکلیۃ الصغریٰ متحقق ہیں۔

فصل: اشکال اربعہ میں ضروب منتجہ اور عقیمہ کے دلائل

شکل اول میں اصغر اوسط میں اور اوسط اکبر میں مندرج ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اصغر کا حکم اکبر میں مندرج ہونا اور اس سے نتائج کا پیدا ہونا ظاہر تھا اس لیے یہ شکل نہ صرف نتائج کے لحاظ سے بدیہی الانتاج تسلیم کی گئی ہے، بلکہ دوسری اشکال کی صحت نتائج کے لیے بھی معیار مانی گئی ہے، اس کے علاوہ بقیہ اشکال میں جو شکل موافقت مقدمات کی وجہ سے جس قدر اس کے قریب ہوگی اسی قدر اس میں خفاء اور احتیاج دلائل بہ نسبت اس شکل کے کم ہوگی جو عدم موافقت مقدمات کی وجہ سے اس سے بعید ہوگی، مثلاً شکل دوم چونکہ اسی شکل اول کیساتھ اشرف المقدمتین (صغری) میں موافق ہے، اس لیے اس کے نتائج میں اس قدر خفاء اور احتیاج دلائل نہیں جس قدر سوم و چہارم میں ہے، بلکہ جس کو قدرت نے فطرت سلیمہ عطا کی ہے وہ شکل اول کی طرح شکل دوم کے نتائج میں بھی دلائل کا محتاج نہیں ہوتا اور شکل سوم چونکہ اول کیساتھ ایک مقدمہ (کبری) میں موافق ہے اس لیے اس میں خفاء اور احتیاج دلائل چہارم کی نسبت کم ہے اور چہارم چونکہ اول سے ہر دو مقدمتین میں مخالف ہے، اس لیے اس میں خفاء اور دلائل کی احتیاج سب سے زائد ہے اور اسی وجہ سے اہل فن اس کو بہت کم استعمال کرتے ہیں۔

یہ بات ماقبل میں بیان ہو چکی ہے کہ اشکال اربعہ میں سے ہر شکل میں سولہ احتمالات (ضروب) ہیں، جن میں سے بعض تو شرائط کی موجودگی کی وجہ سے منتج ہیں اور بعض شرائط کی عدم موجودگی کی وجہ سے غیر منتج اور عقیم ہیں۔ اب ہر ایک ضرب کی کیفیت اگر مستقل دلیل سے ثابت کی جائے تو بات بہت لمبی جائے گی، البتہ یہاں مختصراً تین دلائل بیان کیے جاتے ہیں۔ ایک دلیل اختلاف تمام ضروب عقیمہ کے لیے اور دو دلائل خلف و عکس تمام ضروب منتجہ کے لیے۔ ان کی روشنی میں تمام ضروب کو دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

ا۔۔۔ تمام ضروب عقیمہ کے غیر منتج ہونے کی عام طور سے ایک ہی دلیل مشہور ہے جس کو اختلاف نتائج کہتے ہیں، اس کی بنا دو چیزوں پر ہے: پہلی چیز یہ ہے کہ نتیجہ کی یہ خصوصیت ہونی چاہیے کہ وہ اپنے قیاس کیساتھ لازم غیر منفک ہو۔ مگر ان ضروب عقیمہ میں کم و کیف کے اعتبار سے ایسا کوئی قضیہ نہیں ملتا کہ جس کو اگر نتیجہ مقرر کریں تو وہ تمام مواد و امثلہ میں اپنے قیاس کیساتھ ہمیشہ لازم آتا ہو۔ دوم یہ ہے کہ اس فن کی بناء قواعد کلیہ پر ہے، مگر ان ضروب میں کسی خاص قضیہ کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ تمام مواد میں ان ضروب کا یہی نتیجہ آئے گا اور بالفرض اگر کسی مثال میں صحیح نتیجہ دیکھ کر یہ فیصلہ کر لیتے ہیں تو دوسرے مادے میں وہ نتیجہ غلط ثابت ہوتا ہے جس سے اس قاعدہ کی کلیت ٹوٹ جاتی ہے اور انہیں وجوہ سے ضروب غیر منتج عقیم مانی گئی ہیں، مثلاً: شکل اول کے صغریٰ میں ایجاب نہ رہے تو نتیجہ میں اختلاف پیدا ہوگا۔ یعنی قاعدہ کی رُو سے تو نتیجہ سالبہ آئے گا، لیکن بعض مواد میں سالبہ ہی صادق ہوگا اور بعض میں موجبہ اور اختلاف غیر انتاج اور عقم کی دلیل ہے، دیکھیے: کوئی انسان پتھر نہیں اور ہر پتھر جماد ہے تو نتیجہ: (کوئی انسان جماد نہیں) سالبہ آیا اور یہ سچا بھی ہے، لیکن اس قیاس کے کبری میں اگر کچھ تبدیلی کر کے یوں قیاس قائم کریں کہ: ''کوئی انسان پتھر نہیں اور ہر پتھر جسم ہے'' تو نتیجہ سالبہ (کوئی انسان جسم نہیں

) آتا ہے، حالانکہ صحیح موجبہ ہے۔ یعنی: ''ہر انسان جسم ہے''۔

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شکل اول کے صغریٰ میں ایجاب ضروری ہے ورنہ نتائج میں اختلاف پیدا ہوگا اور اختلاف نتائج غیر انتاج میں عقم کی دلیل ہے، اسی دلیل سے تمام اشکال کی وہ ضروب عقیمہ سمجھ لیں جو ان کے شرائط کے مطابق نہ ہوں۔

اب اشکال اربعہ کی وہ ضروب جو شرائب کی موافقت کی وجہ سے منتج ہیں ان کے انتاج کی زیادہ تر دو ہی دلیلیں مستعمل ہیں:۔

(الف) خلف (ب) عکس

۲۔۔۔خلف کے معنی محال اور خلاف مفروض کے ہیں جس شئی کو ہم نے صحیح تسلیم کرلیا تھا وہ غلط نکلی۔ یہاں دلیل خلف سے یہ مطلب ہے کہ ہمارا نتیجہ صحیح ہے اور اگر صحیح یہ نہ ہو تو اس کی نقیض صحیح ہوگی اور جب اس کو قیاس کے مقدمتین میں سے ایسے مقدمہ کیساتھ ملائیں جس سے شکل اول کی صورت پیدا ہو سکے تو اس سے جو نتیجہ نکلے گا وہ قیاس کے اس مقدمہ کے خلاف ہوگا جس کیساتھ یہ نقیض نہ ملائی گئی تھی۔ اب یہ محال اور خرابی یا تو قیاس کی صورت سے پیدا ہوئی ہوگی یا مادہ سے؟ صورت سے تو اس واسطے پیدا نہیں ہوئی کہ صورت شکل اول کی ہے جس کو بدیہی الانتاج تسلیم کر چکے ہیں تو ضرور یہ خرابی قیاس کے مادہ سے آئی ہوگی۔ مادہ میں بھی ایک مقدمہ صحیح تسیم کر چکے تھے تو معلوم ہوا کہ یہ قیاس کے دوسرے مقدمہ یعنی ہمارے نتیجہ کی نقیض سے آئی ہے، لہذا ہمارا نتیجہ صحیح اور اس کی نقیض غلط ہے۔ مثلاً: شکل دوم کے اسی ضرب اول کو لیں کہ: ''ہر انسان جاندار ہے''، ''کوئی پتھر جاندار نہیں'' کا نتیجہ ''کوئی انسان پتھر نہیں'' صحیح ہے اور اگر یہ نتیجہ صحیح نہ ہو تو اس کی نقیض ''بعض انسان پتھر ہیں'' صحیح ہوگی۔ اب اس کو صغریٰ بناو اور مذکور قیاس کے کبریٰ کو اس کی کلیہ کی وجہ سے کبریٰ بنا کر اس طرح قیاس بنالیں کہ: ''بعض انسان پتھر ہیں'' اور ''کوئی پتھر جاندار نہیں'' تو نتیجہ نکلے گا کہ: ''بعض انسان جاندار نہیں'' حالانکہ یہ نتیجہ مذکورہ بالا قیاس کے صغریٰ ''ہر انسان جاندار ہے'' کے خلاف بلکہ مناقض ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ہمارا نتیجہ ''کوئی انسان پتھر نہیں'' صحیح تھا اور اس کی نقیض ''بعض انسان پتھر ہیں'' غلط تھی۔ یہی دلیل خلف ہے جو تمام ضروب منتجہ میں جاری ہو سکتی ہے۔

۳۔۔۔۔دلیل عکس: یہ دلیل ہر شکل میں جدا جدا طریقہ پر خاص خاص ضروب میں جاری ہو سکتی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شکل کے ضروب منتجہ کی صحت انتاج پر یہ دلیل لانی ہو تو پہلے غور کرو کہ وہ شکل شکل اول سے کس مقدمہ میں مخالف ہے، پھر اس کا جو مقدمہ شکل اول سے مخالف پاؤ اس کو اسی کے عکس سے بدل ڈالو جس سے یقیناً شکل اول کی صورت بن جائے گی۔ اب اس شکل اول سے اگر وہی نتیجہ نکلا جو اس سے قبل تم نے نکالا تھا تو اس سے ثابت ہو جائے گا کہ پہلے جو نتیجہ تم نے نکالا تھا وہ صحیح تھا۔ بس یہی دلیل عکس کا خلاصہ ہے، لیکن اس دلیل کے اجراء کے وقت دو چیزیں ملحوظ رکھیں کہ: (۱) جس مقدمہ کا عکس نکالنا مقصود ہو اس کا عکس آسکتا ہو (یعنی وہ سالبہ جزئیہ نہ ہو) ۲۔ وہ عکس اس طور سے نکلتا ہو کہ اگر اس قیاس کے دوسرے مقدمہ سے ملانا چاہیں تو اس سے شکل اول کی صورت بن سکتی ہو۔ بس اسی ترکیب سے تمام ضروب منتجہ میں جن ضروب کی صحت انتاج پر دلیل عکس کا قیام ممکن ہوگا، ان کو ان قواعد کی روشنی میں تم قائم کرسکو گے۔ اب طلباء کرام کی سہولت کے لیے شکل دوم میں اس کے اجراء کی مشق نیچے لکھی جاتی ہے، اسی پر بقیہ ضروب منتجہ میں دلیل عکس

کا اجراء قیاس کرو۔

دیکھئے شکل دوم شکل اول سے کبری میں (حد اوسط کے محمول ہونے سے مخالف ہے) اور اس کی ضروب منتجہ چار ہیں، جن میں دو کے کبری سالبہ کلیہ ہیں اور اس کی ضروب منتجہ چار ہیں، جن میں سے دو کے کبری سالبہ کلیہ ہیں اور دو کے کبری موجبہ کلیہ ہیں۔ موجبہ کلیہ کا عکس چونکہ موجبہ جزئیہ آتا ہے، جو شکل اول کا کبری ہونے کی قابلیت نہیں رکھتا اور نیز اس صورت میں صغری سالبہ ہی ہوگا جو شکل اول کا صغری بننے کی قابلیت نہیں رکھتا، لہذا معلوم ہوا کہ دلیل عکس شکل دوم کی ان دو ضروب میں جاری نہیں ہوسکتی، جن میں صغری سالبہ اور کبری موجبہ ہیں۔ بقیہ دو میں چونکہ صغری موجبہ ہے جو شکل اول کا صغری بننے کی قابلیت رکھتا ہے اور کبری سالبہ کلیہ ہے جس کا عکس سالبہ کلیہ ہی آئے گا جو شکل اول کا کبری ہونے کی قابلیت رکھتا ہے، لہذا معلوم ہے کہ دلیل عکس شکل دوم کی ان دو ضروب میں جاری ہوسکتی ہے جن میں صغری موجبہ اور کبری سالبہ کلیہ ہیں۔ مزید تشریح کے لیے اس کی ایک ضرب میں دلیل عکس کا اجراء بھی کرایا جاتا ہے، اسی پر بقیہ ضروب میں اس کے اجراء کو قیاس کرو۔ مثلاً: ہم دعوی کرتے ہیں کہ شکل دوم میں ضرب اول: ''ہر انسان جاندار ہے، کوئی پتھر کا جاندار نہیں'' کا نتیجہ ''کوئی انسان پتھر نہیں'' صحیح ہے، کیونکہ اگر ہم کبری ''کوئی پتھر جاندار نہیں'' کے عکس ''کوئی جاندار پتھر نہیں'' جو صغری ''ہر انسان جاندار ہے'' سے شکل اول کی صورت سے ملا کر یوں کہیں کہ ''ہر انسان جاندار ہے، اور کوئی جاندار پتھر نہیں'' تو یقیناً اس کا وہی نتیجہ ''کوئی انسان پتھر نہیں'' نکلے گا جو اس سے قبل شکل دوم کی صورت سے ہم نکال چکے تھے۔ لہذا معلوم ہوا کہ شکل دوم سے جو نتیجہ ''کوئی انسان پتھر نہیں'' ہم نکال چکے تھے وہ صحیح تھا۔

اس طرح شکل سوم چونکہ اول سے صغری میں مخالف ہے اس لیے اس میں دلیل عکس کا اجراء شکل اول میں لانے کے لیے بعکس صغری ہوگا اور چونکہ اس کا صغری ہمیشہ موجبہ آتا ہے جس کا عکس بھی موجبہ جزئیہ ہوگا اس لیے اس کا عکس صغری تو بہر حال شکل اول کے صغری بننے کی قابلیت رکھتا ہے، لیکن اس کی چھے ضروب منتجہ میں سے صرف تین ہی ضروب ایسی ہیں جن کا کبری کلیت کی وجہ سے شکلِ اول کے کبری بننے کی قابلیت رکھتا ہے، لہذا معلوم ہوا کہ شکل سوم میں دلیل عکس کا اجراء صرف ان تین ضروب میں ہوسکتا ہے، جن کا کبری کلیہ ہے۔

شکل چہارم میں چونکہ ہر دو مقدمتین شکل اول کے مخالف ہیں، اس لیے اس میں دلیل عکس کا اجراء صرف دو صورتوں سے کرتے ہیں:۔ (۱) ہر دو مقدمتین کے عکس سے، لیکن اس کی آٹھ ضروب منتجہ میں سے یہ دلیل صرف ان دو ضروب میں جاری ہوسکتی ہے جن کا صغری موجبہ اور کبری سالبہ کلیہ ہے۔ (۲) ہر دو مقدمتین کی تبدیلی سے، یعنی صغری کو کبری کی جگہ اور کبری کو صغری کی جگہ منتقل کرنا اور پھر اس سے جو نتیجہ نکلے اس کو معکوس کرنا جس سے نتیجہ کی وہی صورت پیدا ہوگی جو اصل شکل سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ دلیل صرف ان چار ضروب میں جاری ہوسکے گی جہاں صغری کلیہ ہے اور کبری موجبہ۔

ضروب منتجہ کی صحت انتاج کے لیے مذکورہ بالا خلف اور عکس کے علاوہ ایک اور دلیل بھی استعمال کی جاتی ہے جس کو دلیل افتراض کہتے ہیں، لیکن اسے طوالت کی خوف کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ جس کے لیے مطولات فن کی طرف مراجعت کریں۔

فصل نہم

اشکال اربعہ کی مثالیں بنانے کا طریقہ

اشکال اربعہ سے مثالیں بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم شکل اول کے مقدموں کی ترتیب بدل دیں تو شکل رابع بن جائے گی، کسی ایک مقدمے کی ترتیب بدل دیں، یعنی اس کا عکس نکال دیں تو شکل ثانی یا ثالث بن جائے گی، جیسے ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے، یہ شکل اول ہے، اگر ترتیب بدل کر یوں کہا جائے کہ ہر جاندار جسم ہے اور ہر انسان جاندار انسان ہے، یہ شکل رابع بن جائے گی، اور پہلے مقدمے کی ترتیب بدل کر یوں کہیں کہ بعض جاندار انسان ہیں اور ہر جاندار جسم ہے۔ یہ شکل رابع ہے اور دوسری کی ترتیب بدل کر کہیں کہ ہر انسان جاندار ہے اور بعض جسم جاندار ہیں، یہ شکل ثانی بن جائے گی۔

قرآن مجید سے اس کی مثال بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جگہ ارشاد ہے۔

﴿وَمَن لَم يَحكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الكَافِرُونَ﴾ (المائدة:۴۴) ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ﴿وَمَن لَم يَحكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (المائدة:۴۵) اور ایک جگہ ارشاد ہے۔ ﴿وَالكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (البقرة:۲۵۴).

اب ان تینوں قضیوں سے اشکال اربعہ یوں تیار ہوں گی۔

"وَمَن لَم يَحكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الكَافِرُونَ" (صغری) "وَالكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ" (کبری) یہ شکل اول ہے اور اگر یوں ترتیب دی جائے کہ "وَمَن لَم يَحكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ" (صغری) "وَالكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ" (کبری) یہ شکل ثانی ہے۔ اور اگر یوں ترتیب دی جائے کہ "وَمَن لَم يَحكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ" (صغری) "وَمَن لَم يَحكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الكَافِرُونَ" (کبری) یہ شکل ثالث ہوگی۔ اور اگر یوں کہا جائے کہ "وَالكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ" (صغری) "وَمَن لَم يَحكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الكَافِرُونَ" (کبری) یہ شکل رابع ہے۔

فصل دہم

اشکال ثلاثہ کو شکل اول کی طرف لوٹانے کا طریقہ

مناطقہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ شکل اول اشرف الأشکال ہے، اس لیے کہ یہ بدیہی الانتاج ہے، اس کے نتیجہ میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوتا، البتہ باقی تینوں شکلوں کا نتیجہ مشکوک ہوسکتا ہے، تو شک کو ختم کرنے کے لیے مشکوک نتیجہ کو شکل اول کے نتیجہ کی طرف لوٹائیں گے، یعنی شکل ثانی، ثالث اور رابع میں سے کسی ایک کا نتیجہ شکل اول کے نتیجہ کی طرح بعینہ ہو تو پھر اس شکل کا نتیجہ صحیح ہوگا، ورنہ غلط متصور کیا جائے گا، کیونکہ شکل اول کا نتیجہ کسی صورت میں غلط نہیں ہوسکتا، تو پھر اس طرح نتیجہ کیسے غلط ہوگا۔

شکل ثانی سے شکل اول بنانے کا طریقہ

شکل ثانی کے کبری کا عکس نکال کر اسے شکل اول کے کبری کی جگہ رکھ دیا جائے تو شکل اول بن جائے گا، اب شکل اول کے نتیجہ کا شکل ثانی کے مشکوک نتیجہ کیساتھ ملائیں گے، اگر دونوں نتیجے ایک جیسے ہوئے تو شکل ثانی کا نتیجہ صحیح ہوگا، ورنہ غلط ہوگا۔ جیسے شکل ثانی "کل انسان حیوان (صغری) ولاشئی من الحجربحیوان (کبری) لاشئی من الانسان بحجر (نتیجہ) اب اگر ہم شکل ثانی کے کبری کا عکس نکالیں، جیسے "لاشئی من الحجربحیوان" سالبہ کلیہ کا عکس مستوی "لاشئی من الحیوان بحجر" سالبہ کلیہ ہے، پھر اس عکس کو شکل اول کے کبری کے مقام پر رکھیں، تو شکل اول یوں تیار ہوگی۔ "کل انسان حیوان" (صغری) ولاشئی من الحیوان بحجر" (کبری) "لاشئی من الانسان بحجر" نتیجہ ہوگا۔ اب دیکھئے کہ شکل ثانی کا نتیجہ بعینہ شکل اول کی نتیجہ کی مانند ہے، معلوم ہوا کہ شکل ثانی کا نتیجہ صحیح ہے۔

شکل ثالث سے شکل اول بنانے کا طریقہ

شکل ثالث کے صغری کا عکس نکال کر شکل اول کے صغری کی جگہ رکھیں، شکل اول بن جائے گا، پھر شکل اول کے نتیجہ کو شکل ثالث کے مشکوک نتیجہ کیساتھ موازنہ کریں، ایک جیسے نتیجہ ہونے کی صورت میں شکل ثالث کا نتیجہ صحیح ہوگا، ورنہ نہیں۔ جیسے شکل ثالث "کل اسان حیوان (صغری) ولاشئی من الانسان بحجر" (کبری) "بعض الحیوان لیس بحجر" نتیجہ ہوگا۔ اب اس شکل ثالث کے صغری کا عکس "بعض الحیوان انسان" موجبہ جزئیہ ہوگا۔ پھر اس عکس کو شکل اول کے کبری کے مقام پر رکھیں، جیسے "بعض الحیوان اسان" (صغری) ولاشئی من الانسان بحجر" (کبری) "بعض الحیوان لیس بحجر" نتیجہ ہوگا، اب دیکھئے کہ شکل ثالث کا نتیجہ بعینہ شکل اول کی مانند ہے، لہذا شکل ثالث کا نتیجہ صحیح ہے۔

شکل رابع سے شکل اول بنانے کا طریقہ

شکل رابع سے شکل اول بنانے کے دو طریقے ہیں:۔

پہلا طریقہ:

شکل رابع کی دونوں مقدموں کی ترتیب بدل دی جائے، یعنی صغری کو کبری کی جگہ اور کبری کو صغری کی جگہ رکھیں، تو یہ شکل اول بن جائے گی، پھر نتیجہ نکالیں اور نتیجہ نکالنے کے بعد اسی نتیجہ کا عکس نکالیں، پھر دیکھیں کہ مشکوک نتیجہ شکل اول کے نتیجہ کی طرح ہے یا نہیں، اگر ہے تو شکل رابع کا نتیجہ صحیح ہوگا، ورنہ غلط شمار ہوگا۔ جیسے شکل رابع "کل اسان حساس" (صغری) "کل ناطق انسان" (کبری) بعض الحساس ناطق" (نتیجہ) ہوگا، اس کے مقدمتین کو الٹنے کے بعد شکل اول اس طرح بنے گی۔ "کل ناطق اسان" (صغری) "وکل انسان حساس" (کبری) "کل ناطق حساس" نتیجہ ہوگا، اب اس نتیجہ کا عکس نکالیں "بعض الحساس ناطق" ہوگا، اب دیکھئے کہ یہ عکس اور شکل رابع کا نتیجہ ایک ہی ہے، لہذا شکل رابع کا نتیجہ صحیح ہے۔

دوسرا طریقہ:

شکل رابع کو شکل اول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ صغری اور کبری دونوں کا عکس نکالیں، جیسے شکل رابع "کل انسان حساس" "وکل ناطق انسان" (نتیجہ) "بعض الحساس ناطق" ہوگا، اس کو شکل اول کی لوٹانے کے لیے دونوں قضیوں کا عکس نکالتے ہیں۔ "بعض الحساس انسان" و "بعض الانسان ناطق" (نتیجہ ہوگا) "بعض الحساس ناطق"۔ اب دیکھئے کہ شکل اول کا نتیجہ وہی ہے، جو شکل رابع کا تھا، معلوم ہوا کہ شکل رابع کا نتیجہ صحیح ہے۔

تمرین

درج ذیل مثالوں میں شکل ثانی، شکل ثالث اور شکل رابع سے شکل اول بنا دیں۔

(بعض الاسماء معربة، ولاشئی من المبنی بمعرب: بعض الاسماء لیست مبنیة). (بعض الناس لیس بصادق، وکل مومن صادق: بعض الناس لیس بمومن). (بعض الطلاب لیس ناجحاً، وکل طالب مجتهد: لیس بعض الطلاب مجتهدا). (کل ذهب معدن، وکل ذهب غالی الثمن: بعض المعدن غالی الثمن). (کل سخی محبوب، بعض الاسخیاء سعداء: بعض المحبوبین سعداء). (کل نور مضیی، وبعض النور ضعیف: بعض المضیی ضعیف). (کل عالم محترم، وبعض العدول عالم: بعض المحترمین عادل). (کل تمر حلو، وبعص النبات تمر: بعض الحلونبات). (بعض الذهب اصفر، ولاشئی من النحاس بذهب: بعض الاصفر لیس بنحاس).

چند حل شدہ مثالیں:

❁......**شکل ثانی**: (بعض الاسماء معربة) [صغری] (ولاشئی من المبنی بمعرب) [کبری]: (بعض الاسماء لیست مبنیة) [نتیجہ/مطلوب]۔ شکل اول یوں بنے گا کہ کبری کا عکس نکالیں، کبری سالبہ کلیہ ہے اور سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ آتا ہے، مثلاً: شکل اول: (بعض الاسماء معربة) [صغری] (ولاشئی من المعرب بمبنی) [کبری]: (بعض الاسماء لیست مبنیة) [نتیجہ/مطلوب]۔ اب دیکھئے کہ شکل ثانی کا نتیجہ بعینہ شکل اول کی نتیجہ کی مانند ہے، معلوم ہوا کہ شکل ثانی کا نتیجہ صحیح ہے۔

❁......**شکل ثالث**: (کل سخی محبوب) [صغری] (بعض الاسخیاء سعداء) [کبری] (بعض المحبوبین سعداء) [نتیجہ/مطلوب] ہوگا۔ اب اس شکل ثالث کے صغری کا عکس "کل محبوب سخی" موجبہ جزئیہ ہوگا۔ پھر اس عکس کو شکل اول کے کبری کے مقام پر رکھیں، جیسے "کل محبوب سخی" (صغری) "بعض الاسخیاء سعداء" (کبری) "بعض المحبوبین سعداء" نتیجہ ہوگا، اب دیکھئے کہ شکل ثالث کا نتیجہ بعینہ شکل اول کی مانند ہے، لہذا شکل ثالث کا نتیجہ صحیح ہے۔

فصل یازدہم: قیاس استثنائی کا بیان

قیاس استثنائی کی تعریف: وہ قیاس ہے، جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ اپنی پوری ہیئت اور اجزء کیساتھ بالفعل مذکور ہو، اس کا پہلا قضیہ ہمیشہ شرطیہ ہوتا ہے اور دوسرا حملیہ ہوتا ہے اور دونوں مقدموں (قضیوں) کے درمیان اداۃ استثناء آتا ہے، جیسے ”کلما کان زید عالما فواجب احترامه لکنه عالم“ تو نتیجہ ہوگا۔ ”فزید واجب احترامه“.

قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی بھی قضیہ شرطیہ لے کر اس کو صغری بنایا جائے، پھر حرف استثناء (لکن وغیرہ) لا کر اس کے بعد یا تو اس شرطیہ کے مقدم کو بعینہ یا تالی کو بعینہ یا ان میں سے ہر ایک کی نقیض کو قضیہ حملیہ کی شکل میں رکھ کر کبری بنایا جائے، پھر حداوسط گرا کر نتیجہ نکالا جائے، جیسے مثال مذکور میں ”کلما کان زید عالما فواجب احترامه“ قضیہ شرطیہ ہے اور قیاس استثنائی کا کبری ہے اور ”لکنْ“ حرف استثناء ہے اور ”لکنه عالم“ بعینہ مقدم ہے، جو صغری ہے۔ ”فزید واجب احترامه“ نتیجہ ہے، جو حداوسط حذف کرنے کے بعد حاصل ہوا ہے۔

قیاس استثنائی سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ

قیاس استثنائی میں اگر جزء اول قضیہ شرطیہ اتفاقیہ ہو تو نتیجہ نہ نکلے گا، اور جب جزء اول شرطیہ متصلہ لزومیہ ہو تو مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

ا۔ (مقدم+تالی+استثناء مقدم)= (عین تالی)	۲۔ (مقدم+تالی+استثناء نقیض تالی)=(نقیض مقدم)
۳۔ (مقدم+تالی+استثناء نقیض مقدم)= غیر منتج	۴۔ (مقدم+تالی+استثناء تالی)= غیر منتج

ثانی الذکر دونوں صورتوں میں نتیجہ نہیں نکلے گا، مگر یہ کہ مقدم و تالی ایک دوسرے کے لازم مساوی ہو، جیسے طلوع شمس و وجود نہار۔

اگر جزء اول مقدم شرطیہ منفصلہ ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں، یا منفصلہ حقیقہ ہوگا یا منفصلہ مانعۃ الجمع ہوگا اور یا مانعۃ الخلو ہوگا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ا۔ اگر مقدم منفصلہ حقیقہ ہو۔

ا۔ (مقدم+تالی+استثناء مقدم)=(نقیض تالی)	۲۔ (مقدم+تالی+استثناء تالی)=(نقیض مقدم)
۳۔ (مقدم+تالی+استثناء نقیض مقدم)=(عین تالی)	۴۔ (مقدم+تالی+استثناء نقیض تالی)=(عین مقدم)

اگر مقدم منفصلہ مانعۃ الجمع ہو۔

ا۔ (مقدم+تالی+استثناء مقدم)=(نقیض تالی)	۲۔ (مقدم+تالی+استثناء تالی)=(نقیض مقدم)

۳۔ (مقدم+تالی+استثناء نقیض مقدم)=غیر منتج	۴۔ (مقدم+تالی+استثناء نقیض تالی)=غیر منتج

اگر جزء اول منفصلہ مانعۃ الخلو ہو۔

ا۔ (مقدم+تالی+استثناء مقدم)=غیر منتج	۲۔ (مقدم+تالی+استثناء تالی)=غیر منتج
۳۔ (مقدم+تالی+استثناء نقیض مقدم)=(عین تالی)	۴۔ (مقدم+تالی+استثناء نقیض تالی)=(عین مقدم)

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قیاس استثنائی کو استثنائی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ادوات استثناء پر مشتمل ہوتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: قیاس استثنائی کا مقدمہ اولی ہمیشہ قضیہ شرطیہ ہوتا ہے، جو کبری کہلاتا ہے اور دوسرا مقدمہ ہمیشہ قضیہ حملیہ ہوتا ہے جو ادوات استثناء (لکن وغیرہ) کیساتھ مصدّر رہوتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: قضیہ شرطیہ دو مقدموں سے مرکب ہوتا ہے جس میں پہلے قضیہ کے اول میں ادوات شرط اور دوسرے قضیہ کو ''ف'' سے اکثر مربوط کیا جاتا ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: قیاس استثنائی کا نتیجہ یا نقیض نتیجہ قیاس میں مذکور ہوتا ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: قیاس استثنائی میں مقدمہ اولی قضیہ شرطیہ کبری ہوتا ہے اور مقدمہ ثانیہ قضیہ حملیہ صغری ہوتا ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر ۶: قیاس استثنائی میں کبری پہلے اور صغری بعد میں ہوتا ہے(۶)۔

قاعدہ نمبر ۷: قضیہ حملیہ کو قضیہ وضعیہ بھی کہتے ہیں، سلم العلوم اور قطبی وغیرہ میں یہی اصطلاح مستعمل ہے(۷)۔

قاعدہ نمبر ۸: قیاس استثنائی میں اداۃ استثناء مذکور رہوتا ہے جو استثناء منقطع کے لیے مستعمل ہوتا ہے، لیکن کبھی یہ غیر مذکور رہوتا ہے امام غزالی اس کی تصریح کرتے ہوئے یہ مثال پیش کی ہے۔ ''ان كانت هذه الصلاة صحيحة فالمصلى متطهر ومعلوم أن هذه الصلاة صحيحة فيلزم أن المصلى متطهرا.''(۸)

قاعدہ نمبر ۹: قیاس اقترانی کی اجزء کی طرح قیاس استثنائی کے دوسرے جزء (قضیہ حملیہ مصدّرہ باداۃ استثناء) کو بھی اکثر حذف کیا جاتا ہے، جیسے ''لو كان من عندغير الله لوجدوافيه اختلافا كثيرا لكنهم لم يحدوافيه اختلافايسيرا فهومن عندالله.'' دوسری مثال ملاحظہ ہو۔ ''لوكان آلهة ماوردوها لكنهم وردوها.'' تو نتیجہ ہوگا۔ ''فليس هؤلاء آلهة.'' اور مثال ملاحظہ ہو۔ ''فلولا أنه كان من المسبحين للبث فى بطنه الى يوم يبعثون لكنه لم يلبث فى بطنه.'' تو نتیجہ ہوگا۔ ''لأنه كان من المسبحين'' وغیرہ۔(۹)

---

(۱) شرح تہذیب:۱۵۱. (۲) شرح تہذیب:۱۸۶. (۳) تفہیم المنطق:۲۵۱. (۴) سلم العلوم:۱۹۲.

(۵) ضوابط المعرفہ:۲۶۹. (۶) ضوابط المعرفہ:۲۷۰. (۷) سلم العلوم:۲۰۲. (۸) المستصفی:۵۳. (۹) ضوابط المعرفہ:۲۷۴-۲۷۵.

قاعدہ نمبر ۱۰: قیاس استثنائی میں مقدمہ ثانیہ کا لفظا مذکور ہونا ضروری نہیں بلکہ محذوف ہوتا ہے اور کبھی مذکور ہوتا ہے اور بسا اوقات اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے یا وہ معنی سے مفہوم ہوتا ہے جیسے ہدایہ ''کتاب البیوع'' میں ہے کہ جب خیار شرط مشتری کے لیے ہو تو مبیع اس کی ملک میں داخل ہوگا یا نہیں، تو اس میں امام ابوحنیفہؒ اور حضرات صاحبین کے جو دلائل دیئے جاتے ہیں وہ اس قبیل سے ہیں، صاحبین کی دلیل یہ ہے۔ لأنـه لماخرج من ملك البائع فلولم يدخل فی ملك المشتری يكون زائلا لا الی ملك ولاعهد لنا به فی الشرع" ۔ اس قیاس کو منقح کر کے یوں سمجھ لیجئے۔ لأنـه لولم يدحل فی ملك المشتری يكون زائلا لاالی ملك ولاعهدلنا به فی الشرع" اس میں "ولاعهـدلـنـافـی الشـرع" مقدمہ ثانیہ قضیہ حملیہ ہے جس میں استثناء نقیض تالی کی طرف اشارہ ہے یعنی اس کا حاصل یہ ہے۔" لكن الزواج لاالی مالك ليس بمعهودفی الشرع " نتیجہ نقیض مقدم ہوگا۔ "فيدخل المبيع فی ملك المشتری ." امام ابوحنیفہؒ کی دلیل یہ ہے۔ "لما لم يخرج الثمن من ملكه فلوقلنا بأنه يدخل المبيع فی ملكه لاجتمع البدلان فی ملك رجل واحد ول اأصل له فی الشرع." اس کا حاصل یہ ہوگا'' لـودخـل المبيع فی ملك المشتری لاجتمع البدلان فی ملك واحد ولاأصل لــه فـی الشرع." یہاں "ولاأصـل لــه فی الشرع". مقدمہ ثانیہ ہے، جس میں استثناء نقیض تالی کی طرف اشارہ ہے، یعنی "لـكن اجتماع البدلين فی ملك واحدلاأصل له فی الشرع." نتیجہ نقیض مقدم ہوگا'' فلايدخل المبيع فی ملك المشتری." (۱).

تمرین

درج ذیل مثالوں میں قیاس استثنائی کی تعیین کیجئے۔ نیز منطقی تطبیق کریں۔

ولـو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك لكنهم لم ينفضوا من حولك. لو أن أهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بـركـات مـن السـمـاء والأرص لـكـنـه لـم تـفـتـح عيهم بركات من السماء والأرض. إذا كثر الزنا بين الناس فشت فيهم الأمـراض التـی لـم تـكـن فی أسلافهم لكن الزنا قد فشا فيهم. إذا ترك المسلمون الجهاد سلط الله عليهم عدوهم لكنهم تـركـوا الـجـهـاد. لـوكـان خيـرا مـاسبـقـونـا اليـه، لكنهم سبقونا اليه، فهوليس خيراً. ان كان زيدعادلا تقبل شهادته، لكنه عادل، فزيدتقبل شهادته. لوكان خالدعادلافهولا نعصی الله، ولكنه قدعصی الله، فماكان خالدعادلا.

چند حل شدہ مثالیں:

❁...... . قیاس استثنائی: (ولـو كـنـت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك) [کبریٰ] (لـكنهم لم ينفضوا من حولك) [صغریٰ]. (ماكنت فظا غـلـيـظ الـقـلـب). [نتیجہ/مطلوب] قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نقیض نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم۔

❁...... . قیاس استثنائی: (لـوكـان آلهة ماوردوها) [کبریٰ] لـكـهـم وردوها. [صغریٰ] (فـليس هؤلاء آلهة) [نتیجہ/مطلوب] قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نقیض نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم۔

---

(۱) ارشاد الطالب: ۱۰۱.

فصل دوازدہم: قیاس استثنائی کی تقسیم

قیاس استثنائی کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ متصل ۲۔ منفصل

۱۔ **قیاس استثنائی متصل کی تعریف:** وہ قیاس ہے، جس کا مقدمہ اولی (کبری) متصلہ ہو، جیسے "لو کان آلهة ما وردوها لكنهم وردوها". تو نتیجہ ہوگا۔ "فليس هؤلاء آلهة".

۲۔ **قیاس استثنائی منفصل کی تعریف:** وہ قیاس ہے، جس کا مقدمہ اولی (کبری) منفصلہ ہو، جیسے ''هذا الرجل اما موحد واما مشرك لكنه موحد.'' نتیجہ ہوگا۔ فهو ليس بمشرك.''

وجہ حصر: قیاس کا مقدمہ اولی متصلہ ہوگا یا منفصلہ ہوگا، اگر متصلہ ہو تو قیاس استثنائی متصل اور اگر منفصلہ ہو تو قیاس استثنائی منفصل۔

فصل سیزدہم: قیاس استثنائی متصل کی تقسیم

قیاس استثنائی متصل کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔وضعی ۲۔رفعی

۱۔ **وضعی کی تعریف:** جس میں مقدمہ استثنائیہ کی وضع ہو، جیسے ''كلما كان الانسان مشركا كان ظالما ولكنه مشرك''.

۲۔ **رفعی کی تعریف:** جس میں مقدمہ استثنائیہ کی رفع ہو، جیسے ''كلما كان الانسان مشركا كان ظالما ولكنه ليس بمشرك''.

وجہ حصر: اگر مقدمہ استثنائیہ کی وضع ہو تو قیاس استثنائی وضعی ورنہ قیاس استثنائی رفعی ہوگا۔

قواعد

قاعدہ نمبر: قیاس استثنائی متصل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے متصلہ لزومیہ کو بطور مقدمہ اولی رکھیں اس کے بعد حرف استثناء ''لکن'' رکھیں، اس کے بعد اسی متصلہ کے مقدم کو بعینہ رکھیں جس کو وضع مقدم بھی کہتے ہیں یا نقیض تالی رکھیں جس کو رفع تالی بھی کہتے ہیں، بہر حال اس کو مقدمہ سمجھیں جس سے یہ قیاس تیار ہو چکا۔ اب اس سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر قیاس میں تم وضع مقدم کر چکے تھے تو نتیجہ بعینہ تالی ہوگا اور اگر رفع تالی کر چکے تھے تو نتیجہ رفع نقیض مقدم کو سمجھیں۔ قیاس استثنائی متصلہ سے صرف یہی دو نتیجہ دے سکتا ہے۔

قاعدہ نمبر۱: قیاس استثنائی متصل اور منفصل دونوں میں صغری قضیہ حملیہ ہوتا ہے، جو ادوات استثناء کیساتھ مصدر ہوتا ہے، جس میں کبری کے مقدم یا تالی سے استثناء ہوتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: قیاس استثنائی متصل کا کبری (قضیہ شرطیہ) ہمیشہ شرطیہ متصلہ موجبہ لزومیہ ہوتا ہے، اتفاقیہ نہیں ہو سکتا(۲)۔

---

(۱) آداب البحث والمناظرہ۱۳۲۔ (۲) سلم العلوم۲۰۲۔

قاعدہ نمبر۳: قیاس استثنائی کی مقدمتین میں سے ایک کلیہ ہوگا(۱)۔

قاعدہ نمبر۴: قیاس استثنائی متصل کا صغری ہمیشہ قضیہ حملیہ مصدّرہ بادوات استثناء ہوتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۵: قیاس استثنائی میں مقدمہ شرطیہ اور استثنائیہ میں سے ایک کا کلیہ ہونا ضروری ہے(۳)۔

قاعدہ نمبر۶: قیاس استثنائی متصل کا نتیجہ ہمیشہ موجبہ کلیہ لزومیہ آتا ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر۷: قیاس استثنائی متصل میں وضع مقدم وضع تالی پر منتج ہوگا اور رفع تالی رفع مقدم پر منتج ہوگا(۵)۔

قاعدہ نمبر۸: جب مقدم اور تالی میں تلازم کا علاقہ ہو تو اسے قیاس مطرد منعکس کہا جاتا ہے، جیسے "ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود ۔(۶)

قاعدہ نمبر۹: قیاس مطرد منعکس میں (یعنی جب قیاس استثنائی متصل میں مقدم اور تالی ایک دوسرے کے لازم مساوی ہوں جیسے طلوع شمس ووجود نہار) تو یہ چار صورتوں میں نتیجہ دے گا۔ ۱۔استثناء عین مقدم نتیجہ عین تالی ۲۔استثناء نقیض مقدم نتیجہ نقیض تالی ۳۔استثناء عین تالی نتیجہ عین مقدم ۴۔استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم ۔(۷)

قاعدہ نمبر۱۰: قیاس استثنائی متصل کے جزء اول ملزوم اور جزء ثانی لازم کہلاتا ہے(۸)۔

قاعدہ نمبر۱۱: استثناء عین مقدم نتیجہ عین تالی سے ملزوم کے وجود سے لازم کے وجود پر استدلال ہوتا ہے، جیسے ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود لكن الشمس طالعة فالنهار موجود۔(۹)

قاعدہ نمبر۱۲: استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم میں لازم کے انتفاء سے ملزوم کے انتفاء پر استدلال کیا جاتا ہے، جیسے ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود لكن النهار ليس بموجود فالشمس ليست بطالعة۔(۱۰)

قاعدہ نمبر۱۳: اگر مقدم اور تالی لازم اعم ہو تو یہ دو صورتوں میں نتیجہ دیں گے:۔ ۱۔استثناء عین مقدم نتیجہ عین تالی ۲۔استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم ۔ان دونوں صورتوں کو تلخیصا وتغلیبا استثناء عینین یا استثناء نقیضین بھی کہتے ہیں (۱۱)۔

قاعدہ نمبر۱۴: قیاس استثنائی متصل میں مقدمہ ثانیہ کو کبھی تشحیذ اذہان کے لیے حذف کیا جاتا ہے(۱۲)۔

قاعدہ نمبر۱۵: قیاس استثنائی متصل میں اکثر استدلال صورت ثانی (استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم) سے کیا جاتا ہے، جیسے ہدایہ کتاب الطہارۃ میں ہے۔ لأنه (سؤر الحمار والبغل) لو كان طاهرا لكان طهورا (لكنه ليس بطهور) نتیجہ ہوگا۔ فلايكون طاهرا.(۱۳)

---

(۱) ضوابط المعرفۃ:۲۸۳. (۲) ضوابط المعرفہ.۲۷۲. (۳) قطبی:۳۴۳. (۴) سلم العلوم:۲۰۲.

(۵) شرح تہذیب:۱۸۷. (۶) ضوابط المعرفۃ:۲۷۴. (۷)ضوابط المعرفۃ:۲۷۴.

(۸) سلم العلوم:۲۰۲. (۹) سلم العلوم:۲۰۲. (۱۰)سلم العلوم:۲۰۲.

(۱۱) سلم العلوم۲۰۲، ضوابط المعرفۃ۲۷۲. (۱۲) ارشاد الطالب:۹۶. (۱۳) ارشاد الطالب:۹۶.

تمرین

مندرجہ قیاسات میں وضعی اور رفعی کی تعیین کیجئے، نتائج بھی نکال لیں، نیز صحیح اوغلط صورت کی نشاندہی کریں؟

إذا ترك المسلمون الحهاد سلط الله عليهم عدوهم لكنهم تركوا الحهاد . كلماكان الحسد متحركا بالارادة فهوحي ولكنه متحرك . قديكون إذا كان الانسان أوروبيا كان أحمر البشر ولكنه ليس بأحمر البشر. كلماكانت النفس رضية كانت سعيدة ولكنها رضية. كلماكان العلم نافعاللدين أوللدنياكان مطلوباشرعا ولكنه مطلوب شرعا. كلما كان الانسان مشركا كان ظالما ولكنه ليس بمشرك. قديكون إذاكان المكان مضيئا كان ذلك من نور مصباح ولكنه مضيء . كلما كان الانسان مشركا كان ظالما ولكنه مشرك. قديكون إذاكان الشئى طيب الرائحة كان وردا ولكنه طيّب الرائحة. كلماكانت النفس رضية كانت سعيدة ولكنها ليس برصية. كلماكان العلم نافعاللدين أوللدنياكان مطلوباشرعا ولكنه نافع للدين والدنيا . كلماكانت النفس رضية كانت سعيدة ولكنها سعيدة. كلما كان الانسان مشركا كان ظالما ولكنه ليس بظالم. كلماكانت النفس رصية كانت سعيدة ولكنها ليست بسعيدة. كلما كان الانسان مشركا كان ظالما ولكنه ظالم. مهما ازداد علم الإنسان قل إنكاره ولكنه ازداد علمه. كلما كان زيد احمق كان كالحمار ولكنه احمق. كلما كان زيد احمق كان كالحمار ولكنّه ليس كالحمار.

چند حل شدہ مثالیں:

❁......... **قیاس استثنائی:**(إذا ترك المسلمون الجهاد سلط الله عليهم عدوهم) [**کبریٰ**] (لكنهم تركوا الجهاد) [**صغریٰ**] (فسلط الله عليهم عدوهم). [**نتیجہ/مطلوب**] **قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اوراجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ قیاس استثنائی متصل، اس لیے کہ مقدمہ اولی کبری شرطیہ متصلہ ہے، استثنائی متصل وفعی، اس لیے کہ مقدمہ استثنائیہ کاوضع ہے۔ استثناءعین تالی نتیجہ عین مقدم۔**

❁...... **قیاس استثنائی:**(لوكان خيرا ماسبقونا اليه) [**کبریٰ**] (لكنهم سبقونا اليه) [**صغریٰ**] (فهوليس خيراً). [**نتیجہ/مطلوب**] **قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اوراجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ قیاس استثنائی متصل، اس لیے کہ مقدمہ اولی کبری شرطیہ متصلہ ہے، استثنائی متصل رفعی، اس لیے کہ مقدمہ استثنائیہ کارضع ہے۔ استثناءنقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم۔**

فصل دوازدہم: قیاس استثنائی منفصل کا بیان

قیاس استثنائی منفصل کی تعریف: وہ قیاس ہے، جس میں مقدمہ اولی (شرطیہ) شرطیہ منفصلہ ہو، جیسے "ھذاالرجل اماموحد وامامشرك لكنه موحد نتیجہ ہوگا۔ فهوليس بمشرك."

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قیاس استثنائی منفصل بھی دو مقدموں صغری اور کبری پر مشتمل ہوتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۲: قیاس استثنائی منفصل میں کبری منفصلہ موجبہ عنادیہ کا ہونا ضروری ہے، اتفاقیہ نہیں ہوسکتا (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: قیاس استثنائی منفصل میں مقدمہ صغری حملیہ ہوگا جو ادات استثناء (لکن وغیرہ) کیساتھ مصدّر ہوتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۴: قیاس استثنائی منفصل میں دونوں مقدموں میں سے ایک کا کلیہ ہونا ضروری ہے تاہم قضیہ شخصیہ بھی ہوسکتا ہے کیونکہ شخصیہ کلیہ کی قوت میں ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر ۵: اگر قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہو تو اس کی چار صورتیں ہیں:۔

۱۔ عین مقدم کے استثناء سے نتیجہ نقیض تالی ہوگا، جیسے ھذاالرجل اما موحد وامامشرك لكنه موحد نتیجہ۔ فليس بمشرك.

۲۔ عین تالی کے استثناء سے نتیجہ نقیض مقدم ہوگا، جیسے ھذاالرجل اما موحد وامامشرك لكنه مشرك نتیجہ فليس بموحد.

۳۔ نقیض مقدم کی استثناء سے نتیجہ عین تالی ہوگا، جیسے ھذاالرجل اما موحد وامامشرك لكنه ليس بموحد نتیجہ فهومشرك.

۴۔ نقیض تالی کی استثناء سے نتیجہ عین مقدم ہوگا، جیسے ھذاالرجل اما موحد وامامشرك لكنه ليس بمشرك نتیجہ فهوموحد(۵).

قاعدہ نمبر ۶: اگر شرطیہ منفصلہ مانعۃ الجمع ہو تو اس کی بھی چار صورتیں ہیں جن میں پہلی دو صورتیں منتج ہیں:۔

۱۔ عین مقدم کے استثناء سے نتیجہ نقیض تالی ہوگا جیسے ھذاالرجل اماحنفي واماشافعي لكنه حنفي نتيجه فلم يكن شافعيا.

۲۔ عین تالی کی استثناء سے نتیجہ نقیض مقدم ہوگا، جیسے ھذاالرجل اماحنفي واماشافعي لكنه شافعي نتیجہ فلم يكن حنفيا.(٦)

قاعدہ نمبر ۷: اگر شرطیہ منفصلہ مانعۃ الخلو ہو تو اس کی بھی چار صورتیں بنتی ہیں جن میں آخری دو صورتیں منتج ہیں:۔

۱۔ نقیض مقدم کی استثناء سے نتیجہ عین تالی ہوگا، جیسے الامام الغزالي امامفسر أوفيلسوف لكنه ليس بمفسر (نتیجہ) فهوفيلسوف.

---

(۱) ضوابط المعرفہ: ۲۷۸۔ (۲) سلم العلوم: ۲۰۲، ضوابط المعرفہ: ۲۷۸۔ (۳) ضوابط المعرفہ: ۲۷۸۔

(۴) ضوابط المعرفہ: ۲۷۸۔ (۵) ضوابط المعرفہ: ۲۷۹۔ (٦) ضوابط المعرفہ: ۲۸۰۔

۲۔ نقیض تالی کی استثناء سے نتیجہ عین مقدم ہوگا، جیسے الامام الغزالی اما مفسر أو فیلسوف لکنہ لیس بفیلسوف نتیجہ فھو مفسر (۱).

قاعدہ نمبر۷: بالفاظ دیگر قیاس استثنائی منفصل میں حقیقیہ میں وضع مقدم رفع تالی پر منتج ہوگا، وضع تالی رفع مقدم پر منتج ہوگا، رفع مقدم وضع تالی پر منتج ہوگا اور رفع تالی وضع مقدم پر منتج ہوگا (۲)۔

قاعدہ نمبر۸: مانعۃ الجمع میں وضع مقدم رفع تالی پر منتج ہوگا اور رفع تالی رفع مقدم پر منتج ہوگا (۳)۔

قاعدہ نمبر۹: مانعۃ الخلو میں رفع مقدم وضع تالی پر منتج ہوگا اور رفع تالی وضع مقدم پر منتج ہوگا (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۰: مذکورہ چار صورتیں منفصلہ میں اس لیے متحقق ہیں کہ اس میں اجتماع اور ارتفاع دونوں محال ہیں، مانعۃ الجمع میں اجتماع محال ہے اور مانعۃ الخلو میں ارتفاع محال ہے اسی لیے ان کی دو دو صورتیں منتج ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر۱۱: مانعۃ الجمع میں استثناء نقیض احد الجزئین نتیجہ احد الجزئین کو لازم نہیں کیونکہ ارتفاع جائز ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر۱۲: مانعۃ الخلو میں استثناء عین احد الجزئین نتیجہ نقیض آخر لازم کو ستلزم نہیں کیونکہ اجتماع جائز ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۳: قیاس منفصل کو متکلمین حضرات سبر و تقسیم بھی کہتے ہیں، سبر کا معنی جانچنا ہے اور تقسیم کا مطلب یہ کہ اوصاف صالحہ للعلۃ کو اوصاف غیر صالحہ سے جدا کرنا۔ یعنی سبر و تقسیم کا طریقہ گویا علت کے تعین کی مشق اور آزمائش ہے، جس کا مفاد یہ ہے کہ اصل میں جتنے اوصاف ہوں ان کو اکٹھا کر کے ہر ایک وصف پر مذکور حکم کے ترتیب کا فرداً فرداً تجربہ کرتے جائیں اور جس وصف کو اس حکم کے ترتب کا اصلی باعث پائیں اسی کو اسی حکم کی علت اور جامع قرار دیا جائے۔ (۸)

قاعدہ نمبر۱۴: سبر و تقسیم کے ذریعے علت معلوم کرنے کے عمل کو تخریج مناط کہتے ہیں، اوصاف صالحہ للعلۃ میں سے کسی ایک کو مفضی الی الحکم کے طور پر منتخب کرنے کو تنقیح مناط کہا جاتا ہے اور وصف صالح کو دوسرے جزئیات میں تلاش کرنے کو تحقیق مناط کہتے ہیں۔ (۹)

قاعدہ نمبر۱۵: اصولیین مناط علت کو کہتے ہیں۔ (۱۰)

قاعدہ نمبر۱۶: منفصلہ حقیقیہ سے قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ وہی ہے جو شرطیہ لزومیہ کا ہے، البتہ یہاں حرف استثناء کے بعد وضع مقدم رفع مقدم، وضع تالی رفع تالی چاروں استثناء کر سکتے ہیں جس سے چار نتیجے نکل سکتے ہیں، یعنی استثناء میں جس مقدمہ کا وضع کرو گے تو دوسرے مقدمہ کے رفع کو نتیجہ سمجھیں اور جس کا رفع کرو گے تو دوسرے کے وضع (عین) کو نتیجہ سمجھیں اور مانعۃ الجمع میں دو ہی استثناء کر سکتے ہیں۔ جن

---

(۱) ضوابط المعرفہ:۲۸۱. (۲) قطبی·۳۴۵.

(۳) قطبی:۳۴۶. (۴) قطبی:۳۴۶. (۵) قطبی:۳۴۵_۳۴۶.

(۶) ضیاء النجوم:۲۰۲. (۷) ضیاء النجوم:۲۰۲. (۸) المستصفی للغزالی:۳۴.

(۹) الوجیز فی أصول الفقہ:۱۷۰-۱۷۱. (۱۰) الوجیز فی أصول الفقہ:۱۷۰.

کے دو ہی نتیجے نکالیں، یعنی استثناء میں جس مقدمہ کا وضع کرو گے تو دوسرے مقدمہ کی نقیض کو نتیجہ سمجھیں اور مانعۃ الخلو میں بھی دو ہی استثناء نتیجے نکالیں، یعنی قیاس میں جس مقدمہ کے رفع کا استثناء کرو گے تو نتیجہ دوسرے مقدمہ کے عین کو سمجھیں۔

تمرین

درج ذیل مثالوں میں قیاس استثنائی کی صورتوں کی تعیین کیجئے۔

العنقاء اما موجودة واما معدومة، لكنها غير موجودة، فهي معدومة. العنقاء اما موجودة واما معدومة، لكنهامعدومة، فهي غير موجودة. الثوب اما احمر واما اخضر، لكنه احمر، فهوليس باخضر. الثوب اما احمر واما اخضر، لكنه اخضر، فهوليس باحمر. سافر الحاج اما برا واما بحرا، لكنه سافر برا، فهولم يسافر بحراً. سافر الحاج اما برا واما بحرا، لكنه سافر بحرا، فهولم يسافر براً. الشاعر اما مبتكر وامامقتبس، لكنه ليس مبتكراً، فهومقتبس. الشاعر اما مبتكر وامامقتبس، لكنه ليس مقتبسا، فهومبتكر.

چند حل شدہ مثالیں:

- .... قیاس استثنائی منفصل: (العنقاء اما موجودة واما معدومة) [کبریٰ] (لكنها غير موجودة) [صغریٰ] (فهي معدومة). [نتیجہ/مطلوب] قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ قیاس استثنائی مفصل، اس لیے کہ مقدمہ اولی کبریٰ شرطیہ منفصلہ ہے۔ استثناء نقیض مقدم نتیجہ عین تالی۔
- .... قیاس استثنائی منفصل: (العنقاء اما موجودة واما معدومة) [کبریٰ] (لكنهامعدومة) [صغریٰ] (فهي غير موجودة). [نتیجہ/مطلوب] قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس استثنائی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ پوری ہیئت اور اجزاء کیساتھ بالفعل مذکور ہے۔ قیاس استثنائی مفصل، اس لیے کہ مقدمہ اولی کبریٰ شرطیہ منفصلہ ہے۔ استثناء عین تالی مقدم نتیجہ نقیض مقدم۔

فصل پانزدہم

قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ

قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مطلوبِ تصدیقی کے اجزاء (اصغر و اکبر) کو ذہن میں ممتاز طریقہ سے محفوظ کرلیں، پھر مطلوبہ حکم کے لیے اپنے ذہنی معلومات میں سے ایسا امر تلاش کریں جو طرفین سے کسی مخصوص تعلق کی وجہ سے موجودہ حکم کا سبب اور باعث بن سکے، غور کرنے پر جو امر تم کو ایسا معلوم ہو جائے کہ طرفین سے کسی مخصوص تعلق کی وجہ سے موجودہ حکم کا باعث ہوسکتا ہو تو اس کو بھی ذہن میں محفوظ کرلیں، اب تمہارے ذہن میں تین چیزیں جمع ہوگئیں: اصغر، اکبر اور وہ امر جس کو تم نے حکم کا اصلی باعث سمجھ کر حاصل کیا تھا اور جس کو حد اوسط کہتے ہیں، اب ان تینوں سے اس طرح دو قضیے بنالیں کہ وہی حد اوسط اصغر سے ملا کر ایک قضیہ بنالیں جس کو صغری کہیں گے اور پھر اکبر سے ملا کر دوسرا قضیہ بنالیں، جس کو کبری کہیں گے، یہی صغری اور کبری جب ملا کر کہیں گے تو یہ قیاس کہلائے گا اور پھر ان میں سے جو مکرر جزء (حد اوسط) کو گرا بقیہ اجزاء (اصغر و اکبر) کے جوڑنے پر جو قضیہ پیدا ہوگا وہی نتیجہ اور مطلوب ہوگا۔

قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی بھی قضیہ شرطیہ لے کر اس کو صغری بنایا جائے، پھر حرف استثناء (لکن وغیرہ) لا کر اس کے بعد یا تو اس شرطیہ کے مقدم کو بعینہ یا تالی کو بعینہ یا ان میں سے ہر ایک کی نقیض کو قضیہ حملیہ کی شکل میں رکھ کر کبری بنایا جائے، پھر حد اوسط گرا کر نتیجہ نکالا جائے، جیسے مثال مذکور میں "**کلما کان زید عالما فواجب احترامه**" قضیہ شرطیہ ہے اور قیاس استثنائی کا کبری ہے اور "لکنّ" حرف استثناء ہے اور "**لكنه عالم**" بعنیہ مقدم ہے، جو صغری ہے۔ "**فزید واجب احترامه**" نتیجہ ہے، جو حد اوسط حذف کرنے کے بعد حاصل ہوا ہے۔

قیاس استثنائی متصل بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی متصل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے متصلہ لزومیہ کو بطور مقدمہ اولی رکھیں اس کے بعد حرفِ استثناء "لکن" رکھیں، اس کے بعد اسی متصلہ کے مقدم کو بعینہ رکھیں جس کو وضع مقدم بھی کہتے ہیں یا نقیض تالی رکھیں جس کو رفع تالی بھی کہتے ہیں، بہر حال اس کو مقدمہ سمجھیں جس سے یہ قیاس تیار ہو چکا۔ اب اس سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر قیاس میں تم وضع مقدم کر چکے تھے تو نتیجہ بعینہ تالی ہوگا اور اگر رفع تالی کر چکے تھے تو نتیجہ رفع نقیض مقدم کو سمجھیں۔ قیاس استثنائی متصلہ سے صرف یہی دو نتیجہ دے سکتا ہے

قیاس استثنائی منفصل بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی منفصل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرطیہ مفصلہ (حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو) کو بطور مقدمہ اولی رکھیں اس کے بعد حرفِ استثناء "لکن" رکھیں، اس کے بعد اسی منفصلہ کے مقدم کو بعینہ رکھیں جس کو وضع مقدم بھی کہتے ہیں یا نقیض تالی رکھیں جس کو رفع تالی بھی کہتے ہیں، بہر حال اس کو مقدمہ سمجھیں جس سے یہ قیاس تیار ہو چکا۔ اب منفصلہ حقیقیہ سے قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ یہاں حرف استثناء کے بعد وضع مقدم رفع مقدم، وضع تالی رفع تالی چاروں استثناء کر سکتے ہیں جس سے چار نتیجے نکل سکتے ہیں، یعنی استثناء میں جس مقدمہ کا وضع کرو گے تو دوسرے مقدمہ کے رفع کو نتیجہ سمجھیں اور جس کا رفع کرو گے تو دسرے کے وضع (عین) کو نتیجہ سمجھیں اور مانعۃ الجمع میں دو ہی استثناء کر سکتے ہیں۔ جن کے دو ہی نتیجے نکالیں، یعنی استثناء میں جس مقدمہ کا وضع کرو گے تو وسرے مقدمہ کی نقیض کو نتیجہ سمجھیں اور مانعۃ الخلو میں بھی دو ہی استثناء نتیجے نکالیں، یعنی قیاس میں جس مقدمہ کے رفع کا استثناء کرو گے تو نتیجہ دوسرے مقدمہ کے عین کو سمجھیں۔

قیاس استثنائی متصل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی متصل کو اقترانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ادوات شرط اور استثناء کو حذف کرنے کے بعد صغری کو کبری بنایا جائے، جیسے "کلما کان هذا انسانا کان حیوانا،لکنه انسان فهوحیوان" **اس سے قیاس اقترانی یوں بنے گا۔** "هذاانسان" **(صغری)** "وکل انسان حیوان" **(کبری)** "فهوحیوان" **(نتیجہ)** ہوگا۔ **اسی طرح** "کلما کان هذاانسانا کان حیوانا،لکنه لیس بحیوان فهولیس بانسان" **اس سے قیاس اقترانی یوں بنے گا۔** "هذالیس بحیوان **(صغری)**"وکل مالیس بحیوان لیس بانسان **(کبری)** **نتیجہ یہ ہوگا۔** "هذالیس بانسان"۔ **اور جیسے** "ان کانت الشمس طالعة فالنهارموجود **(کبری)**،لکن النهارموجود **(صغری)**،فالشمس طالعة **(نتیجہ)** **اس سے قیاس اقترانی یوں بنے گا۔** "النهارلازم لطلوع الشمس الموجود **(صغری)**وکل ماهولازم لطلوع الشمس الموجودموجود **(کبری)** **نتیجہ یوں گا۔** "النهارموجود".

قیاس استثنائی منفصل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی منفصل کو اقترانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ صغری کو کبری بنایا جائے، جیسے "الاثنان امازوج أوفرد،لکنه زوج،فهولیس بفرد" **اس سے اقترانی یوں بنے گا۔** "الاثنان زوج" **(صغری)** "وکل زوج لیس بفرد" **(کبری)**" فالاثنان لیس بفرد." **(نتیجہ)**. **اسی طرح دوسری مثال** "الاثنان اما زوح أوفرد،لکنه لیس بفرد،فهوزوج" **اس سے اقترانی یوں بنے گا۔** "الاثنان

لیس بفرد"(صغری) "وکل مالیس بفردفھوزوج"(کبری) "الاثنان زوج" (نتیجہ).(۱)

قیاس استثنائی متصل سے منفصل بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی متصل سے منفصل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ادوات اتصال کو حذف کر کے ادوات انفصال کو مقدم اور تالی پر داخل کردیں، تو منفصل بن جائے گا، جیسے "کلماکان الاثنان زوجافلیس بفرد"(کبری) "لکنه روج"(صغری) "فھولیس بفرد." یہ متصل ہے، ادوات انفصال داخل کرنے کے بعد منفصل یوں بنے گا، جیسے "الاثنان امازوج أوفرد"(کبری)"لکنه زوج"(صغری).

قیاس استثنائی منفصل سے متصل بنانے کا طریقہ

قیاس استثنائی منفصل سے متصل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ادوات انفصال کو حذف کر کے ادوات اتصال کو مقدم اور تالی پر داخل کردیں، تو متصل بن جائے گا، جیسے "الاثنان امازوج أوفرد"(کبری لکنه زوج"(صغری) یہ منفصل ہے، ادوات اتصال داخل کرنے کے بعد متصل یوں ہوگا۔ "کلماکان الاثنان زوجافلیس بفر(کبری) لکنه زوج (صغری)، فھولیس بفرد."(نتیجہ) ہوگا۔

---

(۱) قیاس استثنائی کو اقترانی کی طرف اور متصل کو منفصل کی طرف پھیرا جاسکتا ہے۔ ۱۔ قیاس اقترانی کی مثال:۔ "ھذاافل، وربی لیس بافل." نتیجہ یہ ہوگا۔ "ھذا لیس ربی". اس کو استثنائی کی طرف یوں پھیرا جاسکتا ہے۔ "لو کانت ھذه ربی ما أفلت، لکنھا أفلت" نتیجہ یہ ہوگا۔ "فلیست بربی".
۲۔ قیاس استثنائی کی مثال:۔ "لو کان ھؤلاء آلھة ماوردوھا، لکنھم وردوا" تو نتیجہ ہوگا۔ "فلیس ھؤلاء آلھة". اس کو اقترانی کی طرف یوں پھیرا جاسکتا ہے۔ "ھؤلاء یردون جھنم، وکل من یردجھنم فلیس باِله" تو نتیجہ ہوگا۔ "ھؤلاء لیسوا بآلھة".

قیاس استثنائی کو اقترانی کی طرف اس طرح پھیرا جاتا ہے کہ ملزوم کو اوسط بنایا جائے اور قیاس اقترانی کو منفصل کی طرف یوں پھیرا جاسکتا ہے کہ اس کے منافی کا اس کیساتھ ذکر کردیا جائے۔ علامہ ابن حاجب (م۶۸۲ھ) فرماتے ہیں۔ "ویردالاستثنائی الی الاقترانی بأن یجعل الملزوم وسطا والا قترانی الی المنفصل بذکرمنافیه معه. (مختصر ابن حاجب ۱/۲۱۸)

فصل شانزدہم

مقدمہ محذوفہ کے استخراج کا طریقہ

قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور عربی محاورات میں قیاس کے ایک مقدمہ کو ذکر کرنا اور ایک کا حذف کرنا شائع ذائع ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب نمرود سے مناظرہ ہوا، تو نمرود نے مجرم کو رہا کر کے اور غیر مجرم کو قتل کروا کر کہا۔ "أَنَا أُحيِي وَ أُمِيت" نمرود کا یہ قول محذوف الکبری ہے، کبری یوں گا۔ "و كل من يحيى ويميت فهو ربّ" نتیجہ ہوگا۔ "أنا ربّ" اور یہ اس کا قیاس فاسد تھا، اس لیے صغری کاذبہ ہے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی حماقت دیکھ کر مناقشہ نہیں، کیونکہ وہ دراصل بات کو الجھا رہا تھا، اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکیمانہ طور پر رُخ بدل کر فرمایا۔ " فَإِنَّ اللَّهَ يَأتِي بِالشَّمسِ مِنَ المَشرِقِ فَأتِ بِهَا مِنَ المَغرِبِ" .(البقرۃ:۲۵۸)، یہ دو جملے ہیں، جس میں معمولی تصرف وتحویل کر کے آسانی کیساتھ شکل اول بن سکتی ہے۔ قیاس منطقی یوں ہوگا۔ "أنت عاجز من أن تأتي بالشمس من المشرق" (صغری) "والعاجز ليس بربّ" (کبری) "أنت لست بربّ" (نتیجہ)، نیز شکل ثانی بھی بن سکتی ہے، جیسے "ما أنت قادر على أن تأتي بالشمس من المغرب" (صغری) "وربي قادر على أن يأتي بالشمس من المغرب" (کبری) "ما أنت بربّي " (نتیجہ) ہوگا۔

الغرض قیاس میں جب صغری اور کبری دونوں موجود ہوں، تو صرف عمل استنتاج کا قانون جاری ہوگا، لیکن بسا اوقات صغری ہوتا ہے اور کبری نہیں ہوتا اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے، یعنی کبری مہیا ہوتا ہے، لیکن صغری نہیں ہوتا، پہلی صورت میں کبری سہلۃ الحصول والا قانون اور دوسری صورت میں صغری سہلۃ الحصول والا قانون جاری ہوگا۔

صغری سہلۃ الحصول والا قانون

یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ صغری موضوعین سے بنتا ہے، یعنی صغری کا پہلا جزء (موضوع) دعوی یا نتیجہ کا پہلا جزء ہوتا ہے اور اس کا دوسرا جزء کبری کا پہلا جزء (موضوع) ہوتا ہے، صغری بنانے طریقہ یہ ہے کہ جس جزئی کا حکم معلوم کرنا ہوتو اسے صغری کا موضوع بنائیں گے اور کبری کا جو موضوع ہے، اسے صغری کا محمول بنائیں گے، تو صغری مہیا ہوگا، جیسے "ضرب زيد" میں "زید" کا اگر حکم معلوم کرنا ہوتو اسے صغری کا موضوع بنائیں گے اور کبری "كل فاعل مرفوع" ہے، اس میں "فاعل" موضوع ہے، اس کو صغری کا محمول بنائیں گے، تو صغری "زيد فاعل" بن جائے گا، اس سے قیاس منطقی یوں تیار ہو جائے گا۔ "زيد فاعل "(صغری) "و كل فاعل مرفوع" (کبری)" زيد مرفوع" (نتیجہ).

کبریٰ سہلۃ الحصول والا قانون

یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ کبریٰ محمولین سے بنتا ہے، یعنی کبریٰ کا پہلا جزء صغریٰ کا محمول ہوتا ہے اور اس کا دوسرا جزء دعوی یا نتیجہ کا محمول ہوتا ہے، کبریٰ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ صغریٰ کے محمول کو کبریٰ کا موضوع بنائیں گے اور نتیجہ یا دعوی کا جو محمول ہے، اسے کبریٰ کا محمول بنائیں گے، اور اس پر قضیہ کلیہ کا سور داخل کریں گے، تو کبریٰ مہیا ہوگا، جیسے "زید ضال" نتیجہ اور دعوی ہے، اس میں "ضال" محمول ہے، اس کو کبریٰ کا موضوع بنائیں گے اور "لأنہ مبتدع" صغریٰ ہے، اس میں "مبتدع" محمول ہے، اس کو کبریٰ کا محمول بنائیں گے، اور اس پر قضیہ کلیہ کا سور (کل وغیرہ) داخل کریں گے، تو کبریٰ "کل مبتدع ضال" مہیا ہوگا، اب قیاس منطقی یوں ہوگا۔ "زید مبتدع" (صغریٰ) "وکل مبتدع ضال" (کبریٰ) "زید ضال" (نتیجہ) (۱)

فصل ہفدہم

شکال اربعہ کی سات صورتیں

یہ بات مسلم ہے کہ ہر شکل میں دو مقدمے ہوتے ہیں ایک صغریٰ اور دوسرا کبریٰ، ان دونوں کے ملانے سے ایک تیسرا مقدمہ حاصل ہوتا ہے، جس کو نتیجہ اور مطلوب کہتے ہیں، ان تینوں کے ذکر یا حذف کے اعتبار سے سات صورتیں بنتی ہیں، اس لیے کہ یا تو تینوں مذکور ہوں گے، یا کوئی سے دو مذکور ہوں گے، یا ایک صرف ایک مذکور ہوگا، اگر تینوں مذکور ہوں تو پہلی صورت، اگر کوئی سے دو مذکور ہوں تو اس کی تین صورتیں ہیں، اگر اول (صغریٰ) وثانی (کبریٰ) مذکور ہو تو دسری صورت، اگر اول (صغریٰ) وثالث (نتیجہ) مذکور ہو تو تیسری صورت، اور اگر ثانی (کبریٰ) وثالث (نتیجہ) مذکور ہو تو چوتھی صورت، اور اگر صرف ایک مذکور ہو تو اس کی بھی تین صورتیں ہیں، فقط صغریٰ مذکور ہوگا، یا فقط کبریٰ مذکور ہوگا، یا فقط نتیجہ مذکور ہوگا، ایک فقط صغریٰ مذکور ہو تو پانچویں صورت، اگر فقط کبریٰ مذکور ہو تو چھٹی صورت اور اگر فقط نتیجہ مذکور ہو تو ساتویں صورت۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اشکال اربعہ کی درج ذیل سات صورتیں بنتی ہیں:۔

۱۔ مذکور المقدمتین والنتیجۃ ۲۔ مذکور المقدمتین محذوف النتیجۃ ۳۔ مذکور الصغری والنتیجۃ محذوف الکبری ۴۔ مذکور الکبری والنتیجۃ محذوف الصغری ۵۔ مذکور الصغری فقط ۶۔ مذکور الکبری فقط ۷۔ مذکور النتیجۃ فقط۔

---

(۱) تحفہ شاہجہانی ۱۱، کشاف اصطلاحات الفنون: ۲/ ۱۲۹۵-۱۲۹۶، أساس المنطق: ۲/ ۱۰۵، ارشاد الطالب: ۸۵-۸۶۔

پہلی صورت: مذکور المقدمتین والنتیجة : جس میں صغری، کبری اور نتیجہ تینوں مذکور ہوں، جیسے قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے۔ ﴿أُولَئِکَ حِزبُ اللّٰه﴾ (صغری) ﴿ أَلَا إِنَّ حِزبَ اللّٰهِ هُمُ المُفلِحُون ﴾ (المجادلة:۲۲) اس آیت میں صغری اور کبری دونوں مذکور ہیں، ایک دوسری جگہ نتیجہ بھی مذکور ہے۔ ﴿ أُولَئِکَ هُمُ المُفلِحُونَ﴾. (البقرة:۵)

اس طرح دوسری مثال یہ ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ ﴿وَمَن لَم يَحكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِکَ هُمُ الکَافِرُونَ ﴾ (المائدة:۴۴) ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ﴿ وَمَن لَم يَحكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِکَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (المائدة:۴۵) اور ایک جگہ ارشاد ہے۔ ﴿وَالکَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (البقرة:۲۵۴).

دوسری صورت: مذکور المقدمتین محذوف النتیجة: جس میں صغری اور کبری دونوں مذکور ہو، لیکن نتیجہ مذکور نہ ہو، جیسے "کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة" اس روایت میں "کل محدثة بدعة" صغری ہے اور "وکل بدعة ضلالة" کبری ہے، نتیجہ ہوگا۔ "کل محدثة ضلالة" مذکور نہیں۔

تیسری صورت: مذکور الصغری والنتیجة محذوف الکبری : جس میں صغری اور نتیجہ دونوں مذکور ہوں، لیکن کبری محذوف ہو، جیسے قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے۔ " إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسرٍ " یہ صغری ہے۔ کبری (وکل خاسر لکفور) محذوف ہے اور نتیجہ (إِنَّ الإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَکَنُودٌ) بھی مذکور ہے۔

چوتھی صورت: مذکور الکبری والنتیجة محذوف الصغری: جس میں کبری اور نتیجہ مذکور ہو، لیکن صغری محذوف ہو، جیسے ایک حدیث میں ہے۔ "کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیته." اس کا صغری (کل مسؤل عن رعیته راع) محذوف ہے، کبری (کلکم راع) اور نتیجہ (وکلکم مسؤل عن رعیته) مذکور ہے۔

پانچویں صورت: مذکور الصغری فقط : جس میں صرف صغری مذکور ہو، جیسے "وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِاليَومِ الآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤمِنِينَ" (صغری) "وکل من یقول امنابالله والیوم الآخر کاذبا فهو منافق" (کبری) "فمن الناس منافقون" نتیجہ۔ اس آیت میں صرف صغری مذکور ہے۔

چھٹی صورت :مذکور الکبری فقط: جس میں صرف کبری مذکور ہو، جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ "کل نفس ذائقة الموت"۔ کبری مذکور ہے، صغری (الانسان ذو نفس) اور نتیجہ (وکل انسان یذوق الموت) دونوں محذوف ہیں۔

ساتویں صورت: مذکور النتیجة فقط: جس میں صرف نتیجہ مذکور ہو، جیسے قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے۔ " وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ." یہ نتیجہ ہے، صغری (وان کثیرا من الناس لعاصون) اور کبری (وکل العاصین لفاسقون) دونوں محذوف ہیں۔

فصل سیزدہم: استقراء کا بیان

استقراء کی تعریف: هو الحكم على كل بتتبع أكثر الجزئيات.

کسی کلی کے اکثر جزئیات کی تفتیش سے پوری کلی پر حکم لگا دینا۔ یعنی اکثر جزئیات کو دیکھ کر کوئی ایسا قاعدہ کلیہ بنا لینا جو ایک تسلیم شدہ حقیقت کا درجہ رکھے۔ بالفاظِ دیگر استقراء سے مراد وہ حجت ہے جس میں کسی کلی کے حکم پر اسی کے جزئیات کے احکام سے استدلال کیا گیا ہو یا کسی کلی کے جزئیات کا اس لیے تتبع حالات کرنا تاکہ اس سے ان کی کلی کے حال پر حکم کیا جائے، جیسے کسی خاندان کے کل دس افراد ہوں اور استقراء اور جستجو کے بعد ہر فرد کے متعلق اس بات کا علم ہو کہ ان میں ہر ایک فرد نکما ہے، اس کے بعد اس خاندان کے متعلق حکم کلی لگا کر یوں کہنا کہ یہ سارا خاندان ہی نکما ہے۔ استقراء کہلاتا ہے۔ استقراء کو عوام بھی اپنے محاورات میں عموماً استعمال کرتے ہیں، جیسے کہا جاتا ہے: ہر دیندار امانت دار ہوتا ہے۔ ہر بخیل دنیا دار ہوتا ہے۔ ہر نیک خصلت وفادار ہوتا ہے۔ ہر بے دین جفاکار ہوتا ہے۔

بعض منطقی حضرات نے استقراء کی تعریف یوں کی ہے۔

"اقتناص المجهول بالمعلوم."

"معلومات کے ذریعے مجہولات کا شکار کرنا۔

استقراء کی دو قسمیں ہیں:۔

ا۔ استقراء تام ۲۔ استقراء ناقص

ا۔ استقراء تام: وہ استقراء ہے جو جملہ افراد پر احاطہ کرے، جیسے "كل جسم اما حيوان أو جماد أو نبات."

۲۔ استقراء ناقص: وہ استقراء ہے جو جملہ افراد پر احاطہ نہ کرے، جیسے " كل حيوان يحرك فكه الأسفل عند المضغ."

وجہ حصر: استقراء جملہ جزئیات کو حاصر ہو گا یا نہیں، اگر ہو تو استقراء تام اور اگر نہ ہو تو استقراء ناقص۔

قواعد

قاعدہ نمبر ا: استقراء میں حکم کلی مطلوب ہوتا ہے (ا)۔

قاعدہ نمبر ۲: استقراء تام مفید یقین ہوتی ہے اور استقراء ناقص غیر مفید یقین کہلاتی ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۳: استقراء ایک اہم ترین طریقہ معرفت ہے اس کی ضرورت صرف فن منطق میں نہیں بلکہ جملہ علوم و فنون فقہ، نحو، صرف، بلاغت،

(ا) شرح تہذیب ۱۹۱.

(۲) شرح تہذیب ۱۹۲.

عروض، طب، فلکیات، ریاضی وغیرہ میں بھی پڑتی ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر۴: نحو اور صرف وغیرہ کے قواعد بھی استقراء ناقص کے زمرے میں داخل ہیں جو محض راجح کی حیثیت رکھتے ہیں (۲)۔☆

قاعدہ نمبر۵: استقراء ناقص کو استقراء علمی بھی کہا جاتا ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۶: استقراء علمی کے ذریعے سے کسی نتیجے تک حصول کے دو ضابطے ہیں ایک کو قانون علیت اور دوسرے کو قانون اطراد کہتے ہیں، قانونِ علیت سے مراد سبب اور مسبب کا علاقہ ہے کہ ایک شئی کے ظہور کو کسی دوسری شئی کی علت قرار دی جائے، مثلاً: سمندر کی بھاپ سے بادل بننا اور بادلوں کا سرد ہوا سے ٹکرا کر پانی بن کر برسنا اور بیج کا مناسب مٹی، ہوا اور دھوپ کی متناسب مقدار کی وجہ سے نکلنا وغیرہ (۴)۔

قاعدہ نمبر۷: قانون اطراد سے تجربات و مشاہدات سے حاصل ہونے والے وہ اصول مسلمہ مراد ہیں، جن کے خلاف کوئی بات دیکھنے میں نہ آئے جیسے گردن کو جسم سے الگ کرنے کی وجہ سے موت واقع ہوتی ہے اور دیگر اعضاء (ہاتھ، ناک، کان، پاؤں وغیرہ) کے جدائی سے موت واقع نہیں ہوتی (۵)۔

قاعدہ نمبر۸: علامہ سید سندؒ اور فاضل لاہوری کے نزدیک استقراء میں حصر کا دعوی ضروری ہے، یعنی یہ دعوی کیا جائے کہ جس قدر جزئیات تتبع اور تلاش کے بعد حاصل ہوئی ہیں پس یہی جزئیات اس کلی کے ہیں اسکے علاوہ نہیں، خواہ واقع کے اعتبار سے دیگر جزئیات بھی ہوں۔ تاہم صاحب سلم العلوم نے حصر کے ادعاء کو مسترد کیا، کیونکہ پھر استقراء مفید جزم ہو جائے گا (۶)۔

قاعدہ نمبر۹: استقراء میں اکثر جزئیات کے حصر کا دعوی ضروری ہوتا ہے (۷)۔

قاعدہ نمبر۱۰: قیاس کو منطق استخراجیہ اور استقراء کو منطق استقرائیہ بھی کہتے ہیں (۸)۔

قاعدہ نمبر۱۱: منطق استقرائیہ میں جزئی حقائق سے قضایا کلیہ اخذ کیے جاتے ہیں (۹)۔

قاعدہ نمبر۱۲: منطق استقرائیہ کی بنیاد حقائق اور مشاہدات پر ہوتی ہے (۱۰)۔

---

(۱) تفہیم المنطق۲۰۳. (۲) تفہیم المنطق۲۰۳. (۳) تفہیم المنطق:۲۰۷.

(۴) تفہیم المنطق:۲۰۸. (۵) تفہیم المنطق:۲۰۸. (۶) سلم العلوم:۲۰۴.

(۷) سلم العلوم:۲۰۴. (۸) منطق استقرائیہ:۲. (۹) منطق استقرائیہ:۵. (۱۰) منطق استقرائیہ:۶.

☆ خلاصہ کلام یہ ہے کہ فنون کے جملہ قوانین (خواہ صرفی قوانین ہوں یا نحوی قوانین ہوں) کا دارومدار استقراء پر ہے اور یہ استقراء ہے بھی ناقص۔ یہی وجہ ہے کہ صرفی نحوی قوانین متعدد مقامات پر قرآن مجید کی آیات کیساتھ نہیں چلتے اور چونکہ یہ بات فرض کرلی گئی ہے کہ نحو و صرف کے تمام قوانین یقین کا درجہ رکھتے ہیں، اس لیے قرآنی آیات کی خواہ مخواہ تاویل کی جاتی ہے اور مختلف توجیہات پیش کی جاتی ہیں اور اس نے ایک مستقل فن کی صورت اختیار کرلی ہے جس کا نام "**مشکلات القرآن**" ہے، حالانکہ یہ "**مشکلات الاستقراء فی مشکلات النحو والصرف**" ہیں۔ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے جامعہ ام القری مکہ مکرمہ میں ایک محاضرہ اسی موضوع پر لکھا ہے، جس کا عنوان "**نزل القرآن علی محمد العربی الهاشمی** (ﷺ) **ولم ینزل علی الکسائی البصری و الفراء الکوفی**" ہے۔ دیکھئے: ہامش تفہیم المنطق:۲۰۷.

قاعدہ نمبر۱۳: منطق استخراجیہ میں نتیجہ مقدمات سے اخص ہوتا ہے اور منطق استقرائیہ میں نتیجہ مقدمات سے اعم ہوتا ہے، یعنی استخراج اور استقراء ایک دوسرے کے الٹ عمل ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۱۴: منطق استخراجیہ میں عمومی قوانین سے انفرادی حقائق کی طرف انتقال ہوتا ہے اور منطق استقرائیہ میں انفرادی حقائق سے عمومی قوانین کی طرف انتقال کیا جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۱۵: منطق استخراجیہ کا تعلق صوری صحت کیساتھ ہے اور منطق استقرائیہ کا تعلق مادی صحت کیساتھ ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر۱۶: منطق استخراجیہ کا طریق کار ترکیب (مقدمات کو ملا کر نتیجہ حاصل کرنا) ہے اور منطق استقرائیہ (علت کے لیے معلول اور معلول کے لیے علت تلاش کرنا) کا طریق کار تحلیل ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۱۷: منطق استخراجیہ کے نتائج منطق استقرائیہ کے نتائج سے زیادہ اقوی ہوتی ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر: استقراء کا مبنی مشاہدہ، تعلیل، مماثلت اور بداہت عقل پر ہے (۶)۔

تمرین

درج مثالوں میں استقراء کی اقسام وانواع کی تعیین کیجئے۔

كل فاعل مرفوع. كل كوكب يدور حول الشمس. كل يوم من ايام الاسبوع يتالف من اربع وعشرين ساعة. الأشجار فى بستان زيد كلّها نخيل. الكلمة اسم وفعل وحرف. الماء يغلى إذا بلغت حرارته درجة. كلّ إنسان يقع قلبه إلى الجهة اليسرى من صدره. كلّ احتراق يحتاج إلى أوكسجين. كلّ مثلث مجموع زواياه يساوى زاويتين قائمتين. كلّ مسكر هو حرام. كل منطقى راسخ فى العلم. كل نبى معصوم. كل مفعول منصوب.

چند حل شدہ مثالیں:

❁...... **الصحابة كلهم عدول:**

استقراء، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی علی الکلی ہے، استقراء تام اس لیے کہ تمام افراد کو شامل ہے۔

❁...... **كل عالم متقى:**

استقراء، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی علی الکلی ہے، استقراء ناقص اس لیے کہ تمام افراد کو شامل نہیں۔

---

(۱) منطق استقرائیہ:۷۔ (۲) منطق استقرائیہ:۸۔

(۳) منطق استقرائیہ:۸۔ (۴) منطق استقرائیہ:۱۰۔

(۵) منطق استقرائیہ:۱۱۔ (۶) القواعد المنطقیہ: ۳۲۸۔

فصل نوزدہم: تمثیل کا بیان

تمثیل کی تعریف: **هو اثبات حكم في جزئي لوجوده في جزئي آخر لمعنى جامع مشترك بينهما.**

یعنی ایک جزئی کے حکم کو دوسرے جزئی میں کسی علت جامعہ کی بنیاد پر ثابت کرنا۔

مطلب یہ ہے کہ جس بنیاد پر کسی جزئی میں حکم لگا ہوا ہے وہی بنیاد دوسری جزئی میں پائے جانے کی بناء پر وہی حکم لگا دینا تمثیل کہلاتا ہے جیسے کسی طالب علم کو تہجد گزار ہونے کی بنیاد پر مدرسے سے وظیفہ ملتا تھا، پھر معلوم ہوا کہ فلاں طالب علم بھی تہجد پڑھتا ہے اس لیے اس کا وظیفہ بھی جاری کر دیا گیا۔ اس کو تمثیل کہتے ہیں۔

صاحب سلم العلوم یوں تعریف کرتے ہیں۔

هو قول مؤلف من قضايا مشتمل على بيان مشاركة جزئي لآخر في علة الحكم فيثبت الحكم له. (۱)☆

تمثیل ایسے قضایا کا نام ہے، جس میں کسی حکم کی علت کی بنیاد پر وہی چیز دوسرے جزئی میں دیکھ کر اس پر اسی جزئی کا حکم لگا دینا، جیسے شراب کی حرمت کی علت سکر و نشہ ہے، تو اسی علت (نشہ) کو دیگر مشروبات میں کر اس پر بھی حرمت کا حکم لگا دینا۔ ہدایہ سے ایک مثال ملاحظہ ہو۔ **لأن المسكر يفسد العقل فيكون حراما قليله وكثيره كالخمر.** (۲)

مذکورہ مثال میں "مسکر" مقیس اور فرع "خمر" مقیس علیہ اور اصل ہے، ''فساد عقل'' علت جامعہ اور ''حرام'' ہونا حکم کہلاتا ہے۔

ارکان تمثیل کا بیان

تمثیل کے چار ارکان ہیں:۔

۱۔ ممثل بہ (اصل) جس کو علم البلاغہ میں مشبہ بہ اور اصول فقہ میں مقیس علیہ کہتے ہیں۔

۲۔ ممثل (فرع) جس کو علم البلاغہ میں مشبہ اور اصول فقہ میں مقیس کہتے ہیں۔

۳۔ علت جامعہ، جسے علم البلاغہ میں وجہ شبہ کہتے ہیں۔

۴۔ حکم

---

(۱) اسعاد الفہوم: ۲/ ۱۷۵۔ (۲) ہدایہ: کتاب الأشربۃ.

☆ تمثیل حجت کی تیسری قسم ہے ایک جزئی کے حال سے دوسری جزئی کے حال پر علتِ مشترکہ کی وجہ سے استدلال کرنے کو تمثیل کہتے ہیں، فقہاء کرام اس کو قیاس کہتے ہیں جس جزئی کے حال سے استدلال کیا جاتا ہے اس کو اصل اور مقیس علیہ کہتے ہیں اور جس جزئی پر استدلال کیا جاتا ہے اس کو فرع اور مقیس کہتے ہیں اور جو وصف ان دونوں کے درمیان مشترک ہوتا ہے اس کو علت جامعہ کہتے ہیں، کیونکہ یہ وصف اصل اور فرع دونوں کو ایک حکم میں جمع کرتا ہے، متکلمین اس کو استدلال بالشاہد علی الغائب کہتے ہیں، اصل کو شاہد اور فرع کو غائب سے تعبیر کیا ہے۔

مقیس علیہ کی علت معلوم کرنے کا ایک طریقہ: سبر و تقسیم

تمثیل میں مقیس علیہ کے علت معلوم کرنے کے کئی طریقے ہیں جن کا مفصل ذکر اصول فقہ سے متعلق ہے ایک طریقہ سبر و تقسیم کا ہے وہ یہ ہے کہ مقیس علیہ کے مختلف اوصاف کا مطالعہ کر کے یہ متعین کیا جائے کہ کونسا وصف علت حکم بنے کی صلاحیت رکھتا ہے، ''سبر'' کے معنی جانچنے اور پرکھنے کے ہیں، جبکہ تقسیم مختلف اوصاف میں غور کر کے علت کے قابل اوصاف کو غیر قابل اوصاف سے الگ کرنے کو کہتے ہیں، گویا کہ کچھ اوصاف کے ابقاء اور کچھ کے الغاء کا نام تقسیم ہے۔

اب چونکہ مختلف اوصاف میں تعاند ہوتا ہے اور ان کو سامنے رکھ کر غور کرنے سے قضیہ منفصلہ بنایا جا سکتا ہے، منطقی حضرات اسے قیاس استثنائی منفصل کہتے ہیں۔ مثلاً شراب حرام ہے اگر شراب انگور کی سرخ رنگ کی بدبودار ہو، اسکے اوصاف عموماً یہ ہوتے ہیں۔ ۱۔ بہنے والی ہونا ۲۔ بدبودار ہونا ۳۔ سرخ رنگ والی ہونا ۴۔ نشہ دار ہونا ۵۔ جھاگ والی ہونا ۶۔ انگور سے بنی ہوئی ہونا ۷۔ گلاس میں ہونا ۸۔ تین دن سے برتن میں ہونا۔ اب ان اوصاف میں غور کیا جائے تو سوائے نشہ دار ہونے کے اور کوئی وصف علت بنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (۱)

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: تمثیل کو فقہاء کرام قیاس سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی یوں تعریف کرتے ہیں۔ ''نقل الحكم من الأصل الى الفرع لعلة جامعة یعنی اصل سے فرع کی طرف حکم کو علت جامعہ کی وجہ سے منتقل کرنا، جیسے ''إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ.'' (ال عمران ۵۹) اس میں حضرت آدم علیہ السلام مشبہ، حضرت عیسی علیہ السلام مشبہ بہ، حکم الٰہی سے پیدا ہونا علت مشترکہ اور مخلوق ہونا حکم مشترک ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر ۲: فقہاء کرام تمثیل کے لیے کبھی حروف مشبہ، کبھی صیغ تشبیہ اور بسا اوقات اسلوب تشبیہ استعمال کرتے ہیں، حروف تشبیہ، جیسے ک، كذا، كذالک، مثل، نحو وغیرہ۔ صیغ تشبیہ جیسے فأشبه، شابه، بكذ اوغیرہ۔ اسلوب تشبیہ، جیسے فهو بمعنى كذا، هو بمنزلة كذا، ألحقه كذا، التحق بكذا وغیرہ (۳)۔

قاعدہ نمبر ۳: تمثیل کو اصول فقہ میں قیاس اور متکلمین کی اصطلاح میں الاستدلال بالشاہد علی الغائب بھی کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۴: اثبات علت کے متعدد طریقے ہیں جن میں دو طریقے عمدہ اور معروف ہیں ایک طریقہ دوران اور دوسرا طریقہ تردید ہے، دوران کو طرد و عکس بھی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وصف حکم کیساتھ وجوداً اور عدماً مقترن ہو۔ وجوداً اور عدماً کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ وصف

---

(۱) أساس المنطق: ۱۷۳، ارشاد الطالب: ۱۲۰. (۲) أساس المنطق: ۱۴۸.

(۳) ارشاد الطالب: ۱۰۵-۱۰۸. (۴) تفہیم المنطق: ۲۷۰، اسعاد المفہوم: ۲/۱۷۲.

مشترک پایا جائے تو حکم پایا جائے گا اور اگر وصف نہ پایا جائے تو حکم بھی نہیں پایا جائے گا۔

قاعدہ نمبر ۵: سبر و تقسیم کا نحو و صرف میں بھی استعمال ہوتا ہے کہ مختلف احتمالات نکال کر کسی احتمال کو متعین کرنا، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ "مَرْوَان" کا وزن "فَعْلَان" ہے یا "فَعْوَال" یا "مَفْعَال" ہے، آخری دو کی مثال نہیں ملتی، لہذا "فَعْلَان" ہی متعین ہو گیا (۱)۔

قاعدہ نمبر: ۶ لفظ "أَجْوَف" بروزن "أَفْعَلُ" ہے یہ یا ماضی ہے یا مضارع ہے یا جامد یا اسم تفضیل یا صفت مشبہ؟ یہ تقسیم ہے غور و فکر کرنے کے بعد یہ صفت مشبہ متعین ہوئی، یہ سبر ہے (۲)۔

تمرین

مندرجہ ذیل میں سے استقراء و تمثیل کے نشاندہی کیساتھ ساتھ اقسام استقراء کی تعیین کیجئے، نیز ارکان تمثیل کی تعیین کریں۔

کل اسم مستقل. النوم کالموت. الصحابة کلهم عدول. الفعل کالاسم فی الاستقلال. کل اوربی فحاش. المبذر کالشیطان. کل باکستانی متدین. النحو فی الکلام کالملح فی الطعام. کل منطقی راسخ فی العلم. الصرف کالأم للعلوم. کل نبی معصوم. المومن کالشجرة المبارکة. کل محتاط فرح. الحرف کالعرض. کل حرف غیر مستقل . الجزئی کالحرف فی عدم الاستقلال. کل کلی مستقل. الاسم کالکلی فی الاستقلال. علی کالاسد فی الشجاعة. کل اسد شجاع. کل الناس ناس. اهل الجنه مثل آدم علیه السلام. کل بشتون شجاع . الدیک کالموذن. کل طالب للعلم مجتهد فی الجملة. الحسد کالنّار .

چند حل شدہ مثالیں:

❁ .... **النحو فی الکلام کالملح فی الطعام.**

تمثیل، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی علی الجزئی ہے، "**النحو فی الکلام**" مقیس "**الملح فی الطعام**" مقیس علیہ، علت جامعہ صلوحیت ہے۔

❁ .... **کل باکستانی متدین:**

استقراء، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی علی الکلی ہے، استقراء ناقص اس لیے کہ تمام افراد کو شامل نہیں۔

---

(۱) الاقتراح للسیوطی: ۴۷.

(۲) أساس المنطق ۱۷۳، ارشاد الطالب ۱۲۰-۱۲۱.

فصل بستم

استقراء سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ

استقراء اور تمثیل دونوں سے قیاس منطقی بن سکتا ہے۔ استقراء کی مثال یہ ہے۔ "کل فرض لایؤدی علی الراحلة." اس کی دلیل یہ ہے کہ فرض کے تمام افراد کا استقراء کر کے ہر ایک فرد کے لیے اس حکم کو ثابت کیا جائے اور یوں کہا جائے۔ "کل فرض اما قضاء أو أداء أو نذر، وکل قضاء وأداء ونذر فلا یؤدی علی الراحلة." نتیجہ یہ ہوگا۔ "کل فرض لایؤدی علی الراحلة."

تمثیل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ

تمثیل سے قیاس اقترانی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مقیس علیہ کو اصغر، مقیس کو اکبر اور علت مشترکہ کو حد اوسط بنا دیا جائے، اس کے بعد جب بھی اس علت مشترکہ کے تحت مزید قیاس بنانے پڑیں تو فرع یعنی مقیس کو اصغر اور اصل یعنی مقیس علیہ کے حکم کو اکبر اور علت مشترکہ کو حد اوسط بنا دیا جائے جیسے جب ہم بھنگ کو شراب پر قیاس کر کے علت مشترکہ نشہ قرار دیا، تو اس سے قیاس منطقی بنانے کے لیے ہم پہلے شراب کی حرمت کی علت تلاش کر کے یوں کہیں گے: ''شراب نشہ آور ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے' لہذا شراب حرام ہے، اسکے بعد بھنگ میں یہی علت دیکھ کر قیاس منطقی یوں تیار ہوگا کہ لفظ بھنگ کو اصغر بنا کر یوں کہیں گے۔ ''بھنگ نشہ آور ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، لہذا بھنگ حرام ہے۔''

قواعد

قاعدہ نمبر۱: تمثیل بھی مفیدِ یقین نہیں اس لیے کہ جو مقیس علیہ کی علت تم نے نکالی ہے ممکن ہے وہ اس حکم کی علت نہ ہو۔

قاعدہ نمبر۱: تمثیل کو قیاس اقترانی میں تبدیل کرنے کے لیے دو قیاس بنانے پڑیں گے، پہلے میں حکم منصوص کی علت نکال کر شکل اول بنانی پڑتی ہے، اس شکل اول میں اصغر مقیس علیہ، علت حد اوسط اور حکم اکبر ہوگا، پھر دوسرے قیاس میں اصغر بدل کر مقیس ہوگا، حد اوسط اور حد اکبر بدستور رہیں گے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: قیاس اقترانی، استثنائی اور تمثیل کو ذرا تصرف کیساتھ ایک دوسرے میں بدلا جا سکتا ہے، کیونکہ ان میں نتیجہ دینے والے بنیادی عناصر ایک جیسے ہوتے ہیں، لیکن صرف نام، شکل اور ترتیب کا فرق ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۳: جو چیز قیاس اقترانی میں حد اوسط ہوتی ہے وہ قیاس استثنائی میں ملزوم اور تمثیل میں علت مشترکہ کہلاتی ہے۔

قاعدہ: قیاس اقترانی میں جو چیز نتیجہ کا موضوع محمول ہوتی ہے وہ قیاس استثنائی میں مقدم تالی اور تمثیل میں مقیس، مقیس علیہ بن جاتی ہے۔

---

(۱) المستصفی للغزالی: ۶۵، اساس المنطق: ۲/۱۴۹. (۲) ارشاد الطالب: ۱۲۵.

فائدہ نمبر: تمثیل میں دونوں جزئیوں کے احوال پر غور کر کے وصف مشترک نکال کر حکم لگایا جاتا ہے، دونوں جزئیوں کا حکم پہلے سے معلوم ہوتا ہے اور ان کے حالات بھی الگ الگ معلوم ہوتے ہیں، اس میں غور کر کے وقت وصف مشترک معلوم کر کے حکم لگایا جاتا ہے اور وصف مشترک اور حکم مشترک دونوں کلی ہیں، اس لیے تو مشترک ہیں، لہذا جزئی کا جزئی سے اکتساب لازم نہیں آتا۔

تمرین

مندرجہ میں امثلہ میں تمثیل سے قیاس بنائیں، نیز اقترانی سے استثنائی اور استثنائی سے اقترانی بنائیں۔

الأفيون كالخمر في الحرمة. الفعل كالاسم في الاستقلال. كل فرس صاهل ولاشيء من الصاهل بانسان. لوكان الفرس صاهلا لم يكن انسانا. الجنس كالنوع في كون النوع ذاتيا . كل مجاهد في سبيل الله مغفور وكل مغفور يدخل الجنة. لوكانت الدنيا تدوم لواحد لكان رسول الله ﷺ فيها مخلدا ولكنه لم يخلد. لوكان العالم متغيرا لكان حادثا ولكنه متغير. كل راحم يرحمه الله وكل من يرحمه الله كان فرحا. لوكان نور العلم يحصل بالمنى ماكان يبقى في البريّه جاهل ولكن قد بقي كثير من الجهال. طالب العلم كالصائم العابد. النحو كالأب للعلوم في التربية. كل كافر يخاف من الموت وكل من يخاف الموت فعيشه في المصيبة. لوكان المنطق مفيدا فينبغي ان يتعلم ولكنه مفيد.

چند حل شدہ مثالیں:

۞...... . **الافيون كالخمر في الحرمة.**

تمثیل، اس لیے کہ احتجاج من الجزئی علی الجزئی ہے، "الافیون" مقیس "الخمر" مقیس علیہ، علت جامعہ "السکر" ہے۔

قیاس اقترانی حملی: پہلا قیاس: (**الخمر مسكر وكل مسكر حرام: فالخمر حرام**):

دوسرا قیاس: (**الافيون مسكر وكل مسكر حرام: الافيون حرام**):

(**الخمر مسكر**)[صغری] (**وكل مسكر حرام**) [کبری]. (**الخمر حرام**) [نتیجہ/مطلوب]

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ مذکور ہے، قیاس اقترانی حملی ہے، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے، شکل اول، اس لیے کہ حد اوسط محمول فی الصغری و موضوع فی الکبری ہے۔ شرائط شکل اول ایجاب الصغری وکلیۃ الکبری متحقق ہیں۔

دوسرا قیاس: (**الافيون مسكر وكل مسكر حرام: الافيون حرام**):

(**الافيون مسكر**)[صغری] (**وكل مسكر حرام**) [کبری]. (**الافيون حرام**) [نتیجہ/مطلوب]

قیاس، اس لیے کہ احتجاج من الکلی علی الجزئی ہے، قیاس اقترانی، اس لیے کہ نتیجہ بعینہ مذکور ہے، قیاس اقترانی حملی ہے، اس لیے کہ مرکب من الحملیات ہے، شکل اول، اس لیے کہ حد اوسط محمول فی الصغری و موضوع فی الکبری ہے۔ شرائط شکل اول ایجاب الصغری وکلیۃ الکبری متحقق ہیں۔

فصل یک بستم: دلیل لمی اور انی کا بیان

دلیل کی دو قسمیں ہیں: ۔

۱۔ دلیل لمی ۲۔ دلیل انی

۱۔ **دلیل لمی کی تعریف:** جس میں حد اوسط حد اکبر کے ثبوت کے لیے علت ہو، جیسے (صغری) "أبو لهب مات مشركا" (کبری) "وكل من مات مشركا لايغفر الله له" (نتیجہ) "فأبو لهب لايغفر الله له." مذکورہ مثال میں حد اوسط شرک پر موت ہے اور یہ عدم غفران (حد اکبر) کی علت ہے گویا کسی نے سوال کیا۔ "ماعلة عدم غفران الله له؟" تو جواب دیا جائے گا۔ "لأنه مات مشركا."

۲۔ **دلیل انی کی تعریف:** جس میں حد اوسط حد اکبر کے ثبوت کے علت نہ ہو، بلکہ دلیل ہو، جیسے (صغری) "العالم ينظر بنور الله" (کبری) "وكل من ينظر بنور الله هو صاحب بصيرة" (نتیجہ) "العالم صاحب بصيرة." مذکورہ مثال میں اللہ تعالی کے نور سے دیکھنا صاحب بصیرت ہونے کی علت نہیں بلکہ دلیل ہے، کیونکہ اگر وہ اللہ تعالی کی نور سے دیکھنے والا نہ ہوتا تو وہ صاحب بصیرت نہ ہوتا۔

وجہ حصر: قیاس میں حد اوسط حد اکبر کے ثبوت کے لیے علت ہوگا یا نہیں، اگر ہو تو دلیل لمی ورنہ دلیل دنی۔

وجہ حصر بالفاظ دیگر: علت سے معلول کے وجود پر استدلال ہوگا، یا معلول سے علت کے وجود پر استدلال ہوگا، اگر علت سے معلول کے وجود پر استدلال ہو تو دلیل لمی، جیسے طلوع شمس سے وجود نہار پر استدلال کرنا، اور اگر معلول سے علت کے وجود پر استدلال ہو تو دلیل انی، جیسے وجود نہار سے طلوع شمس پر استدلال کرنا۔

فائدہ: دلیل لمی اور انی کی عام فہم مثالیں ملاحظہ ہوں: نبض یا تھرمامیٹر کو دیکھ کر بخار پر استدلال کرنا دلیل انی ہے، کیونکہ حرارت بخار کی علامت ہے نہ کہ علت۔ بخار کی علت اخلاط اربعہ کا اعتدال سے نکلنا یا کسی خلط کا فاسد ہونا ہے، پس اگر کوئی کہے۔ "هذا متعفن الأخلاط، وكل متعفن الأخلاط محموم، فهذا محموم." یہ استدلال بالعلت اور دلیل لمی ہوگا، اور اگر یوں کہا جائے۔ "هذا محموم، وكل متعفن الأخلاط محموم، فهذا متعفن الأخلاط" تو یہ استدلال بالعلامۃ اور دلیل انی ہے۔ اسی طرح آگ لگنے سے جلنے پر استدلال دلیل لمی ہے اور سرخ بتیاں یا سیٹیاں بجنے سے آگ لگنے پر استدلال دلیل انی ہے، دھواں دیکھ کر آگ پر، بو سونگھ کر کھانا خراب ہونے پر، پنکھا چلنے سے بجلی پر، اسناد دیکھ کر قابلیت پر یا نماز پڑھتے دیکھ کر صاحب ایمان ہونے پر استدلال دلیل انی کی عام فہم مثالیں ہیں، جبکہ حسب ونسب سے شرافت ونجابت پر، خون یا قے کرتے دیکھ کر وضو ٹوٹنے پر، شعار اسلام کو استخفاف کرتے دیکھ کر دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر، بارش سے موسم کی خوشگواری پر اور اتباع سنت سے تعلق مع اللہ پر استدلال دلیل لمی ہے(۱)۔

---

(۱) اساس المنطق ۱۸۱، ارشاد الطالب: ۱۵۴.

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: قیاس سے جو نتیجہ پر علم حاصل ہوتا ہے اس کی اصلی علت اور دلیل حد اوسط ہوتی ہے، اب قیاس میں یہ حد اوسط جس طرح کہ ہم نے اپنے ذہن میں علۃ الحکم ٹھہرائی ہے ویسے ہی واقع میں بھی اگر وہ اس حکم کی علت ہو تو اس قیاس کو برہان لمی یا دلیل لمی کہیں گے، کیونکہ لم علت کو کہتے ہیں اور اس قیاس میں بھی واقعی علت ہی سے استدلال کیا گیا ہے اور اگر حد اوسط اس حکم کے لیے واقع میں علت نہ ہو بلکہ معلولیت یا دیگر کسی علاقہ رابطہ سے وابستہ ہو تو اس کو برہان انی یا دلیل انی کہتے ہیں، کیونکہ ''ان'' وجود اور ثبوت کو کہتے ہیں اور اس قیاس میں ایسی شئی سے استدلال کیا گیا ہے جو محض ثبوت اور وجود حکم پر دلالت کرتی ہو نہ کہ علیت پر۔ مثلاً: ہم فرض کر لیں کہ ہاتھ کی گرمی اور نبض کی تیزی بخار کی علت ہے اور یہ دونوں زید میں موجود ہیں تو ہم کہیں گے کہ زید کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہے اور جس کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہوتی ہے وہ بخار زدہ ہوتا ہے، لہٰذا زید زدہ ہے تو یہ دلیل لمی ہوگی، کیونکہ اس میں حد اوسط (ہاتھ کی گرمی نبض کی تیزی) واقع میں بھی بخار کی علت ہے اور اگر ہم یوں کہیں کہ زید کا بخار ہے اور جس کا بخار ہوتا ہے اس کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہوتی ہے، لہٰذا زید کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہے تو یہ دلیل انی ہوگی، کیونکہ اس میں حد اوسط (بخار کا ہونا) واقع میں ہاتھ کی گرمی اور نبض کی تیزی کے لیے علت نہیں، بلکہ معلول ہے۔

قاعدہ نمبر ۲: مناطقہ دلیل لمی کو برہان لمی، برہان اللم، البرہان اللمی، قیاس علت اور دلیل انی کو برہان انی، البرہان الانی، قیاس دلالت بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر ۳: دلیل لمی میں حد اوسط حد اکبر کے وجود پر علت ہوتا ہے اسی وجہ فقہاء کرام اسے قیاس العلۃ بھی کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۴: دلیل لمی کو لمی اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حد اوسط حد اکبر کے لیے علت ہوتی ہے اور دلیل انی کو وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ''انّ'' حرف تاکید ہے اور اس طرز قیاس میں حد اوسط قطعیت کیساتھ حد اکبر پر دلالت کرتا ہے اور قطعی اور یقینی کو بات کو "انّ" کیساتھ شروع کی جاتی ہے اسی لیے ملا حسن شارح سلم العلوم قطعیت کے بجائے "انّیۃ" استعمال کرتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر ۵: بعض منطقی قیاسات میں حد اوسط حد اکبر کی علت نہیں ہوتی بلکہ حد اوسط دلیل کا کام دیتی ہے، یعنی حد اکبر حد اصغر کو ثابت کرتا ہے کیونکہ حد اوسط حد اکبر میں شامل ہوتا ہے، جیسے (صغری) کل متغیر الذات لابقاء لہ (کبری) وکل من لابقاء لہ فھو حادث (نتیجہ) کل متغیر الذات حادث۔ اس مثال میں حد اوسط (مالابقاء لہ) حد اکبر (حدوث) کی علت نہیں بلکہ حد اکبر کی دلیل ہے، کیونکہ اگر وہ حادث نہ ہوتا تو اس کے لیے بقاء نہ ہوتی۔ اس طرز استدلال کو فقہاء کرام قیاس الدلالۃ کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۶: استدلال بالعلۃ کو دلیل لمی اور استدلال بالعلامۃ کو دلیل انی کہتے ہیں (۵)۔

قاعدہ نمبر ۷: عام طور پر "ھذا لأنہ" سے پہلے دلیل انی مذکور ہوتی ہے اور اس کے بعد دلیل لمی ہوتی ہے۔

---

(۱) تفہیم المنطق:۲۶۶۔ (۲) تفہیم المنطق:۲۶۸۔

(۳) تفہیم المنطق:۲۶۸۔ (۴) روضۃ الناظر لابن قدامہ:۲۴، توضیح المنطق:۵۸۔

قاعدہ نمبر ۸: دلیل انی سے کسی بات کو ثابت کرنا استدلال کہلاتا ہے اور دلیل لمی سے بات ثابت کرنا تعلیل کہلاتا ہے (۱)۔

قاعدہ نمبر ۹: اللہ تعالی کے وجود پر جملہ دلائل انی کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر ۱۰: باری تعالی کے وجود پر برہان لمی نہیں قائم نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ باری تعالی کا معلول بننا لازم آئے گا اور قاعدہ ہے کہ معلول علت کی طرف محتاج ہوتا ہے تو اللہ تعالی میں احتیاجی لازم آئے گی اور احتیاجی حدوث اور امکان کو مستلزم ہے اور اللہ تعالی حدوث و امکان سے منزہ ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر ۱۱: حد اوسط کو سبب، امارۃ، داعی، مستدعی، باعث، حامل، علامہ، مناط، دلیل، مقتضی، موجب، مؤثر، معرف بھی کہتے ہیں (۴)۔

قاعدہ نمبر ۱۲: ما منہ الوجود کو علت فاعلیہ، ما فیہ الوجود کو علت مادیہ، ما بہ الوجود کو علت صوریہ اور ما لہ الوجود کو علت غائیہ کہتے ہیں (۵)۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں دلیل لمی اور انی کی تعیین کیجئے؟

زید محموم لأنہ متعفن الاخلاط . زید فی ضرب زید مرفوع لأنہ فاعل. النهار موجود لان الشمس طالعة. الشمس طالعة لان النهار موجود. بكر صائم لأنہ متق. زيد كلمة لانه لفظ وضع لمعنى مفرد. عبد الدينار والدرهم ملعون لانه جعل الدينار والدرهم ربه. عمرو جاعل الدينار والدرهم ربه لانه ملعون. فلان كذاب لانه يحدث بكل ما يسمع . العالم حادث لأنّه متغير. العالم متغير لأنه حادث. الايمان لايزيد ولاينقص لأنه بسيط .

چند حل شدہ مثالیں:

❁ .... **الله موجود لانه خلق العالم :**

دلیل انی: برہان انی اور قیاس الدلالۃ، اس لیے کہ استدلال بالعلامۃ ہے۔

❁ .... **زيد كافر لانه يسب رسول الله ﷺ:**

دلیل انی: برہان انی اور قیاس الدلالۃ، اس لیے کہ استدلال بالعلامۃ ہے۔

❁ .... **زيد شاتم الرسول لانه كافر:**

دلیل لمی: برہان لمی، برہان اللم اور قیاس العلۃ، اس لیے کہ استدلال بالعلامۃ ہے۔

❁ .... **فلان كذاب لانه يحدث بكل ما يسمع:**

دلیل انی: برہان انی اور قیاس الدلالۃ، اس لیے کہ استدلال بالعلامۃ ہے۔

---

(۱) الرشیدیہ فی علم المناظرہ:۱۶، تسہیل المنطق:۱۱۱۔ (۲) قاضی مبارک:۱۹۔ (۳) قاضی مبارک:۱۹۔

(۴) المدخل الی مذہب الامام احمد بن حنبل للشیخ ابن بدران الدمشقی:۱۴۷، اساس المنطق:۲،۱۵۰۔ (۵) القواعد المنطقیہ، از میر خیر الدین:۳۳۱۔

باب پنجم

یہ باب گیارہ فصلوں پر مشتمل ہے:

❁...... فصل اول مادہ قیاس کا بیان. ❁..... فصل دوم قیاس برہانی کا بیان. ❁... فصل سوم حواس کا بیان. ❁...... فصل چہارم متواترات کا بیان. ❁...... فصل پنجم حدسیات کا بیان. ❁...... فصل ششم تجربیات کا بیان. ❁. فصل ہفتم فطریات کا بیان. ❁. فصل ہشتم قیاس جدلی کا بیان. ❁... فصل نہم قیاس خطابی کا بیان. ❁ فصل دہم قیاس شعری کا بیان. ❁ فصل یازدہم قیاس سفسطی کا بیان.

فصل اول

مادہ قیاس کا بیان

یہ بحث فن منطق کے مباحث مہمہ میں سے ہے، اس کا تعلق منطق سے بڑھ کر علوم شرعیہ کیساتھ ہے، لیکن اس کے باوجود اس بحث کی طرف کوئی خاطر توجہ اور اعتناء نہیں کی جاتی ہے، فن منطق کے ابتدائی کتب میں رسمی طور پر پڑھائی جاتی ہے، اور دیگر کتب شرح تہذیب اور قطبی وغیرہ میں تو چھوڑ دی جاتی ہے، حالانکہ یہ مسائل ضرور یہ میں ہے، معروف منطقی عالم عبداللہ بن حسین یزدی اصبہانی (م١٠١٥ھ) فرماتے ہیں۔ "واعلم أن ماذكره المتأخرون فى الصناعات الخمس اقتصار مخل، وقد أجملوه وأهملوه مع كونه من المهات، وطوّلوا فى الاقترانيات الشرطية ولوازم الشرطيات مع قلة الجدوى، وعليک بمطالعة كتب القدماء؛ فان فيها شفاء العليل ونجاة الغليل."(۱)

متأخرین نے صناعات خمسہ کے متعلق جو کچھ ذکر کیا ہے وہ اس میں خلل پیدا کرنے والے اختصار کے مترادف ہے، اور انہوں نے اس کو مجمل رکھ کر بے کار چھوڑ دیا، حالانکہ یہ مسائل مہمہ میں سے ہیں۔

فن منطق مایہ ناز عالم محمد بن محمد قطب الدین رازی (م٧٦٦ھ) فرماتے ہیں۔ "ان المتاخرين حذفوها عن المنطق واقتصروا منه على أبواب أربعة مع اشتمالها على فوائد كثيرة الجدوى واحتوائها على لطائف بعيدة المرمى."(۲) متاخرین نے تو انہیں فن منطق ہی سے نکال دیا، اور ان میں سے چار ابواب پر اکتفاء کیا، حالانکہ یہ فوائد مہمہ اور عجیب وغریب نکات مشتمل ہیں۔

ان مسائل کی اہمیت کی پیش نظر بلند پایہ منطقی عالم محمد عبدالحق بن محمد فصل حق خیر آبادی (م١٣١٦ھ) نے طلباء کرام کو ایک نصیحت فرمائی۔

"والقدماء حتى الشيخ الرئيس كانوا أشد اهتماما فى تفصيل مواد الأقيسة وتوضيحها، وأكثر اعتناء عن البحث في بسطها وتنقيحها، وذلک لأن معرفة هذا أتم فائدة، وأشمل عائدة لطالبى الصناعة، لكن المتأخرين قد طوّلوا الكلام فى بيان صورة الأقيسة، وبسطوا فيها غاية البسط سيما في أقيسة الشرطيات المتصله والمنفصلة مع قلة جدوى هذه المباحث، ورفضوا أمر المادة، واقتصروا فى بيانها على بيان حدود الصناعات الخمس، ولا أدري أي أمر دعاهم الى ذلک؟ أي باعث أغراضهم هنالک؟ ولا بد للفطن اللبيب أن يهتمّ في هذه المباحث الجليلة الشأن، الباهرة البرهان غاية الاهتمام، ويطلب ذلک المطلب العظيم والمقصد

---

(۱) شرح تہذیب:۲۰۴.(۲) شرح المطالع:۴۵۰.

الفخيم من كتب القدماء المهرة وزبر الأقدمين السحرة، فعليک أيها الولد العزيز! أن تسمع نصيحتي، ولا تنس وصيتي، وانما ألقي عليک نبذا مما يتعلق بهذه الصناعات متوكّلا على كافي المهمات." (۱)

اس اہمیت کے پیش نظر مادہ قیاس کو قدرے بسط و تفصیل کیساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں:۔

۱۔قیاس برہانی ۲۔قیاس جدلی ۳۔قیاس خطابی ۴۔قیاس شعری ۵۔قیاس سفسطی

فصل دوم قیاس برہانی کا بیان

۱۔ **قیاس برہانی کی تعریف:** وہ قیاس ہے جو مقدمات یقینیہ سے مرکب ہو، خواہ وہ مقدمات بدیہی ہوں یا نظری ہوں، جیسے "القرآن كتاب الله، وكل كتاب الله مقدس، فالقرآن مقدس."

جن قضایا اور مقدمات یقینیہ سے قیاس برہانی مرکب ہوتا ہے، وہ درج ذیل چھے ہیں:۔

۱۔اولیات ۲۔مشاہدات ۳۔متواترات ۴۔تجربیات ۵۔حدسیات ۶۔فطریات

۱۔ **اولیات کی تعریف:** وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین کرنے کے لیے تصور طرفین کے علاوہ کسی اور دلیل کی ضرورت نہ ہو، یعنی عقل دیگر حواس حس اور خیال کی مدد کے بغیر تصدیق کردے، امام محمد بن محمد غزالی (م۵۰۵) فرماتے ہیں۔ "وَأَعنِي بِهَا العَقلِيَّاتِ المَحضَةَ الَّتِي أَفضَى ذَاتُ العَقلِ بِمُجَرَّدِهِ إِلَيهَا مِن غَيرِ استِعَانَةٍ بِحِسٍّ أَو تَخَيُّلٍ مُجبَلٍ عَلَى التَّصدِيقِ بِهَا مِثلَ عِلمِ الإِنسَانِ بِوُجُودِ نَفسِهِ وَبِأَنَّ الوَاحِدَ لا يَكُونُ قَدِيمًا حَادِثًا وَأَنَّ النَّقِيضَينِ إِذَا صَدَقَ أَحَدُهُمَا كَذَبَ الآخَرُ وَأَنَّ الاِثنَينِ أَكثَرُ مِن الوَاحِدِ وَنَظَائِرِهِ وَبِالجُملَةِ هَذِهِ القَضَايَا تُصَادِفُ مُرتَسَمَةً فِي العَقلِ مُنذُ وُجُودِهِ حَتَّى يَظُنَّ العَاقِلُ أَنَّهُ لَم يَزَل عَالِمًا بِهَا وَلَا يَدرِى مَتَى تُجَدَّدُ وَلَا يَقِفُ حُصُولُهُ عَلَى أَمرٍ سِوَى وُجُودِ العَقلِ إِذ يَرتَسِمُ فِيهِ المَوجُودُ مُفرَدًا وَالقَدِيمُ مُفرَدًا وَالحَادِثُ مُفرَدًا. وَالقُوَّةُ المُفكِّرَةُ تَجمَعُ هَذِهِ المُفرَدَاتِ وَتَنسِبُ بَعضَهَا إِلَى بَعضٍ مِثل أَنَّ القَدِيمَ حَادِثٌ. فَيُكَذِّبُ العَقلُ بِهِ وَإِنَّ القَدِيمَ لَيسَ بِحَادِثٍ فَيُصَدِّقُ العَقلُ بِهِ فَلَا يُحتَاجُ إِلَّا إِلَى ذِهنٍ تَرتَسِمُ فِيهِ المُفرَدَاتُ وَإِلَى قُوَّةٍ مُفَكِّرَةٍ تَنسِبُ بَعضَ هَذِهِ المُفرَدَاتِ إِلَى البَعضِ فَيَنتَهِضُ العَقلُ عَلَى البَدِيهَةِ إِلَى التَّصدِيقِ أَو التَّكذِيبِ."

قرآن مجید سے اولیت کی یہ مثالیں بن سکتی ہیں۔

لَا يَستَوِى الخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ. وَمَا يَستَوِى الأَعمَى وَالبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الحَرُورُ وَمَا

---

(۱) مرقاۃ:۸۵۔۸۶.

(۲) المستصفی:۳۶.

يَستَوِى الأَحيَاءُ وَلَا الأَموَاتُ. وَمَا يَستَوِى البَحرَانِ هَذَا عَذبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلحٌ أُجَاجٌ. زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالبَنِينَ وَالقَنَاطِيرِ المُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ. لَو كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا. لَو كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابتَغَوا إِلَى ذِى العَرشِ سَبِيلًا. إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَاب.

۲۔ مشاہدات کی تعریف: وہ قضایا ہیں، جن پر یقین حواس ظاہرہ یا حواس باطنہ کے ذریعے حاصل ہو، حواس ظاہرہ کی مثال ''آفتاب روشن ہے'' ان کو حسیات کہتے ہیں، دوسرے کی مثال ''بھوک پیاس لگ رہی ہے'' ان کو وجدانیات کہتے ہیں۔ وجدانیات کے لیے عقل یا حواس ظاہرہ کا ہونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ اس کا ادراک غیر ذوی العقول کو بھی ہوتا ہے۔ امام محمد بن محمد غزالیؒ (م۵۰۵ھ) فرماتے ہیں۔

''وَذَلِكَ كَعِلمِ الإِنسَانِ بِجُوعِ نَفسِهِ وَعَطَشِهِ وَخَوفِهِ وَفَرَحِهِ وَجَمِيعِ الأَحوَالِ البَاطِنَةِ الَّتِى يُدرِكُهَا مَن لَيسَ لَهُ الحَوَاسُّ الخَمسُ فَهَذِهِ لَيسَت مِنَ الحَوَاسِّ الخَمسِ وَلَا هِىَ عَقلِيَّةٌ بَل البَهِيمَةُ تُدرِكُ هَذِهِ الأَحوَالَ مِن نَفسِهَا بِغَيرِ عَقلٍ وَكَذَا الصَّبِىُّ وَالأَوَّلِيَّاتُ لَا تَكُونُ لِلبَهَائِمِ وَلَا لِلصِّبيَانِ.'' (۱)

مشاہدات کی دوسری قسم حسیات ہیں، جنہیں محسوسات ظاہرہ بھی کہا جاتا ہے، جیسے سورج روشن ہے، آگ گرم ہے اور مرچ کڑوی ہے وغیرہ۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ محسوسات میں غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں، جس کی مختلف وجوہات ہیں، جیسے سورج کی روشنی میں ساکن چیز کے سائے کو انسان ساکن سمجھتا ہے، حالانکہ عقل کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ متحرک ہے، سورج کے بدلنے کیساتھ ساتھ اس کا رخ بھی بدلتا ہے، اسی طرح ستارے ساکن نظر آتے ہیں، حالانکہ وہ متحرک ہیں۔

بچے کو یا پودے کو انسان ایک حالت میں دیکھتا ہے، حالانکہ وہ ہر لمحہ بڑھتا ہے، نیز انسان کے ناخن اور بال ہر لمحہ بڑھتے ہیں، مگر انسان انہیں ساکن دیکھتا ہے، یہ سب نظر کی غلطیاں ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں۔ ''المَحسُوسَاتُ الظَّاهِرَةُ كَقَولِكَ: الثَّلجُ أَبيَضُ وَالقَمَرُ مُستَدِيرٌ وَالشَّمسُ مُستَنِيرَةٌ. وَهَذَا الفَنُّ وَاضِحٌ لَكِنَّ الغَلَطَ يَتَطَرَّقُ إِلَى الأَبصَارِ لِعَوَارِضَ مِثلِ بُعدٍ مُفرِطٍ وَقُربٍ مُفرِطٍ أَو ضَعفٍ فِى العَينِ وَأَسبَابُ الغَلَطِ فِى الأَبصَارِ الَّتِى هِىَ عَلَى الِاستِقَامَةِ ثَمَانِيَةٌ وَالَّذِى بِالِانعِكَاسِ كَمَا فِى المِرآةِ أَو بِالِانعِطَافِ كَمَا يَرَى مِمَّا وَرَاءَ البِلَّورِ وَالزُّجَاجِ فَيَتَضَاعَفُ فِى أَسبَابِ الغَلَطِ وَاستِقصَاءُ ذَلِكَ فِى هَذِهِ العِلَاوَةِ غَيرُ مُمكِنٍ فَإِن أَرَدتَ أَن تَفهَمَ مِنهُ أُنمُوذَجًا فَانظُر إِلَى طَرَفِ الظِّلِّ فَتَرَاهُ سَاكِنًا وَالعَقلُ يَقضِى بِأَنَّهُ مُتَحَرِّكٌ وَإِلَى الكَوَاكِبِ فَتَرَاهَا سَاكِنَةً وَهِىَ مُتَحَرِّكَةٌ وَإِلَى الصَّبِىِّ فِى أَوَّلِ نُشُوئِهِ وَالنَّبَاتِ فِى أَوَّلِ النُّشُوءِ وَهُوَ فِى النُّمُوِّ وَالتَّزَايُدِ فِى كُلِّ لَحظَةٍ عَلَى التَّدرِيجِ فَتَرَاهُ وَاقِفًا وَأَمثَالُ ذَلِكَ مِمَّا يَكثُر.'' (۲)

---

(۱) المستصفی: ۳۶۔ (۲) المستصفی: ۳۶، معیار العلم: ۱۸۷۔

فصل سوم

حواس کا بیان

حواس کی دوقسمیں ہیں:۔

۱۔حواس ظاہرہ ۲۔ حواس باطنہ

۱۔ حواس ظاہرہ پانچ ہیں:۔ ۱۔قوت باصرہ (دیکھنے کی طاقت) ۲۔قوت سامعہ (سننے کی طاقت) ۳۔قوت ذائقہ (چکھنے کی طاقت) ۴۔قوت شامہ (سونگھنے کی طاقت) ۵۔قوت لامسہ (چھونے کی طاقت)

۲۔حواس باطنہ بھی پانچ ہیں:۔ ۱۔حس مشترک ۲۔ خیال ۳۔ وہم ۴۔حافظہ ۵۔ متصرفہ

۱۔**حس مشترک:** وہ قوت ہے، جو ظاہری چیزوں کی صورت کو حاصل کرتی ہیں جیسے دار القرآن پنج پیر کی صورت۔

۲۔**خیال:** وہ قوت ہے، جس میں حس مشترک کے ذریعے حاصل ہوئی صورتیں جمع وہتی ہیں۔

۳۔**وہم:** وہ قوت ہے، جو ظاہری چیزوں کے علاوہ پوشیدہ باتوں کو حاصل کرتی ہے جیسے محبت وعداوت وغیرہ۔

۴۔**حافظہ:** وہ قوت ہے، جس میں وہم کے ذریعے حاصل شدہ چیزیں جمع رہتی ہیں۔

۵۔**متصرفہ:** وہ قوت ہے، جو حاصل شدہ چیزوں میں جوڑ توڑ لگاتی رہتی ہے۔

وجہ حصر: مادہ قیاس یا یقینی ہوگا یا ظنی ہوگا یا خیالی ہوگا یا غلط ہوگا، اگر یقینی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، اگر حقیقت کے اعتبار سے سچا ہوگا یا شہرت کے اعتبار سے سچا ہوگا، اگر حقیقت کے اعتبار سے سچا ہو تو قیاس برہانی، اور اگر شہرت کے اعتبار سے سچا ہو تو قیاس جدلی، اگر مادہ قیاس ظنی ہو تو قیاس خطابی اور اگر خیالی ہو تو قیاس شعری اور اگر غلط ہو تو قیاس سفسطی۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: قیاس کے جملہ اقسام میں سب سے اعلیٰ قسم قیاس برہانی ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: وہ قیاس جس کے مقدمات میں سے ایک بدیہی اور دوسرا نظری ہو تو وہ بھی قیاس برہانی کہلائے گا(۲)۔

قاعدہ نمبر۳: وہ قضایا جو عقلیات محضہ پر مشتمل ہوں تو وہ اولیات کہلاتے ہیں (۳)۔

---

(۱) ہامش مرقاۃ:۸۷.

(۲ أساس المنطق:۲/۲۰۶.

(۳) المستصفی:۳۶، معیار العلم فی فن المنطق:۱۸۶.

قاعدہ نمبر۴: اولیات کو سنتے ہی انسان ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے، گویا یہ ہمیشہ سے معلوم ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۵: جن اشیاء کا ادراک حواس ظاہرہ سے ہو تو وہ حسیات کہلاتے ہیں اور جن کا ادراک حواس باطنہ سے ہو تو وہ وجدانیات کہلاتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۶: قرآن مجید کے جملہ دلائل قیاس برہانی کے قبیل سے ہیں (۳)۔

فصل چہارم

متواترات کا بیان

متواترات: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین اتنی بڑی جماعت کے خبر دینے سے حاصل ہو، جنہیں جھٹلانا عادتاً محال ہو جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا وجود۔ علامہ ابو محمد موفق الدین بن عبداللہ ابن قدامہ مقدسی (م ۶۲۰ھ) فرماتے ہیں۔ **"كالعلم بوجود مكة وبغداد. وليس هو بمحسوس إنما للحس أن يسمع أما صدق المخبر فذلك إلى العقل."** (۴)

فصل پنجم: حدسیات کا بیان

حدسیات: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون ہر یقین چٹ پٹ دلائل کے ذریعے ہو، نظر وفکر کی ضرورت نہ پڑے جیسے کسی ماہر نحو سے پوچھا جائے کہ "ضرب زید" پر کیا حرکت ہے؟ تو اس نے فوراً جواب دیا کہ "زید" پر رفع ہے، یہاں رفع کا یقین ایک چٹ پٹ دلیل سے ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ زید فاعل ہے اور ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے لہٰذا "زید" مرفوع ہے۔ اسی طرح جب کسی فن یا علم میں انسان کو مہارت تامہ حاصل ہو جاتی ہے، تو اس فن وعلم کے جزئیات ذہن میں بہت جلدی آجاتی ہیں، جیسے ایک معمار مکان بناتا ہے یا ایک الیکٹریشن بجلی کی وائرنگ کرتا ہے، ان کو ہر جزئی کیساتھ اصول ذہن میں لانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک نحو کا ماہر عربی عبارت صحیح پڑے گا، لیکن ممکن ہے کہ اس کا ذہن کسی قاعدہ کی طرف بھی نہ جائے، تاہم دریافت کرنے پر فوراً جواب دے گا، اس صورت حال کو حدس کہتے ہیں، مولانا عابد نعیم فرماتے ہیں کہ حدسیات کو اردو زبان میں تاڑ لینا کہتے ہیں (۵)۔

---

(۱) أساس المنطق: ۲۰۸/۲.

(۲) مرقاۃ: ۹۰-۹۱.

(۳) تفہیم المنطق: ۲۷۵.

(۴) روضۃ الناظر لابن قدامہ: ۹۲/۱.

(۵) کشاف اصطلاحات الفنون ۲۴۵، أساس المنطق: ۲۱۲/۲.

نظر وفکر اور حدس میں فرق

جس دلیل سے کسی بات کا یقین حاصل ہو تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ وہ دلیل نہایت غور اور ترتیب مقدمات کے بعد حاصل ہو، اسی سوچ کا نام نظر وفکر ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ کبھی بہت جلد اور چٹ پٹ دلیل کے ذہن میں آنے سے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے، اسی کا نام حدس ہے، جیسے ایک واقعہ غبی کند ذہن اور ذہین وفطین کے سامنے پیش کیا جائے تو غبی آدمی اس کے مبادی اور نتائج کے سوچ میں پڑ جاتا ہے اور بڑی مشکل سے نتائج تک پہنچ جاتا ہے اور ذہین آدمی کا ذہن واقعہ سنتے ہی بہت جلد اول تا آخر پوری حقیقت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور تمام مبادی اور نتائج سامنے آجاتے ہیں، اسی کا نام حدس ہے۔

قرآن مجید سے حدسیات کی مثالیں یہ ہیں۔ حضرت موسی علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا، انہوں نے کہا۔ " أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ." حضرت موسی علیہ السلام کا ذہن ان کی یہ بات سن کر فوراً اس طرف منتقل ہوا کہ یہ لوگ مجھے جاہل اور نادانا سمجھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ " أَعُوذُ بِاللَّهِ أَن أَكُونَ مِنَ الجَاهِلِين ".(البقرة:٦٧)

دیگر مثالیں یہ ہیں۔ **أَفَتَطمَعُونَ أَن يُؤمِنُوا لَكُم وَقَد كَانَ فَرِيقٌ مِنهُم يَسمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُم يَعلَمُونَ. مَن كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلكَافِرِينَ.**

فصل ششم: تجربیات کا بیان

تجربیات: وہ قضایا ہیں، جن کے مضمون پر یقین بار بار تجربہ کی بنا پر حاصل ہو جیسے آگ جلانے والی ہے، روٹی سے شکم سیر ہو جاتا ہے، پتھر کا میلان نیچے کی طرف ہوتا ہے، آگ کا میلان اوپر کی طرف ہوتا ہے، شراب اور بھنگ نشہ آور ہے وغیرہ۔ امام غزالی فرماتے ہیں۔ ''**وَقَد يُعَبَّرُ عَنهَا بِاطِّرَادِ العَادَاتِ وَذَلِكَ مِثلُ حُكمِكَ بِأَنَّ النَّارَ مُحرِقَةٌ وَالخُبزَ مُشبِعٌ وَالحَجَرَ هَاوٍ إِلَى أَسفَلَ وَالنَّارَ صَاعِدَةٌ إِلَى فَوقٍ وَالخَمرَ مُسكِرٌ وَالسَّقَمُونيَا مُسَهِّلٌ.**'' (١)

فصل ہفتم: فطریات کا بیان

فطریات: وہ قضایا ہیں، جن کے مضامین پر یقین ایسے دلائل سے حاصل ہو جو تصور طرفین کے وقت ہی عام طور پر ذہن میں رہتے ہیں جیسے چار کا جفت ہے، اس قضیہ کے ذہن میں آنے کیساتھ ساتھ دلیل بھی ذہن میں موجود رہتی ہے وہ یہ ہے کہ چار دو برابر حصوں پر تقسیم ہوتا ہے، جو عدد دو برابر حصوں پر منقسم ہو وہ جفت کہلاتا ہے۔ قرآن مجید سے فطریات کی مثالیں یہ ہیں۔

---

(١) المستصفی:٣٦.

إِنَّ هُـدَى الـلَّـهِ هُـوَ الهُـدَى. الحَمدُ لِلّٰهِ. أَنتُمُ الفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ. أَينَمَا تَكُونُوا يُدرِككُمُ المَوتُ وَلَو كُنتُم فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ. وَهُم مُهتَدُونَ.

فصل ہشتم

قیاس جدلی کا بیان

قیاس جدلی: وہ قیاس ہے، جو مشہور باتوں (خواہ سچی ہوں یا جھوٹی ہوں) یا کسی بھی مخصوص فرقے کی مسلمات سے مرکب ہو جیسے ہندوں نے یہ مان رکھا ہے کہ جانور کو ذبح کرنا بُرا ہے اور ہر بُرا کام واجب الترک ہے، لہذا جانور کو ذبح کرنا واجب الترک ہے۔

علامہ عبد الحق خیر آبادی (م ۱۳۱۶ھ) فرماتے ہیں۔" القياس الجدلي: قياس مركب من مقدمات مشهورة أو مسلمة عندالخصم صادقة كانت أو كاذبة. والأول ماتطابق فيه آراء قوم، اما لمصلحة عامة نحو: العدل حسن، والظلم قبيح، وقتل السارق واجب، أولرقة قلبية، كقول أهل الهند: ذبح الحيوان مذموم. أوانفعالات خلقية أومزاجية، فان للأمزجة والعادات دخلا عظيما فى الاعتقادات، فأصحاب الأمزجة الشديدة يرون الانتقام من أهل الشرارة حسنا، وأصحاب الأمزجة اللينة يرون العفوخيرا؛ ولذلک ترى الناس مختلفين فى العادات والرسوم، ولكل قوم مشهورات خاصة بهم، وكذا لكل صناعة، فمن مشهورات النحويين: الفاعل مرفوع، والمفعول منصوب، والمضاف اليه مجرور. ومن مشهورات الأصوليين: الأمر للوجوب. والثاني: مؤلف من المسلمات بين المتخاصمين." (۱)

قیاس جدلی کی مثال قرآن مجید میں ملتی ہے، قرآن مجید نے اللہ تعالی کے عدل کی صفت کو یوم آخرت کے وجود کی دلیل قرار دیا ہے، عدل کا مقتضی یہ ہے کہ اہل ایمان اور کفار برابر نہ ہوں، مؤمن اور مفسد، متقی اور فاجر کو ہم پلہ نہ رکھا جائے، ورنہ فضائل کی رغبت اور رزائل سے نفرت کا کوئی سبب نہیں رہے گا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔" أَفَنَجعَلُ المُسلِمِينَ كَالمُجرِمِينَ مَا لَكُم كَيفَ تَحكُمُونَ." (القلم ۳۵-۳۶) دوسری جگہ ارشاد ہے۔" أَم نَجعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالمُفسِدِينَ فِي الأَرضِ أَم نَجعَلُ المُتَّقِينَ كَالفُجَّارِ". (ص: ۲۸) ان آیات میں ان کفار کی تردید ہے، جو روز آخرت کے منکر ہیں، ان آیات سے جو دلیل نکلتی ہے تو منطقی پیرایہ بیان میں مقدمات کی شکل میں یوں پیش کر سکتے ہیں۔

لولم يكن يوم آخر للحساب والجزاء حقيقة ثابتة لكان واقع هذه الحياة يستلزم التسوية بين المسلمين والمجرمين، وهذه التسوية تستلزم نفى صفة العدل عن الخالق جل وعلا. لكن صفة العدل لله ثابتة فلاتسوية

---

(۱) مرقاۃ: ۹۲۔

بين المسلمين والمجرمين فلابدمن يوم آخرللحساب والجزاء فهذا اليوم الأخر حقيقة ثابتة. (۱)

فصل نہم

قیاس خطابی کا بیان

قیاس خطابی: وہ قیاس ہے، جو سچے یا جھوٹے مقبولات یا مظنونات سے مرکب ہو، جیسے "**الحرص مفتاح الذل**" اور "**من طلب فقدوجد**" وغیرہ۔ معروف منطقی عالم علامہ محبّ اللہ بہاریؒ فرماتے ہیں۔ "**الثالث: الخطابة: وهو مؤلف من المقبولات المأخوذة ممن يحسن الظن فيه كالأولياء والحكماء، ومن عد المأخوذات من الأنبياء منهافقط غلط.**"(۲)

قیاس کے اقسام میں سے من جملہ تیسری قسم قیاس خطابی ہے، یہ ان لوگوں سے لیا جاتا ہے، جن کے متعلق حسن ظن رکھا جاتا ہے، جیسے اولیاء کرام اور حکماء۔ اور جن حضرات نے انبیاء علیہم السلام کے ارشادات کو اس قبیل سے قرار دیا تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔

علامہ عبدالحق خیرآبادی (م۱۳۱۶ھ) فرماتے ہیں۔ "**قياس مفيد للظن، ومقدماته مقبولات مأخوذات ممن يحسن الظن فهيم كالأولياء والحكماء. وأما المأخوذات من الأنبياء فليست من الخطابة؛ لأنها أخبارات صادقة من مخبر صادق دل على صدقه المعجزة، ولامجال للوهم فيها، حتى يتطرق اليه الخطأ والخلل، فالقياس المركب منها برهاني قطعي المقدمات.**" (۳)

ترجمہ: قیاس خطابی مفید ظن ہوتا ہے، یہ ان لوگوں سے لیا جاتا ہے، جن کے متعلق حسن ظن رکھا جاتا ہے، جیسے اولیاء کرام اور حکماء جو قضایا انبیاء علیہم السلام کے اقوال سے ماٴخوذ ہیں، انہیں قیاس خطابی کہنا درست نہیں، کیونکہ مخبر صادق کے اخبار صادقہ ہیں، جن کی صداقت پر معجزات دال ہیں، ان کے اقوال میں وہم کو کوئی دخل نہیں، جس سے خطأ اور خلل واقع ہو جائے، پس جو قیاس ان کے اقوال سے مرکب ہوگا، وہ قیاس برہانی کہلائے گا۔

ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی حجت خطابیہ کے ذیل میں رقمطراز ہیں۔

خطابت سے بھی انسان اپنے مخاطب کو متاثر کرتا ہے، بلکہ اگر بڑا مقرر ہو تو مخاطب کو اپنی غلط بات کا یقین دلا دیتا ہے اور لوگ اسے تسلیم کر لیتے ہیں، حجاج بن یوسف (م۹۵ھ) کے بارے میں مالک بن دینار کا قول احمد حسن زیات نے "**تاريخ الأدب العربي**" میں نقل

---

(۱) ضوابط المعرفہ: ۳۰۰.

(۲) سلم العلوم ۱۸۷.

(۳) المرقاۃ: ۹۷.

کیا ہے۔

ما رأيت أحدا أبين من الحجاج إن كان ليرقى المنبر فيذكر إحسانه إلى أهل العراق وصفحه عنهم وإسائتهم إليه حتى أقول في نفسي: إني لأحسبه صادقا وإني لأظنهم كاذبين. مع أنه قتل منهم بالصبر مأة وعشرين ألفا، وتوفي في سجونه خمسون ألف رجل وثلاثون ألف امراء ة.(۱)

ترجمہ: میں نے حجاج سے زیادہ کسی کو فصیح نہیں دیکھا، وہ منبر پر چڑھتا، اور جب اہل عراق پر اپنے احسانات گنا تا اور اپنی طرف سے معافیوں کا ذکر کرتا، اور ان کی برائیاں بیان کرتا تو بالکل ایسا لگتا کہ وہ سچا ہے اور سب جھوٹے ہیں، حالانکہ ان عراقیوں میں سے ظالمانہ طور پر ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں کو اس نے قتل کیا تھا، اور جب مرا تو اس کے قید خانہ میں پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں تھیں۔

فصل دہم

قیاس شعری کا بیان

قیاس شعری: وہ قیاس ہے، جو محض خیالی قضایا سے مرکب ہو، خواہ واقعی طور پر صادق ہوں یا کاذب ہوں جیسے میرا محبوب چاند ہے اور ہر چاند عالم کو روشن کرتا ہے، لہذا میرا محبوب عالم کو روشن کرتا ہے۔

واضح رہے کہ قیاس شعری میں ظنی مقدمات کی بھی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ اوہام وتخیلات ہوتے ہیں، ان کو حجت اس لیے کہا جاتا ہے کہ اشعار سن کر لوگ اس کے مقدمات کو جانچنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے، ان میں انفعالی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کیفیت انہیں غیر اختیاری طور پر اس کے بات کو ماننے پر بسا اوقات مجبور کر دیتی ہے، جو شاعر یا مغنی کا مقصد ہوتا ہے۔

دلائل کے میدان میں قیاس شعری کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، البتہ دلائل کے نتائج اس سے بسا اوقات حاصل ہو جاتے ہیں، کبھی کبھی ایک شاعر محض اوہام وتخیلات سے ایک ایسا سماء باندھ دیتا ہے کہ بسا اوقات سننے والے حجت برہانی سے یقین حاصل نہ کریں، مگر حجت شعری سے ایسا کام کرنے لگتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر نے ان کے وجدانیات کو محرک کر دیا۔ امام محمد بن محمد غزالیؒ (م۵۰۵ھ) فرماتے ہیں۔ ”**وإنما يذكر لترغيب أو تنفير أوتسخية أو تبخيل أو ترهيب أو تشجيع وله تأثير في النفس وذلک كنفرة الطبع عن الحلو الأصفر إذا شبه بالعذرة حتى يتعذر في الحال تناولها وإن علم كذب قائله وعليه تمويل صناعة الشعر وبه تشبث أكثر المتشدقين من الوعاظ فإنهم يستعملون في النثر صناعة الشعر ومثاله أن من يريد أن يحمل غيره على التهور ويصرفه عن الحزم يلقب الحزم بالجبن ويقبحه ويذم صاحبه**

---

(۱) تاریخ الأدب العربي، تفہیم المنطق: ۲۷۸-۲۷۹.

فيقول:

يرى الجبناء أن الجبن حزم   وتلک خديعة النفس اللئيم

فتنبسط نفس المتوقف إلى التهجيم بذلک، وكقوله:

إن لم أمت تحت السيوف مكرما   أمت وأقاسي الذل غير مكرم

وكذلک إذا أراد التسخية أطنب في مدح السخي وشبهه بما يعلم انه لا يشبهه ولكن يؤثر في نفسه كقوله:

وكذلک إذا أراد التسخية اطنب في مدح السخي وشبهه بما يعلم أنه لا يشبهه ولكن يؤثر في نفسه كقوله:

هو البحر من أی الجوانب جئته   فلجته المعروف والجود ساحله
تعوّد بسط الكف حتى لو أنه   دعاها لقبض لم تطعه أنامله
تراه إذا ما جئته متهللا   كأنک تعطيه الذی أنت سائله
ولو لم يكن في كفه غير روحه   لجاد بها فليتق الله آمله.(۱)

فصل یازدہم

قیاس سفسطی کا بیان

قیاس سفسطی: وہ قیاس ہے، جو صوری یا مادی غلطی کی وجہ سے غلط نتیجہ کو مستلزم ہو، مادی غلطی دراصل دو وجہوں سے ہوتی ہے:۔

۱۔ قیاس وہمیات سے مرکب ہو۔ ۲۔ قیاس مشبہات سے مرکب ہو۔

۱۔ **وہمیات:** وہ قضایا ہیں، جن کو عقل سلیم کے خلاف وہم نے گڑھ لیا ہو، انسان کے دل پر عقل کے مقابلہ میں وہم کا زیادہ اثر ہوتا ہے، مثلاً وہم کا فیصلہ ہے کہ میت سے ڈرنا چاہیے، حالانکہ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بے جان ہے اور وہ ڈرنے کی چیز نہیں۔

۲۔ مشبہات: وہ قضایا ہیں، جن میں محض صورۃ مشابہت کی بناء پر حکم لگا گیا ہو، جیسے گھوڑے کی تصویر دیکھ کر یہ کہنا کہ ہر گھوڑا ہنہنا تا ہے، لہذا یہ بھی ہنہنا تا ہے۔

صوری غلطی: یہ اکثر دو وجہ سے ہوتی ہے:۔ ۱۔ حد اوسط کے مکرر نہ ہونے کی وجہ سے ۳۔ شرائط اشکال کے نہ پانے کی وجہ سے۔

جو غلطی حد اوسط کے مکرر نہ ہونے سے ہوتی ہے وہ کبھی ظاہر ہوتی ہے اور کبھی مخفی ہوتی ہے، جن کا جاننا مشکل ہوتا ہے، اس کی اکثر وجہ یہ ہوتی ہے کہ حد اوسط کے متکثر المعنی ہونے کی وجہ سے ایک جگہ ایک معنی مراد لیا جاتا ہے اور دوسری جگہ دوسرا معنی مراد لیا جاتا ہے، جیسے آپ یہ

---

(۱) معیار العلم فی فن المنطق: ۱۸۵-۱۸۶.

کہیں کہ غَلَطُ غَلَطٌ ہے اور غلَطُ صحیح ہے، نتیجہ ہوگا۔ غَلَطُ صحیح ہے۔ اس قیاس میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ صغری میں حد اوسط غلَطُ سے معنی مراد ہے یعنی غیر صحیح۔ اور کبری میں غلَطُ سے مراد لفظ غَلَطُ مراد ہے، معنی مراد نہیں، اس لیے حد اوسط مکرر نہ ہوا۔ یا مثلاً آپ عینک کے متعلق کہیں کہ یہ چشمہ ہے اور چشمہ سے کھیتی سیراب ہوتی ہے، تو نتیجہ ہوگا۔ کہ اس سے کھیتی سیراب ہوتی ہے۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: علمی تحقیقات کو حدسیات کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: حدسیات میں دلیل ضرور ہوتی ہے، لیکن نتیجہ بہت جلدی برآمد ہو جاتا ہے (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: ریاضی کے پہاڑے انسان کے لیے یاد کرنے کے بعد حدسی ہو جاتے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: تجربہ عقل اور مشاہدہ دونوں سے حاصل ہوتا ہے (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: تجربیات کو اطراد العادات (حسب عادت) سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے (۵)۔

قاعدہ نمبر۶: تجربہ سے اہل تجربہ کو علم یقینی حاصل ہوتا ہے، اور ان کے نزدیک معلومات تجربیہ کہلاتے ہیں (۶)۔

قاعدہ نمبر۷: تجربیات میں لوگوں کے درجات مختلف ہوتے ہیں (۷)۔

قاعدہ نمبر۸: فطریات اور حدسیات امور اضافیہ میں سے ہیں ایک چیز ایک شخص کے نزدیک نظری اور دوسرے ہاں حدسی ہو سکتی ہے، بلکہ ایک ہی شخص کے لیے ایک وقت نظری اور دوسرے وقت حدسی ہو سکتی ہے (۸)۔

قاعدہ نمبر۹: قیاس خطابی سے مقصود خصم کو الزام یا اپنے رائے کا اثبات ہوتا ہے (۹)۔

قاعدہ نمبر۱۰: قرآن وحدیث میں قیاس خطابی متحقق نہیں ہو سکتا (۱۰)۔

قاعدہ نمبر۱۱: خطابت کے ذریعے جو دلیل قائم کی جاتی ہے، یقین کا درجہ نہیں رکھتی، البتہ ظن غالب کا فائدہ دیتی ہے اور مخاطب مقرر کی قوت خطابت سے متاثر ہو کر اس کی بات مان لیتا ہے (۱۲)۔

قاعدہ نمبر۱۲: ہر وہ قیاس جو صوری یا مادی غلطی کی وجہ سے غلط نتیجہ کو مستلزم ہو تو وہ قیاس سفسطی کہلاتا ہے (۱۳)۔

قاعدہ نمبر۱۳: ہر وہ قیاس جو وہمیات یا مشبہات سے مرکب ہو تو قیاس سفسطی کہلاتا ہے (۱۴)۔

---

(۱) تفہیم المنطق:۲۸۸. (۲) أساس المنطق:۲/۲۱۶. (۳) أساس المنطق:۲/۲۱۵.

(۴) تیسر المنطق:۴۹. (۵) المستصفی:۳۶، روضۃ الناظر:۱/۹۱. (۶) المستصفی:۳۶.

(۷) المستصفی:۳۶. (۸) توضیح المنطق:۶۲. (۹) مرقاۃ:۹۴.

(۱۰) سلم العلوم:۱۸۷. (۱۲) تفہیم المنطق:۲۷۹.

(۱۳) توضیح المنطق:۶۳. (۱۴) توضیح المنطق:۶۳.

خاتمہ

متفرقات

خاتمہ میں درج ذیل اٹھارہ فصلیں ہیں:۔

❁ ..... فصل اول کل اور کلی، جزء اور جزئی میں فرق. ❁...... فصل دوم عموم السلب اور سلب العموم کا قاعدہ. ❁...... فصل سوم موجہات کا بیان. ❁ ... فصل چہارم بسائط کا بیان. ❁ ... فصل پنجم مرکبات کا بیان. ❁..... فصل ششم موجہات کی منطقی تراکیب. ❁... فصل ہفتم مقولات عشرہ کا بیان. ❁ .. فصل ہشتم مقولات عشرہ کے انطباق کی چند دل نشیں مثالیں. ❁... فصل نہم تصور کی تقسیم. ❁..... فصل دہم مطلق الشئ اور الشئ المطلق کا قاعدہ . ❁.... فصل یازدہم مراتب ثلاثہ کا بیان. ❁... فصل دوازدہم ''امکان، امتناع اور وجوب'' کا قاعدہ. ❁.. .. فصل سیزدہم امکان کے معانی. ❁ ... فصل چہاردہم معضلہ یا قیاس ذوالجہتین. ❁ ... فصل پانزدہم مغالطّوں کا بیان. ❁ .. فصل شانزدہم مغالطّوں کے پڑھنے کے فوائد. ❁ .. فصل ہفتدہم مغالطّوں کی تقسیم. ❁.... لفظی مغالطّوں کی تقسیم. ❁......فکری مغالطّوں کی تقسیم. ❁..... لفظی مغالطّوں کا بیان. ❁......فکری مغالطّوں کا بیان . ❁.... تحفہ شاہجہانی سے منطقی تراکیب کا ایک دل نشیں اقتباس. ❁... . "لَا إِلَـهَ إِلَّا اللّٰـهُ" کی سات منطقی تراکیب. ❁......سورۃ القدر کی منطقی ترکیب. ❁......سورۃ الکوثر کی منطقی ترکیب. ❁ ......سورۃ الاخلاص کی منطقی ترکیب. ❁.... .تراکیب مفیدہ

فصل اول

کل اور کلی، جزء اور جزئی میں فرق

اہل علم نے کل اور کلی، جزء اور جزئی میں متعدد فرق کیے ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں۔

پہلا فرق: کل محمول علی الاجزء نہیں ہوتا، اس لیے "یدزید" نہیں کہا جاتا، جب کہ کلی اپنے جزئیات پر محمول ہوتی ہے، اس لیے "زیدانسان" کہنا صحیح ہے۔

دوسرا فرق: انتفائے کل انتفائے جزء کو مستلزم ہوتا ہے، لیکن انتفائے جزئی انتفائے کلی کو مستلزم نہیں، جیسے "سقف" (جزء) کی انتفاء "بیت" (کل) کے انتفاء کو مستلزم ہے، لیکن زید (جزئی) کے انتفاء سے انسان (کلی) کی انتفاء نہیں ہوتی۔

تیسرا فرق: جزء کا اطلاق کل پر نہیں ہوتا، لیکن جزئی کا اطلاق کلی پر ہوتا ہے، جیسے صرف "سقف" (جزء) کو "بیت" (کل) نہیں کہا جاتا، لیکن "زید" جزئی کا اطلاق "انسان" کلی پر ہوتا ہے، جیسے "زیدانسان" کہا جاتا ہے۔

چوتھا فرق: کل کا استعمال اکثر محسوسات میں اور کلی کا استعمال معقولات میں ہوتا ہے۔

پانچواں فرق: کل مرکب من الاجزاء اور کلی مرکب من الجزئیات ہوتا ہے۔

چھٹا فرق: کل کے ماتحت اجزاء اور کلی کے ماتحت جزئیات ہوتے ہیں۔

ساتواں فرق: کل کا وجود خارج میں مستقل طور پر پایا جاتا ہے، لیکن کلی کا وجود خارج میں مستقل طور پر نہیں پایا جاتا ہے، بلکہ اپنے افراد کے ضمن میں متحقق ہوتی ہے، جیسے انسان کا وجود خارج میں زید، عمرو، بکر وغیرہ کے ضمن میں پایا جاتا ہے، البتہ کل کا وجود خارج میں مستقل طور پر پایا جاتا ہے، جیسے زید، عمرو، بکر وغیرہ مستقل طور پر کل ہیں۔

آٹھواں فرق: کل کا اطلاق شئی معدوم پر نہیں ہوتا، لیکن کلی کا اطلاق شئی معدوم پر بھی ہوتا ہے، جیسے "لاشئی، لاممکن، لاموجود" وغیرہ کہا جاتا ہے۔

نواں فرق: کل کے مقابلہ میں جزء اور کلی کے مقابلہ میں جزئی ہوتی ہے۔

دسواں فرق: کل من حیث الکل موجود فی الخارج ہوتا ہے اور کلی من حیث الکلی موجود فی الخارج نہیں ہوتی۔

گیارہواں فرق: کل معدود بالأجزاء ہوتا ہے اور کلی غیر معدود بالجزئیات ہوتی ہے، اگر انسان کے جملہ افراد معدوم ہو کر ختم ہو جائیں، تو تب بھی انسان کلی ہی رہے گا۔

بارہواں فرق: کل اپنے اجزاء کا تمام حقیقت نہیں ہوتا، لیکن کلی اپنے جزئیات کی تمام حقیقت ہوتی ہے، جیسے انسان اپنے جزئیات زید، عمرو، بکر وغیرہ کی حقیقت ہے۔

تیرہواں فرق: کل موقوف علی الأجزاء ہوتا ہے، اگر اجزاء نہ ہو تو کل کل نہیں رہتا، لیکن کلی موقوف علی الجزئیات نہیں ہوتی، لہذا ایک جزئی کے ہوتے ہوئے بھی کلی کلی ہے، جیسے انسان صرف زید کے ہوتے ہوئے بھی کلی ہے۔

چودہواں فرق: کل کے اجزاء محصور ومتناہی ہوتے ہیں، لیکن کلی کے جزئیات غیر متناہی ہوتے ہیں۔

پندرہواں فرق: کل متقوم بالجزء ہوتا ہے اور کلی مقوم للجزئی ہوتی ہے۔

سولہواں فرق: کلی اکثر اپنے جزئی کا جزء ہوتا ہے، جیسے حیوان اپنے جزئیات انسان، فرس وغیرہ کا جزء ہے اور جزئی کلی کے لیے کل ہوتا ہے، جیسے انسان جزئی حیوان کلی کے لیے کل ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے۔"ومن هنا يقال للكلّي: كلّي، أى أنّه منسوب إلى الكل، فكلُّه جزئي له. ويقال للجزئي: جزئي، أى أنّه منسوب إلى الجزء، لأنَّ جزئه هو ذلك الكلّي."

سترہواں فرق: ۔کل اپنے تحقق وتکون میں جملہ اجزاء کا محتاج ہوتا ہے، محض ایک جزء کے تحقق سے کل متصور نہیں ہوتا، بخلاف کلی کے، کیونکہ ایک جزئی کے تحقق سے بھی کلی متحقق جاتی ہے، جیسے انسان محض ایک فرد کے تحقق سے بھی کلی کہلاتا ہے۔

اٹھارویں فرق: کل اپنے اجزاء کی طرف ادات تقسیم کیساتھ منقسم نہیں ہوتا، جیسے "الكرسيّ اماخشب وامامسامير" نہیں کہا جاتا، لیکن کلی اپنے جزئیات کی طرف ادات تقسیم کیساتھ منقسم ہوتی ہے، جیسے "الحيوان اماانسان واما فرس" وغیرہ کہا جاتا ہے۔

انیسواں فرق: کلی کا حمل جزئی پر بحمل المواطاۃ ہوتا ہے جبکہ کل کا حمل جزء پر بحمل الاشتقاق ہوتا ہے۔

بیسواں فرق: جزء اعم مطلق اور کل اخص مطلق ہوتا ہے جبکہ جزئی اخص مطلق اور کلی اعم مطلق ہوتا ہے(۱)۔

تمرین

درج ذیل امثلہ میں کل اور جزء اور کلی اور جزئی کی تعیین کیجئے؟

الكلمة/ اسم , فعل , حرف. كرسى / خشب , مسامير. الكلى /جنس , نوع , فصل , خاصه , عرض عام. الكتاب / الأوراق , الجلد. الاسم / المعرب , المبنى. الانسان / زيد , عمرو , بكر. زيد / يد , رجل , راس. المفهوم / الكلى , الجزئى. الشجر / اوراق , اغصان , جذع. الحديث/خبرواحد , خبر متواتر .

فصل دوم

عموم السلب اور سلب العموم کا قاعدہ

اگر اداۃ العموم (یعنی عمومیت پر دلالت کرنے والا لفظ، جیسے ''کل، جمیع'' وغیرہ) اداۃ السلب (حرف نفی) سے پہلے آئے، تو یہ قضیہ عموم السلب (سلب کی عمومیت) کا مفہوم دے گا، اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سلبیت اس کلی کے ہر فرد پر مسلط ہے، جیسے ابو النجم فضل بن قدامہ عجلی (م ۱۳۰ھ) کا شعر ہے۔

قد أصبحت أمُّ الخيارِ تدّعی   علیّ ذَنباً كله لم أصنعِ

ترجمہ: ام الخیار مجھ پر وہ الزام لگا رہی ہے، جن میں سے کوئی بھی میں نے نہیں کیا ہے۔

مذکورہ شعر میں ''كله لم أصنع'' قضیہ سالبہ کلیہ ہے اور حرف نفی (لم) سے پہلے (كله) ادواۃ العموم آیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو قصور و گناہ میرا بتایا گیا ہے، ان میں سے کوئی گناہ مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔

عموم السلب کی مثال صحیح مسلم (۲/ ۸۷، رقم ۱۳۱۸) کی اس حدیث سے دی جاسکتی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا، تو نمازیوں میں سے ذوالیدین نامی ایک صحابیؓ نے عرض کیا۔ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَم نَسِيتَ؟ اے اللہ کے رسول (ﷺ) آپ سے سہو ہوگیا ہے یا نمازوں کی رکعتوں میں کمی کردی گئی ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''كُلُّ ذَلِكَ لَم يَكُن.'' یہ سب نہیں ہوا۔

حضرت ذوالیدینؓ نے کہا۔ ''قَد كَانَ بَعضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!''. ان میں سے کوئی بات تو ہوئی یا رسول اللہ ﷺ؟

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان ''كُلُّ ذَلِكَ لَم يَكُن'' میں ادواۃ العموم (كُلّ) حرف سلب (لم) سے پہلے آیا ہے، اس لیے یہ عموم السلب ہے، یعنی سلبیت نسیان اور رکعات کی کمی دونوں پر مسلط ہے۔ اور حضرت ذوالیدین کا فرمان ''قَد كَانَ بَعضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!'' قضیہ مہملہ ہے، یعنی '' النسيان و القصر لم يكونا '' اور اس پر ادوات عموم داخل کیا گیا ہے۔

اور اگر اداۃ السلب (حرف نفی) اداۃ العموم سے پہلے ہوں تو یہ قضیہ سلب العموم کا مفہوم دے گا، اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نفی یا سلبیت کلی کے بعض افراد پر مسلط ہے، تمام افراد پر نہیں، جیسے ابو الطیب احمد بن حسین متنبّی (م ۳۵۴ھ) کا شعر ہے۔

ما كلُّ ما يتمنّی المرء يدركه   تجری الرّياح بما لا تشتهی السُّفنُ

ترجمہ: آدمی کی ہر تمنا پوری نہیں ہوتی، ہوائیں اس وقت چلتی ہیں جب کشتیوں کو ضرورت نہیں ہوتی۔

مذکورہ شعر میں ''ما كلُّ ما يتمنّی المرء يدركه'' کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کی سب تمنائیں پوری نہیں ہوتیں، مگر بعض تمنائیں پوری

ہوتی ہیں۔ یہ مصرعہ قضیہ کلیہ ہے، یہاں حرف سلب "ما" کو اس کی عمومیت پر مسلط کر دیا گیا، جس کی وجہ سے اس کی عمومیت ختم ہوگئی، اور جب عمومیت ختم ہوئی تو قضیہ کلیہ نہ رہا، جزئیہ یا مہملہ بن گیا، جزئیہ اور مہملہ دونوں کا ماحصل ایک ہے، یعنی مہملہ جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے۔

اسی طرح سلب العموم کی ایک مثال ابو العتاہیۃ إسماعیل بن القاسم العینی (م ۲۱۱ھ) کا یہ شعر بھی بن سکتا ہے۔

ما كلُّ رأيِ الفَتى يَدعُو إلى رَشَدٍ   إذَا بَدَا لكَ رأيٌ مشكِلٌ فقفِ

مذکورہ شعر میں بھی حرف سلب (ما) ادواۃ العموم (کل) سے پہلے آیا ہے، جس کی وجہ سے عمومیت کی نفی ہوگئی، اور یوں ہی یہ سلب العموم کی مثال ہوئی۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

قرآن مجید میں ہے۔ "وَاللّٰهُ لا يُحِبُّ كُلَّ مُختالٍ فَخُورٍ." (لقمان: ۱۸) اس آیت میں اداۃ سلب (لَا) اداۃ العموم (کُلّ) سے پہلے آیا ہے، یعنی یہ سلب العموم ہے اور اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ کچھ "مختال فخور" ایسے ہیں، جن کو اللہ تعالی پسند کرتا ہے، حالانکہ آیت کا مقصد یہ نہیں؟ اس اشکال کا بعض اہل علم یہ جواب دیا ہے کہ یہاں درحقیقت اداۃ السلب (لَا) "کل مختال فخور" پر مسلط نہیں، بلکہ "یحبُّ" پر ہے اور یہ محبت کی نفی گئی ہے اور یہ کلیہ مہملہ ہے اور یہ "کل محتال فخور" یہ اس محبت کا مفعول بہ ہے، جس کی نفی گئی ہے، لہذا لفظ "کُلّ" اپنے عموم پر باقی رہے گا، اور اس پر سلب کا اثر نہ ہوگا، کیونکہ سلب اس پر مسلط ہی نہیں۔ تو اس آیت کی توجیہ یہ ہوگی۔ "کلّ محتال فخور لایحبه الله" لہذا یہ عموم السلب ہے سلب العموم نہیں۔ معروف نحوی عالم جمال الدین ابن ہشام (م ۷۶۱ھ) فرماتے ہیں۔ "وَالجَوَاب عَن الآيَة: أَن دَلَالَة المَفهُوم إِنَّمَا يعول عَلَيهَا عِند عدم المعَارض، وَهُوَ هُنَا مَوجُود؛ إِذ دلّ الدَّلِيل على تَحرِيم الاختيال وَالفَخر مُطلقًا." (۱)

محققین حضرات کا نقطہ نظر یہ ہے کہ آیات قرآنیہ کی تاویل کے بجائے خود فنی اور منطقی قواعد کی توجیہ کرنی چاہیے، اس لیے یہ کہنا قرین قیاس ہے کہ سلب العموم اور عموم السلب کا مذکورہ قاعدہ کلیہ نہیں، بلکہ اکثریہ ہے۔ مذکورہ قاعدہ کی توجیہ کرتے ہوئے فن نحو کے معروف محقق عالم ابو عرفان محمد بن علی الصبان (م ۱۲۰۶ھ) رقمطراز ہیں۔ قال التفتازاني: والحقّ أن الشق الأول أكثريّ لا كليّ؛ بدليل قوله تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ كُلَّ مُختَالٍ فَخُورٍ﴾. وقوله: ﴿وَاللَّهُ لا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ﴾. وقوله: ﴿وَلا تُطِع كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ﴾. (۲)

---

(۱) مغنی اللبیب عن کتب الأعاریب: ۲۶۶.

(۲) حاشیۃ الصبان علی شرح الأشمونی لألفیۃ ابن مالک: ۳/۱۰۹. مزید تفصیل کے لیے دیکھئے ضوابط المعرفہ: ۷۳-۷۶، تفہیم المنطق ۹۶-۹۹.

قواعد

قاعدہ نمبر۱: عموم السلب کو شمول النفی اور سلب العموم کو نفی الشمول بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۲: عموم السلب اور شمول النفی میں مسند الیہ کے ہر ہر فرد سے مسند کی نفی کی جاتی ہے، یعنی کوئی فرد بھی نفی سے خارج نہیں رہتا، جیسے "کل انسان لم یقم" اس قضیہ کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں جتنے افراد انسان موجود ہیں، وہ سب کے سب عدم قیام میں شامل ہیں، کوئی فرد بھی عدم قیام میں شامل نہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۳: سلب العموم اور نفی الشمول میں مسند الیہ کے جملہ افراد سے نفی کی جاتی ہے، جیسے "لم یقم کل انسان" اس قضیہ کا مفہوم یہ ہے کہ جملہ افراد انسان کھڑے نہیں ہوئے، بلکہ بعض افراد انسان کھڑے ہیں (۳)۔

قاعدہ نمبر۴: وہ مسند الیہ جس پر لفظ "کُلّ" داخل ہو، اس مسند پر مقدم ہو، جس پر حرف نفی داخل ہو تو یہ عموم السلب اور شمول نفی کہلائے گا (۴)۔

قاعدہ نمبر۵: وہ مسند الیہ جس پر لفظ "کُلّ" داخل ہو، اس مسند سے مؤخر ہو، جس پر حرف نفی داخل ہو تو سلب العموم اور نفی الشمول کہلائے گا (۵)۔

قاعدہ نمبر۶: سلب العموم میں رفع ایجاب کلی ہوتا ہے اور ایجاب جزئی پر بھی صادق آتا ہے (۶)۔

قاعدہ نمبر۷: عموم السلب میں سلب کلی ہوتا ہے، جیسے "لاشئی من الانسان بحجرٍ" وغیرہ (۷)۔

قاعدہ نمبر۸: عموم السلب اور سلب العموم میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، عموم السلب اخص مطلق اور سلب العموم اعم مطلق ہے، جہاں عموم السلب ہوگا، وہاں سلب العموم بھی ہوگا، لیکن جہاں سلب العموم ہو وہاں عموم السلب کا ہونا ضروری نہیں (۸)۔

تمرین

درج ذیل امثلہ میں عموم السلب اور سلب العموم کی نشاندہی کریں۔

وَاللّٰهُ لا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ. إِنَّ اللّٰهَ لا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ. وَلا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ. لَيسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً. لَيسَ كُلُّ أَمرِي كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي. لَيسَ كُلُّ مَن تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ. لَيسَ كُلُّ البِرِّ هَذَا. ما جاء كل القوم. ما جاء القوم كلّهم. لم آخُذ كلّ الدراهم. لم آخذ الدراهم كلَّها. كلُّ الدراهم لم آخذ. الدراهم كلها لم آخُذ. لا يدركه كل بصر من الأبصار. لا تدركه جميع الأبصار. إن الله لا يحب كل فاحش متفحش. ما كل أحد ليحسن القراءة. ما كل المسلمين يجد ثيابا. والله ما كل ما نحدثكم به عن رسول الله ﷺ سمعناه منه. كل ذلک لم يكن. ما طلب الدواء بشيء أفضل من شربة عسل.

---

(۱) مختصر المعانی: ۱۰۸۔ (۲) مأرب الطلبہ: ۲۰۸۔ (۳) مأرب الطلبہ: ۲۰۷۔ (۴) مأرب الطلبہ: ۲۰۸۔

(۵) مأرب الطلبہ: ۲۰۸۔ (۶) دستور العلماء: ۲/۱۳۰۔ (۷) دستور العلماء: ۲/۲۷۰۔ (۸) دستور العلماء: ۲/۱۳۰۔

فصل سوم

موجہات کا بیان

موجہات کو سمجھنے سے پہلے چند قواعد کا جاننا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر ۱: ہر قضیہ میں نسبت ایجابی یا سلبی کا ہونا ضروری ہے اور وہ نسبت درج ذیل چار صفات میں سے کسی ایک صفت کیساتھ متصف ہوگی:۔

۱۔ ضرورۃ ۲۔ دوام ۳۔ فعلیت ۴۔ امکان

قاعدہ نمبر ۲: واقع اور نفس الأمر میں نسبت جس کیفیت کیساتھ مکیف و متصف ہو تو اس کیفیت کو مادہ قضیہ کہتے ہیں، جیسے "کل انسان حیوان بالضرورۃ" یعنی انسان کے لیے خارج میں حیوان کا ہونا ضروری ہے، جب اس خارجی جہان کی اس کیفیت کو کسی لفظ سے تعبیر کیا جائے، تو اس لفظ کو جہت قضیہ کہتے ہیں، جیسے انسان کے لیے حیوانیت ضروری ہے، جس کو ہم نے لفظ "ضرورۃ" کیساتھ تعبیر کیا ہے، تو اس "ضرورۃ" کے لفظ کو جہت قضیہ کہتے ہیں اور قضیہ معقولہ میں صورت عقلیہ اس کیفیت پر دال ہوتی ہے، تو اس صورت عقلیہ کو قضیہ معقولہ کی جہت کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۳: قضیہ میں اگر جہت مادہ کے مطابق ہو تو قضیہ صادقہ ہوگا ورنہ کاذبہ ہوگا، جیسے "اللہ ربنا بالضرورۃ" اس قضیہ میں موضوع ذات باری تعالی ہے، وصف ربوبیت کو اس کے لیے ثابت کیا گیا ہے، جو محمول ہے اور یہ بات واقع میں ضروری ہے، یہ مادہ ہے اور قضیہ میں "بالضرورۃ" (جہت) سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ جہت مادہ کے مطابق ہے، اس لیے قضیہ صادقہ ہے۔ اور اگر جہت مادہ کے مطابق نہ ہو تو قضیہ کاذبہ کہتے ہیں، جیسے "الانسان حجر بالضرورۃ" وغیرہ۔

قاعدہ نمبر ۴: جس قضیہ میں جہت صراحت کیساتھ مذکور ہو تو اسے قضیہ موجہہ اور رباعیہ کہتے ہیں، موجہہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں جہت مذکور ہے اور رباعیہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس قضیہ کے چار اجزاء (۔موضوع، محمول، نسبت، جہت) ہیں۔

قاعدہ نمبر ۵: قضیہ کے موضوع کو جس لفظ کیساتھ تعبیر کیا جاتا ہے، تو اس لفظ کے مبدء اشتقاق کو وصف عنوانی کہتے ہیں، جیسے "انما المؤمنون اخوۃ" میں "المؤمنون" موضوع ہے، اس کا مبدء اشتقاق (ایمان) وصف عنوانی ہے۔

قاعدہ نمبر ۶: فن منطق میں جو کیفیات اور جہات معتبر ہیں، وہ چار ہیں:۔

۱۔ ضرورۃ ۲۔ دوام ۳۔ فعلیت ۴۔ امکان

پھر ضرورۃ کی چار قسمیں ہیں:۔

۱۔ ضرورۃ ذاتیہ ۲۔ ضرورۃ وصفیہ ۳۔ وقتیہ ۴۔ منتشرہ

۱۔ **ضرورۃ ذاتیہ:** ضرورۃ ذاتیہ وہ جہت ہے، جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے ضروری ہو، جب تک ذات موضوع موجود ہو، اور جس قضیہ میں یہ وصف ہو تو اسے ضرورۃ مطلقہ کہتے ہیں۔

۲۔ **ضرورۃ وصفیہ:** جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع کے لیے ضروری ہو، جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کیساتھ متصف ہو، جس قضیہ میں ضرورۃ وصفیہ ہوگی، تو اسے مشروطہ عامہ کہتے ہیں۔

۳۔ **ضرورۃ وقتیہ:** جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے وقت معین میں ضروری ہو، جس قضیہ میں ضرورۃ وقتیہ ہوگی، اسے وقتیہ مطلقہ کہتے ہیں۔

۴۔ **ضرورۃ منتشرہ:** جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے وقت غیر معین میں ضروری ہو، جس قضیہ میں ضرورۃ منتشرہ ہو، اسے منتشرہ مطلقہ کہتے ہیں۔

دوام کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ دوام ذاتی ۲۔ دوام وصفی

۱۔ **دوام ذاتی:** جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے دائمی ہو، جب تک ذات موضوع موجود ہو، جس قضیہ میں دوام ذاتی ہو وہ دائمہ مطلقہ کہلاتا ہے۔

۲۔ **دوام وصفی:** جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے دائمی ہو، جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کیساتھ متصف ہو، جس قضیہ میں دوام وصفی ہو تو اسے عرفیہ عامہ کہتے ہیں۔

۳۔ **جہت فعلیت:** جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ہو، جس قضیہ میں جہت فعلیت ہو تو اسے مطلقہ عامہ کہتے ہیں۔

۴۔ **جہت امکان:** جس میں محمول کا ثبوت وسلب دونوں موضوع کے لیے برابر ہو، جس قضیہ میں جہت امکان ہو تو اسے ممکنہ عامہ کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر۷: جس قضیہ میں صرف ایجاب یا صرف سلب ہو تو وہ قضیہ بسیطہ کہلاتا ہے اور جس قضیہ میں ایجاب وسلب دونوں مذکور ہو تو وہ قضیہ مرکبہ کہلاتا ہے۔

فصل چہارم

بسائط کا بیان

قضیہ کی جہت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:۔

ا۔ مطلقہ ۲۔ موجہہ

ا۔ **قضیہ مطلقہ:** وہ قضیہ ہے، جس میں جہت مذکور نہ ہو، جیسے "الله خالق" وغیرہ۔

۲۔ **قضیہ موجہہ:** وہ قضیہ ہے، جس میں جہت مذکور ہو، جیسے "الله خالق بالضرورة" وغیرہ۔

وجہ حصر: قضیہ میں جہت مذکور ہو گی یا نہیں، اگر ہو تو موجہہ اور اگر نہ ہو تو مطلقہ۔

موجہہ کی دو قسمیں ہیں:۔

ا۔ بسیطہ ۲۔ مرکبہ

ا۔ **قضیہ بسیطہ:** وہ قضیہ ہے، جس میں صرف ایجاب یا صرف سلب ہو، جیسے "المومن غر كريم".

۲۔ **قضیہ مرکبہ:** وہ قضیہ ہے، جس میں ایجاب اور سلب دونوں ہوں، جیسے "المومن غر كريم مادام مومنا لا دائما".

وجہ حصر: قضیہ میں صرف ایجاب یا صرف سلب ہوگا، یا ایجاب و سلب دونوں ہوں گے، اگر صرف ایجاب یا صرف سلب ہو تو قضیہ بسیطہ اور اگر دونوں ہوں تو قضیہ مرکبہ۔

بسائط کل آٹھ ہیں، جو درج ذیل ہیں:۔

ا۔ ضروریہ مطلقہ ۲۔ مشروطہ عامہ ۳۔ وقتیہ مطلقہ ۴۔ منتشرہ مطلقہ ۵۔ دائمہ مطلقہ ۶۔ عرفیہ عامہ ۷۔ مطلقہ عامہ ۸۔ ممکنہ عامہ۔

۱۔ **ضروریہ مطلقہ:** وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے ضروری ہو، جب تک ذات موضوع موجود ہو، موجبہ کی مثال "إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ"(بالضرورة)، سالبہ کی مثال "لَا شَرِيكَ لَهُ" (بالضرورة).

۲۔ **مشروطہ عامہ:** وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لیے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے ضروری ہو، جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کیساتھ متصف ہو، جیسے "وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ"(بالضرورة بسبب كفرهم).

۳۔ **وقتیہ مطلقہ:** وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع کے لیے وقت معین میں ہو، جیسے "إِنَّ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ لَمَجمُوعُونَ إِلَى مِيقَاتِ يَومٍ مَعلُومٍ"(بالضرورة).

٤۔ **منتشرہ مطلقہ**: وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے وقت غیر معین میں ہو، جیسے "وَإِن مِنكُم إِلَّا وَارِدُهَا" (بالضرورۃ).

٥۔ **دائمہ مطلقہ**: وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے دائمی ہو، جیسے "إِنَّ الشَّيطَانَ لِلإِنسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ " (بالدوام).

٦۔ **عرفیہ عامہ**: وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے دائمی ہو، جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کیساتھ متصف ہو، جیسے " إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُم كُفَّارٌ فَلَن يَغفِرَ اللَّهُ لَهُم" (ماداموا کفارا).

٧۔ **مطلقہ عامہ**: وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ہو، جیسے "كُلُّ مَن عَلَيهَا فَانٍ" (بالفعل).

٨۔ **ممکنہ عامہ**: وہ قضیہ بسیطہ ہے، جس میں جانب مخالف سے ضرورت کی نفی ہو، یعنی اگر قضیہ میں نسبت ثبوتی ہو تو اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ اس کی جانب مخالف، یعنی سلب ضروری نہیں اور اگر نسبت سلبی ہو تو معنی یہ ہوگا کہ اس کی جانب مخالف یعنی ثبوت ضروری نہیں، جیسے "زید قائم بالامکان العام" یہاں نسبت ثبوتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ قیام کا ثبوت زید کے لیے ممکن ہے، یعنی اس کی جانب مخالف عدم قیام زید کے لیے ضروری نہیں، کیونکہ اگر عدم قیام ضروری ہوتا تو قیام کا ثبوت ممکن نہ ہوتا، جیسے شریک باری تعالی کا عدم ضروری ہے، لیکن اس کا ثبوت ممکن نہیں، موجبہ کی مثال "کل نار حارۃ بالامکان العام" سالبہ کی مثال "لاشئی من النار ببارد بالامکان العام".

فصل پنجم

مرکبات کا بیان

مرکبات کو سمجھنے سے پہلے چند قواعد کا جاننا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر۱: مناطقہ حضرات قضایا مرکبہ اس لیے ذکر کرتے ہیں کہ جب کوئی قضیہ بسیطہ ذکر کیا جائے اور سامع جاہل ہو تو اسے ایک قسم کا وہم ہوتا ہے، اس وہم کو دور کرنے کے لیے دوسرا قضیہ ذکر کیا جاتا ہے، جیسے جب مشروطہ عامہ (کل کاتب متحرك الأصابع بالضرورة مادام کاتبا) ذکر ہو، تو اس سے عقل مند اور دانا آدمی یہی سمجھتا ہے کہ " تحريك الأصابع " کے لیے بوقت کتابت ضروری ہے، لیکن کم فہم آدمی یہ سمجھتا ہے کہ شاید "تحريك الأصابع" کا ثبوت ذات کاتب کے لیے ہمیشہ ضروری ہے، حالانکہ ایسا نہیں، تو اس وہم کو دور کرنے کے لیے مناطقہ ایک دوسرا قضیہ بسیطہ بھی ساتھ ذکر کر دیتے ہیں، وہ قضیہ یہ ہے۔ "ولاشئی من الکاتب بمتحرك الأصابع بالفعل" یعنی کسی نہ کسی زمانہ میں تحرک الأصابع کی ذات کاتب سے نفی بھی ہے، تو اس سے مخاطب کا وہم دور ہو جاتا ہے، لہذا اس لیے قضایا مرکبہ کو ذکر کیا جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر۲: قضایا مرکبہ میں ہمیشہ دو قضیے ہوتے ہیں، ایک عبارت میں صراحتاً مذکور ہوگا اور دوسرے کی طرف اشارہ ہوگا، کیونکہ دوسرا قضیہ پہلے قضیہ سے بنایا جاتا ہے، اور اگر صراحتاً دونوں قضیے مذکور ہوں تو اسے اصطلاح میں قضیہ مرکبہ نہیں کہا جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر۳: دوسرا قضیہ پہلے قضیہ کے موضوع و محمول سے تیار ہوگا، البتہ اگر پہلا قضیہ موجبہ تھا، تو موجبہ کا سور ہٹا کر سالبہ کا سور داخل کر دیں گے اور اگر پہلا قضیہ سالبہ ہو تو سالبہ کا سور ہٹا کر موجبہ کا سور داخل کر دیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر۴: قضیہ مرکبہ میں ایک قضیہ موجبہ اور دوسرا سالبہ ہوتا ہے، لیکن قضیہ کا نام رکھنے میں پہلے قضیہ کا لحاظ کیا جائے گا، اگر پہلا قضیہ موجبہ ہو تو سارا قضیہ مرکبہ موجبہ ہوگا، اور اگر پہلا قضیہ سالبہ ہو تو پورا قضیہ مرکبہ سالبہ ہوگا، یعنی پہلے جزء کا اعتبار ہوگا، جیسے جملہ میں پہلے جزء کا اعتبار ہوتا ہے، اگر پہلا جزء اسم ہو تو پورا جملہ اسمیہ ہوگا، اور اگر فعل ہو تو پورا جملہ فعلیہ ہوگا۔

قاعدہ نمبر۵: قضیہ مرکبہ میں ایک قضیہ موجبہ اور ایک سالبہ ہوگا، تاہم دونوں موجبہ اور دونوں سالبہ نہیں ہو سکتے۔

قاعدہ نمبر۶: مرکبہ میں دوسرے قضیہ کی طرف اشارہ ''لادائما، لابالضرورة، امکان خاص " کے ذریعے ہوگا۔

قاعدہ نمبر۷: واضح رہے کہ "لادائما" یا "لابالدوام" سے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے، "بالضرورة" سے ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور ''امکان خاص'' سے بھی ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر۸: جب قضیہ مرکبہ میں دوسرے قضیہ کی طرف "لادائما" اور "لابالضرورة" کیساتھ اشارہ ہوگا، تو وہ قضیہ لفظوں میں بھی مرکب ہوگا، کیونکہ "لادائما" اور "بالضرورة" اصل قضیہ پورا ہونے کے بعد مستقل طور پر ایک اور قضیہ کی طرف اشارہ کے لیے ذکر کیے

جاتے ہیں، البتہ جن قضیوں میں امکان خاص والا اشارہ ہو تو وہاں لفظوں میں ترکیب نہیں ہوگی، کیونکہ پہلا قضیہ پورا ہونے کے بعد امکان خاص کا لفظ ذکر نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ امکان خاص ہی سے پہلا قضیہ ممکنہ تام ہو جاتا ہے اور اسی امکان خاص سے دوسرے قضیہ ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے، جیسے ”کل انسان کاتب بالامکان الخاص“ اسی سے دو ممکنہ عامہ تیار ہوں گے، ایک تو یہی مذکورہ قضیہ ہے اور دوسرا وہ ہوگا جو ایجاب وسلب میں اس کا مخالف ہوگا، پہلا قضیہ ممکنہ عامہ یہ ہے۔ ”کل انسان کاتب بالامکان العام“ دوسرا قضیہ یہ ہے۔ ”ولاشئی من الانسان بکاتب بالامکان العام“.

قاعدہ نمبر۹: ضرورۃ ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ موضوع ومحمول کے درمیان جو نسبت ہے (خواہ نسبت ایجابیہ ہو یا نسبت سلبیہ ہو) اس کا وجود ضروری ہے اور لاضرورۃ ذاتی کا معنی یہ ہے کہ موضوع ومحمول کے درمیان نسبت کا وجود ضروری نہیں ہے اور دوام ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے دائمی ہے، جب تک ذات موضوع موجود ہو۔ اور لادوام ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ محمول اور موضوع کے درمیان نسبت ہمیشہ کے لیے نہیں اور امکان خاص میں جانبین سے ضرورۃ کی نفی ہوتی ہے۔

قاعدہ نمبر۱۰: مناطقہ حضرات تمام بسائط کو آپس میں نہیں ملاتے، بلکہ صرف دو بسیطوں مطلقہ عامہ (جس کی طرف ”لادائما“ سے اشارہ ہوتا ہے) اور ممکنہ عامہ (جس کی طرف ”لاضرورۃ“ سے اشارہ ہوتا ہے) کو بسائط کیساتھ ملاتے ہیں اور انہیں تمام بسائط کیساتھ نہیں ملاتے، بلکہ ”لادوام ذاتی“ کو صرف پانچ قضیوں کیساتھ ملاتے ہیں، یعنی لادوام ذاتی (مطلقہ عامہ) کو مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ، اور منتشرہ مطلقہ کیساتھ ملاتے ہیں تو یہ پانچ قضایا مرکبہ تیار ہوں گے اور لاضرورۃ ذاتی (ممکنہ عامہ) کو صرف دو قضیوں کیساتھ ملاتے ہیں۔ قضایا مرکبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ مطلقہ عامہ کو مشروطہ عامہ کیساتھ ملادیں تو مشروطہ خاصہ بن جائے گا۔
۲۔ مطلقہ عامہ کو عرفیہ عامہ کیساتھ ملادیں تو عرفیہ خاصہ بن جائے گا۔
۳۔ مطلقہ عامہ کو وقتیہ مطلقہ کیساتھ ملادیں تو وقتیہ بن جائے گا۔
۴۔ مطلقہ عامہ کو منتشرہ مطلقہ کیساتھ ملادیں تو منتشرہ بن جائے گا۔
۵۔ مطلقہ عامہ کو مطلقہ عامہ کیساتھ ملادیں تو وجودیہ لادائمہ بن جائے گا۔
۶۔ ممکنہ عامہ کو ممنکہ عامہ کیساتھ ملادیں تو ممکنہ خاصہ بن جائے گا۔
۷۔ ممکنہ عامہ کو مطلقہ عامہ کیساتھ ملادیں تو وجودیہ لاضروریہ بن جائے گا۔

مذکورہ قواعد جاننے کے بعد اب ہم اصل مقصد مرکبات کو بیان کرتے ہیں۔

مرکبات کل سات ہیں:۔

۱۔ مشروطہ خاصہ ۲۔ عرفیہ خاصہ ۳۔ وقتیہ ۴۔ منتشرہ ۵۔ وجودیہ لاضروریہ ۶۔ وجودیہ لادائمہ ۷۔ ممکنہ خاصہ

۱۔ **مشروطہ خاصہ** : وہ قضیہ مرکبہ ہے، جو مشروطہ عامہ میں لادوام ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ "المحتکر معون" کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے۔ "المحتکر ملعون مادام محتکر الادائما" البتہ اگر کوئی شخص احتکار (ذخیرہ اندوزی) سے توبہ نہ کرے تو اس کا معاملہ الگ ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے۔ "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدیه" اس کا مفہوم یہ ہے۔ "المسلم من سلم المسلمون مں لسانه ویدیه مادام مسلماالادائما"۔

۲۔ **عرفیہ خاصہ** : وہ قضیہ مرکبہ ہے، جو عرفیہ عامہ میں لادوام ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے "وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُم حَتَّى يَرُدُّوكُم عَن دِينِكُم" کفار اور مشرکین کا اہل ایمان کیساتھ لڑنا کفر و شرک کی وجہ سے ہے، لیکن ساتھ یہ فرمایا۔ "حَتَّى يَرُدُّوكُم عَن دِينِكُم" جو بمنزلہ "لادائما" کے ہے۔

۳۔ **وقتیہ**: وہ قضیہ مرکبہ ہے، جو وقتیہ مطلقہ میں لادوام ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالی ہے۔ "الحَجُّ أَشهُرٌ مَعلُومَاتٌ" اس کا منطقی مفہوم یہ ہے۔ "الحَجُّ أَشهُرٌ مَعلُومَاتٌ لادائما" ایک جگہ ارشاد ہے۔ "لِلَّذِينَ يُؤلُونَ مِن نِسَائهم تَرَبُّصُ أَربَعَةِ أَشهُرٍ" اس کا مفہوم یہ ہے۔ "لِلَّذِينَ يُؤلُونَ مِن نِسَائهم تَرَبُّصُ أَربَعَةِ أَشهُرٍ لادائما"۔

٤۔ **منتشرہ** : وہ قضیہ مرکبہ ہے، جو منتشرہ عامہ میں لادوام ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے "اداء الحج فرض فی العمر مرة" اس کا منطقی مفہوم یہ ہے۔ "اداء الحج فرض فی وقت ما لادائما".

٥۔ **وجودیہ لاضروریہ**: وہ قضیہ مرکبہ ہے، جو مطلقہ عامہ میں لاضرورۃ ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے "وَاللَّهُ يَرزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيرِ حِسَابٍ (لابالضرورة)" کیونکہ رزق اللہ تعالی پر دینا واجب نہیں، بلکہ اس محض فضل ہے۔

٦۔ **وجودیہ لادائمہ**: وہ قضیہ مرکبہ ہے، مطلقہ عامہ میں لادوام ذاتی کی قید بڑھا کر بنایا جاتا ہے، جیسے "يُولِجُ اللَّيلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيلِ" یہ دونوں قضیے وجودیہ لادائمہ ہیں، ان کا مفہوم منطقی یوں ہوگا۔ "الله یولج اللیل فی النهار بالفعل لادائما ویولج النهار فی اللیل فالفعل لادائما"۔

۷۔ **ممکنہ خاصہ**: وہ قضیہ مرکبہ ہے، جس میں سلب ضرورۃ جانبین سے ہو، یعنی اس میں نہ تو جانب ایجاب ضروری ہو، اور نہ ہی جانب عدم ضروری ہو، بلکہ دونوں ممکن ہوں، جیسے "فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَومَينِ فَلَا إِثمَ عَلَيهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَا إِثمَ عَلَيهِ" اس میں "فَلَا إِثمَ عَلَيهِ" ممکنہ خاصہ ہے، کیونکہ ۱۲ ذوالحجہ کو منی سے آنا، یا ۱۳ ذوالحجہ کو آنا دونوں جائز ہیں۔

خلاصہ کلام

۱۔ (مطلقہ عامہ + مشروطہ عامہ) = مشروطہ خاصہ
۲۔ (مطلقہ عامہ + عرفیہ عامہ) = عرفیہ خاصہ

۳۔(مطلقہ عامہ + وقتیہ مطلقہ)= وقتیہ
۴۔(مطلقہ عامہ + منتشرہ مطلقہ)= منتشرہ
۵۔(مطلقہ عامہ + مطلقہ عامہ)= وجودیہ لادائمہ
۶۔(ممکنہ عامہ + ممکنہ عامہ)= ممکنہ خاصہ
۷۔(ممکنہ عامہ + مطلقہ عامہ) = وجودیہ لاضروریہ

تمرین

مندرجہ ذیل قضایا میں بسیطہ ومرکبہ کے تعیین کے ساتھ ساتھ ہر ایک کی اقسام متعین کیجئے؟

والكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ. واللّٰهُ عَلى كل شىء قدير. لَمُؤمِنٌ غِرٌّ كَرِيمٌ. اَلفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيمٌ. قتل الموذى مباح. لاترد دعوة الداع حين تقام الصلوة. يجوز التيمم بالتراب. العلم نافع. لايزنى الزانى حين هو مؤمن لادائما. المسلم من سلم المسلمون من يده. الدعاء مستجاب عند ختم القرآن لادائما. ملعون من عمل عمل قوم لوط. خير الناس من ينفع الناس. الماكر بالمومن ملعون لادائما. الضار للمومن ملعون. الجهاد فرض. لايزال لسانک رطبا من ذكر الله . ايمان المؤمن كامل وقت كون الرسول محبوبا اليه. ملعون من سبّ أباه لادائما. الجالب مرزوق. والله خبير بما تعملون . الفلک لايقبل الخرق والالتيام (عند الفلاسفة) . كل بنى آدم خطّاؤن. آفة العلم النسيان. الحيوان يمشى. ملعون من ذبح لغير الله لادائما. والله سميع عليم. الانسان يتعلم. ملعون من وقع على بهيمة. بئس عبد الدينار وعبد الدرهم. الواحد يصدر منه الواحد (عند الفلاسفه). لايزال احدكم فى الصّلاة ما دام ينتظرها. الصيد مباح. يجوز التحرى عند عدم وجود أحد. ان الميّت ليسمع خفق نعالهم حين يولون مدبرين. توتى أكلها كل حين. وبنى آدم يغضب حين يسئل . ان الشمس تطلع بين قرنى الشيطان حين تطلع لادائما. ان الله كان عليما حكيما. يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء. الشطرنج مباح عند الشافعي. ملعون من أتى امرأته فى دبرها لادائما. ملعون من صد عن سبيل الله . المسح على الخفين جائز لابالضرورة. آكل الربا ملعون لادائما . الرحمة تنزل عند ختم القران. المجترحين للسيئات سواء محياهم ومماتهم. الله خالق كل شىء. انک ميّت وانهم ميتون . انتم الفقراء الى الله. المال نافع. الميته يجوز أكلها عند الضرورة. كسب الحلال من المال مباح. ابن آدم يغضب لادائما. الحيوان يأكل لادائما .

موجہات کی منطقی تراکیب

❁ .. إِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (بالضرورۃ)۔

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجہہ بسیطہ ضروریہ مطلقہ۔

"إِنَّ" ادات غیر زمانیہ ....لفظ "اللّٰہ" موضوع.... "عَلٰی" جزء اول.... "کُلِّ شَیۡءٍ" مرکب تقییدی جزء ثانی. ....جزء اول با جزء ثانی مرکب غیر تقییدی ہوکر متعلق محمول.... "قَدِیۡرٌ" محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.... "بالضرورۃ" مرکب غیر تقییدی متعلق ثانی محمول.... موضوع اپنے محمول اور متعلقات محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجہہ بسیطہ ضروریہ مطلقہ۔

❁ .... والکَافِرُونَ ھُمُ الظَّالِمُونَ (بالضرورۃ)۔

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجہہ بسیطہ مشروطہ عامہ۔

"وَ" ادات غیر زمانیہ "الکَافِرُونَ" مرکب غیر تقییدی موضوع "ھُم" رابطہ غیر زمانیہ "الظَّالِمُونَ" مرکب غیر تقییدی محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.... "بالضرورۃ" مرکب غیر تقییدی متعلق محمول.... قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجہہ بسیطہ مشروطہ عامہ۔

❁ . المُؤۡمِنُ غِرٌّ کَرِیۡمٌ (مادام مؤمنا لا دائما)۔

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجہہ مرکبہ مشروطہ خاصہ۔

"المُؤۡمِن" مرکب غیر تقییدی موضوع "غِرٌّ" محمول (بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو) اول "کَرِیۡم" محمول (بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو) ثانی.... "مادام مؤمنا لا دائما" متعلق محمول... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ مہملہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجہہ مرکبہ مشروطہ خاصہ۔

❁ .. وَاللّٰہُ یَرۡزُقُ مَن یَشَاءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ (لا بالضرورۃ)۔

قضیہ حملیہ متعارفہ مرکبہ غیر ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجہہ مرکبہ وجودیہ لاضروریہ۔

"وَ" ادات غیر زمانیہ. "اللّٰہُ" موضوع. "یَرۡزُقُ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی. اس میں ضمیر موضوع.. "مَنۡ" مقید.. "یَشَاءُ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.... اس میں ضمیر موضوع.... "بِ" جزء اول.. "غَیۡرِ حِسَاب" مرکب تقییدی ہوکر جزء ثانی. ....جزء اول با جزء ثانی مرکب غیر تقییدی ہوکر متعلق محمول.... "لاضرورۃ" متعلق محمول (یرزق).... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوکر قید... مقید با قید مرکب تقییدی ہوکر متعلق محمول.. موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ مرکبہ غیر ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ موجہہ مرکبہ وجودیہ لاضروریہ۔

فصل ششم

مقولات عشرہ کا بیان

مقولہ لغت میں "بولی ہوئی بات" کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ہر چیز کو کہتے ہیں، جو کسی دوسری چیز پر محمول ہو، یعنی دوسری چیز کو اس لیے ثابت کیا جاتا ہے، جیسے "زید قائم" میں قیام زید پر محمول ہے، اور اسے مقولات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اجناس عالیہ اور کلی ہیں اور اپنے ماتحت پر محمول ہوتے ہیں، یعنی دنیا میں جو چیز بھی ہوگی، اس پر ان دس مقولات میں سے ایک کا اطلاق ضرور ہوگا، یا جوہر ہوگی یا عرض کی کوئی قسم ہوگی، جیسے زمین جوہر، اعداد کم منفصل، سرور و حزن کیف اور قیام وقعود وغیرہ از قبیل وضع ہیں۔ مقولات درج ذیل دس ہیں، جن میں ایک جوہر اور نو اعراض ہیں۔

۱۔ جوہر ۲۔ کم ۳۔ کیف ۴۔ أین ۵۔ متی ۶۔ اضافت ۷۔ ملک ۸۔ وضع ۹۔ فعل ۱۰۔ انفعال

۱۔ **جوہر:** وہ ممکن ہے، جو قائم بنفسہ ہو، اور اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہ ہو، جیسے زمین، آسمان وغیرہ۔ یہ سب جوہر ہیں، یعنی اپنے تحیز میں کسی کے تابع نہیں، بلکہ بذات خود متمکن ہیں۔

جوہر کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ مادی ۲۔ غیر مادی

۱۔ **جوہر مادی:** وہ جوہر ہے، جو غیر مفارق عن المادہ ہو۔ اور یہ تین ہیں:۔

۱۔ ہیولی ۲۔ صورت جسمیہ ۳۔ جسم طبعی

۲۔ **جوہر غیر مادی:** وہ جوہر ہے، جو مفارق عن المادہ ہو۔ اور یہ دو ہیں:۔

۱۔ نفس ۲۔ عقل

نفس اور عقل دونوں غیر مادی ہیں، کیونکہ نفس کا جسم سے تصرف اور تدبیر کا تعلق ہے، یعنی وہ جسم میں تصرف کرتا ہے اور اس میں اپنا آرڈر نافذ کرتا ہے اور عقل بھی غیر مادی جوہر ہے، کیونکہ اس کا جسم کیساتھ تاثیر کا تعلق ہوتا ہے، یعنی عقل جسم پر اثر انداز ہوتی ہے۔

۲۔ **عرض:** وہ ممکن ہے، جو اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہو، یعنی وہ وہ پائے جانے میں، باقی رہنے میں اور متمکن ہونے میں کسی ایسے محل کا محتاج ہو، جو اسے سہارا دے، جیسے کپڑے کی سیاہی اور سفیدی وغیرہ، جو کپڑے کے بغیر نہیں پائی جاتی ہے، نہ ہی باقی رہ سکتی ہے اور نہ ہی متحیز ہو سکتی ہے۔

اعراض نو ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ **کم:** وہ عرض ہے، جو بذات خود تقسیم ہو، یعنی اس کے اجزاء اور حصص فرض کئے جا سکتے ہوں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:۔

ا۔ کم متصل ۲۔ کم منفصل

ا۔ **کم متصل:** وہ کم ہے، جس کے اجزاء مفروضہ کے درمیان کوئی حد مشترک ہو، جیسے کسی خط کو دو حصوں میں تقسیم کریں، تو درمیان میں حد مشترک ہوگا، جو ایک حصہ کا منتہی ہوگا اور دوسرے کا مبدأ ہوگا۔ پھر کم متصل دو چیزیں ہیں:۔

ا۔ قار الذات ۲۔ غیر قار الذات

ا۔ **قار الذات:** وہ کم متصل ہے، جس کے اجزاء ایک ساتھ جمع ہوں، یہ تین چیزیں ہیں:۔

ا۔ خط عرضی ۲۔ سطح عرضی ۳۔ جسم تعلیمی

۲۔ **غیر قار الذات:** وہ کم متصل ہے، جس کے اجزاء ایک ساتھ جمع نہ ہوں، جیسے زمانہ کے اجزاء ایک ساتھ جمع نہیں، کیونکہ زمانہ ماضی گزر چکا ہے اور مستقبل ابھی آیا نہیں، البتہ حال موجود ہے، تاہم اس میں فلاسفہ کا اختلاف ہے کہ یہ موجود حقیقی ہے یا امر موہوم ہے اور زمانہ کم متصل اس لئے ہے کہ ماضی اور مستقبل کے درمیان ''آن'' حد مشترک ہے، جس طرح خط کے اجزاء کے درمیان نقطہ مشترک ہوتا ہے۔

۲۔ **کم منفصل:** وہ کم ہے، جس کے اجزاء مفروضہ کے درمیان کوئی حد مشترک نہ ہو، اور یہ بھی دو قسم پر ہے

ا۔ قار الذات ۲۔ غیر قار الذات

قار الذات: وہ کم منفصل ہے جس کے اجزاء ایک ساتھ جمع ہو جیسے اعداد کہ ان میں کوئی حد مشترک نہیں، مثلاً اگر دس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے تو پہلا نصف پورے پانچ پر ختم ہوا، اور دوسرا نصف چھ سے شروع ہوا، درمیان میں کچھ نہیں۔

غیر قار الذات: یہ وہ کم منفصل ہے جس کے اجزاء ایک ساتھ جمع نہ ہو جیسے اواز کے اجزاء کہ وہ ایک ساتھ جمع نہیں بلکہ جو ہی موجود ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور ان کے درمیان میں کوئی حد مشترک بھی موجود نہیں۔

۳۔ **کیفؔ:** وہ عرض ہے، جو تقسیم نہ ہو سکے۔ اس کی چار قسمیں ہیں:۔

ا۔ کیفیات احساسیہ ۲۔ کیفیات نفسانیہ ۳۔ کیفیات مختصہ بالکمیات ۴۔ کیفیات استعدادیہ

ا۔ **کیفیات احساسیہ:** جو کیفیت ہیں، جن کا حواس ظاہرہ سے ادراک کیا جا سکے، جیسے شہد کی مٹھاس وغیرہ۔

۲۔ **کیفیات نفسانیہ:** کیفیات نفسانیہ دو ہیں:۔

ا۔ حال ۲۔ ملکہ

ا۔ **حال:** وہ کیفیت نفسانیہ ہے، جو جلد ختم ہو جائے، جیسے کتابت ابتدائی مرحلہ میں، اگر اس کا مزاولہ چھوٹ جائے تو کیفیت ختم ہو جائے گی اور فن کتابت بھول جائے گا۔

۲۔ **ملکہ:** وہ کیفیت نفسانیہ ہے، جو ختم نہ ہو، یہ تب حاصل ہوتی ہے جب کسی کام کو بار بار کرنے کی مشق کی جائے، جیسے فن کتابت میں مہارت پیدا ہونے کے بعد ملکہ بن جاتا ہے۔

۳۔ **کیفیات مختصہ بالکمیات:** وہ کیفیات ہیں، جو کم متصل کیساتھ خاص ہوں، جیسے شکل کا مثلث یا مربع ہونا، کم منفصل کیساتھ مختص ہوں، جیسے عدد کا جفت، طاق اور مساوی وغیرہ ہونا۔

۴۔ **کیفیات استعدادیہ:** ان کیفیات سے عبارت ہے، جو استعداد اور صلاحیت انسان وغیرہ میں پائی جاتی ہے، جیسے طاقت ور ہونا، کمزور ہونا وغیرہ۔

۳۔ **أین:** وہ عرض ہے، جو کسی جسم کو کسی مکان میں ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتا، جیسے احمد کا مسجد میں ہونا، مدرسہ میں ہونا، گھر میں ہونا وغیرہ۔

۴۔ **متی:** وہ عرض ہے، جو کسی جسم کو کسی زمانہ میں ہونے کی وجہ سے حاصل ہو، جیسے احمد کا جمعہ کے دن آنا۔ اس حالت کے متعلق “متی” سے سوال کیا جاتا ہے، جیسے “متی یقدم أحمد؟” جواب ہوگا۔ “یوم الجمعة” وغیرہ۔

۵۔ **اضافت:** دو چیزوں کے درمیان نسبت وتعلق سے عبارت ہے، جن کا سمجھنا ایک دوسرے پر موقوف ہو، جیسے باپ ہونا، بیٹا ہونا، استاذ ہونا، شاگرد ہونا وغیرہ۔

۶۔ **ملک:** وہ حالت ہے، جو جسم کو اس وقت حاصل ہو، جب کوئی چیز اس کا احاطہ کرے اور وہ حالت جسم کیساتھ منتقل بھی ہو، جیسے عمامہ باندھنے سے اور کرتہ پہننے سے حاصل ہونی والی حالت وغیرہ۔

۷۔ **وضع:** وہ حالت ہے، جو کسی چیز کو خود اس کے اجزاء کی نسبت سے اور امور خارجیہ کی نسبت سے حاصل ہوتی ہے، جیسے قیام وقعود وغیرہ۔

۸۔ **فعل:** وہ حالت ہے، جو کسی چیز کو دوسری میں اثر ہوتے وقت حاصل ہوتی ہے، جیسے مارتے وقت، کاٹنے والی چیز کو کاٹتے وقت اور گرم کرنے والی چیز کو گرم کرتے وقت جو تأثیری حالت پیش آتی ہے، یہ فعل کہلاتا ہے۔

۹۔ **انفعال:** وہ حالت ہے، جو کسی چیز کو دوسری چیز سے اثر قبول کرتے وقت پیش آتی ہے، جیسے مضروب کو مضروبیت کی حالت میں کٹنے والی چیز کو کٹتے وقت اور گرم ہونے والی چیز کو گرم ہونے کی حالت میں جو تأثیری حالت عارض ہوتی ہے، یہ انفعال کہلاتا ہے۔

مقولات عشرہ کو کسی منطقی نے دو شعروں میں یوں بیان کیا ہے۔

زید الطویل الأسود ابن مالک　　فی دارہ بالأمس کان یتکی
فی یدہ سیف نضاہ فانتضی　　فھذہ عشرہ مقولات سوی

مقولات عشرہ کے انطباق کی چند دل نشیں مثالیں

شیخ عبدالرحمٰن حبنکہ میدانی اور ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے مقولات عشرہ کی انطباق کی چند دل نشیں مثالیں دی ہیں، جنہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے، تا کہ ان کی حقیقت واضح طور پر معلوم ہو سکے اور افہام وتفہیم میں آسانی ہو۔ مثال ملاحظہ ہو۔

پہلی مثال: پانی.

پانی کی ذات مقولہ جوہر ہے، اس کا ایک لیٹر یا دو لیٹر ہونا مقولہ کم ہے، اس کا گرم ہونا، ٹھنڈا ہونا، میٹھا ہونا، کڑوا ہونا وغیرہ مقولہ کیف ہے، پانی کا مخلوق ہونا، صفات اور خصائص کا معلوم ہونا مقولہ اضافت ہے، اس کا دریا، یا نہر، یا گلاس میں ہونا وغیرہ میں ہونا مقولہ اَین ہے، اس کا کسی زمانہ میں موجود ہونا مقولہ متی ہے، اس کا کسی ایسے برتن میں ہونا جو بالکل برابر ہو مقولہ وضع ہے، اس کے برتن کسی پردے میں پوشیدہ ہونا مقولہ ملک ہے، اس کا بالفعل نوش کرنے والے کو سیراب کرنا مقولہ فعل ہے اور پینے والے کو سیراب ہو جانا مقولہ انفعال ہے۔

دوسری مثال: زید.

زید ایک شخص ہے، اس کا دراز قد، یا چھوٹے قد والا ہونا، اس کا ایک من یا دو من ہونا وغیرہ مقولہ کم ہے، اس کا سفید و سرخ ہونا، گندمی رنگ کا ہونا، غصہ میں ہونا، عاشق ہونا، غم زدہ ہونا، خوش ہونا، بھوکا ہونا اور سیر وغیرہ ہونا مقولہ کیف ہے، اس کا بنی آدم ہونا، احمد کا بیٹا ہونا، مخلوق ہونا، پاکستانی ہونا، مکی ہونا، مدنی ہونا، دمشقی ہونا، عربی ہونا، عجمی ہونا مقولہ اضافت کہلاتا ہے، اس کا گھر میں ہونا، یا کسی بھی مکان میں ہونا مقولہ اَین ہے، اس کا کسی زمانہ میں ہونا مقولہ متی ہے، اس کا قیام وقعود، رکوع اور سجود میں ہونا مقولہ وضع کہلاتا ہے، اس کا لباس پہنے ہوئے ہونا، عمامہ باندھے ہوئے ہونا مقولہ ملک کہلاتا ہے، اس کا ٹہنی وغیرہ کو حرکت دینا مقولہ فعل ہے، اور اس ٹہنی کا ان کے ہلانے پر ہلنا مقولہ انفعال کہلاتا ہے۔

تیسری مثال: ابوزید سروجی.

ایک صاحب ہیں ابوزید السروجی ہیں، ان کی شخصیت مقولہ جوہر ہے، ان کا میانہ قد مقولہ کم ہے، ان کی آنکھوں کا نیلگوں ہونا، یا ان کا شاعرانہ مزاج، ان کی خوش اخلاقی، مجلسی گفتگو، دوسروں پر اثر ہونے کی صلاحیت وغیرہ وغیرہ مقولہ کیف سے تعلق رکھتی ہے، ان کا کسی خاص صفت سے متصف ہونا، جیسے السروجی کی نسبت مقولہ اضافت ہے، ان کا گھر پر ہونا، یا کسی جگہ مقیم ہونا مقولہ اَین ہے، ان کا صبح یا شام کو کسی کے پاس جانا مقولہ متی ہے، ان کا تکیہ لگانے بیٹھنا یا نماز میں قیام کرنا، رکوع کی حالت میں ہونا مقولہ وضع ہے، ان کا شیروانی پہنے ہوئے ہونا، جو شیروانی ان کیساتھ ساتھ حرکت کرتی ہے، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی رہتی ہے، مقولہ ملک ہے، ان کا تسبیح کو حرکت دینا مقولہ فعل ہے اور ان کے تسبیح کا ان کے ہلانے ہر ہلنا مقولہ انفعال ہے۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: ہر کلیہ ایک عقلی اور ذہنی حقیقت ہے، جس کو معانی کہا جاتا ہے، مگر ان معانی کو دوسروں تک منتقل کرنے کے لیے قول کا سہارا لینا پڑتا ہے، فلاسفہ کی تحقیق یہ ہے کہ کائنات کے اندر جو بھی ہے، جن کو موجودات کہا جاتا ہے، یہ سب دس بنیادی حقائق کے ضمن میں آتے ہیں، ان حقائق کو بتلانے کے لیے ہم قول کا تعبیر اختیار کرتے ہیں، لہذا ہر بنیادی حقیقت ایک مقولہ ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۲: تمام مخلوقات مقولات عشرہ کے ماتحت ہیں، انہیں اجناس عالیہ بھی کہتے ہیں۔ (۲)

قاعدہ نمبر۳: فلاسفہ کے نزدیک جوہر آخری مفہوم ہے، اس سے اوپر کوئی ایسا مفہوم نہیں، جو جوہر اور عرض دونوں کا شامل ہو، البتہ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں کہ جوہر اور عرض سے اوپر بھی ایک عام مفہوم ہے، جو ان دونوں کو شامل ہے اور وہ وجود ہے، جو تمام مخلوقات کو شامل ہے، اس کی دو قسمیں ہیں، جوہر اور عرض ہیں اور وجود کا مقابل عدم ہے، لہذا اجناس عالیہ جوہر اور عرض نہیں، بلکہ وجود اور عدم ہیں(۳)۔

قاعدہ نمبر۴: جوہر میں بقاء ہوتی ہے، یعنی اس کا وجود اس کے ختم ہونے کے زمانہ تک مسلسل رہ سکتا ہے(۴)۔

قاعدہ نمبر۵: جواہر میں تداخل نہیں ہوسکتا، البتہ حلول ہوسکتا ہے، لیکن بعض فلاسفہ کے نزدیک اگر جوہر غیر مقداری ہے، جیسے بُعد مجردہ، تو اس میں تداخل ہوسکتا ہے(۵)۔

قاعدہ نمبر۶: جوہر یک دم نیست سے ہست ہوتا ہے اور اسی طرح معدوم بھی ہوسکتا ہے، نیز کچھ حصہ بھی معدوم ہوسکتا ہے(۶)۔

قاعدہ نمبر۷: جوہر مادی کی طرف اشارہ حسیہ ہوسکتا ہے کہ وہ یہاں ہے یا وہاں ہے(۷)۔

قاعدہ نمبر۸: عرض بذات خود اشارہ حسیہ کے قابل نہیں ہوتا، البتہ بالعرض (تبعاً) اس کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے، جیسے کپڑے کی سیاسی وسفیدی، اس کے تبعیت میں مشار الیہ بن سکتی ہیں(۸)۔

قاعدہ نمبر۹: جوہر قوت مجردہ کا نام ہے، جو کسی دوسری چیز سے پیدا نہیں ہوتا، اسے موجود لا فی الموضوع، قائم بذاتہ، قائم بنفسہ بھی کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر۱۰: ہر وہ چیز جس کا سمجھنا دوسرے کے سمجھنے پر موقوف ہو تو اسے اضافت ونسبت کہتے ہیں، جیسے ابوت، بنوت، ملاقات، اتصال، انفصال، محبت، عداوت، زوجیت، تحتیت، فوقیت وغیرہ وغیرہ(۹)۔

---

(۱) تفہیم المنطق:۲۹۰.   (۲) مرقاۃ:۳۵.

(۳) معین الفلسفہ:۷۰.   (۴) معین الفلسفہ:۷۱.

(۵) معین الفلسفہ:۷۲.   (۶) معین الفلسفہ:۷۲.

(۷) معین الفلسفہ:۷۲.   (۸) معین الفلسفہ:۷۲.   (۹) معین الفلسفہ:۷۵.

قاعدہ نمبر۱۱: أین اور ملک میں فرق یہ ہے کہ "أیـــــن" میں مکان جسم کا احاطہ کرتا ہے، مگر وہ جسم کیساتھ منتقل نہیں ہوتا، اور ملک میں انتقال پایا جاتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر۱۲: ملک میں احاطہ کرنے والی چیز فطری بھی سکتی ہے، جیسے حیوان کی کھال اور غیر فطری بھی ہوسکتی ہے، جیسے کُرتا، نیز سارے جسم کا احاطہ بھی کرسکتی ہے جیسے لمبا چوڑا کپڑا، جو سارے بدن کو ڈھانپ لے، اور جسم کے کچھ حصہ کا احاطہ بھی کرسکتی ہے، جیسے انگوٹھی انگلی کے کچھ حصہ کا احاطہ کرتی ہے(۲)۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں مقولات کی تعیین کیجئے؟

حَدَّثَنِی زُهَیرُ بنُ حَربٍ حَدَّثَنَا جَرِیرٌ عَن عُمَارَةَ، وَهُوَ ابنُ القَعقَاعِ عَن أَبِی زُرعَةَ عَن أَبِی هُرَیرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: سَلُونِی فَهَابُوهُ أَن یَسأَلُوهُ فَجَاءَ رَجُلٌ، فَجَلَسَ عِندَ رُکبَتَیهِ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللهِ! مَا الإِسلَامُ؟ قَالَ: لَا تُشرِكُ بِاللهِ شَیئًا وَتُقِیمُ الصَّلَاةَ وَتُؤتِی الزَّکَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ: صَدَقتَ قَالَ: یَا رَسُولَ اللهِ! مَا الإِیمَانُ قَالَ: أَن تُؤمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِکَتِهِ وَکِتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤمِنَ بِالبَعثِ وَتُؤمِنَ بِالقَدَرِ کُلِّهِ قَالَ: صَدَقتَ قَالَ: یَا رَسُولَ اللهِ! مَا الإِحسَانُ؟ قَالَ: أَن تَخشَی اللهَ کَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِن لَا تَکُن تَرَاهُ فَإِنَّهُ یَرَاكَ قَالَ: صَدَقتَ قَالَ: یَا رَسُولَ اللهِ! مَتَی تَقُومُ السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَا المَسئُولُ عَنهَا بِأَعلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَأُحَدِّثُكَ عَن أَشرَاطِهَا: إِذَا رَأَیتَ المَرأَةَ تَلِدُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِن أَشرَاطِهَا، وَإِذَا رَأَیتَ الحُفَاةَ العُرَاةَ الصُّمَّ البُکمَ مُلُوكَ الأَرضِ فَذَاكَ مِن أَشرَاطِهَا، وَإِذَا رَأَیتَ رِعَاءَ البَهمِ یَتَطَاوَلُونَ فِی البُنیَانِ فَذَاكَ مِن أَشرَاطِهَا، فِی خَمسٍ مِنَ الغَیبِ لَا یَعلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ اللهَ عِندَهُ عِلمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ وَیَعلَمُ مَا فِی الأَرحَامِ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَاذَا تَکسِبُ غَدًا وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِأَیِّ أَرضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللهِ عَلِیمٌ خَبِیر﴾[لقمان: ۳٤] قَالَ: ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: رُدُّوهُ عَلَیَّ فَالتُمِسَ فَلَم یَجِدُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: هَذَا جِبرِیلُ أَرَادَ أَن تَعَلَّمُوا إِذ لَم تَسأَلُوا. (۳)

---

(۱) معین الفلسفہ:۷۶. (۲) معین الفلسفہ:۷۵.

(۳) صحیح مسلم، بابُ الإِسلَامِ مَا هُوَ وَبَیَانُ خِصَالِهِ:(۱/ ٤۰، رقم۱۰).

فصل ہفتم: تصور کی تقسیم

تصور کی چار قسمیں ہیں:۔

۱۔ تصور بالکنہ ۲۔ تصور بکنہہ ۳۔ تصور بالوجہ ۴۔ تصور بوجہہ

۱۔ **تصور بالکنہ:** وہ تصور ہے، جس میں کسی ذات کے معلوم کرنے کے لیے اس کے ذاتیات کو ذریعہ بنایا جائے، جیسے انسان کا علم حیوان ناطق کے ذریعہ ہو جانا۔

۲۔ **تصور بکنہہ:** وہ تصور ہے، جس میں کسی ذات کے معلوم کرنے کے لیے اس کے ذاتیات کو ذریعہ نہ بنایا جائے، جیسے انسان کی معرفت حیوان ناطق کو واسطہ بنائے بغیر حاصل ہو جانا۔

۳۔ **تصور بالوجہ:** وہ تصور ہے، جس میں کسی ذات کے معلوم کرنے کے لیے اس کے عرضیات کو ذریعہ بنایا جائے، جیسے انسان کا علم ضاحک اور کاتب کے ذریعہ حاصل ہو جانا۔

۴۔ **تصور بوجہہ:** وہ تصور ہے، جس میں کسی ذات کے معلوم کرنے کے لیے اس کے عرضیات کو ذریعہ نہ بنایا جائے، جیسے انسان کا علم ضاحک اور کاتب کے ذریعہ حاصل ہو جانا۔

وجہ حصر: اگر کسی شئی کے ذاتیات کا تصور کریں، اگر ذات کے لیے آلہ اور مرآۃ بنالیں تو تصور بالکنہ ہے، اگر آلہ اور مرآۃ نہ بنائیں تو تصور بکنہہ ہے، اگر کسی شئی کی عرضیات کا تصور کریں اور معروض کے لیے آلہ اور مرآۃ بنالیں تو تصور بالوجہ ہے اور اگر آلہ اور مرآۃ نہ بنائیں تو تصور بوجہہ ہے۔

مطلق الشئی اور الشئی المطلق کا قاعدہ

ایک ہوتی ہے، مطلق الشئی، یعنی مطلق کی اضافت شئی کی طرف ہو، اور ایک ہوتی ہے۔ "الشئی المطلق" موصوف صفت، یعنی ایسی شئی وصف اطلاق کیساتھ مقید ہو، مطلق الشئی میں کوئی قید نہیں ہوتی، اسی لیے اس میں عموم زیادہ ہے اور "الشئی المطلق" میں کم از کم قید تو موجود ہے، اسی لیے اس میں اس درجہ کا عموم نہیں، بلکہ یہاں مقید ہے۔ مناطقہ حضرات اس میں کئی فرق کرتے ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ مطلق الشئی لابشرط شئی کے مرتبہ میں ہوتا ہے اور الشئی المطلق بشرط لاشئی کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔

۲۔ مطلق الشئی موجود بوجود فرد ما اور منتفی بانتفاء فرد ما ہوتا ہے اور الشئی المطلق موجود بوجود فرد ما ہوتا ہے، لیکن منتفی بانتفاء فرد ما نہیں ہوتا، بلکہ منتفی بانتفاء جمیع الافراد ہوتا ہے۔

۳۔ مطلق الشئی اعم اور الشئی المطلق اخص کہلاتا ہے۔

۴۔ مطلق الشیٔ غیر مقید اور الشیٔ المطلق مقید ہوتا ہے۔

۵۔ مطلق الشیٔ پر عموم اور خصوص دونوں کے احکام جاری ہوتے ہیں، لیکن الشیٔ المطلق پر صرف عموم کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

۶۔ مطلق الشیءِ مہملہ قدمائیہ کا موضوع واقع ہوتا ہے اور شیءِ مطلق قضیہ طبعیہ کا موضوع واقع ہوتا ہے(۱)۔

مراتب ثلاثہ کا بیان

کتب منطق میں مطلق الشیٔ اور الشیٔ المطلق کیساتھ مراتب کا ذکر بھی ہوتا ہے، تاہم حقیقت میں یہ مراتب بھی ان کے حکم میں ہوتے ہیں۔

مرتبہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مرتبہ لابشرط الشیٔ ۲۔ مرتبہ بشرط اللاشیٔ ۳۔ مرتبہ بشرط الشیٔ.

۱۔ **مرتبہ لابشرط الشیٔ:** یہ وہ مطلق الشیٔ ہے، جس میں نہ شرطِ عموم ہو اور نہ ہی شرط خصوص ہو۔ بالفاظ دیگر اس میں نہ تجرد عن العوارض کی شرط ہوتی ہے اور نہ خلط مع العوارض کی شرط ہوتی ہے، جیسے انسان، اس میں نہ عوارض کی شرط ہے کہ کوئی خاص انسان مراد ہو۔ اور نہ ہی عدم عوارض کی شرط ہے کہ کوئی عام انسان مراد ہو۔

۲۔ **مرتبہ بشرط اللاشیٔ:** یہ وہ الشیٔ المطلق ہے، جس میں خصوص کی قید نہ ہو، البتہ عموم کی قید ہو، یہ عموم کی قید صرف عنوان اور تعبیر میں ہوتی ہے، معنون میں نہیں ہوتی۔ جیسے انسان کہ جب اس میں عدم عوارض کی شرط ہو، اور جب اس میں عدم عوارض کا لحاظ ہو تو اس میں عموم ہوگا۔

۳۔ **مرتبہ بشرط الشیٔ:** یہ وہ مرتبہ ہے، جس میں خلط مع العوارض کی شرط ہو، یعنی جس میں خصوص کی قید ہو، جب ماہیت کیساتھ عوارض کی شرط ہو تو یہ فرد کہلاتا ہے، جو خارج میں موجود ہوتا ہے، البتہ اس کی ضمن میں ماہیت بھی موجود ہوتی ہے۔

قواعد

قاعدہ نمبر۱: ذاتیات الشیٔ کو محدود کی معرفت کے لیے واسطہ بنانے کو تصور بالکنہ کہا جاتا ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر۲: عرضیات الشیٔ کو معروض کی معرفت کے لیے واسطہ بنانے کو تصور بالوجہ کہتے ہیں(۳)۔

قاعدہ نمبر۳: مرآۃ سے مراد واسطہ اور ذریعہ ہے(۴)۔

---

(۱) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے تحریر کندیا ۸۷. میزان العلوم ۱۳۶. دستور العلماء؛ ۳/ ۱۹۵. تحفہ شاہجہانی: ۴۴.

(۲) ضیاء النجوم: ۴، انوار العلوم: ۶، اسعاد الفہوم: ۷.

(۳) ضیاء النجوم: ۴ انوار العلوم: ۶، اسعاد الفہوم: ۷.

(۴) ضیاء النجوم: ۴، انوار العلوم: ۶، اسعاد الفہوم: ۷.

قاعدہ نمبر۴: مرتبہ لابشرط الشئی کو شئی من حیث ہو ہو بھی کہتے ہیں (۱)۔

قاعدہ نمبر۵: مرتبہ لابشرط الشئی کو ماہیت مطلقہ، مرتبہ بشرط اللاشئی کو ماہیت مجردہ اور مرتبہ بشرط الشئی کو ماہیت مخلوطہ کہتے ہیں (۲)۔

قاعدہ نمبر۶: مرتبہ لابشرط الشئی میں نہ تجرد عن المادہ کی شرط ہوتی ہے اور نہ ہی خلط مع العوارض کی شرط ہوتی ہے، مرتبہ بشرط اللاشئی میں عدم خلط مع العوارض کی شرط ہوتی ہے اور جب کہ مرتبہ بشرط الشئی میں خلط مع العوارض کی شرط پائی جاتی ہے (۳)۔

قاعدہ نمبر: جب کوئی ماہیت عوارض کیساتھ مل کر پائی جائے تو اس کا نام بشرطِ شئی ہے اور جب کوئی ماہیت لاشئی (عدمِ عوارض) کی شرط سے مشروط ہو تو اس کا نام بشرطِ لاشئی ہے اور وہ ماہیت جو عوارض وعدمِ عوارض دونوں شرطوں سے خالی ہو تو اس کا نام لاشرط شئی ہے۔

قاعدہ نمبر۷: اہل علم کا اس بات اتفاق ہے کہ ماہیت مجردہ خارج میں موجود نہیں ہوتی، البتہ ماہیت مخلوطہ خارج میں پائی جاتی ہے، تاہم ماہیت مطلقہ خارج میں موجود ہے یا نہیں اس میں اہل علم کا اختلاف ہے، شیخ ابو علی سینا اور محققین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ماہیت مطلقہ خارج میں (بعین وجود افرادہا) موجود ہے، بعض حضرات کا مذہب یہ ہے کہ ماہیت مطلقہ خارج میں موجود نہیں، بلکہ خارج میں افراد موجود ہیں اور کلیات و ماہیات اس افراد سے منتزع ہو کر اذہان میں موجود ہوتے ہیں (۴)۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ کا تصور بالکنہہ، بکنہہ، بالوجہ، بوجہہ ذکر یں، نیز مطلق شئی اور شئی مطلق کی تعیین کیجئے؟

الانسان. الكلمة. الاسم. الفعل. المعرب. الكلام. الحياة. الموت. المفرد. الانسان نوع. ان الانسان لفي خسر. البقر توع. ان الانسان لربه لكنود. الرجل خير من المراة. الرجل قوام على المراة. كل انسان حيوان. الانسان حيوان. الحيوان حساس. المراة مستفرشة. الكافرين لا مولى لهم. الانسان ضاحک. الفرس نوع.

---

(۱) دستور العلماء: ۳/۲۲۳، توضیح الفلسفہ غیر مطبوع: ۶۹.

(۲) دستور العلماء: ۳/۲۲۳، توضیح الفلسفہ غیر مطبوع: ۷۰.

(۳) دستور العلماء: ۳/۲۲۳، توضیح الفلسفہ غیر مطبوع: ۷۰.

(۴) دستور العماء: ۳/۲۲۳، توضیح الفلسفہ غیر مطبوع: ۷۰.

فصل ہفتم: ''امکان، امتناع اور وجوب'' کا قاعدہ

یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ موضوع اور محمول کے درمیان رابطہ تین حالتوں سے خارج نہیں ہوتا، مثلاً: اگر ہم ایک محمول کو کسی موضوع سے نسبت دیدیں اور یوں کہیں کہ ''زید انسان ہے''۔ تو ''انسان'' کا ''زید'' سے رابطہ وجوب، امکان اور امتناع کی تین کیفیتوں میں سے ایک ہوگا: یا تو یہ رابطہ ضروری ہوگا، یعنی حتمی اور نا قابل تخلف ہوگا بالفاظِ دیگر عقل اس کے خلاف قبول کرنے سے انکار کرتی ہے۔ یا اس کے برعکس ہوگا، یعنی رابطہ امتناعی ہوگا، یعنی محال ہے کہ محمول موضوع کا عارض بن جائے، بالفاظِ دیگر عقل اسے قبول نہیں کرتی ہے اور یا رابطہ اس طرح ہوگا کہ مثبت بھی ہوسکتا ہے اور منفی بھی ہوسکتا ہے، یعنی قابل اثبات بھی ہے اور قابلِ نفی بھی ہے اور بالفاظِ دیگر عقل نہ اسے قبول کرنے سے انکار کرتی ہے اور اس کے خلاف کو قبول کرنے سے بھی انکار کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ہم کہیں کہ: چار کا عدد جفت ہے تو یہ رابطہ ضروری اور حتمی ہے، عقل کے خلاف کو قبول نہیں کرتی ہے۔ عقل کہتی ہے: چار کا عدد جفت ہے بالضرورۃ و بالوجوب۔ لہذا جو چیز اس رابطہ پر حاکم ہے وہ وجوب اور ضرورت ہے۔ لیکن اگر ہم کہیں کہ: پانچ کا عدد جفت ہے تو یہ رابطہ امتناعی ہے، یعنی ہماری عقل اسے قبول کرنے سے انکار کرتی ہے، لہذا پانچ کے عدد اور جفت کے درمیان امتناع اور استحالہ کا رابطہ ہے۔ لیکن اگر یہ کہیں کہ: آج دھوپ ہے تو یہ رابطہ ایک امکانی رابطہ ہے، یعنی دن کی طبیعت کا نہ یہ اقتضاء ہے کہ حتماً اور یقینی طور پر دھوپ ہو اور نہ اس کا اقتضاء ہے کہ حتماً بادل ہوں۔ دن کی طبیعت کے مطابق دونوں چیزیں ممکن ہیں، یہاں دن اور دھوپ کے درمیان رابطہ امکانی ہے۔

وجوب (وَجَبَ یَجِبُ سے) مصدر ہے جس کے معنی ہیں: ثابت ہونا، لازم ہونا۔ واجب اسم فاعل بمعنی ثابت ہے، واجب الوجود کا معنی ہے: ثابت الوجود، لازم الوجود۔ اور واجب وہ ہستی ہے جس کا عدم ممتنع اور وجود ضروری ہو۔ یعنی جو کسی علت پر استناد کیے بغیر موجود ہو اور اس کے ذات پر عدم محال ہو۔

پھر واجب کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ واجب لذاتہ ۲۔ واجب لغیرہ

۱۔ واجب لذاتہ کی تعریف: وہ واجب ہے جس کا وجود ذاتی ہو، یعنی وہ اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہ ہو اور واجب الوجود صرف اللہ تعالی ہی ہے۔

۲۔ واجب لغیرہ کی تعریف: وہ واجب ہے جس کو اللہ تعالی کی طرف سے وجوب ملا ہو اور وہ کبھی معدوم نہ ہو، جیسے عقول عشرہ فلاسفہ کے خیال کے مطابق واجب لغیرہ ہے اور اسلامی تعلیمات کی رُو سے کوئی چیز واجب لغیرہ نہیں ہے۔

اور امتناع کے معنی ہیں: عدم کا ضروری ہونا، یعنی کسی چیز کا موجود نہ ہوسکنا، جیسے شریک باری تعالی، اجتماع نقیضین اور ارتفاع نقیضین وغیرہ۔ پھر امتناع کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ امتناع ذاتی ۲۔ امتناع بالغیر (امتناع عرضی)

۱۔ امتناع ذاتی کی تعریف: یہ ہے کہ کسی چیز کی ذات وجودِ خارجی کے عدم کو مقتضی ہو، جیسے شریک باری تعالی کا امتناع ذاتی

ہے، اس لیے کہ باری تعالی کا کوئی شریک نہیں۔

۲۔ امتناع بالغیر (امتناع عرضی) کی تعریف: یہ ہے کہ ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ غیر کی وجہ سے وجودِ خارجی کا عدم ضروری ہو، جیسے فلاسفہ کے خیال کے مطابق عقول عشرہ کا عدم ممتنع ہے، لیکن ذات کے اعتبار سے نہیں بلکہ غیر (علتِ تامہ) کے اعتبار سے۔ یعنی ایک ایسی چیز جس کے لیے بالذات وجود محال نہیں ہے بلکہ اگر کوئی وجود عطا کرنے کی علت ہو تو وہ وجود میں آئے گی، لیکن چونکہ علت موجود نہیں ہے اس لیے وہ چیز بھی قہراً و جبراً موجود نہیں ہے، پس اس چیز کی عست نہ ہونے کی وجہ سے امتناع نے وجود پایا ہے اور چونکہ یہ امتناع عدم علت کی وجہ سے ہے اس لیے اسے امتناع بالغیر کہتے ہیں۔

امکان ضرورت کی ضد ہے، اس لیے امکان کو "لاضرورۃ" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے۔ "عدم اقتضاء الذات للوجود والعدم بان تکون الماہیۃ من حیث ہی ہی قابلۃ للوجود والعدم۔" یعنی کسی ذات کا عدم اور وجود کا تقاضا نہ کرنا اس طور پر کہ وہ ماہیت اپنی ذات کے اعتبار سے وجود و عدم دونوں کی صلاحیت رکھتی ہے۔

پھر امکان کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ امکان خاص ۲۔ امکانِ عام

۱۔ امکان خاص کی تعریف: وہ ہے جس میں سلب ضرورت جانبین (جانب موافق اور جانب مخالف) سے ہو۔ یعنی وہ امکان ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی اس طرح ہو کہ حکم کی نہ جانبِ موافق ضروری ہو اور نہ ہی جانبِ مخالف ضروری ہو، جیسے "کل انسان موجود بالامکان الخاص" اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایک ایسا موجود ہے جس کے لیے نہ وجود ضروری ہے اور نہ عدم ضروری ہے۔

۲۔ امکانِ عام کی تعریف: وہ ہے جس میں سلب ضرورت جانبِ مخالف سے ہو۔ یعنی وہ امکان ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی اس طرح ہو کہ حکم کی جانبِ مخالف ضروری نہ ہو، اس سے قطع نظر کہ جانبِ موافق ضروری ہے یا نہیں، جیسے قضیہ موجبہ کی مثال: "الله موجود بالامکان العام" اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کے لیے جانبِ موافق (وجود) ضروری ہے اور جانبِ مخالف (عدم وجود) ضروری نہیں۔ اور جیسے: "الانسان کاتب بالامکان العام" یعنی انسان کے لیے کتابت کے ثبوت کے باوجود سلبِ کتابت ضروری نہیں۔ سالبہ کلیہ کی مثال: "شریك الباری لیس بموجود بالامکان العام" یعنی شریک باری تعالی موجود نہیں ہے امکان عام کیساتھ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریکِ باری تعالی کا وجود ضروری نہیں ہے اگرچہ شریکِ باری کا عدم بھی ضروری ہے۔

پھر امکان عام کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ امکانِ عام مقید بجانب الوجود ۲۔ امکانِ عام مقید بجانب العدم

۱۔ امکانِ عام مقید بجانب الوجود کی تعریف: جس میں سلبِ ضرورۃ جانبِ عدم سے ہو، یعنی جس کا وجود ضروری ہو، خواہ یہ وجود واجب ہو، جیسے باری تعالی کا وجود ہے یا ممکن ہو، جیسے انسان موجود کا وجود ہے۔

دستور العلماء: ۳/۱۳۸۱۔

۲۔ **امکانِ عام مقید بجانب العدم کی تعریف:** وہ امکانِ عام ہے جس میں سلبِ ضرورۃ جانبِ وجود سے ہو، یعنی جس کا عدم ضروری ہو، خواہ یہ عدم واجب ہو، جیسے شریک باری تعالیٰ کا عدم ہے یا ممکن ہو، جیسے انسان غیر موجود کا عدم ہے۔

فصل ہشتم: امکان کے معانی

اہل علم نے امکان کے سات معانی بیان کیے ہیں:

ا۔۔۔ **امکانِ خاص کی تعریف:** وہ امکان ہے جس میں سلب ضرورۃ جانبِ موافق اور جانبِ مخالف دونوں سے ہو، جیسے سارا جہان ممکن بامکان خاص ہے نہ اس کا وجود ضروری ہے اور نہ اس کا عدم ضروری ہے۔ بالفاظِ دیگر جس میں سلب ضرورۃ جانبین سے ذات اور ماہیت کے ملاحظہ سے ہو، مثال کے طور پر ہم کہتے ہیں: "الانسان من حیث ھی لیس بضروری الوجود والعدم" انسان کا ذات اور ماہیت کے اعتبار سے نہ وجود ضروری ہے اور نہ عدم ضروری ہے۔

۲۔۔۔ **امکانِ عام کی تعریف:** وہ امکان ہے جس میں سلب ضرورۃ مخالف سے ضروری ہو، خواہ جانبِ موافق کی طرف سے ضروری ہو یا نہ ہو، جیسے کہا جاتا ہے: "الشئی الفلانی ممکن" یعنی فلاں شئی ممتنع و محال نہیں ہے یہاں صرف جانبِ مخالف سے سلب ہے، لیکن اس کے جانبِ موافق کے بارے میں کوئی چیز نہیں کہی گئی ہے۔

۳۔۔۔ **امکانِ اخص کی تعریف:** وہ امکان ہے جس میں کسی چیز کی صرورت ذاتیہ، وصفیہ اور وقتیہ کے سلب ہونے کا امکان ہو، جیسے "الانسان کاتب بالامکان" اس قضیہ میں امکان سے امکان اخص مراد ہے، کیونکہ انسانیت کی ماہیت اور ذات کتابت کی ضرورت کا اقتضا نہیں کرتی ہے اور اسی طرح وصف یا وقت یا وہ زمانہ جو انسان کے لیے کتابت یا لکھنے کا سبب ہے اس قضیہ میں ذکر نہیں ہوا ہے۔

۴۔۔۔ **امکانِ استعدادی کی تعریف:** یہ ایک استعدادی کیفیت ہے جو صور و اعراض کے لیے متعاقب اور پے در پے مادہ کی آمادگی کا سبب بن جاتی ہے اور شدت وضعف کی قابلیت رکھتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ہر جسم کسی دوسرے جسم میں تبدیل ہونے کا امکان رکھتا ہے، جیسے ایک عنصر دوسرے عنصر میں تبدیل ہونے کے مانند یا کسی عنصر یا عناصر کے معدنی مواد یا نباتات وحیوانات میں بالقوۃ یا بالفعل تبدیل ہونے کے مانند۔ چنانچہ ہر جسم اپنی نوع کے دو یا چند جسموں میں تبدیل ہونے کا امکان رکھتا ہے، اس امکان یا وصل و فصل ایک قسم کی کیفیت میں تبدیلی ہے کہ اسے کیفیت استعدادی یا امکان استعدادی کہا جاتا ہے، اس میں شدت، ضعف، کمال اور نقص کی قابلیت ہوتی ہے، چنانچہ جنین کے ایک ذی روح موجود میں تبدیل ہونے کی استعداد نطفہ کے استعداد سے زیادہ ہے اور اگر ہم اس نطفہ کو اس کی ذات سے لحاظ سے مدنظر رکھیں کہ استعداد محض ہے اس قسم کے امکان کو استعداد کہتے ہیں کہ یہ نطفہ مستقبل میں تخلیق کی شرائط متحقق ہونے کی صورت میں انسان بن جائے گا، یعنی آنے والے ایک زمان و مکان میں مساعد شرائط کے پیش نظر انسان بننے کا امکان ہے، اسے امکان استعدادی کہا جاتا ہے۔

۵۔۔۔ **امکانِ استقبالی کی تعریف:** وہ ہے جس میں ایک چیز سے ماہیت وذات، وصف اور زمان کے لحاظ سے بھی سلب ضرورت ہو اور شرط محمول کی ضرورت کے لحاظ سے بھی سلب ضرورت ہو۔ اس قسم امکان کا تعلق مستقبل کے امور کیساتھ خاص ہے کہ ابھی متحقق نہیں ہوئے

ہیں تاکہ محمول کی شرط کی ضرورت ان میں ثابت ہو، جیسے ”زید کاتب غداً بالامکان“، یعنی زید ممکن ہے کہ کل کاتب بن جائے۔ واضح رہے کہ امکان استقبالی اور امکان استعدادی میں فرق یہ ہے کہ امکان استعدادی میں مستقبل کی قید ملحوظ ہے۔

۶۔۔۔**امکان وقوعی کی تعریف:** وہ امکان ہے جو ماہیت کے لیے وصف عقلی ہو۔ اس اعتبار سے کہ اس کے بغیر اس کا وجود ذاتی طور پر محال نہیں ہے۔ بعض فلاسفہ نے امکان وقوعی کو ہی امکان استعدادی تسلیم کیا ہے، لیکن بعض دیگر فلاسفہ ان دونوں میں فرق کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ امکان استعدادی مادی امور سے متعلق ہے جب کہ امکان وقوعی عام ہے مادی اور غیر مادی دونوں امور کو شامل ہے۔

۷۔۔۔**امکان وجودی (فقری) کی تعریف:** وہ امکان ہے جس میں ممکن اور امکان دونوں ایک چیز ہوں، یعنی جس میں وجود عین وجود اور موجودیت ہو۔

قواعد

قاعدہ نمبر: امکان خاص میں وجود ضروری نہیں ہوتا، ورنہ یہ معدوم ہی نہ ہوتا اور نہ ہی عدم ضروری ہے ورنہ یہ موجود ہی نہ ہوتا۔

قاعدہ نمبر: امکان عام اعم مطلق ہے اور امکان خاص اخص مطلق ہے، ہر امکان خاص امکان عام ہے، لیکن ہر امکان عام امکان خاص نہیں۔

قاعدہ نمبر: امکان عام اور امکان خاص دونوں قسموں کو بھی امکان عام کہتے ہیں، کیونکہ احد الطرفین طرف الوجود اور طرف العدم سے اعم ہے، اس معنی کے اعتبار سے امکان عام، امکان عام مقید بجانب الوجود اور امکان عام مقید بجانب العدم دونوں سے اعم ہے اور امکان خاص سے بھی اعم ہے، کیونکہ قاعدہ ہے کہ ”**الاعم من الاعم من شئی اعم من ذلک الشئی**“۔

قاعدہ نمبر: امکان عام مقید بجانب العدم میں سلب وجود سے ہوتا ہے اور امکان عام مقید بجانب الوجود میں سلب عدم سے ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر: امکان لفظِ مشترک ہے جس کا اطلاق اشتراک لفظی کے طور پر امکان عام اور امکان خاص دونوں پر ہوتا ہے(۱)۔

قاعدہ نمبر: جس امکان میں موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا سلب اس طرح کہ کہ اس کی جانبِ مخالف ضروری نہ ہو، اس کو امکانِ عام کہتے ہیں، جیسے ”کل نار حارۃ بالامکان العام“ یعنی آگ اس طرح گرم ہے کہ عدمِ حرارت اس کے لیے ضروری نہیں ہے، یعنی آگ کے لیے ٹھنڈا ہونا بھی ممکن ہے، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں ہے۔ اور جس امکان میں موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا سلب اس طرح کہ حکم کی نہ جانبِ موافق ضروری ہو اور نہ جانبِ مخالف ضروری ہو، اس کو امکانِ خاص کہتے ہیں، جیسے ”کل انسان موجود بالامکان الخاص“ یعنی انسان ایک موجود ہے کہ اس کے لیے نہ وجود ضروری ہے نہ عدمِ وجود ضروری ہے(۲)۔

قاعدہ نمبر: باری تعالیٰ کا وجود امکانِ خاص کے قبیل سے نہیں ہے کہ نہ وجود ضروری ہو اور نہ ہی عدم ضروری ہو، بلکہ امکانِ عام مقید بجانبِ الوجود کے قبیل سے ہے، یعنی باری تعالیٰ کا عدم ضروری نہیں ہے، بلکہ وجود ضروری ہے۔ اسی طرح شریک باری تعالیٰ کا وجود ضروری نہیں، بلکہ عدم ضروری ہے۔

دستور العلماء: ۱/ ۱۱۸۔ (۲) مفتاح التہذیب: ۶۲، ۶۳۔

فصل نہم

معضلہ یا قیاس ذوالجہتین

معضلہ مخلوط قیاس کی وہ قسم ہے، جس میں کبری شرطیہ متصلہ اور صغری شرطیہ منفصلہ ہوتا ہے، اسی لیے اس کو شرطیہ متصلہ منفصلہ قیاس بھی کہتے ہیں۔ ایک معضلہ کا کبری دراصل دو شرطیہ قضیوں پر مشتمل ہوتا ہے، یعنی کبری میں دو مقدم اور دو تالی ہوتے ہیں اور صغری ایک منفصلہ قیاس ہوتا ہے، جس میں دو بدل ہوتے ہیں۔

عرف عام میں معضلہ ایک ایسے استدلال کو کہتے ہیں، جس میں مدمقابل اور حریف کو ایک ایسی مشکل میں ڈال دیا جاتا ہے، کہ اس کے لیے ''گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل'' والی بات ہوتی ہے، یعنی اس کے سامنے دو ایسے بدل پیش کیے جاتے ہیں، جو اس کے لیے یکساں طور پر ناقابل قبول ہوتے ہیں۔

معضلہ کی تقسیم

معضلہ کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ معضلہ اقراری (تعمیری)   ۲۔ معضلہ انکاری (تخریبی)

۱۔ معضلہ اقراری (تعمیری): وہ قیاس ہے، جس کے صغری میں کبری کے مقدموں کا قرار کیا جائے۔

۲۔ معضلہ انکاری (تخریبی): وہ قیاس ہے، جس کے صغری میں کبری کے تالیوں کا انکار کیا جائے۔

معضلہ اقراری اور انکاری میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں، جو درج ذیل چار ہیں:۔

۱۔ ساذجہ اقراری   ۲۔ مرکب اقراری   ۳۔ ساذجہ انکاری   ۴۔ ساذجہ اقراری

۱۔ ساذجہ اقراری: وہ سادہ اقراری معضلہ ہوتا ہے، جس میں کبری کے مقدموں کو صغری میں اقرار کیا جاتا ہے اور نتیجہ حملیہ ہوتا ہے، جیسے ''اگر میں اپنی رائے کے مطابق کام کروں تو لوگ اعتراض کرتے ہیں اور اگر میں اوروں کی رائے کے مطابق کام کروں تو بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں (کبری) یا میں اپنی رائے کے مطابق کام کروں گا، یا اوروں کی رائے کے مطابق کام کروں گا (صغری) لہذا لوگ ہر حال میں مجھ پر اعتراض کریں گے۔ (نتیجہ)

۲۔ مرکبہ اقراری: وہ مرکبہ اقراری معضلہ ہوتا ہے، جس میں کبری کے مقدموں کا صغری میں اقرار کیا جاتا ہے اور نتیجہ منفصلہ ہوتا ہے، جیسے ''اگر تم سچ بولو گے تو دنیا ناراض ہوگی اور تم جھوٹ بولو گے تو خدا ناراض ہوگا۔ (کبری)   یا تم سچ بولو گے یا جھوٹ بولو گے۔ (صغری) لہذا یا دنیا ناراض ہوگی یا خدا ناراض ہوگا۔ (نتیجہ)

۳۔ ساذجہ انکاری: وہ ساذجہ انکاری معضلہ ہے، جس میں کبری کے تالیوں کا صغری میں انکار کیا جاتا ہے اور نتیجہ حملیہ ہوتا ہے، جیسے ”اگر میں وقت ضائع کروں گا تو فیل ہو جاؤں گا، اگر میں وقت ضائع کروں گا، تو نقصان اٹھاؤں گا۔ (کبری) یا میں فیل نہیں ہوں گا یا نقصان نہیں اٹھاؤں گا۔ (صغری) لہذا میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔ (نتیجہ)

۴۔ مرکبہ انکاری: وہ مرکبہ انکاری معضلہ ہے، جس میں کبری کے تالیوں کا صغری میں انکار کیا جاتا ہے اور نتیجہ منفصلہ ہوتا ہے، جیسے ”اگر وہ عقل مند ہے تو اپنی غلطی کو سمجھ لے گا، اور اگر وہ دیانت دار ہے تو اپنی غلطی کو تسلیم کرے گا۔ (کبری) یا وہ اپنی غلطی کو نہیں سمجھتا یا تسلیم نہیں کرتا۔ (صغری) لہذا وہ عقل مند نہیں یا دیانت دار نہیں۔ (نتیجہ)

قواعد

قاعدہ نمبر ۱: معضلہ میں کبری کا دو شرطیہ قضیوں پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر ۲: معضلہ میں صغری ایک قضیہ منفصلہ ہوتا ہے، جس میں کبری کے مقدموں کا اقرار ہو، یا کبری کے تالیوں کا انکار ہو۔

قاعدہ نمبر ۳: معضلہ میں نتیجہ ایک حملیہ ہوگا یا منفصلہ ہوگا۔ یہ تینوں قواعد صوری کہلاتے ہیں، جو معضلہ کی صوری صحت سے تعلق رکھتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۴: کبری میں مقدموں اور تالیوں کا باہم تعلق صحیح ہونا ضروری ہے۔

قاعدہ نمبر ۵: صغری کے بدل آپس میں مانع ہونے ضروری ہیں۔

قاعدہ نمبر ۶: صغری کے بدل جامع ہونا ضروری ہیں۔ یہ تینوں قواعد مادی ہیں، جو معضلہ کی مادی صحت سے تعلق رکھتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۷: معضلہ اقراری کو تعمیری اور انکاری کو تخریبی بھی کہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۸: معضلہ اقراری یا انکاری ہونے کا پتہ اس کے صغری سے چلتا ہے، اگر صغری میں کبری کے مقدموں کا اقرار کیا جائے تو معضلہ اقراری ہوگا، اور اگر صغری میں کبری کے تالیوں کا انکار کیا جائے تو معضلہ اقراری ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۹: معضلہ کے ساذجہ اور مرکبہ ہونے کا پتہ اس کے نتیجہ سے چلتا ہے، اگر نتیجہ حملیہ ہو تو معضلہ ساذجہ ہوگا، اور اگر نتیجہ منفصلہ ہو تو معضلہ مرکبہ ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۱۰: ساذجہ اقراری معضلہ میں یہ ضروری ہے کہ کبری کے شرطیہ قضیوں میں مقدم تو مختلف ہوں، لیکن تالی ایک ہی ہوں، اگر تالی ایک نہ ہوں گے تو نتیجہ حملیہ نہیں ہو سکے گا۔

قاعدہ نمبر ۱۱: مرکبہ اقراری معضلہ میں یہ ضروری ہے کہ کبری کے شرطیہ قضیوں میں دونوں مقدم اور دونوں تالی ایک دوسرے سے مختلف نہ ہوں تو نتیجہ منفصلہ نہیں ہو سکے گا۔

قاعدہ نمبر ۱۲: سادہ انکاری معضلہ میں یہ ضروری ہے کہ کبری کے شرطیہ قضیوں میں دونوں مقدم ایک ہی ہوں، اگر دونوں مقدم ایک نہ ہوں، تو نتیجہ حملیہ نہیں ہو سکے گا۔

قاعدہ نمبر ۱۳: مرکبہ انکاری معصلہ میں یہ ضروری ہے کہ کبری کے شرطیہ قضیوں میں دونوں مقدم اور تالی ایک دوسرے سے مختلف ہوں، اگر دونوں مقدم ایک دوسرے سے مختلف نہ ہوں، تو نتیجہ منفصلہ نہیں ہو سکے گا۔

معصلہ کے مغالطوں کا بیان

اگر معصلہ مندرجہ بالا قواعد کے مطابق ہو تو صحیح ہوگا، لیکن معصلہ عام طور پر غلط ہوتا ہے، مغالطہ یا تو معصلہ کے صغری میں پایا جاتا ہے یا کبری میں پایا جاتا ہے۔

معصلہ کے کبری میں یہ مغالطہ ہوسکتا ہے کہ جو تعلق مقدموں اور تالیوں بیان کیا گیا ہے، وہ غلط ہو، جیسے ''اگر طلبہ محنتی ہیں بے فائدہ ہیں اور اگر طلبہ کاہل ہیں تو بھی امتحان بے فائدہ ہیں (کبری) یا طلبہ محنتی ہیں یا کاہل ہیں۔ (صغری) لہذا امتحان بے فائدہ ہیں۔ (نتیجہ)

یہاں مقدموں اور تالیوں میں جو تعلق بیان کیا گیا ہے، وہ صحیح نہیں، یہ کہنا کہ طلبہ محنتی ہیں تو امتحان بے فائدہ ہیں، ایک غلط بات ہے، اسی طرح یہ کہنا کہ اگر طلبہ کاہل ہیں تو امتحان بے فائدہ ہیں ایک غلط بات ہے۔

معصلہ کے صغری میں یہ مغالطہ ہوسکتا ہے کہ:

۱۔ صغری میں مقدموں کا انکار کیا جائے۔ ۲۔ صغری میں تالیوں کا اقرار کیا جائے۔ ۳۔ صغری کے بدل آپس میں مانع نہ ہوں۔
۴۔ صغری کے بدل جامع نہ ہوں۔

عام طور معصلہ میں یہ مغالطہ پایا جاتا ہے کہ صغری کے بدل جامع نہیں ہوتے، درج ذیل معصلے ملاحظہ ہوں۔

اگر مجھے مرنا ہے تو علاج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر مجھے تندرست ہونا ہے تو بھی علاج کی کوئی ضرورت نہیں۔ (صغری) یا مجھے مرنا ہے یا تندرست ہونا ہے۔ (کبری) لہذا مجھے علاج کی کوئی ضرورت نہیں۔ (نتیجہ)

یہاں صغری کے بدل جامع نہیں، مرنے اور تندرست ہونے کے علاوہ تیسرا ایک اور امکان بھی ہے، یعنی بیمار رہنا۔

فصل نہم

مغالطوں کا بیان

بعض دفعہ ایک استدلال ظاہری طور پر دیکھنے میں صحیح معلوم ہوتا ہے، لیکن در حقیقت وہ صحیح نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں منطق کی کسی اصول کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے، جو ہمیں بادی النظر سے دکھائی نہیں دیتی، تاہم غور وفکر کے بعد نظر آجاتی ہے، ایسے استدلال کو مغالطہ کہتے ہیں، یہ ایک ایسا استدلال ہوتا ہے، جو ظاہری طور پر صحیح نظر آنے کی وجہ سے ہمیں دھوکہ دے سکتا ہے، چونکہ مغالطے استدلال کی غلطیاں ہوتے ہیں، لہذا وہ ان قواعد کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتے ہیں، جن پر صحیح استدلال کا انحصار ہوتا ہے، مغالطے کے مختلف انواع ہیں، جیسے تعریف کے مغالطے تنگ تعریف، وسیع تعریف، مبہم تعریف، سلبی تعریف وغیرہ ہیں۔ تقسیم کے مغالطے تنگ تقسیم، وسیع تقسیم، خلط ملط تقسیم وغیرہ ہیں۔

یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ مغالطہ دانستہ طور پر بھی کیا جاسکتا ہے اور نادانستہ طور پر بھی کیا جاسکتا ہے، اول الذکر صورت میں مغالطہ کو مغالطہ نادانستہ اور ثانی الذکر صورت میں مغالطہ کو مغالطہ نا دانستہ یا سفسطہ کہتے ہیں، بالفاظ دیگر مغالطہ نادانستہ وہ مغالطہ ہوتا ہے، جس میں خود مغالطہ کرنے والے کو اپنے مغالطے کا علم نہ ہو۔ اور سفسطہ وہ مغالطہ ہوتا ہے، جس میں مغالطہ جان بوجھ کر کسی کو دھوکہ دینے کی نیت سے کیا جائے۔ لیکن منطق کا کام مغالطہ کرنے والے کی نیت کو دیکھنا نہیں ہوتا، لہذا مغالطہ کی یہ تقسیم منطق کے نقطہ نظر سے بالکل بے سود ہے، خواہ مغالطہ دانستہ طور پر ہو یا نادانستہ طور پر ہو، بہر حال وہ مغالطہ ہے۔

مغالطوں کے پڑھنے کے فوائد

بعض مناطقہ کا یہ خیال ہے کہ مغالطوں کا علیحدہ بیان بالکل بے سود ہے، کیونکہ منطق کا کام ہمیں صحیح استدلال کی اصول وضوابط بتانا ہے نہ کہ غلط استدلال کے امکانات۔ جس طرح ریاضی کا کام ہمیں یہ بتانا نہیں کہ ہم حساب میں کیا کیا غلطیاں کرسکتے ہیں، اسی طرح منطق کا کام ہمیں یہ بتانا نہیں کہ ہم استدلال میں کیا کیا غلطیاں کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ہم منطق کی اصول وقواعد پڑھ لیے اور وہ غلطیاں سمجھ لیں جو اُن قواعد کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتی ہیں، تو پھر مغالطّوں کے علیحدہ بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

لیکن یہ نظریہ درست نہیں، مغالطّوں کے پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مغالطّوں ہمیں بذریعہ تقابل صحیح استدلال کا علم ہوتا ہے، اگر آپ کسی شخص کے سامنے ایک ایسی دلیل پیش کریں، جو دراصل غلط ہو، اور اسے دکھلائیں کہ غلطی کہاں ہے، تو اسے واضح طور پر معلوم ہوجائے گا کہ صحیح استدلال کے لیے کیا شرائط ہیں۔ بعض اوقات ہمیں ایک دلیل غلط معلومات دیتی ہے، لیکن ہم یہ نہیں دیکھا سکتے کہ اس میں غلطی کیا ہے؟ کسی دلیل کے متعلق محض یہ معلوم کہ وہ غلط ہے کافی نہیں، بلکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کیوں اور کہاں غلط ہے؟ ہمیں ہمیشہ غلطی کا تجزیہ کرنا چاہیے، لیکن اگر ہم محض یہ دیکھ سکیں کہ ایک دلیل غلط ہے، اور یہ دیکھ نہ سکیں کہ وہ کیوں غلط اور کیسے غلط ہے؟ تو ہم غلطی کو دور نہیں کرسکتے۔ الغرض اگر ہم مغالطّوں سے واقف ہوں تو ہمارے لیے مغالطّوں سے بچنا آسان ہوگا، لہذا مغالطّوں کا مطالعہ ہمارے لیے عملی طور پر نہایت مفید ہے۔

مغالطّوں کی تقسیم

مغالطّوں کی مختلف قسموں کی تسلی بخش تقسیم بہت مشکل ہے، کیونکہ غلطی کے لیے کوئی قانون اور اصول نہیں ہوتے، اس کی بے شمار شکلیں اور ان گنت امکانات ہوسکتے ہیں، اس لیے ان کی مکمل تقسیم ناممکن ہے، تاہم مغالطّوں کی ایک روایتی تقسیم ارسطو (م ھ) کے زمانے سے چلی آرہی ہے، جو تاریخی لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتی ہے، اگرچہ ارسطو کی تقسیم نقائص سے پاک نہیں، لیکن پھر بھی یہ دیگر تقسیموں سے بہت بہتر ہے، ارسطو کے بعد آنے والے منطقیوں نے یا تو ارسطو ہی کی تقسیم کو توڑ موڑ کر پیش کردیا ہے، یا ارسطو کے تجویز کردہ ناموں کے علاوہ نئے نام یا ارسطوی ناموں کو نئے مطلب دے دیے ہیں، لیکن یہ تعجب کی بات ہے کہ مغالطّوں کے متعلق آج

تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ ارسطو کی دی ہوئی فہرست میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے، لہذا مغالطوں کی تقسیم کے سلسلے میں ارسطو کی دی ہوئی قدیم اور روایتی تقسیم سے انحراف چنداں مفید نہیں۔

فن منطق کے مؤسس ارسطو نے مغالطوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے، اول لفظی مغالطے، جو الفاظ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ دوم فکری مغالطے، جو فکر کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

لفظی مغالطّوں کی تقسیم

لفظی مغالطّوں کی درج قسمیں ہیں:۔

۱۔ مغالطہ الفاظِ ذو معنی ۲۔ مغالطہ ابہام ۳۔ مغالطہ ترکیب ۴۔ مغالطہ تجزیہ ۵۔ مغالطہ تاکید ۶۔ مغالطہ تشبیہہ

فکری مغالطّوں کی تقسیم

فکری مغالطّوں کی درج ذیل قسمیں ہیں:۔

۱۔ مغالطہ عرض ۲۔ مغالطہ شئ دیگر ۳۔ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق ۴۔ مغالطہ انحصار مقدمہ بر نتیجہ (مصادرہ علی المطلوب) ۵۔ مغالطہ علت ۶۔ مغالطہ تالی ۷۔ مغالطہ سوالاتِ مرکب

ذیل میں مذکورہ بالا مغالطّوں کا علیحدہ علیحدہ تفصیل کی جاتی ہے۔

لفظی مغالطّوں کا بیان

۱۔ مغالطہ الفاظ ذو معنی:

یہ وہ لفظی مغالطہ ہے کہ جب ایک لفظ (یا حد) کسی استدلال یا قیاس میں مختلف معانی میں استعمال ہو، جیسے تمام ماہرین فاضل انسان ہیں، تمام چور اپنے فن میں ماہر ہیں، لہذا تمام چور فاضل انسان ہیں۔ اس قیاس میں مغالطہ حد اوسط مبہم کی وجہ سے ہے۔

۲۔ مغالطہ ابہام:

یہ وہ مغالطہ ہے کہ جب ایک فقرے یا جملے کے ایک سے زیادہ معانی اخذ ہو سکتے ہوں، مغالطہ ابہام اور مغالطہ الفاظ ذو معنی میں فرق یہ ہے کہ مغالطہ الفاظ ذو معنی کسی ایک کے ذو معنی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور مغالطہ ابہام کسی پورے فقرے یا جملے کے ذو معنی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، جیسے ”روکو مت جانے دو“ وغیرہ، ذو معنی فقرے ہیں ”روکو مت جانے دو“ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روکو، مت جانے دو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روکو مت، جانے دو۔

یہ مغالطہ عام طور پر فقروں میں اسم ضمیر کو بے احتیاطی سے استعمال کرنے کی وجہ سے بھی پیدا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات کسی مرکب فقرے میں موضوع اور محمول کو خلط ملط کر دینے سے بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ پہیلیوں، مزاحیہ اور طنزیہ جملوں میں عام طور پر یہی مغالطہ پایا جاتا ہے۔

۳۔ مغالطہ ترکیب:

یہ وہ مغالطہ ہے، جس میں کسی حد کے جزئی استعمال سے کلی استعمال کی طرف انتقال کیا جائے، یعنی جو بات ایک جماعت کے افراد یا اجزاء کے متعلق علیحدہ علیحدہ درست ہو، وہی بات اس کل جماعت کے متعلق بھی درست ہو، جیسے اسی طرح کہنا کہ تمام ججوں کا علیحدہ علیحدہ فیصلہ غلط ہوتا ہے، لہذا تمام ججوں کا مل کر فیصلہ بھی غلط ہوگا، مغالطہ ترکیب کہلاتا ہے۔ اگر کوئی شخص یوں استدلال کرے کہ تین اور دو طاق اور جفت ہیں، پانچ تین اور دو ہے، لہذا پانچ طاق اور جفت ہے، اس استدلال میں مغالطہ ترکیب پایا جاتا ہے، جب یہ کہا جاتا ہے کہ تین اور دو طاق اور جفت ہیں تو تین اور دو علیحدہ علیحدہ مراد لیے جاتے ہیں، لیکن نتیجے میں تین اور دو (یعنی پانچ) اکٹھے مراد لیے گئے ہیں، اور یہ ضروری نہیں کہ جو بات تین اور دو کے متعلق علیحدہ علیحدہ درست ہے، وہی بات تین اور دو کے متعلق جب کہ وہ اکٹھے لیے جائیں درست ہو۔

۴۔ مغالطہ تجزیہ:

مغالطہ تجزیہ مغالطہ ترکیب سے الٹ ہوتا ہے، یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم یہ کہیں کہ جو بات ایک کل جماعت کے متعلق درست ہے، وہی بات اس جماعت کے تمام افراد یا اجزاء کے متعلق علیحدہ علیحدہ یا فرداً فرداً بھی درست ہے، بالفاظ دیگر کسی حد کے کلی استعمال سے جزئی استعمال کی طرف انتقال کرنا، جیسے یہ کہنا کہ مدرسہ کے تمام اساتذہ ایک لڑکے کے سزا دینے کے حق میں تھا، لہذا مدرسہ کے تمام اساتذہ فرداً فرداً بھی اس لڑکے کے سزا دینے کے حق میں تھے۔ اگر کوئی شخص یوں استدلال کرے کہ پانچ طاق ہے، تین اور دو پانچ ہیں، لہذا تین اور دو طاق ہیں۔ اس استدلال میں مغالطہ تجزیہ پایا جاتا ہے، کیونکہ جب یہ کہا جائے کہ پانچ طاق ہے تو پانچ مجموعی طور پر لیا جاتا ہے، لیکن نتیجے میں پانچ (یعنی تین اور دو) کے حصص مراد لیے گئے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ جو بات پانچ کے متعلق مجموعی طور پر درست ہو، وہی بات پانچ کے فرداً فرداً حصوں کے متعلق بھی درست ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مغالطہ ترکیب اور مغالطہ تجزیہ ایک دوسرے کے الٹ ہیں، مغالطہ ترکیب اس صورت میں پیدا ہوتا ہے، جب استدلال میں ایسی چیزیں جو فرداً فرداً یا علیحدہ علیحدہ مراد لینی چاہیے مجموعی طور پر لی جائیں۔ اور مغالطہ تجزیہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب کہ استدلال میں ایسی چیزیں جنہیں مجموعی طور پر لینا چاہیے فرداً فرداً لی جائیں۔

۵۔ مغالطہ تاکید:

وہ مغالطہ ہے، جس میں کسی لفظ پر غلط زور دے دینے سے اس فقرے کا صحیح مطلب بگڑ جاتا ہے، جیسے یہ کہنا کہ ''تمہیں اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی شہادت نہیں دینی چاہیے'' اس فقرے میں لفظ ''تمہیں'' یا ''اپنے'' یا ''پڑوسی'' یا ''خلاف'' یا ''جھوٹی'' پر زور دینے سے فقرے کا مفہوم بدل جائے گا۔

اگر کسی فقرے میں کسی ایسے لفظ پر زور نہ دیا جائے، جس پر زور دینا چاہیے تو بھی مغالطہ تاکید پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کسی فقرے کو اس کے سیاق و سباق سے علیحدہ کیا جائے تو اس فقرے کا اصل مطلب بالکل فوت ہو جاتا ہے، اسی طرح سے بھی مغالطہ

تاکید پیدا ہو جاتا ہے۔

٦۔ مغالطہ تشبیہ:

بعض اوقات بہت سے الفاظ دیکھنے میں ایک جیسے ہوتے ہیں، لیکن مفہوم کے اعتبار سے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، اگر ہم یہ کہیں کہ دو الفاظ دیکھنے میں ایک جیسے ہیں، یا ان کا مصدر ایک ہی ہے، لہذا ان کا مطلب بھی ایک ہی ہے، یہ مغالطہ تشبیہہ کہلاتا ہے، جیسے مشق اور مشقت، معمول اور معمولی، دنیا اور دنیادار وغیرہ ایسے الفاظ ہیں، جو دیکھنے میں ایک جیسے ہیں، لیکن ان کا مفہوم بالکل مختلف ہیں۔ اگر کوئی شخص یوں استدلال کرے کہ ہم دنیا میں رہتے ہیں، لہذا ہم دنیادار ہیں۔ وہ پیغام لایا ہے، لہذا وہ پیغمبر ہے، وہ نسوار بیچتا ہے، لہذا وہ نسواری ہے، یہ سب مغالطہ تشبیہہ کی مثالیں ہیں۔

فکری مغالطّوں کا بیان

ا۔ مغالطہ عرض:

مغالطہ عرض اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب ہم یہ کہیں کہ چونکہ دو اشیاء آپس میں کچھ باتوں میں مختلف یا مشابہ ہیں، لہذا وہ تمام باتوں میں مختلف یا مشابہ ہیں، یہ مغالطہ تب پیدا ہوتا ہے کہ اشیاء کے ضروری اور غیر ضروری اختلاف یا ضروری اور غیر ضروری مشابہتوں کو آپس میں خلط ملط کر دیا جائے، اگر دو اشیاء بلحاظ عوارض (غیر ضروری صفات) مختلف ہوں تو یہ ضروری نہیں کہ وہ ضروری صفات میں بھی مختلف ہوں گی، اسی طرح اگر دو چیزیں آپس میں بلحاظ عوارض مشابہ ہوں تو یہ ضروری نہیں کہ وہ ضروری صفات میں بھی مشابہ ہوں گی، مثلاً اگر کوئی شخص یوں استدلال کرے کہ "تمہیں حیوان کہنا سچا ہے، تمہیں گدھا کہنا تمہیں حیوان کہنا ہے، لہذا تمہیں گدھا کہنا سچ کہنا ہے۔

۲۔ مغالطہ شئی دیگر:

مغالطہ شئی دیگر کی درج ذیل صورتیں ہیں:۔

ا۔ عام قاعدے سے خاص حالت کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب ہم یہ کہیں کہ جو بات عام حالت میں (یعنی بطور عام ایک قاعدہ) درست ہے، وہ ایک خاص حالت بھی درست ہوگی، بالفاظ دیگر ایک عام قاعدے کی بنا پر ایک خاص حالت کے متعلق حکم لگایا جائے، جیسے ایک آدمی کو اجازت ہے کہ وہ اپنی چیز سے جو چاہے کرے، لہذا تم اگر چاہو تو اپنے بیٹے کو قتل کر سکتے ہو، کیونکہ تمہارا بیٹا تمہاری اپنی چیز ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ برائی کے بدلے نیکی کرنی چاہیے، اس لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی شرارتوں پر انہیں سزا دینے کی بجائے انعام دیں۔

۲۔ خاص حالت سے عام قاعدے کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک خاص حالت کی بنا پر ایک عام قاعدے کے متعلق حکم لگایا جائے، اگر کوئی خاص بات

ایک خاص حالت میں یا ایک خاص شرط کے تحت درست ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ بات عام حالت میں یا اس شرط کے بغیر بھی درست ہو، جیسے اگر کوئی شخص یوں استدلال کرے کہ جمہوریت مغربی ممالک میں کامیاب ہے، لہذا جمہوریت ہر ملک کے لیے بہترین نظام حکومت ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ ہٹے کٹے بھیک مانگنے والوں کو خیرات دینا جائز نہیں، لہذا کسی کی مدد کرنا جائز نہیں۔ اسی یہ کہنا کہ ڈاکٹر کو مریضوں کے اپریشن کرنے میں چیر پھاڑ کرنے کی اجازت ہوتی ہے، لہذا ڈاکٹر جس پر چاہیں اپنے چاقو استعمال کر سکتے ہیں۔ وغیرہ ایک خاص حالت سے عام قاعدہ اخذ کرنے کی مثالیں ہیں۔

۳۔ ایک خاص حالت سے کسی دوسری خاص حالت کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے، جب ایک خاص حالت کی بناء پر کسی دوسری خاص حالت کے متعلق حکم لگایا جائے، اگر کوئی بات ایک خاص حالت میں یا ایک خاص شرط کت تحت درست ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ بات کسی اور حالت میں یا کسی اور شرط کے تحت بھی درست ہو، جیسے یہ کہنا کہ جمہوریت مغربی ممالک میں کامیاب ہے، لہذا جمہوریت پاکستان میں بھی کامیاب ہوگی۔ یا یہ کہنا کہ ااگر ایک مجرم کو اس جرم کے لیے دو سال کی سزا دی گئی ہے تو دوسرے مجرم کو بھی اس جرم کے لیے دو سال کی سزا دینی چاہیے۔ وغیرہ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مغالطہ شئی دیگر کی درج ذیل تین صورتیں ہیں:۔

۱۔ ایک عام قاعدے سے ایک خاص حالت کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔
۲۔ ایک خاص حالت سے ایک عام قاعدے کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔
۳۔ ایک خاص حالت سے ایک دوسری خاص حالت کے متعلق نتیجہ اخذ کرنا۔

۳۔ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق:

وہ مغالطہ ہے، جس میں نتیجے کا موضوع بحث سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس میں مطلوبہ نتیجے کو نظر انداز کر کے ایک غیر متعلق نتیجے کو ثابت کیا جاتا ہے، یہ مغالطہ ہمارے روزمرہ کے مباحثوں اور مناظروں میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے، چونکہ عام طور پر مباحثوں میں مدمقابل موضوع بحث کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر کی غیر متعلقہ باتیں شروع کر دیتا ہے، مغالطہ نتیجہ غیر متعلق دونوں طرح یعنی حریف کے کسی دعوی کی تردید یا ابطال میں اور اپنے کسی دعوی کو صحیح ثابت کرنے میں پایا جا سکتا ہے، کسی ایسی بات کو ثابت کرنا جس کا انکار ہی نہ کیا گیا ہو، یا کسی ایسی بات کی تردید کرنا جس کا دعوی ہی نہ کیا گیا ہو، ثانی الذکر صورت سے محض مغالطہ ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ طبیعت میں انقباض بھی پیدا ہو جاتا ہے، کیونکہ اس صورت میں مدمقابل اور حریف کی طرف ایک ایسی بات منسوب کی جاتی ہے، جو کہ اس نے کہی ہی نہ ہو، اور جس کا وہ قائل نہیں۔ یہ ساری صورتیں اسی مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق میں مطلوبہ نتیجہ کو نظر انداز کر کر کے ایک غیر متعلقہ نتیجے کو ثابت کیا جاتا ہے، جیسے اگر کوئی

طبیب اور حکیم اپنی دوا کو مفید ثابت کرنے کے لیے یہ کہے کہ یہ بڑی مشکل سے تیار ہوتی ہے، تو یہ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق ہوگا۔ یا اگر کوئی روشن خیال مغربی تہذیب وتمدن کی برتری ثابت کرنے کے لیے کہے کہ یہ ایک نئی تہذیب وتمدن ہے یا بیرونی ممالک کی تہذیب ہے۔ تو یہ بھی مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کہلاتا ہے۔

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق درج ذیل مختلف صورتوں میں پایا جاتا ہے:۔

۱۔ دلیل رحم ۲۔ دلیل شخصیت ۳۔ دلیل جذبات ۴۔ دلیل احترام ۵۔ دلیل لاعلمی ۶۔ دلیل حربی ۷۔ مغالطہ اعتراضات ۸۔ موضوع بدلنے کا مغالطہ

۱۔ دلیل رحم:

یہ مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں کسی شخص کے متعلق یہ ثابت کرنے کے بجائے کہ وہ بے گناہ ہے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اس کی حالت قابل رحم ہے، جیسے ایک طالب علم جس پر مدرسہ کے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کا الزام ہو، تو اس کے متعلق مدیر جامعہ سے یہ کہا جائے کہ اگر اس کو مدرسہ سے خارج کر دیا گیا، تو اس کی زندگی تباہ ہو جائے گا۔ یہ دلیل رحم ہے۔

۲۔ دلیل شخصیت:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں کسی دعوی کو غلط ثابت کرنے کے بجائے اُس شخص کی شخصیت پر حملہ کیا جائے، جس نے وہ دعوی کیا ہو، یعنی دلیل شخصیت میں موضوع زیر بحث کو چھوڑ اکر مدمقابل اور حریف کی شخصیت پر نکتہ چینی کی جاتی ہے، جیسے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ صحت کا خیال رکھنا چاہیے، لیکن وہ خود صحت مند کیوں نہیں ہوتے؟ یا کسی عالم کے متعلق یہ کہنا کہ جس بات پر وہ خود عمل پیرا نہیں تو اس بات کے متعلق وہ اوروں کو کیسے نصیحت کر سکتا ہے؟ (خود میاں فضیحت و دیگراں را نصیحت) وغیرہ دلیل شخصی کی مثالیں ہیں۔

دلیل شخصیت محض ایک دندان شکن جواب ہوتا ہے، جو حریف کو خاموش کرا سکتا ہے، تاہم اپنے اندر معقولیت نہیں رکھتا، مناظرہ بازی یا حاضر جوابی کے فن میں اس طرح اپنے حریف پر فتح وغلبہ حاصل کرنا باعث فخر سمجھا جاتا ہے، تاہم جہاں تلاش حق ہو، وہاں حریف کی شخصیت پر نکتہ چینی کرنا بالکل کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

۳۔ دلیل جذبات:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں سامعین کے جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کی جائے، کیونکہ اسی صورت میں زیر بحث پر غور نہیں کیا جاتا ہے اور اس طرح صحیح نتائج تک رسائی نہیں ہو سکتی، دلیل جذبات سیاسی مقرروں کا ایک کارگر ہتھیار ہوتا ہے، جس سے وہ عوام کالانعام کی آنکھوں میں دھول ڈال دیتے ہیں، مثال ملاحظہ ہو۔ او! مظلوم مزدورو! کب تک تم خوابِ خرگوش میں سوئے رہو گے؟ تم کب تک سرمایہ داروں کو اپنے حقوق آزادی کچلنے دو گے؟ تم کب تک اپنے بھوکے، پیاسے اور ننگے بچوں کو اس مظلومی کی حالت میں دیکھتے رہو گے؟ کیا تم میں خون نہیں ہے؟ کیا تمہارے رگِ حمیت نہیں بھڑکتی؟ اٹھو! ان محلات کو خاکستر کر دو۔

اٹھو! میری دنیا کے غریبوں کو جگادو
کاخِ امراء کے درو دیوار ہلادو
جس کھیت سے میسر نہیں دہقاں کو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلادو

۴۔ دلیل احترام:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں معقول دلیل پیش کرنے کے بجائے کسی شخصیت یا کتاب کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے، مثلاً کسی کو یوں کہا جائے کہ تم قبر پرستی کو کیوں بُرا کہتے ہو؟ تمہارے اباء و اجداد تم سے زیادہ عقل مند اور دانا تھے؟

۵۔ دلیل لاعلمی:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں حریف کی لاعلمی سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، اکثر لوگ اپنے دعوی کو درست کرنے کی بجائے اپنے مد مقابل سے یہ کہتے ہیں کہ تم ہمارے دعوی کو غلط ثابت کرو۔ اگر مد مقابل ان کے دعوی کو غلط ثابت نہ کر سکے تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا دعوی درست ثابت ہوگیا۔ ان کا یہ طرز استدلال کئی وجوہ کی بناء پر غلط ہے، کیونکہ اگر کوئی کسی بات کا دعوی کرتا تو اس کے ذمہ اس کو ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے، نہ یہ کہ اپنے مد مقابل سے کہے کہ تم اسے غلط ثابت کردو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی غلط ثابت نہ ہوسکے تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ بات درست ہوگئی، مثلاً اگر ہم یوں کہیں کہ زمین کو ایک بیل اپنے سینگوں پر اٹھائے ہوئے ہیں اور آپ میری اس بات کو غلط ثابت نہ کرسکیں، تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ بات کہ زمین کو ایک بیل اپنے سینگوں پر اٹھائے ہوئے ہے درست ثابت ہوگئی۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ یہ جگہ جہاں میں کھڑا ہوں زمین کا مرکز ہے اور آپ میری بات کو غلط ثابت نہ کرسکیں، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میری بات درست ثابت ہوگئی ہے اور یہ جگہ واقعی زمین کا مرکز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہو، اور ہم اسے اس لیے رد کریں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی، تو یہ بھی مغالطہ دلیل لاعلمی ہوگا۔

۶۔ دلیل حربی:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں کسی دعوی کو معقول دلیل سے ثابت کرنے کی بجائے جسمانی طاقت سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اگر کوئی شخص اپنے حریف کا سر پھوڑ دے، تو یہ اس کی طاقت کا ثبوت تو ضرور ہے، لیکن اس کی معقولیت کا ثبوت نہیں، اہل باطل اور سیاسی لیڈر لوگ اکثر دلیل حربی سے ہی کام لیتے ہیں، جیسا کہ فرعون جب لاجواب ہوا تو کہنے لگا۔ ﴿ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُم وَأَرْجُلَكُم مِن خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُم فِي جُذُوعِ النَّخلِ وَلَتَعلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبقَى". (طٰہ:۷۱)

عام طور پر دلیل حربی نامعقول آدمیوں کا حربہ اور ہتھیار رہتا ہے، اسے وہی شخص استعمال کرسکتا ہے، جس کے پاس کوئی معقول دلیل نہ ہو۔

۷۔ مغالطہ اعتراضات:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اس بات پر کئی اعتراضات ہو سکتے ہیں، لہذا اسے بالکل ترک اور رد کرنا چاہیے، یہ مغالطہ عام طور پر ان حضرات کی طرف پیش کیا جاتا ہے، جو ہر نئی بات کے مخالف ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی ملحد شخص یوں کہا جائے کہ مدارس پر لوگوں کے مختلف قسم کے شکوک وشبہات ہیں، لہذا انہیں ختم کیا جائے، یا کوئی مشرک آدمی یہ کہے کہ توحید پر لوگوں کے مختلف اعتراضات ہیں، لہذا اس کو بیان کرنے سے گریز کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ موضوع بدلنے کا مغالطہ:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے، جس میں حریف کے اصل موضوع کو چھوڑ کر اس کی کسی ضمنی بات کی تردید کی جاتی ہے، یعنی حریف سے کوئی ایسی بات کہلوانا جس کا غلط ثابت کرنا اس کی اصل بات کی نسبت آسان ہو، پھر اس کی ضمنی بات کی تردید کو اس کی اصل بات کی تردید تصور کیا جاتا ہے، اسی طرح اگر دعوی ایسا کمزور ہو کہ اسے ثابت کرنا مشکل ہو، اور اصل دعوی کو چھوڑ کر کوئی اور دعوی کیا جائے، جس کا ثابت کرنا آسان ہو تو یہ بھی موضوع بدلنے کا مغالطہ ہوگا۔ اپنے کسی غلط دعوی کو چھوڑ کر کوئی اور دعوی کرنے میں کوئی غلطی نہیں ہوتی، بشرطیکہ اپنے اصل دعوی کو تسلیم کیا جائے، لیکن موضوع بدلنے کے مغالطے میں اصل دعوی کو چھوڑ کر ایک اور دعوی کیا جاتا ہے اور دوسرے دعوی کے ثبوت کو اصل دعوی کا ثبوت تصور کیا جاتا ہے، یعنی اصل دعوی سے ہٹنے کے باوجود بھی اسے غلط تسلیم نہیں کیا جاتا۔ یہ مغالطہ عام طور پر طویل مباحثوں میں ہوتا ہے۔

۴۔ مغالطہ انحصار مقدمہ بر نتیجہ (مصادرہ علی المطلوب)

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے، جب ہم وہی بات جسے ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں پہلے ہی کسی نہ کسی شکل میں تسلیم کر لیں، یعنی جس بات کو ہم اپنے مقدمے سے بطور نتیجہ اخذ کرنا چاہتے ہیں، اسے پہلے ہی مقدمے میں فرض کر لیں۔ اس مغالطہ کی درج ذیل صورتیں ہیں:۔

۱۔ اس قضیے کو تسلیم کر لینا جس کو ثابت کرنا مطلوب ہو۔

اس صورت میں مغالطہ ہم معنی الفاظ کے استعمال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، یعنی نتیجہ میں وہی بات کہی جاتی ہے، جو مقدمے میں ہم معنی الفاظ میں کہی گئی تھی، بالفاظ دیگر نتیجہ محض مقدمے ہی کو مختلف مگر ہم معنی الفاظ میں دہراتا ہے، اس کی یہ مثالیں ہیں۔ افیون سے نیند پیدا ہوتی ہے، کیونکہ یہ ایک خواب آور چیز ہے۔ وہ بہت چالاک ہے، کیونکہ وہ عیار ہے۔ یہ چیز یہاں رائج ہے، لہذا یہ چیز یہاں کا رواج ہے وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ کسی جزئیہ قضیے کے ثبوت کے لیے ایک ایسے کلیہ قضیے کو تسلیم کر لینا، جس میں وہ جزئیہ قضیہ شامل ہو، اور جو خود محتاج ثبوت ہو، جیسے اگر ہم یوں استدلال کریں کہ ہمیں اپنے آباء واجداد کی قدیم رسوم کو اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ بوڑھے جوانوں سے زیادہ عقل مند ہوتے

ہیں، تو یہ مغالطہ ہوگا کیونکہ یہاں ہم نے یہ کلیہ قضیہ کہ ''بوڑھے جوانوں سے سے زیادہ عقل مند ہوتے ہیں'' بغیر ثبوت کے تسلیم کرلیا ہے۔

۳۔ کسی کلیہ قضیے کے ثبوت کے لیے ایک ایسے جزئیہ قضیے کو تسلیم کرلینا جو اس میں شامل ہو۔ جیسے اگر اس قضیہ کلیہ کو ثابت کرنے کے لیے کہ ''تمام مغربی قومیں چالاک ہیں'' آپ یہ جزئیہ قضیہ کہ ''کچھ مغربی قومیں چالاک ہیں'' کو بغیر ثبوت کے مان لیں، تو یہ مغالطہ ہوگا۔

۴۔ کسی قضیے کے ثبوت کے لیے اس کے ٹکڑے کرنا اور انہیں ایک ایک کرکے بغیر ثبوت کے تسیم کرلینا، یعنی اگر ہمیں کسی قضیے کو ثابت کرنا ہو تو ہم اس قضیے کو اس کے اجزاء میں تحلیل کرکے ان اجزاء کو بغیر ثبوت کے تسلیم کرلیں، تو یہ بھی مغالطہ ہوگا۔

۵۔ کسی قضیے ثبوت کے لیے ایک ایسے قضیے کو تسلیم کرلینا جو اس کا معکوس ہو۔ یعنی اگر ہمیں کسی قضیے کو ثابت کرنا مطلوب ہو، اور ہم اس قضیے کے معکوس کو بغیر کسی اور ثبوت کے تسلیم کرلیں، تو یہ مغالطہ ہوگا، جیسے محمود حماد کا بیٹا ہے، کیونکہ حماد محمود کا باپ ہے۔

۵۔ مغالطہ علت:

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے، جب کسی ایسی چیز کو علت اور سبب تسلیم کرلیں، جو دراصل علت اور سبب نہ ہو، یعنی کسی نتیجہ کو ایسے مقدمے کی طرف منسوب کرنا، جس کے ہونے یا نہ ہونے سے اس نتیجے پر کوئی فرق نہ پڑے، مثلاً کسی غبی طالب علم کا یہ کہنا کہ چونکہ وہ کمرہ امتحان میں دیر سے پہنچا تھا، لہذا وہ فیل ہوگیا (حالانکہ اگر وہ دیر سے نہ بھی پہنچتا تو بھی وہ فیل ہوتا) یہ نتیجہ کہ ''وہ فیل ہوگیا'' اس مقدمے سے کہ ''وہ کمرہ امتحان میں دیر سے پہنچا تھا'' نہیں نکلتا۔

۶۔ مغالطہ تالی:

مغالطہ تالی سے ہر وہ استدلال مراد ہے، جس میں نتیجہ دیئے ہوئے مقدمات سے ہرگز حاصل نہ ہو، یعنی نتیجے کا اس مقدمے یا ان مقدمات سے جن سے وہ اخذ کیا جائے کوئی تعلق نہ ہو، جیسے اگر یوں استدلال کیا جائے کہ ہر آدمی خوشی کا متلاشی ہے، نیک آدمی خوش ہیں، لہذا ہر آدمی نیکی کا متلاشی ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ وہ شخص رات کے وقت بازاروں میں پھرہوا دیکھا جاتا ہے، لہذا وہ چور ہے۔

۷۔ مغالطہ سوالاتِ مرکب:

یہ مغالطہ اس صورت میں پیدا ہوتا ہے، جب ایک سے زیادہ سوالات کو اکٹھا کرکے مخاطب کو ان کا سادہ جواب ''ہاں'' یا ''نہ'' میں دینے کے لیے کہا جائے، بعض اوقات سوالات کو اس طرح اکٹھا کیا جاتا ہے کہ ان ''ہاں'' یا ''نہ'' میں جواب ناممکن ہوتا ہے، مثلا کیا شہد اور حنظل میٹھے ہوتے ہیں؟ ایسے سوالات میں دو یا دو سے زیادہ موضوعوں کو ایک محمول کیساتھ یا دو یا دو سے زیادہ محمولوں کو ایک موضوع کیساتھ اکٹھا کردیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں سوالات کو ان کے اجزاء میں تحلیل کردینا چاہیے، صرف ایک سوال کا ایک جواب ہوسکتا ہے، اس لیے ایک جواب میں نہ تو مختلف محمولوں کو ایک موضوع کے متعلق اور نہ مختلف موضوعوں کو ایک محمول کے متعلق، بلکہ صرف ایک محمول کا ایک موضوع کے متعلق اقرار یا انکار کرنا چاہیے۔

---

(۱) منطق استخراجیہ ۲۹۷-۳۵۴۔

تحفہ شاہجہانی سے منطقی تراکیب کا ایک دل نشیں اقتباس

تحفہ شاہجہانی سے تعوذ، تسمیہ اور تہذیب کے خطبہ سے منطقی طرز تراکیب کا ایک مختصر اقتباس نقل کیا جا رہا ہے، جس میں انہوں نے اپنے منطقی ذوق کے مطابق بڑے دل نشیں انداز سے منطقی تراکیب کیے ہیں، ملاحظہ ہو۔

أعوذ بالله من الشيطن الرجيم

"أعــــوذ" محمول بحمل الاشتقاق... ضمیر درو مستتر جزئی حقیقی برقول وضع مضمرات و اسمائے اشارات برائے معانی جزئیہ، وکلی برقول وضع آن برائے معانی کلیہ موضوع . "بالله" جار مجرور مرکب ناقص متعلق محمول.. "من الشيطن الرجيم" مرکب ناقص توصیفی جار مجرور متعلق محمول ست...... موضوع با محمول قضیہ حملیہ موجبہ خارجیہ شخصیہ بتیہ، یا مہملہ بتیہ...... چوں حاصل ایں قضیہ "أنا بعائذ بالله من الشيطان الرجيم" است و آں صادقست.... لہذا نقیض آن کاذب "لا أعوذ"...... یا" أنا ليس بعائذ" برتقدیر شخصیہ بودن اصل......"ولاشئی من الواحد المتكلم يحكى عن نفسه ليس بعائذ" برتقدیر مہملہ بودن......وعکس مستوی آں صادق چوں "بعض العائذ بالله من الشيطان الرحيم أنا" برتقدیر مہملہ بودن اصل . ..'' والعائذ بالله من الشيطان الرجيم انا" برتقدیر شخصیہ.. ..وعکس نقیض آں برتقدیر مہملہ بودن نباشد، زیرا آنکہ او در حکم جزئیہ است، وعکس جزئیہ نہ باشد... ..آری برتقدیر شخصیہ بودن "من ليس بعائذ' بالله من الشيطان الرجيم ليس أنا" صادق ست۔

بسم الله الرحمن الرحيم

"بسم" محمول موضوع مقدر یعنی "ابتدائی" او "تصنیفی" حمل بالاشتقاق کہ بواسطہ حرف جرست..... یا متعلق بہ "شرع" مقدر است کہ محمولیت وضمیر آں معبر بہ "أنا" دائما" مستتر موضوع.... . "الرحمن الرحيم" متعلق محمول.... .وبہر تقدیر قضیہ حملیہ شخصیہ.. . یا مہملہ علی اختلاف الاقوال (درو ضع ضمیر) خارجیہ بتیہ.... .یا انشاء بصورت خبر ......نقیض آن" لا أشرع بسم الله الرحمن الرحيم"...... یا "لست من الشارع بسم الله الرحمن الرحيم" برتقدیر شخصیت اصل... .. "وبعض الواحد المتكلم يحكى عن نفسه ليس بشارع ببسم الله الرحمن الرحيم" برتقدیر مہملہ بودن آن...... یا "ابتدائی" و "تصنيفی ليس بمتلبس ببسم الله الرحمن الرحيم" برتقدیر شخصیت آن...... "وبعض ابتدائی" او "تصيفی ليس بمتلبس ببسم الله الرحمن الرحيم" مہملہ بودن آن، و آن کاذب ست......وعکس مستوی "أن بعض الشارع ببسم الله الرحمن الرحيم أنا" ......یا "بعض المتلبس ببسم الله الرحمن الرحيم ابتدائی وتصنيفی" برتقدیر مہملہ بودن اصل.. ..."والشارع ببسم الله الرحمن الرحيم أنا"..... یا "الملتبس ببسم الله الرحمن الرحيم ابتدائی وتصنيفی" برتقدیر شخصیت، آن صادق ست۔ چنانچہ عکس نقیض آن برتقدیر شخصیت اصل صادق ست مثل "ماليس بشارع ببسم الله الرحمن الرحيم ليس بأنا".. ..یا 'ليس بملتبس ببسم الله الرحمن الرحيم ليس ابتدائی

أوتصيفى" ......نزدقدماءيا "ليس مـاليس بشارع ببسم الله الرحمن الرحيم بأنا" ......يا "ليـس ماليس بملتبس ببسم الله الرحمن الرحيم ابتدائى وتصنيفى".

(الحمد لله الذى هدانا سواء الطريق)

"الحمد" موضوع......"لله" محمول بحمل اشتقاق.. .. "الـذى هـدانا سواء الطريق" موصول باصله مركب توصيفى ناقص ازمتعلقات محمول..... قضيه حمليه بتيه فطريه...آن ياكليه است اگرالف لام استغراقى بود......ياشخصيه مخصوصه اگرالف لام عهدخارجى بود .....يامهمله قدمائيه اگرالف لام جنسى ومراداز اں حقيقت وطبعيت مدخول بلالحاظ عموم وخصوص باشد.. ..ياطبعيه اگراز الف لام جنسى حقيقت وطبعيت مدخول بلحاظ عموم اراده كرده شود . . يامهمله متاخرين اگراز الف لام فردِ معهودذہن متكلم حقيقت مدخول مراد باشد، وآن درحكم مذكورست، ودرين قضيه حكم برافراد باشد، وازذكرِ كليت وجزئيت اہمال بود، يعنى سوركليت وجزئيت دران مذكورنه باشد... "ونقيض آن" "ليس الحمد بمختص لله الذى هداناسواء الطريق" است، وآن كاذب ست.. .وعكس مستوى آن "بعض المختص لله الذى هـدانـا سـواء الطريق الحمدلله" صادق ست.... عكس نقيض آن برطريق قدماء" كـل مـا ليـس بـمختص لله الذى هدانا سواء الطريق ليس بالحمد"..... وبرطريق متاخرين "لاشئى مماليس بمختص لله الذى هدانا سواء الطريق بحمد" صادق ست۔

(وجعل التوفيق خيررفيق)

"وجـعل "محمول.... .وضميردراں راجع به "الذى" موضوع . .. "لنـاالتـوفيق خيررفيق" متعلق محمول.. .قضيه حمليه، صله موصول بواسطه عطف بر"هدانا".. ..پس مثل"هدانا" مع موصول متعلق محمول، يعنى"لله".

(والصلاة والسلام على من أرسله هدى)

"والصلاة والسلام" موضوع . ..."على من أرسله" محمول بحمل اشتقاق.. . .و"هدى" متعلق آن.. ..قضيه ذہنيه بتيه شخصيه (اگرالف لام عہدخارجى)......وكليه (بشرط استغراقى)......وطبعيه (برتقديرِجنسى بودن)......ومهمه قدمائيه است (درصورت اہمال ازلحاظ عموم)... ..ومهمله متاخره (گرحكم برافرادواہمال ازكليت وجزئيت مرادگيرند)... ..ومطلقه (زيراكه به كدامى ازقيودجهت نبود)......ايں قضيه يعنى "والصلاة والسلام الخ.. ..بموضوع مثل نسبت محمول... ..قضيه "الحمدلله" بموضوعش درنفس الامرمكيف به كيفيت دوام است .. ..لفظ "بالدوام" اگرچه صراحة مذكوربودنامش دائمه مطلقه موجبه گرد . ...ونقيضش ايں مطلقه عامه سالبه است مثل "بعض الصلاة ليس بنارلة على من أرسله "الخ.. .بالفعل ......وعكس مستوى آن حينيه مطلقه موجبه صادق مثل "بعض النارلة على من أرسله هدى صلاة بالفعل حين هى نازلة " .. ...وہمچنين عكس نقيض آن دائمه مطلقه موجبه صادق ست مثل "كل ماليس بنازلة على من أرسله هدى ليس بالصلاة بالدوام" موجبه برطريق قدماء "ولاشئى مما ليس بنازلة على من أرسله بصلاة دائما" سالبه برطريق متاخرين۔

(هو بالاقتداء حقیق):

"هو بالاقتداء حقیق" قضیہ شخصیہ بر قول وضع عام وموضوع لہ عام زیرا کہ موضوع کلی ست وحکم بر افراد، لیکن از ذکر کل وبعض اہمال..... "بالاقتداء" متعلق محمول.. قضیہ سالبقہ مادہ این قضیہ ضرورت یا دوام وصفی ست، درایں صورت بر تقدیر ذکر جہت قضیہ بمشروطہ عامہ یا عرفیہ عامہ موسوم می شود.. "أی الهادی بالاهتداء حقیق مادام هادیا"...... نقیض آن سالبہ حینیہ ممکنہ بر تقدیر اول...... یا سالبہ حینیہ مطلقہ بر تقدیر ثانی، وہر دو کاذب... ..(سالبہ حینیہ ممکنہ) مثل "لیس الهادی حقیقا بالاهتداء حین هو هادیا بالامکان العام".. ..(حینیہ مطلقہ سالبہ) مثل "لیس الهادی حقیقا بالاهتداء حین هو هادیا بالفعل" ... ..وعکس مستوی ہر دو حینیہ مطلقہ موجبہ صادق مثل "الحقیق بالاهتداء هاد حین هو حقیق لاهتداء بالفعل" . چنانچہ عکس نقیض ہر دو عرفیہ، لیکن موجبہ بر طریق قدماء مثل "دائما مالیس بحقیق بالاهتداء لیس بهاد مادام لیس بحقیق" ... ..وسالبہ بر طریق متاخرین مثل "دائما لیس ما لیس بحقیق بالاهتداء بهاد مادام لیس بحقیق".

(ونوراً به الاقتداء یلیق)

"نوراً" مثل "هدی" متعلق محمول، یعنی "من أرسله" بواسطہ عطف .... "به الاقتداء یلیق" مثل "هو بالاقتداء حقیق" در تمامی اوصاف۔

(وعلی اله وأصحابه الذین سعدوا فی مناهج الصدق بالتصدیق)

"وعلی اله وأصحابه الذین" محمول.... موضوع قضیہ "والصلاة والسلام" بواسطہ عطف۔

(وصعدوا فی معارج الحق بالتحقیق)

"وصعدوا فی معارج الحق بالتحقیق" بواسطہ عطف بر "سعدوا" صلہ موصول.. ...وآن با صلہ مرکب ناقص صفت "ال وأصحاب"...... متعلق محمول، یعنی "علی من أرسله" است۔(۱)

---

(۱) تحفہ شاہجہانی:۹-۲۱.

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی سات منطقی تراکیب

۞... **پہلی ترکیب:** لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

“لا” ادات سلب “الہ” مقید “الا” ادات غیر زمانیہ ...لفظ “اللہ” قید.... مقید باقید مرکب تقییدی ہوکر موضوع... .“موجود” محمول محذوف ہے، “موجود” محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو..... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

۞... **دوسری ترکیب:** لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

“لا” ادات سلب “الہ” مقید “الا” بمعنی “غیر” مقید “لفظ “اللہ” قید .... مقید باقید مرکب تقییدی ہوکر قید ہوکر مرکب تقییدی ہوکر موضوع . “موجود” محمول محذوف ہے (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ لا الہ غیر اللہ موجود)، “موجود” محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو .... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

۞... **تیسری ترکیب:** لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

“لا” ادات سلب “الہ” موضوع “موجود” محمول محذوف ہے (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ لا الہ موجود الا اللہ)، “موجود” محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو...... “الا” ادات غیر زمانیہ لفظ “اللہ”...... “موجود” کی ضمیر مستتر کے لیے قید ہے .. موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

۞... **چوتھی ترکیب:** لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

“لا” ادات سلب “الہ” موضوع “مستحق للعبادۃ” محمول محذوف ہے (تقدیر عبات یوں ہوگی۔ لا الہ مستحق للعبادۃ الا اللہ) “مستحق” محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہوہو... .. “للعبادۃ” متعلق محمول...... “الا” ادات غیر زمانیہ “لفظ “اللہ” متعلق موضوع موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

۞... پانچویں ترکیب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰه:

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ غیر محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الطرفین۔

”لا “ادات سلب ”الہ“ محمول بحمل المواطاۃ، حمل مواطاتی، حمل ہوہو۔ . ”الا“بمعنی ”عیر“ مقید،“لفظ ”الله“ قید... بمقید باقید مرکب تقییدی ہوکر موضوع (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ عیر الله لامعبود، بمعنی الله معبود)... . موضوع بامحمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ غیر محصلہ مغیرہ معدولہ معدولۃ الطرفین۔

۞... چھٹی ترکیب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”لا“ بمعنی ”انتفی“ ہے، ”انتفی“ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی .... ”الہ“ مقید ”الا الله“ بمعنی ”غیر الله“ قید۔ بمقید باقید مرکب تقییدی ہوکر موضوع (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ انتفی الہ غیر الله) . موضوع بامحمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

۞ ساتویں ترکیب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ:

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

”لا“ ادات سلب ”الہ“ محمول بحمل المواطاۃ، حمل مواطاتی، حمل ہوہو... .. ”الا الله“ موضوع (تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ الله الہ لاغیر) موضوع بامحمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

سورۃ القدر کی منطقی ترکیب

إِنَّا أَنزَلنَاهُ فِی لَیلَةِ القَدرِ ۝ وَمَا أَدرَاكَ مَا لَیلَةُ القَدرِ ۝ لَیلَةُ القَدرِ خَیرٌ مِن أَلفِ شَهرٍ ۝ تَنَزَّلُ المَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِیهَا بِإِذنِ رَبِّهِم مِن كُلِّ أَمرٍ سَلَامٌ هِیَ حَتَّی مَطلَعِ الفَجرِ ۝

إِنَّا أَنزَلنَاهُ فِی لَیلَةِ القَدرِ ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٴخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر معدولہ غیر مغیرہ۔

" إِنَّ "ادات غیر زمانیہ۔ .. "نَـــا"ضمیر موضوع۔.. ."أُنــزَل" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی .. . "نَـــا" ضمیر موضوع...... "ہُ"متعلق اول محمول... ."فِـی" ادات غیر زمانیہ...... "لَیـلَةِ"مقید.... ."الـقَـدرِ" قید.....مقید با قید مرکب تقییدی ہوکر جزءثانی......جزءاول جزءثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہوکر متعلق ثانی محمول... .موضوع اپنے محمول اور متعلقات سے مل کر محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی .... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٴخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

وَمَا أَدرَاكَ مَا لَیلَةُ القَدرِ ۝

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

"و"ادات غیر زمانیہ ......"مَا"استفہامیہ موضوع......"أَدرَاكَ" محمول بحمل الاشتقاق حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.... .اس میں ضمیر موضوع... ."مَا لَیلَةُ القَدرِ "مرکب تام انشاء معلوم تصوری الخ۔۔۔ہوکر متعلق محمول.... .موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٴخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.... .موضوع با محمول مرکب تام انشاء معلوم تصوری.

لَیلَةُ القَدرِ خَیرٌ مِن أَلفِ شَهرٍ ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"لَیـلَةُ"... .مقید"الـقَـدرِ" قید.. ..مقید با قید مرکب تقییدی ہوکر موضوع ....."خَیـرٌ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی......"مِــن" ادات غیر زمانیہ جزءاول.... ."أَلف "مقید . ..."شَهــرٍ" قید.. .مقید با قید مرکب تقییدی ہوکر جزءثانی..... جزءاول با جزءثانی مرکب غیر تقییدی ہوکر متعلق محمول.. .موضوع محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

تَنَزَّلُ المَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِیهَا بِإِذنِ رَبِّهِم مِن كُلِّ أَمرٍ ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"تَنَزَّلُ"...... محمول بحمل اشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.. .."المَلَائِکَۃُ" جزءاول.. .."وَ" ادات غیر زمانیہ.. .."الرُّوحُ" جزءوثانی ...... جزءاول جزءثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہوکر موضوع...... "فِی" ادات غیر زمانیہ جزءاول...... "ھَا" ضمیر جزءثانی...... جزءاول جزءثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہوکر متعلق اول محمول.. .. "بِ" ادات غیر زمانیہ جزءاول...... "إِذنِ" مقیدُاول......"رَبِّ" مقیدُثانی .... "ھم" قید با مقید مرکب غیر تقییدی ہوکر قید ہوا مقیداول کے لیے مقید با قید مرکب تقییدی ہوکر جزءثانی جزءاول جزءثانی سے مل کر متعلق دوم محمول . "مِن" ادات غیر زمانیہ جزءاول. "کُلِّ" مقید "أَمرٍ" قید . مقید با قید مرکب تقییدی ہوکر جزءثانی جزءاول جزءثانی سے مل کر متعلق سوم محمول......موضوع اپنے محمول اور متعلقات محمول سے مل کر قضیہ حملیہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطلَعِ الفَجرِ ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"سَلَام" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.. .."ھِیَ" موضوع.. .."حَتّٰی" ادات غیر زمانیہ...... "مَطلَعِ" مقید .... "الفَجرِ" قید .... مقید با قید مرکب تقییدی جزءثانی . .. جزءاول جزءثانی سے مل کر مرکب غیر تقییدی متعلق محمول . .. موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

سورۃ الکوثر کی منطقی ترکیب

إِنَّا أَعطَينَاكَ الكَوثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانحَر ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الأَبتَرُ ۝.

إِنَّا أَعطَينَاكَ الكَوثَرَ. ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"إِنَّ" ادات غیر زمانیہ .... "نَا" ضمیر موضوع......"أَعطَی" مقید ....."كَ" ضمیر قید اول.. .."الکوثر" قید ثانی.. .مقید اپنی دونوں قیدوں سے مل کر مرکب غیر تقییدی ہوکر محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی.. .. "نَا" ضمیر موضوع......موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر معدولہ غیر مغیرہ ہوکر محمول.... .موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجیہ بتیہ

عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ۝

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

"فَ" ادات غیر زمانیہ...... "فَصَلِّ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی...... اس میں ضمیر موضوع...... "لِ" جزء اول...... "رَبِّ" مقید...... "كَ" قید...... مقید باقید مرکب تقییدی ہو کر جزء ثانی...... جزء اول جزء ثانی سے مل کر متعلق محمول...... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

"وَ" ادات غیر زمانیہ...... "انۡحَرۡ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی...... اس میں ضمیر موضوع...... موضوع با محمول مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡأَبۡتَرُ ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ثلاثیہ تامہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر معدولہ غیر مغیرہ۔

"إِنَّ" ادات غیر زمانیہ...... "شَانِءِ" مقید...... "كَ" ضمیر قید...... مقید باقید مرکب تقییدی ہو کر موضوع...... "هُوَ" رابطہ غیر زمانیہ...... "الۡأَبۡتَرُ" محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو...... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثلاثیہ تامہ شخصیہ مخصوصہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوا...... ویا کہ "شَانِئَكَ" مرکب تقییدی موضوع اول...... "هُوَ" ضمیر موضوع ثانی...... "الۡأَبۡتَرُ" محمول بحمل المواطات، حمل مواطاتی، حمل ہو ہو...... موضوع با محمول قضیہ حملیہ ثنائیہ مرکبہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر معدولہ ہو کر محمول بحمل المواطاۃ، حمل ہو ہو...... موضوع با محمول قضیہ حملیہ مرکبہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہوا۔

سورۃ الاخلاص کی منطقی ترکیب

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ۝ وَلَمۡ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

قُلۡ.

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

"قُلۡ" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی...... اس میں ضمیر موضوع...... موضوع با محمول مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٗخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجبہ بتیہ بسیطیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

''ھُوَ''ضمیر موضوع''۔ ''اَللّٰـہ ''محمول بحمل المواطاۃ، حمل مواطاتی، حمل ہوہو۔ ''أحَـدٌ'' أیضا محمول بحمل المواطاۃ، حمل مواطاتی، حمل ہوہو، موضوع اپنے دونوں محمولوں سے مل کر قضیہ الخ.....ویا کہ'' اَللّٰـہُ أحَـدٌ ''قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ خاررجیہ بتیہ بسیطیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ ہو کر محمول بحمل المواطاۃ، حمل مواطاتی، حمل ہوہو قضیہ حملیہ الخ۔ .ویا کہ''اَلـلّٰـــــہ ''متعلق موضوع......'' أحَدٌ ''محمول بحمل المواطاۃ، حمل مواطاتی، حمل ہوہو کر قضیہ حملیہ الخ.... .ویا کہ'' أحَدٌ ''محمول برائے موضوع مقدر''ھُو''...... موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٗخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقہ خارجبہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

''اللّٰہ ''موضوع۔ .'' الصَّمَدُ ''محمول بحمل المواطاۃ، حمل مواطاتی، حمل ہوہو .... قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ حقیقیہ خاررجیہ بتیہ بسیطیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

لَم یَلِد ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتاٗخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد مین حقیقیہ خارجبہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٗخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقیہ خارجبہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

"لَـم" ادات سلب ادات غیر زمانیہ..... ''یَـلِـد ''محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی،.... .اس میں ضمیر موضوع.... .. موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتاٗخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد مین حقیقیہ خارجبہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٗخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقیہ خارجبہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

وَلَم یُولَد ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتاٗخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد مین حقیقیہ خارجبہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتاٗخرین ومہملہ موجبہ عند المتقد مین حقیقیہ خارجبہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

"وَ" ادات غیر زمانیہ .''لَـــم'' ادات سلب ''یُـــولَـــد ''محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذوہو، حمل ترکیبی۔ اس میں ضمیر موضوع... .موضوع با محمول قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ عند المتاٗخرین ومہملہ سالبہ عند المتقد مین حقیقیہ خارجبہ

بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ثنائیہ ساذجہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ۝

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

”وَ“ ادات غیر زمانیہ۔۔۔”لَم“ ادات سلب۔۔ ”یَکُن“ ادات زمانیہ ۔۔۔”لَہ“ متعلق محمول۔۔ ”کُفُوًا“ محمول بحمل المواطاۃ حمل مواطاتی حمل ہوہو۔ ”أَحَدٌ“ موضوع موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ سالبہ کلیہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔ ویا کہ قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ محصورہ مسورہ موجبہ کلیہ حقیقیہ خارجیہ بتیہ عدمیہ مغیرہ معدولہ معدولۃ المحمول۔

تراکیب مفیدہ

۞......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"السلام" مرکب غیر تقییدی موضوع "علیکم" مرکب غیر تقییدی محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی...... "و" ادات غیر زمانیہ...... "رحمۃ اللہ" مرکب تقییدی متعلق اول موضوع...... "و" ادات غیر زمانیہ...... "برکاتہ" مرکب تقییدی متعلق ثانی موضوع...... موضوع اپنے متعلقات اور محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ طبعیہ موجبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

۞......أھلا وسھلا!

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"أھلا" محمول محذوف "أتیت" کے متعلق ہے...... "أتیت" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی...... "ت" ضمیر موضوع...... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"واو" ادات غیر زمانیہ...... "سھلا" محمول محذوف "وطیت" کے متعلق ہے، باقی ترکیب اسی طرح ہے۔

۞......مرحبا!

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"مرحبا" محمول محذوف "رحبت" کے متعلق ہے...... "رحبت" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی...... "ت" ضمیر موضوع...... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عند المتأخرین ومہملہ موجبہ عند المتقدمین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

۞......حی علی الصلاۃ!

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

"حی" اسم فعل بمعنی "ایت"...... "ایت" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی...... "ت" موضوع...... موضوع اپنے محمول...... "علی الصلاۃ" مرکب غیر تقییدی متعلق محمول...... موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

۞......**حی علی الفلاح!**

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

"حی" اسم فعل بمعنی "ایت"......"ایت" محمول الخ......موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

۞......**أیضاً.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقد مین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"أیضاً" محمول محذوف "اض" کے متعلق ہے......"اض" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی......اس میں ضمیر مستتر موضوع......موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقد مین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

۞...... **أمین!**

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

"امین" اسم فعل بمعنی "استجب"......"استجب" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی......اس میں ضمیر مستتر موضوع......موضوع با محمول مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

۞...... **فصاعدا.**

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

"ف" ادات غیر زمانیہ "محمول محذوف "اصعد" کے متعلق ہے...... "اصعد" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی......اس میں ضمیر مستتر موضوع......موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔

۞......**سبحان الله!**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقد مین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"سبحان اللہ" مرکب تقیدی محمول محذوف "أسبح" کے متعلق ہے......"أسبح" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی......اس میں ضمیر مستتر موضوع......موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ موجبہ عندالمتأخرین ومہملہ موجبہ عندالمتقد مین خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

۞...... **وَلَاتَ حِینَ مَنَاصٍ.**

قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ خارجیہ حقیقیہ بتیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

"و" ادات غیر زمانیہ......"لَاتَ" ادات سلب "الحین" موضوع محذوف "حِینَ مَنَاصٍ" مرکب تقیدی محمول بحمل المواطاۃ، حمل

مواطاتی، حمل ہوہو……موضوع بامحمول قضیہ حملیہ متعارفہ ساذجہ ثنائیہ شخصیہ مخصوصہ سالبہ خارجیہ بتیہ حقیقیہ عدمیہ غیر منحرفہ محصلہ غیر مغیرہ غیر معدولہ۔

۞……ہلمّ جرّا. . . .

مرکب تام انشاء معلوم تصوری۔

"ہلمّ" اسم فعل بمعنی "ائت"……"ائت" محمول بحمل الاشتقاق، حمل اشتقاقی، حمل ذو ہو، حمل ترکیبی……"ت" ضمیر موضوع……"جرّا" متعلق محمول……و یا کہ "جرّا" بمعنی "جارا" متعلق موضوع……یا "ائت" کی ضمیر کے لیے قید ہے……موضوع اپنے محمول اور متعلق محمول سے مل کر مرکب تام انشاء معلوم تصوری ہوا۔